اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ری تعالیٰ و نعت سید ابرار خواجۂ کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
لم کے بعد خاکسار ازلی بندہ محمد عسکری قزلباش اکبرآبادی شناسائے علم کلام منتظرین نجات دارین
خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہے کہ سنہ ۱۳۲۹ ہجری سے مابین جناب مولوی شیخ احمد صاحب وکیل
[illegible] وکیل ریاست جیپور و جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی جو شہر
بر آباد میں معلمی کرتے ہیں مذہبی مناظرہ ہو رہا ہے اور کتاب انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ
ظہار الہدیٰ و بدر الدجیٰ و تذکرۃ الخلفاء اس مناظرہ مذہبی میں فریقین نے لکھکر
ائع فرمائیں جنکو میں نے بھی دیکھا۔ میرے بعض بے تعصب سُنّی و شیعہ دوستوں نے مجھکو
عصب سمجھکر واسطے تحریر **قول فیصل** کے مجبور کیا۔ لہٰذا بپاس خاطر اپنے احباب
کے یہ **قول فیصل** میں نے لکھکر اپنے دوستوں کی پسند کے مطابق نام اسکا
رفع اسلام رکھا۔

ظرین کی خدمت فیضدرجت میں گزارش ہے کہ اگر بسبب مقتضائے بشری کوئی سہو یا

تنقیح نمبر اوّل

باہم مولوی شیخ احمدؐ صاحب و مولوی محمدؐ جہانگیر خانصاحب جو مذہبی مباحثہ ہوا اوسکی کیا ضرورت تھی

اس تنقیح کے فیصلہ کے واسطے مین نے جہانتک تحقیقات کی تو واضح ہوا کہ مولوی شیخ احمد صاحب نے جب تبدیل مذہب کیا اور سُنّی سے شیعہ ہو گئے تو اکثر اہل سنت اُنسے تبدیل مذہب کے وجوہ دریافت کرتے تھے جنکے جوابات جدا جدا ہر شخص کو دینا ایک طول امل تھا لہذا بنظر اطلاع خاص و عام ایک رسالہ بنام انوار الہدی شائع کیا گیا جسمین تبدیل مذہب کے مفصّل و مکمّل وجوہ قلمبند کیے گئے تاکہ طالبان راہ حق کو بآسانی اونکے دریافت کرنے کا موقع ملے۔ مولوی صاحب ممدوح نے اس رسالہ مین نہ کسی مذہب پر حملہ کیا تھا نہ کوئی کلمہ توہین آمیز لکھا تھا۔ صرف اپنا عقیدہ ظاہر کیا تھا اس کتاب کے شائع ہونے پر پبلک کو اسقدر حق ضرور حاصل تھا اور حاصل ہے کہ مولوی شیخ احمدؐ صاحب کے وجوہ تبدیل مذہبی کی تردید مین اونکی غلطیاں ظاہر کرین اور راو نیز نکتہ چینیاں کرین۔ لیکن اس کتاب انوار الہدی کے مقابلہ مین جو کتاب اظہار الہدی مولوی محمدؐ جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی نے شائع فرمائی ہے۔ اس کتاب مین انوار الہدی کے تو ایک حملہ کا بھی جواب نہین دیا گیا ہے نہ مولوی شیخ احمدؐ صاحب کی غلطی دربارہ تبدیل مذہب ثابت کیگئی ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کو سخت سخت گالیاں دیگئی ہیں اور انتہا درجہ کی توہین مذہبی کی گئی ہے۔ کہین لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا شیعونکا دادا پیر ہے۔ کہین لکھا ہے کہ شیعونمین وطی فی الدبر جائز ہے۔ کہین لکھا ہے کہ شیعونین اپنے بھائی کے واسطے لونڈی کی فرج

تنقیح نمبر اوّل

باہم مولوی شیخ احمد صاحب و مولوی محمد جہانگیر خانصاحب جو مذہبی مباحثہ ہوا اوسکی کیا ضرورت تھی

اس تنقیح کے فیصلہ کے واسطے مین نے جہانتک تحقیقات کی تو واضح ہوا کہ مولوی شیخ احمد صاحب نے جب تبدیل مذہب کیا اور سُنی سے شیعہ ہوگئے تو اکثر اہل سنت اُنسے تبدیل مذہب کی وجوہ دریافت کرتے تھے جنکے جوابات جُدا جُدا ہر شخص کو دینا ایک طول امل تھا لہذا بنظر اطلاع خاص و عام ایک رسالہ بنام انوار الہدی شائع کیا گیا جسمین تبدیل مذہب کے مفصل و مکمل وجوہ قلمبند کئے گئے تاکہ طالبان راہ حق کو بآسانی اونکے دریافت کرنے کا موقع ملے۔ مولوی صاحب ممدوح نے اس رسالہ مین نہ کسی مذہب پر حملہ کیا تھا نہ کوئی کلمہ توہین آمیز لکھا تھا۔ صرف اپنا عقیدہ ظاہر کیا تھا اس کتاب کے شائع ہونے پر پبلک کو اسقدر حق ضرور حاصل تھا اور حاصل ہے کہ مولوی شیخ احمد صاحب کے وجوہ تبدیل مذہبی کی تردید مین اونکی غلطیان ظاہر کرین اور راہ ونیز نکتہ چینیان کرین۔ لیکن اس کتاب انوار الہدیٰ کے مقابلہ مین جو کتاب ظہار الہدیٰ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی نے شائع فرمائی ہے۔ اس کتاب مین انوار الہدیٰ کے تو ایک جملہ کا بھی جواب نہین دیا گیا ہے نہ مولوی شیخ احمد صاحب کی غلطی دربارہ تبدیل مذہب ثابت کیگئی ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کو سخت سخت گالیان دیگئی ہین اور انتہا درجہ کی توہین مذہبی کی گئی ہے۔ کہین لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا شیعونکا دادا پیر ہے۔ کہین لکھا ہے کہ شیعونمین دختر نبی اللہ برہ جائز ہے۔ کہین لکھا ہے کہ شیعونمین اپنے بھائی کے واسطے لونڈی کی فرج

حلال کر دینا جائز ہے۔ اس قسم سے اکثر فحش کلمے فرقۂ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے شان میں اظہار الہدیٰ۔ بدر الدجیٰ۔ تذکرۃ الخلفا۔ محمد جہانگیر خان صاحب نے تحریر فرمائے ہین۔ اور جب ان تہتک آمیز تحریروں کے جواب مین شیعہ مثل کتاب کوئی کتاب لکھ دیتے ہین تو اہل سنت عدالت مین نالش کرنے دوڑتے ہین۔ یہ نہین دیکھتے ہین کہ شیعہ ہر حالت مین صبر و شکر کرتے ہین۔ گالیاں بھی سنتے ہین مگر عدالت مین نالش کرنے نہین جاتے۔ کیون نہو آخر یہ فرقہ کسکا معتقد اور پیرو ہے یہ فرقہ معتقد ہے حضرت علی مرتضیٰ کا کہ جنکو ابن ملجم نے شہید کیا۔ مگر آپنے ابن ملجم کے ساتھ بھی مروت اور سخاوت کی اور رسولی جفا پر صبر کیا۔ یہ فرقہ معتقد اور پیرو ہے امام حسین شہید کربلا کا جنکے جوان بھائی نوجوان فرزند کمسن برادرزادے ہمشیرہ زادے انصار و رفقا بیع جفا سے ذبح ہوے اور آپنے صبر کیا۔ ششماہہ بچہ نشانہ تیر ستم ہوا اور آپنے صبر کیا۔ تین دن کی بہوک پیاس مین اپنا گلا مثل گوسفند ان قربانی کے کمال صبر و شکر کے ساتھہ کٹوا دیا۔ انھین پیشوایان دین و محافظان شرع متین کا پیرو اور معتقد تو فرقہ شیعہ ہی ہے پھر شیعون کا صبر تو بجا ہے اور صبر و شکر انکا موروثی حصہ ہے۔ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے صرف فرقہ امامیہ اثنا عشریہ ہی کی دشنام دہی پر اکتفا نہین کیا ہے بلکہ دوازدہ امام کی شان مین بھی کمال بے ادبی اور گستاخی کے ساتھہ کلمات تہتک آمیز تحریر فرمائے ہین۔ انہین سے دو تین کلمے بطور نمونہ ذیل مین نقل کئے جاتے ہین۔

اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۴۔ باوجودیکہ سیدہ بالیقین جانتی تھین کہ فدک مین ازواج مطہرات و عمر و زبیر کا نا ت وغیرہ بھی حق شرعی رکھتے ہین پھر اسقدر ہہ ادعا و تکرار امرناحق پر کیون کیا اور باوصف علم حق بجانب ہونے خلیفہ برحق کے سیدہ نے اپنے سینہ رحمت گنجینہ کو کینہ سے کیون نہ صاف و پاک کیا۔ کیونکہ میزان سے

زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے۔
اس عبارت کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ جناب فاطمہ دختر رسولخدا صلعم نے حضرت ابوبکرؓ سے جو مسلمان تھے تین دن سے زیادہ کیون کینہ رکھا یہ فعل جناب حضرت سیدہ کا (نعوذ باللہ) داخل کفر ہے۔ اسکی پوری توضیح انشاء اللہ تنقیح ہفتم مین کرونگا۔
اظہار الہدیٰ صفحہ ۷۰۔ جناب مظہر العجائب والغرائب نے باوجود معصوم ہونے غلط گواہی دی۔
تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۱۰۲۔ یہ بات بھی باقرار حکیم جیوثابت ہو گئی کہ جناب امیر کو انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی۔
ان دونون عبارتون سے ثابت ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک (نعوذ باللہ) حضرت علی علیہ السلام کاذب بھی تھے اور نالائق بھی تھے۔ کیونکہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی تحریر سے آجتک کسی اہل سنت نے انکار نہین کیا۔ بدینوجہ مولوی صاحب ممدوح کی تحریر ایسی سمجھی جاویگی کہ گویا کل فرقہ اہل سنت کیجانب سے ہے اب مجبور واجب ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا روزمرہ بھی دکھلادون تاکہ ہر شخص واقف ہو جاوے کہ مولوی صاحب ممدوح مسلمانون کے کس گروہ مین سے ہیں۔ اور آپکی لیاقت کس درجہ تک ہے کیونکہ مسلمانون مین متعدد گروہ ہین کنجڑے۔ قصائی۔ خیاط۔ نوربافؔ۔ ندافؔ۔ بھٹیارے۔ شیخچہ بند۔ ایسے ہی علاقہ بند۔ دری باف نان بائی۔ تارکش۔ ڈھلیے۔ کندلہ کش۔ چرم ساز وغیرہ بھی لوگ گروہ اسلام مین داخل ہین اور ہر گروہ کا روزمرہ جدا گانہ ہے اور ہر شخص اپنے روزمرہ سے شناخت کرلیا جاتا ہے کہ کس قوم اور کس گروہ کا یہ شخص ہے۔ لہذا چند کلمہ بجہت دریافت قوم ولیاقت ذیل مین درج کئے جاتے ہین۔
۱۔ تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۸۰۳۔ کیون حکیم جیو تم بیچارے عبداللہ بن سبا کی ہجو مین جو

تمام جہان کے سنیان پاک کا ..وا پر ہے ۔

۲ - کتاب انتہ .. البدر کے صفحہ ۱۷۹ چشم بند وق مؤلف صاحب تو فن اقرا میں اوستاد اول ہین ۔

۳ - ایضاً صفحہ ۱۸۴ الٰہی کو بھینسا گونگا بنایا ہے ۔

۴ - [illegible] صفحہ ۱۸۸ تف ایسے مذہب پر جو آیہ کریمہ کو چیستان ٹھہرائے [illegible] یا [illegible] آلہی کو [illegible] بنائے ۔

۵ - ایضاً [illegible] کیا [illegible] وقت بھنگ پیکر بیٹھے تھے یا معجون [illegible] ۔

۶ - ایضاً صفحہ ۱۳۰ اگر [illegible] اب نہ کہین تو تم جیا ری [illegible] جینے کہنا ۔

کیا اہل سنت کے عالمان [illegible] کی تہذیب علمی اسی قسم کی ہے ۔
مین نے انوار الہدیٰ میں اس [illegible] غیر مہذب تحریر کوئی بھی نہ پائی ۔
پس مذہب اسلام اسی قسم کے مسلمانون کے سبب سے بدنام ہے جس قسم کے مسلمان مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ہین اور اسی قسم کے مسلمانون کی نسبت مسٹر چارلس گرانٹ سنہ ۱۷۹۲ ع کے اپنے رسالہ مین مسلمانان ہند کا معتقد [illegible] سرکش اپنے مذہبی توہمات کا مفتون ہونا خونخوار شہوت [illegible] جابر مطلق العنان بانی ظلم عادی نفس پرستی ظالمانہ بے رحمیون کے مطیع دغا باز عاصب ہندوستان کے لوگون کا بگڑی ہوئی اور ذلیل قوم ہونا سینہ زوری اور وحشیانہ جذبات کا مجموعہ ہونا قلمبند فرماتے ہین ۔ جس کا ذکر آنریبل مسٹر جسٹس سید محمود صاحب نے اپنے لیکچر مطبوعہ ۲۸ - دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹

مین کیا ہے یہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ میرے نزدیک اس قسم کے الزامات
سے بالکل بری ہین۔ انکی تہذیب انکا علم ادب دنیا کی کل قومون سے اعلیٰ اور
افضل ہے اسمین شک نہین کہ فرقہ اہل سنت ضرور محتاج تعلیم ہے۔ جیساکہ
آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خانصاحب بہادر بالقابہ کی تجویز ہے۔ اور اسمین شک نہین
کہ فرقہ اہل سنت مین سے جن لوگون نے حسب ہدایت سر سید صاحب بہادر
بالقابہ تعلیم پائی ہے وہ لوگ انتہا درجے کے مہذب اور شایستہ ہوگئے ہین اون تعلیم یافتون
مین سے ایک بھی ایسا نظر نہین آتا کہ جو مثل مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے باہمی
گالی گلوج سے اپنی تصنیفات کو بدنام کرے۔ مین نے جہانتک غور کیا تو اس
تعلیم یافتہ جماعت کو اس امر کا مدعی پایا کہ باہم سنی و شیعہ کے دلی محبت اور دلی میل
جول ہوجاوے اور سب ایک دل ہوکر اس دنیا مین برآمالیتی سب جرکرین اور
اتفاق باہمی سے پھر اون عروج کو حاصل کرین جو زمانہ حیات جناب سرور
کائنات مین مسلمانون کو حاصل تھا۔

مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کی تحریر مندرجہ ذیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ
مولوی صاحب ممدوح کی تحریر مندرجہ اظہار الہدیٰ و بدر الدجیٰ و تذکرۃ الخلفاء صرف
اہل سنت کے کم علمون اور جاہلون کے دل خوش کرنے اور روپیہ پیدا کرنے کی
غرض سے ہے نہ بنظر اظہار حق۔

کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۲۱ مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے تحریر فرمایا ہے
کہ اس خلاف واب مناظرہ سے مطلب ابن سبا کے چیلون کا سوائے اسکے نہین ہے
کہ کسی صورت سے مشتاقان مباحثہ کو کہ جسکی شہرت تمام ممالک مغربی و شمالی مین ہو
رہی ہے ہماری جانب سے بدظن کرین چونکہ ہمارے قدردان بفضل الٰہی سبھی تو صاحب
سلیقہ و ذی علم ہین وے حق شناس مفتریان کے دہوکہ دھڑی مین نہ آئینگے۔

اور صفحہ ۲۷ کتاب ہٰذا کو یوں تحریر فرمایا ہے کہ گو مطلب مفتری کا اس اختراع بے سود
سراسر زیان سے سوائے اسکے نہیں ہے کہ جس طرح سے ہو سکے شائقین انصاف دوست
کو ہمارے نامی گرامی مباحثہ سے جسکا تذکرہ حدود عرب و عجم تک ہو رہا ہے بدظن
کردے - دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست -

راست باز عالم اور حق گو انسان کو اسبات کی کبھی پروا نہیں ہوتی کہ اوسکی تحریر یا
تقریر سے کوئی راضی رہتا ہے یا ناراض ہو جاتا ہے - دیکھو جناب رسولخدا صلعم ہدایت
فرماتے تھے اور اس ہدایت کے عوض کفار قریش اونکو [illegible] ایذا پہونچاتے تھے - مگر
آنحضرت کو کبھی پرواہ نہیں ہوئی اور کلمہ حق بیان پر آمادہ رہا - راست باز انسان
کی تحریر اور تقریر بنظر اظہار حق ہوا کرتی ہے نہ بخیال [illegible] - تالیف قلوب
کرنا اور [illegible] جناب [illegible] کی دوکانداری کو
ترقی ہو اور نفع عظیم حاصل ہو - اگر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب بطور اظہار حق کتابیں
تحریر و تالیف فرمائی تھیں تو اونکو اس خوشامد [illegible] کی ضرورت تھی - ہمارے
قدردان ناظرین کے بہکانے سے کبھی ہم سے بدظن نہونگے - اور اس خوشامدانہ
تعریف کی کیا احتیاج تھی کہ ہمارے نامی گرامی مباحثہ سے جسکا تذکرہ حدود عرب و عجم
تک ہو رہا ہے ناظرین ہمارے شائقین کو بدظن کیا چاہتا ہے اس عجز کی کیا ضرورت
تھی کہ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست - بیشک تم جہانتک جسقدر بہکاؤ لیکن
اگر ہمارا خدا ہمپر مہربان ہے تو تمہارے بہکانے سے ہماری آمدنی میں کوئی خلل
نہ پڑیگا - بلکہ ہماری کتابیں ضرور فروخت ہونگی اور ہم نفع [illegible] اوٹھاوینگے مولوی
محمد جہانگیر خان صاحب کے اس اعتراض مطالب میں اس تنقیح کا فیصلہ کرتا ہوں کہ
مولوی شیخ احمد صاحب نے [illegible] حسب غیرت خود محض بنظر اظہار حق تالیف
فرماکر شائع کی ہے - اور اونکی محنت تصنیف کا منافع مرزا باقر حسین صاحب کو

جو سنّی المذہب ہین حاصل ہوا - یہ ایک سیہ چشمی مذہب شیعہ کے اثر سے انسان مین
پیدا ہو جاتی ہے - اور مولویصاحب ممدوح نے محنت تالیف حسبتًا للہ بنظر اظہار حق
بلا کسی نفع دنیوی کے اپنے اوپر گوارا فرمائی - اور اپنی کتاب کی نسبت عام اجازت
دیدی کہ جو چاہے وہ چھاپے - اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے میرے نزدیک بنظر
حصول شہرت و منفعت دنیوی - اظہار الہدی بدر الدجی و تذکرۃ الخلفاء کو بازاری
محاورات مین تالیف کرکے شائع کیا - صرف جاہلون اور کم علم [illegible] کے خوش کرنے کو -
تاکہ لوگ پڑھکر اسباب مضحکہ اور اڑائین کہ خوب جوابات دئے گئے ہیں شیعون کو گالیان دین مین
ورنہ انوار الہدی اور شمس الضحی اور اعلان الحق کے ایک جملہ کا بھی جواب مولوی
صاحب ممدوح نے اظہار الہدی اور بدر الدجی اور تذکرۃ الخلفاء مین نہین دیا ہے
بجز دشنام دہی کے - مین توجہ دلاتا ہون تمامی [illegible] اہل سنّت کو کہ اسلام مین
جسقدر ضعف پیدا ہوا - اور پیدا ہوتا چلا جاتا ہے - اسی قسم کے باہمی بغض و
عناد کے سبب جو اپنے نفع ذاتی کیواسطے شیعون کو گالیان دیکر اپنے پیشواؤنکے
حالات ظاہر کراتے ہین - اور بغض و عناد کو اسقدر ترقی دیتے چلے جاتے ہین
مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے صرف کم علمون اور [illegible] کے خوش کرنے کو [illegible]
شیعون کو عبد اللہ ابن سبا کا چیلا اور مرید لکھا ہے - اور عبد اللہ [illegible]
کا دادا پیر بنایا ہے - اور اسی قسم کے اور اتہام کئے ہین کہ شیعون مین وطی فی الدبر
جائز ہے - ایسی فحش گالیون کے جواب مین شیعہ گالیان تو نہین دیتے بلکہ جو الزام
شیعون پر لگائے جاتے ہین وہ سب الزام بلکہ اوس سے زیادہ پیشوایان اہل سنّت
کی نسبت اہل سنّت ہی کی کتابون سے ثابت کر دیتے ہین جنکے پڑھنے سے فتنہ
و فساد بڑھتا جاتا ہے کم نہین ہوتا - کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جن پیشواؤنکا
معتقد اہل سنّت کا ایک بڑا گروہ ہے - اون پیشواؤنکا مرتبہ اور حالات شیعون کو چھیڑکر

علما ء اہل سنت مشتہر کراتے ہین۔ اگر ایسے عالم جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ہین شیعون کو سخت نہ لکھین اور گالیان ندین اور بیجا الزام شیعون پر نہ لگا وین تو شیعہ پیشوا یان اہل سنت کی شرمناک کارروائیون کے لکھنے اور بیان کرنے پر کبھی مستعد نہون۔ بین اوسکے ثبوت مین ایک مختصر تحریر فریقین کی اس جگہہ نقل کرتا ہون

اظہار الہدایہ صفحہ ۱۵ (شیعہ اگرچہ تقیہ مکہ معظمہ مین جاتے ہین تو تڑا تڑ پڑا پڑ جوتیان کہاتے ہین۔ شمس الضحیٰ صفحہ ۲۰۳۔ آپنے جو پہلو جوتیون کی مار کا طعنہ دیا ہے۔ تو یہ طعنہ کی بات نہین۔ بلکہ بڑے فخر کی بات ہے۔ خدا کی راہ مین جوتیان کہانا قدیم سے داخل فضیلت ہے جیسا کہ مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ مکہ معظمہ مین قبل ہجرت مشرکین نے حضرت ابو بکر کو جوتیون سے مارا جسپر علماء اہل سنت کو بڑا فخر ہے۔ شمس الضحیٰ کے اس جملہ کا جواب آجتک مولوی محمد جہانگیر خانصاحب سے نہ بن پڑا۔ اگر مولوی صاحب ممدوح شیعو کی نسبت ایسا سخت کلمہ نہ لکھتے تو شیعہ نکو حضرت ابو بکر کی شان مین ایسی بے ادبی کرنے کی ضرورت نہوتی۔ پس شیعو نکو اہل سنت بے سبب چھیڑ کر اس قسم کی باتین سنتے ہین۔ درحالیکہ خلفاء ثلثہ اہل سنت کے نزدیک پیشوائے دین ہین تو اپنے پیشوایان دین کی شان مین ایسی باتین چھیڑ چھیڑ کر لکھوانے کے موا خذہ دار اہل سنت ہونگے یا کوئی دوسرا۔ کیونکہ شیعہ تو خلفاء ثلثہ کو پیشوا دین نہین سمجھتے بلکہ مخرب دین کہتے ہین پھر اونکو صحیح واقعات کے لکھنے مین کیا تامل ہو سکتا ہے۔ چاہی اس لکھنے سے کوئی راضی ہو یا ناراض۔ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے جو شیعو نپر وطی فی الدبر کا اعتراض کیا ہے۔ ایسے اعتراض کی کوئی ضرورت نتھی کیونکہ انوار الہدے وطی فی الدبر کا کوئی تذکرہ نہ تھا کہ جسکے جواب کی ضرورت ہوتی۔ پھر ایسی باتون کی لکھنے اور ذکر کرنے سے کیا حاصل مجھکو خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ کسی اہل سنت نے از نام شمس عیسائی جو ایک فرضی نام تھا دو سوال شیعون کے پاس بھیجے ایک سوال

نسبت تحریف قرآن مجید تھا۔ اور دوسرا در بارہ متعہ زن۔ ان دونوں سوالوں کے
جواب میں شیعوں نے سارے الزام پیشوایان اہل سنت کی نسبت ثابت کرکے
ایک چھوٹا سا رسالہ شایع کیا۔ اس رسالہ کے جواب میں کسی عالم اہل سنت نے کتاب
طعن السنان شائع کی۔ اور اس کتاب طعن السنان میں امام جعفر صادق علیہ السلام
و دیگر اماموں کی نسبت کلمات مخش لکھے اور شیعوں کو بھی گالیاں دیں۔ جسکے جواب میں
شیعوں نے ایک چھوٹا سا رسالہ طبع کرایا اور اوس رسالہ میں یہ بات ثابت کردی کہ
پیشوایان اہل سنت وطی فی الدبر کو حلال جانتے تھے۔ میں اوس رسالہ میں کے
چند ثبوت بطور نمونہ کتاب قبقاب مصنفہ عالم اہل سنت کے ذیل میں نقل کرتا ہوں
کتاب قبقاب صفحہ ۱۲ میں یہ عبارت درج ہے۔ واخرج الخطیب سے
رواہ مالک بن طریق النضر ابن عبداللہ الازدی عن مالک عن نافع عن
ابن عمر فی قولہ تعالیٰ نساءکم حرث لکم الایہ قال ائتنا فی قبلہا
وانتنا فی دبرھا علامہ جلال الدین سیوطی نے جو بہت بڑے عالم مذہب اہل سنت
جماعت میں گذرے ہیں تفسیر درمنثور میں اس روایت کو نقل کیا ہے جسکا مطلب
یہ ہے کہ خطیب نے طریق نضر بن عبداللہ ازدی سے اور راوسنے مالک سے اور اوسنے
نافع سے اور اوسنے ابن عمر سے روایت کی کہ انی شئتم سے اختیار مراد ہے
چاہے قبل میں جماع کرے چاہے دبر میں جماع کرے۔
کتاب قبقاب صفحہ ۲۲ و ۳۲ میں مندرجہ ذیل روایات درج ہیں۔ کہ ابو سعید خدری
قسطلانی نے صحیح بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ محمد ابن علی کہتا ہے کہ میں محمد ابن کعب
قرظی کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ عورت کی دبر میں
وطی کرنے کو تو کیا کہتا ہے۔ کہا یہ شیخ قریشی حاضر ہے اس سے پوچھ یعنے عبداللہ ابن
علی بن سائب سے پس کہا عبداللہ نے کہ یہ بات گندی ہے اگرچہ حلال ہے

پھر انھین صفحات مذکورہ مین ایک دوسری روایت بھی مندرجہ ذیل درج ہے۔
درِّ اور ردی سے روایت ہے کہ لوگون نے زید ابن اسلم سے کہا کہ محمد ابن منکدر دُبر
مین جماع کرنے کو منع کرتا ہے پس کہا زید ابن اسلم نے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد ابن
منکدر نے اس فعل کو جائز رکہا ہے۔ پھر صفحات مذکورہ مین ایک تیسری روایت
مندرجۂ ذیل درج ہے۔ ابن جریر نے روایت کی کہ ابن ملیکہ سے پوچھا کہ عورت
کی دبر سے جماع کرنا کیسا ہے کہا مین نے شب کو اپنی لونڈی سے یہ بات کی ہے
کتاب قبقاب صفحہ ۶۴ سے مندرجہ ذیل واقعات نقل کئے جاتے ہین۔
قسطلانی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ وطی فی الدبر کی اباحت یعنی جواز بالتحقیق
ایک جماعت سلف سے منقول ہے بموافق انھین احادیث اور ظاہر ہے کے۔
اور نسبت کیا اسکو ابن شعبان نے اکثر صحابہ اور تابعین کیطرف اور جواز جانب
امام مالک کے بھی روایات کثیرہ ہین۔ ابو بکر الجصاص نے اپنے احکام القرآن مین کہا
کہ اس مسئلہ وطی فی الدُبر کی اباحت یعنی جائز ہونا حلال ہونا امام مالک سے
مشہور ہے اور مالکیہ انکار کرتے ہین بسبب قبح اور شناعت کے حالانکہ یہ امر
مشہور ہے کوئی اوسکو دفع نہین کرسکتا۔
کتاب قبقاب کے صفحہ ۵۳ مین مندرجۂ ذیل روائتین درج ہین۔
ابن جریر کتاب النکاح مین ابن وہب مالکی سے روایت کرتا ہے کہ وطی فی الدبر مذہب
مالکی مین جائز ہے۔
ابو سلیمان جرجانی نے امام مالک سے پوچھا کہ اپنے زوجہ کی دبر مین وطی کرنا کیسا
ہے امام مالک نے جواب دیا کہ مین نے ابھی اس فعل کے باعث غسل کیا ہے۔
کتاب قبقاب صفحہ ۵۸ و ۶۲ مین واقعہ مندرجہ ذیل درج ہے۔
ملا عبدالرحمن جامی نے کتاب بہارستان مین تحریر فرمایا ہے۔ گفت سلمۂ پیاک خواہش

کز قفایش گرفت راہ فساد - ترک این فعل کن کہ جائے تر نسیت - نزد دین پروران نیک نہاد - گفت خامش کہ شیخ دین مالک - ہمچنین عیش رخصتِ ما داد - گفت مسکین زن زیر او کہ خدا ت - دد زود گیر مالک انداز او -

کتاب تبقاب صفحہ ۶۳ مین مندرجہ ذیل روایت درج ہے -

تفسیر درمنثور مین روایت کی طحاوی اور حاکم نے محمد ابن عبد اللہ سے امام شافعی کی تعریف مین کہ لوگون نے امام شافعی سے مسئلہ دخول فی الدبر کا پوچھا فرمایا امام شافعی نے کہ آنحضرتؐ سے نہ اسکی ملت ثابت ہے نہ حرمت اور قیاس چاہتا ہو کہ حلال ہووے -

کتاب تبقاب صفحہ ۶۵ مین مندرجۂ ذیل روایت درج ہے -

طحاوی عبد الرحمن ابن قاسم سے تفسیر درمنثور مین روایت کرتا ہے کہ مین نے نہین پایا کسیکو اپنے مذہب کی پیروی کرنیوالون مین سے ایسا کہ وطی فی الدبر کے حلال ہونے مین شک کرتا ہو کیونکہ وطی فی الدبر حلال ہے اور آیہ فأتوا حرثکم کو پڑھا اور کہا کہ کوئی حجت ظاہری وطی فی الدبر کے حلال ہونے مین اس آیہ سے زیادہ نہین ہے -

یہ اعتراضات جو شیعون کی جانب سے ہوئے تو ان اعتراضات کا جواب شافی آجتک کسی اہل سنت سے نہوا - تبقاب جو ان اعتراضات کے جواب مین تحریر ہوئی ہے اوسکے مطالعہ سے بھی ایک قسم کا اقبال اور شرمندگی منجانب اہلِ سنت ظ[illegible] ہوتی ہے -

کیسے شرم [illegible] افسوس کی بات ہے کہ فرقہ اہل سنت مین سے ایسے ایسے ذی علم [illegible] [illegible] ابو محمد حبا بگمرخان صاحب سکہ یا وجہ شیعو نپر ایسے اعتراض کرکے [illegible] نکو اپنے مذہب کی معتبر کتابون سے اپنے اوپر ثابت کراتے

اور ان بے سود مباحثون سے اسلام پر غیر قومون کو مضحکہ کرنے کا موقع دیتے ہین۔ اور انجام پر غور نہین کرتے۔ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور انکے مناظرہ کے شائقین سے کوئی دریافت کرے کہ انوار الہدیٰ مین تو ایسی گندی باتونکا ذکر تک نہین ہے آپ نے وطی فی الدبر کے مباحثہ کو کس غرض سے شروع کیا اور زمانہ گذشتہ مین جو شیعون نے اس وطی فی الدبر کا بانی پیشوایان اہل سنّت و الجماعت کو قرار دیا تھا جسکے جواب مین اہل سنت کی جانب سے کتاب تبقاب شائع ہوئی۔ جس کتاب مین سے چند ثبوت شیعونکے مین نے نقل کئے ہین۔ ان ثبوتون کی تردید اگر مولوی صاحب کر سکین تو سچ ہے مین بشوق مطالعہ کرونگا۔ لیکن کوئی جواب شافی آجتک میری نظر سے نہین گذرا بجز کتاب تبقاب کے اور کتاب تبقاب کے مطالعہ سے یہ بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ پیشوایان اہل سنت ضرور اس فعل کے بانی ہوے ہے۔ جسکا جواب صاحب تبقاب سے بجز تسلیم کے اور کچھہ نہو سکا اور تاویلین سے صرف پا کرکے اس دھبہ کو چھوٹا نہین اور جواب بھی کتنا معقول دیتے ہین کہ عبد اللہ ابن عمر کے جواب ورہ مین فی بمعنی من تھا۔ شرم شرم شرم۔ افسوس ہے مولوی صاحب کی سمجھہ پر کہ بلا ضرورت اپنا مذہبی الزام دوسرون پر لگاتے ہین اور جب وہ مسترد مذہب اسلئے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہین تو عدالت مین نالش کرنے کو جاتے ہین۔ کیون مولوی صاحب جب ایسے فحش کلمہ آپ شیعون کی نسبت لکھتے ہین اور شائع کرتے ہین۔ تو امجد علی خان صاحب تحصیلدار رئیس امروہہ نے جو کتاب آپکی تالیفات کی ہمو زن شائع کی تھی اوسکی بابت آپکی بھائی بند عدالت مین کیون مستغیث ہوئے۔ افسوس ہے کہ خود چھیڑ کرتے ہین اور جب دوسرا جواب دیتا ہے تو فریاد کنان عدالت کو دوڑتے ہین بڑے شرم اور بڑے افسوس کی بات ہے۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

تنقیح نمبر دوم

کیا حضرت علی علیہ السلام مشکل کشا نہ تھے اور گنہگار و خاطی و غلط گواہی دینے والے تھے اور انتظام ملکی کی لیاقت نہ رکھتے تھے یا افضل الامم و سید العرب و امام المتقین تھے

جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی نے کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے غلط گواہی دی جس سے آنجناب کا کاذب ہونا ظاہر ہوتا ہے اور کتاب مذکور کے صفحہ ۹۵ میں لکھا ہے کہ یا علی کہنا ممنوع ہے اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱۴ میں لکھا ہے کہ زیادہ تر گنہگار تھے۔ اور کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۲۸۰ میں خاطی و عاصی لکھا ہے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۱۳ میں لکھا ہے کہ وہ مشکل کشا نہیں ہیں وہ بیچارے اپنی تو مشکل آسان ہی نہ کر سکے تو دوسروں کی کیا مشکل کشائی کرینگے۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۱۴ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کسی فاضل کامل اہل سنت سے پوچھا کہ مولوی صاحب حضرت علی کی تو تعریف کیجیے فاضل نے جواب دیا کون علی آیا رافضیوں کے علی یا اہل سنت کے علی۔ اور جناب مولوی شیخ احمد صاحب نے کتاب انوار اللغات مطبوعہ مطبع آنند عشری لکھنؤ کے صفحات مندرجہ ذیل میں اہل سنت کی معتبر کتابوں سے حضرت علی علیہ السلام کے افضل الامم اور سید العرب ہونے کے ثبوت میں بہت سی حدیثیں اور اکثر اقوال اور اقرار اہل سنت کے معتبر عالموں کی تصنیفات سے نقل کئے ہیں ان میں سے چند حدیثیں بطور نمونہ ذیل میں درج کیجاتی ہیں۔

اصل احادیث بہ نشان صفحات مندرجہ ذیل کتاب انوار الہدیٰ مین جو صاحب چاہین دیکھہ لین ترجمہ اونکا کتاب مذکور سے ذیل مین نقل کیا جاتا ہے۔

انوار الہدیٰ صفحہ ۲۱۹ - مین بحوالہ ازالۃ الخفاء مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جو اہل سنت کے ایک مشہور او معتبہ محدث ہین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جسنے برا کہا علی کو اوسنے برا کہا مجھکو۔

انوار الہدے صفحہ ۲۱۹ - فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی تم میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے والی ہو۔

انوار الہدے صفحہ ۲۲۰ - فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جس شخص نے دوست رکھا علی کو اوسنے دوست رکھا مجھکو اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے بغض کیا مجھسے۔

انوار الہدے صفحہ ۲۲۱ - فرمایا جناب رسولخدا نے کہ علی مرتضیٰ امیر المومنین اور اور امام المتقین اور قائد الغر المحجلین یعنے گمراہون کو راہ بتانے والے ہین۔

انوار الہدے صفحہ ۲۲۲ - فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی کا موتھہ دیکھنا داخل عبادت ہے - یہانتک تو فریقین کے مناظرہ کی کتابون سے بطور نمونہ انتخاب کیا گیا اب مین معتبرین علماء اہل سنت کی کتابون سے حسب ذیل انتخاب کرتا ہون اور دیکھتا ہون کہ معتبرین علماء اہل سنت کا علی علیہ السلام کی نسبت کیا خیال ہے۔

مثنوی شاہ بوعلی قلندر صفحہ چہارم - جو اہل سنت مین ولی اللہ مانے جاتے ہین -

مہر دین دل کند از دنیا تہی	ان علی و اسے ملک سے بہی
ان وصی مصطفےٰ شیر خدا	ان علی زوج بتول با رسا
زال دنیا را از ان زد پشت پا	تا نیابد در نگاہ اولیا -

مولانا جلال الدین رومی جو اہل سنت کے معتبر عالمون اور ولی اللہ مین سے ہین اپنی مثنوی مین تحریر فرماتے ہین -

اوچو انداخت بر روے علی — افتخار ہر سنے و ہر دلے

زین سبب پیغمبر با اجتہاد — نام خود دان علی مولے نہاد

گفت ہر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علی مولا ے اوست

کیست مولا آنکہ آزادت کند — بند رقیت ز پایت بر کند

چون بہ آزادی نبوت ہادیست — مومنان را از انبیا آزادیست

اے گروہِ مومنان شادی کنید — ہم چو سرو و سوسن آزادی کنید

امام شافعیؒ حضرت علی ابن ابیطالب کی مدح مین فرماتے ہین۔

اقسم بمکة والحطیم وزمزم — والراقصات وسعیھن الی منٰی
قسم کھا کر کہتا ہون مکہ کی اور دیوار کعبہ او زمزم کی — اور اونٹنی اور او سکے دوڑنے جانب منٰی کی

بغض الوصی علامة مکتوبة — کتبت علی جبہات اولاد الزنا
کہ علی کی عداوت ایک علامت ہے جو لکھی ہوئی ہے — وہ علامت لکھی جاتی ہے ولد الزنا کی پیشانی پر

من لا لوالی فی البریة حیدرا — سیان عند اللہ صلی او زنٰی
جو شخص کہ علی کی محبت نرکھے گا — وہ یکسان ہے خدا کے نزدیک چاہے نماز پڑھے یا زنا کرے

لو ان المرتضٰی ابدٰی محلہ — لکان الخلق طرّاً سجّداً لہ
اگر مرتضٰی ظاہر کرتے اپنے رتبہ کو — تو مخلوقات اونکو سجدہ کرنے لگتی

کفٰی فی فضل مولانا علیٍّ — وقوع الشک فیہ انہ اللہ
ثبوت فضائل علی کے واسطے اسقدر کافی ہے — کہ لوگ اونکے خدا ہونے کا شک کرتے ہین۔

ومات الشافعی ولیس یدری — علیٌّ ربہ ام ربہ اللہ
اور شافعی مرگیا اسی جستجو مین — کہ علی اوسکا خدا ہے یا رب اوسکا خدا ہے

سورہ بنی اسرائیل۔ سنة من قد ارسلنا قبلک من رسلنا۔ روی ابن عبد البر
فی الاستیعاب و الثعلبی عن ابن مسعود قال ان النبی لیلة اسری بہ

جمع الله نبیه وبین الانبیاء ثم قال له سل هم یا محمد علی ماذا بعثتم قالوا بعثنا
علی شهادة ان لا اله الا الله وعلی الاقرار بنبوتک والولایة لعلی بن ابی طالب
اور سوال کرا ے محمد اون رسولون سے جنہین بہیجا ہمنے تجہسے پہلے روایت کی ابن عبد الله نے
بیچ کتاب استیعاب کے اور ثعلبی نے ابن مسعود سے ۔ کہ فرمایا جب جمع کیا پروردگار عالم نے
شب معراج کو نبی صلعم کے ساتھ دیگر انبیا کو اوس وقت فرمایا پروردگار عالم نے آنحضرت سے
کہ اے محمد سوال کران انبیا سے کہ تمکو کس اقرار پر خداے تعالی نے مبعوث برسالت کیا
پس جواب دیا سب انبیا نے کہ خداے تعالی نے ہمکو اقرار توحید اور اقرار نبوت جناب محمد
صلعم اور اقرار ولایت علی ابن ابیطالب پر مبعوث برسالت کیا ۔
مدارج النبوت [illegible] ناد علیا مظهر العجائب تجده عونا لک فی النوائب
کل هم وغم سینجلی بنبوتک یا محمد وبولایتک یا علی یا علی یا علی
پکار علی کو کہ وہ جاے ظہور عجائب و غرائب ہے پاویگا تو اوسکو مدد کرنیوالا اپنی سختیونمین
اور ہر رنج وغم آسان ہوگا بوسیلہ نبوت جناب محمد صلعم اور بوسیلہ ولایت علی علیہ السلام
ان واقعات سے کہ جنکی نقل اہل سنت کی معتبر کتابون سے کیگئی ہے ثابت ہوتا ہے کہ تمام
انبیا ولایت علی ابن ابیطالب کے اقرار پر مبعوث برسالت ہوے اور اسیلیے حضرت مولانا
روم نے حضرت علی علیہ السلام کو فخر انبیا و فخر اولیا کہا ہے اور فرمایا ہے علی علیہ السلام
کا مشکل کشا ہونا منجملہ ثبوت نہ رہا ۔ جسپر جناب مولوی محمد جہانگیر خان [illegible] مقتدا اور
مسلم مذہب اہل سنت معترض ہین اور علی علیہ السلام کے مشکلکشا ہونے سے منکر مین ۔
[illegible] الحقائق للامام المناوی علی خیر البشر من شک فقد کفر [illegible]
هو المطهر عن الذنوب ای جملة خیر الناس وکنتم من الکینونة
التکوین هو فی العالم الکون وختم نور اوا نفضل الا [illegible]
علی بہترین خلق ہین جنسے شک کیا وہ تحقیق کافر ہوا اور علی گناہون سے پاک صاف

ہم مذہبون کو بھی اسبات پر غور کرنا چاہئے کہ زندگی کی مدت بہت تہوڑی ہے ۔
امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ دنیا ایک ایسی غیر مستحکم قیامگاہ ہے کہ جسکو بہت جلد زوال آجاتاہے نیک بھی مرجاتے ہین اور بد بھی فنا ہوجاتے ہین زندہ کوئی نہین رہتا نہ اس دنیا کے عیش کو قیام ہے ۔ نہ مصیبت کو استحکام ۔ نیک نصیب وہ ہے جو دنیا کی نمائش پر مائل نہو ۔ اور دنیا کے لیے اصل مطلوب فریفتہ نہوجاوے اور بد نصیب وہ ہے جو دنیا کی فنا ہونیوالی دولت کیجانب رجوع کرے ۔ اور دنیاے بیوفا کی وفاداری پر اعتماد کرے ۔ اور یقین کرلے کہ یہ طرح طرح کے عیش دنیا ہمیشہ ایک دستور پر قائم و برقرار رہینگے ۔
جناب مولوی صاحب غور فرمائے کہ اس دنیا کیواسطے یزید نے فرزند رسول کا خون بہایا خاندان رسالت کو تباہ و برباد کیا ۔ لیکن پورے تین برس بھی خلافت نہ کرنے پایا ۔ معاویہ بن یزید نے دنیا پر لعنت کی اور خلافت سے دست بردار ہوا اور جلسہ عام مین بآواز بلند کہدیا کہ یہ خلافت حق تھا حضرت علی کا میرے جد معاویہ نے بلا استحقاق بموجودگی حضرت علی کے خلافت پر قبضہ کیا ۔ اور انجام اوسکا واقعہ کربلا ہوا ۔ مین اس خلافت کو کیونکر اختیار کرون کہ جسکے واسطے فرزند رسول شہید کیا گیا پس یہ خلافت حق ہے امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ کہکر شامیون سے کہدیا کہ تم جسکو چاہو خلیفہ بنالو ۔ مین اس خلافت کو قبول نہین کرتا ۔ اس کلام کے بعد منبر سے اوترآیا اور شامیون نے اوسکو زندہ دفن کردیا ۔
لیکن اس دنیا مین نہ اب یزید زندہ ہے کہ جسنے فرزند رسول کو ذبح کرایا ۔ نہ معاویہ بن یزید زندہ ہے کہ جسنے حکومت دنیا سے نفرت کی اور حفاظت ایمان کیواسطے زندہ در گور ہونا قبول کیا ۔ ان دونونکا ذکر اس دنیا مین باقی رہگیا ہے یزید پر خلق خدا لعنت کرتی ہے اور معاویہ بن یزید کو نیکی یاد کرتی ہے ۔

اور تا قیامت ان دونون کی یادگار ہی سیطور پر ہوتی رہیگی - وقت تو گذر ہی جاتا
ہے مگر بات رہجاتی ہے - مصرعہ رہی بات وقت گذر گیا نہ کرم رہے
نہ ستم رہے - اسوقت ۱۳۱۴ھ ہجری ہے اس زمانہ دراز مین مسلمانون مین بکثرت
لوگ ایسے گذرے جو آل رسول کی دشمنی مین فوت ہوگئے مگر اس دشمنی مین معاذ اللہ
مین کوئی نفع نہ اوٹھایا بجز حسرت اور یاس کے اور اپنے کو اس دشمنی مین قابل
نفرت بناگئے اور تا قیامت ایماندار اونکو بہ نفرت یاد کرتے ہین - اب بھی
دشمنان آل رسول بجز بدنامی کے کوئی نفع نہین اوٹھاتے اور اس دشمنی مین
تا قیامت اونکے نام سے ایماندار نفرت کرتے رہینگے - اگر کوئی شخص آپ کی مانند
کتاب مین لکھکر دشمنان حضرت علی کا ایک گروہ تیار کرے تو اس سے بجز روسیاہی
کے اور کچھہ حاصل نہوگا - کیونکہ نہ اب حضرت علی اس دنیا مین ہمارے درمیان زندہ
موجود ہین کہ اونکی ذات پاک کو دشمنونکی خصومت سے کوئی ضرر پہونچے - نہ
مذہب اسلام پر یہ حملہ کارگر ہو سکتا ہے - کیونکہ اسلام اور شریعت اسلام بوجہہ
شہادت فرزند رسول قایم و برقرار ہوگئے - اب تا قیامت اوسکو زوال نہین
نہ اب امیر معاویہ و یزید ابن معاویہ زندہ ہین کہ دشمنان حضرت علی کو انعام اور
اکرام دین - لیکن بانئی گروہ دشمنان حضرت علی کا نام تا قیامت بدنام ہوگا کیونکہ
اب اس اظہار دشمنی سے کوئی فائدہ نہین - مرد آخرین مبارک بندہ ایست
بس مین اس تنقیح کو بحق مولوی شیخ احمد صاحب منعقد کرکے ظاہر کرتا ہون کہ جسقدر حملے
حضرت علی کی ذات پاک پر جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے کئے ہین اون
حملون سے بخوبی ثابت ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کو اور اونکے ہم مذہب ہم
خیالون کو اتبک حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے ساتھہ بغض وکینہ باقی ہے -
خدا اونکے دلون سے اس کینہ کو دفع کرے اور وہ راہ راست اختیار کرین - گو بظاہر

مولوی صاحب دوستی حضرت علی اور اولاد حضرت علی کا اظہار کرتے ہیں تو یہ اظہار انکا
کم علموں اور جاہلوں کی تالیف قلوب کی غرض سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فرقہ اہل سنت
کے کم علم اور جہلا حضرت علی کو مشکل کشا اور اپنا پیشوا سمجھتے ہیں ہر کام میں مولا
مشکل کشا کا دونا پڑھا کرتے ہیں۔ نیاز و نذر کرتے ہیں۔ ماہ رجب میں مولا مشکل کشا
کی نذر کے کونڈے کرتے ہیں۔ ہر پہلوان کی یہ کیفیت ہے کہ بہت اپنے اپنے
اکھاڑوں میں مولا مشکل کشا کے نام کا نشان گاڑتے ہیں۔ جب تک مولا مشکل کشا
کا نام نہ لے لیں کشتی نہیں لڑتے کثرت نہیں کرتے۔ کشتی لڑتے وقت ان الفاظ کو
اول کہہ لیتے ہیں ایک کہ مولا مشکل کشا علی کا۔ اور جب کامیاب ہوتے ہیں تو نعرہ
لگاتے ہیں کہ یا علی مدد ہر ایک جب دریا میں کودتے ہیں اول یا علی مدد کہتے
ہیں۔ محرم میں تعزیوں کے ساتھ اہل سنت علی العموم یا علی مدد کہتے جاتے ہیں۔
حیدرآباد میں خاص ایک پہاڑ مولا مشکل کشا کے نام سے منسوب ہے جس پر حضرت
علی کی زیارت کے واسطے اہل سنت کا بہت بڑا مجمع ہر سال ہوتا ہے۔ جو بڑے کمال
اعتقاد سے اس پہاڑ پر کمال تعظیم اور ادب کے ساتھ تشریف لیجایا کرتے ہیں
اور بنظر حصول سعادت وہاں چند روز قیام کرتے ہیں۔ اگر کل فرقہ سنت والجماعت
کے ناواقف اور سادہ لوح کم علم و جاہلوں پر یہ راز ظاہر ہو جاوے۔ ہمارے مذہبی
علما صرف ہماری تالیف قلوب کے واسطے بظاہر حضرت علی و اولاد حضرت علی
کا اقرار کرتے ہیں ورنہ دراصل انکے دل انکے صاف نہیں ہوئے اور حضرت
علی کا کینہ بھرا ہوا ہے۔ اور مذہب اہل سنت کی بنا حضرت علی کی دشمنی ہے
تو اکثر اہل سنت ایک دن میں شیعہ ہو جاویں۔ جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب نے
بعد تحقیق مذہب اہل سنت کی بنا حضرت علی کی دشمنی دیکھکر مذہب اہل سنت سے
کنارہ کشی کرکے شیعہ ہو گئے۔ اسیطرح ناواقف اہل سنت واقفیت حاصل کرنے

بضرور شیعہ ہوجاوین - چنانچہ جو لوگ مذہب اہل سنت کے شیعون کے ساتھہ مجالس
عزامین شریک ہوتے ہین - اور واقعات شہادت شہداے کربلا سنتے سنتے جب
خوب واقف ہوجاتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کو جنہون نے شہید کیا وہ سب
سنت الجماعت تھے اور اکثر ان مین حافظ قرآن تھے تو فوراً شیعہ ہوجاوین -
اکثر اہل سنت واقعات اسلام سے ناواقف ہونے کے سبب مذہب سنت والجماعت
اختیار کئے ہوئے ہین - فرقہ شیعہ کی کثرت انہین مجالس عزا کے باعث ہوئے اور
ہوتی جاتی ہے - اگرچہ علماے اہل سنت نے بہت کوشش کی اور ہر قسم کی
تدبیرین کین اور آجتک اپنی تدبیرون سے غافل نہین - اور بہت چاہا کہ مجالس
عزا بند ہوجاوین - یا اہل سنت ان مجالس مین شریک نہون - یہانتک زور
مارا کہ ابن حجر مکی نے تو قطعاً ممانعت کی اسیطرح امام غزالی نے اور اکثر علماے اہل سنت
بدعت سیئہ کے فتوے لگائے - لوگونکو یہانتک ڈرایا اور کہا کہ مجالس مین حلوہ
تبرا پھونکتے ہین - فرش کے نیچے تبرا مخفی کر دیتے ہین - مگر ایک جلی اہل سنت
برابر شریک مجالس ہوتے ہین اور پیشوایان اہل سنت کے اون ظلمون سے
واقف ہوکر کہ جو خاندان رسالت کے ساتھہ ہوئے اور خصوصاً جب یہ سنتے ہین امام
حسین علیہ السلام مثل گوسفندان قربانی تین روز کے بھوکے پیاسے ذبح ہوئے
بے تکلف شیعہ ہوجاتے ہین - مین افسوس کرتا ہون اون ذی علمون پر کہ جو لفظ
تبرا کے معنی تک نہین جانتے اور مولوی ہونے کے دعویدار ہین - جہلا اور
کم علمون مین لفظ تبرا کو ایک زندہ جانور یا سحر مشہور کر رکھا ہے - جو کہتے ہین
کہ حلوہ پر پھونکا جاتا ہے فرش کے نیچے رکھا جاتا ہے - لہذا عوام الناس کی واقفیت
کیواسطے لفظ تبرا کی توضیح کئے دیتا ہون - تبرا کے معنی ہین نفرت کرنا - بیزاری
کرنا غیاث اللغات مین جو چاہے دیکھہ لے - پس شیعہ دشمنان حضرت علیؑ دشمنان خاندان

نبوت و قاتلان شہدائے کربلا کے ساتھہ ضرور تبرا کرتے ہین یعنی اظہار نفرت و بیزاری
کرتے ہین سوا اس دنیا مین کوئی زندہ جان ایسی نہین ہے کہ اپنے دشمنون اور
اپنے پیشوائے دشمنون اور اپنے باپ دادون کے دشمنون کے ساتھہ نفرت اور
بیزاری نہ کرتا ہو۔ اہل سنت مین بھی ایماندار لوگ دشمنان حضرت علی و دشمنان آل
رسول سے نفرت و بیزاری کرتے ہین اسمین قباحت کیا ہے۔ البتہ دشمنان حضرت
علی و دشمنان خاندان نبوت اور قاتلان شہدائے کربلا کے اولاد اور انکے معتقدین کے
اولاد جو دنیا مین جابجا پھیلی ہوئی ہے وہ اپنے باپ دادون اور پیشواؤن کے
نام پر تبرا ہوتے ہوئے دیکھکر کبھی شرمندہ ہوتے ہین اور کبھی غضبناک حالت شرمندگی
مین تو کہدیتے ہین کہ جو تبرا کرتا ہے اوسی پر لوٹ آتا ہے اور حالت غیظ و غضب
مین آ آ وہ بتکرار ہوتے ہین اور کوشش کرتے ہین کہ تبرا بند ہوجائے مگر بند نہین
ہوتا دن بدن ترقی پکڑتا جاتا ہے۔
اگرچہ اہل سنت کے معتبر عالمون اور فاضلون نے اپنی تصنیفات مین جناب اسد اللہ
الغالب علی ابن ابیطالب کے افضل الامم اور بہترین خلائق اور معصوم ہونے و نور سے
پیدا ہونے و امیر المومنین و امام المتقین ہونے کی احادیث و آیات قرآنی کو نقل کیا ہے۔
مگر سب سے زیادہ تعجب یہ ہے ایسے صاف اور صریح احکام الٰہی اور ارشاد رسالت پناہی
سے دیدہ و دانستہ انحراف کیا جاتا ہے اور جناب امیر کو مشکل کشا ہونے سے انکار
کیا جاتا ہے اور باصرار کہا جاتا ہے کہ (نعوذ باللہ) وہ انتظام ملکی کے لائق نہ تھے
گنہگار و خطادار تھے۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت کے فخر العلما جناب مولوی محمد جہانگیر
خانصاحب شکوہ آبادی کتاب تذکرۃ الخلفا کے صفحہ ۱۴۳ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک
رافضی نے کسی فاضل کامل اہل سنت سے پوچھا کہ مولوی صاحب حضرت علی کی تعریف
کیجیے فاضل نے جواب دیا کہ کون سے علی آیا رافضیون کے علی یا اہل سنت کے علی۔

فاضل اہل سنت کا یہ سوال قابل غور ہے جسکی توضیح ایک ساتھہ ذیل مین کیجاتی ہی
چونکہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد جناب امیر کی ساتھہ کلا یہ لوگون نے اظہار دشمنی کردیا
جسکی پیروی آجتک اہل سنت مین ہوتی ہے چنانچہ اوسی دشمنی کے سبب آپ اصول
خلافت سے محروم کئے گئے اور تمامی مہاجرو انصار و تابعین نے بہ طیب خاطر اجماع
کرکے دست امیہ معاویہ و یزید ابن معاویہ پر بیعت کیسے خلیفہ و امام بنایا۔ لیکن جب
واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام ہوا۔ تو اگر ان مین ہر اب پیدا ہوا اسیکی
تصریح تنقیح نمبر پنجم و ششم مین کیجاویگی۔ اور اس اضطراب کے سبب وقتاً فوقتاً امت کے
خیال بنی امیہ و بنی عباس کیجانب سے برگشتہ ہونے لگے۔ اور چونکہ علی علیہ السلام کی اوصاف
مین آیات قرآنی اور احادیث نبوی صاف صاف صحیح موجود تہین جنکے انکار کا موقع باقی
نرہا تہا لہذا لوگون کے رخ آل رسول کیجانب پہرنے لگے اور خلفا و بنی امیہ و بنی عباس
کو زوال حکومت کا خوف پیدا ہوا اسوجہہ سے وقتاً فوقتاً ایک جماعت از امام اولیاء تیار
کی گئی اور اس جماعت کو اون فضائل و مناقب سے موسوم کرنا شروع کیا جو فضائل
و مناقب کہ جناب امیر کے پروردگار عالم و جناب رسالت مآب صلعم نے امت پر ظاہر کئے
تہے اور ایک حضرت علی کے مقابل بہت سے ہمرتبہ علی بنا دیئے گئے اور انکی جانب
امت رجوع کی گئی تاکہ آل رسول کو کسی قسم کی قوت حاصل ہونے پاوے اور امت
حضرت علی اور اولاد حضرت علی سے برگشتہ رہے اور ان اولیا کی معتقد ہوجاوے
جو ہمرتبہ علی بنائے گئے تاکہ حکومت بنی امیہ و بنی عباس کے استحکام مین نقص پیدا نہو
اور امت اولاد علی کے مطیع ہونے پاوے چنانچہ جن حضرات کو خلفا بنی امیہ و بنی عباس
و معتقدان و پیران و خیرخواہان بنی امیہ و بنی عباس نے درجہ ولایت پر پہونچاکر
ہمرتبہ علی بنایا اونمین سے وہ صاحبزادے ذکا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے۔
جناب مولوی عبدالقادر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد لاہوری جو مذہب اہل سنت کے

ایک عالم ہین اپنی کتاب گلدستہ کرامات مین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے مناقب بتصریح ذیل درج فرماتے ہین۔

نمبر صفحہ کتاب گلدستہ کرامات	نقل مضمون یا خلاصہ مضمون
۱۰	جسطرح لکہی۔ مولحذ اکے جسم مطہر پر نہ بیٹہتی تہی اسیطرح جسم شیخ عبد القادر پر لکہی نہ بیٹہتی تہی۔ اور جسطرح بول و براز رسول اللہ صلعم کا زمین کہا جاتی تہی اسیطرح شیخ عبد القادر کا بول و براز زمین کہا جاتی تہی۔ شیخ عبد القادر کہا کرتے تھے کہ ہذا وجود جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبد القادر۔ یعنی عبد القادر جیلانی کا جسم اصل مین جناب محمد صلعم کا جسم ہے (مطلب اس تحریر کا یہ ہے کہ اصل مین شیخ عبد القادر وہی ہین جو اول صلب حضرت عبد اللہ سے پیدا ہوکر از نام محمد معروف ہوے اور ۱۱ ہجری مین اس دنیا سے رحلت فرماکر بار دیگر صلب ابو صالح سے پیدا ہوے اور از نام عبد القادر معروف ہوئے۔ اور اصل مین یہ واقعہ اوس حدیث کی تردید مین ہے یا اوس حدیث کے جواب مین ہے جو رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون۔ مین اور علی نور واحد سے پیدا ہوئے ہین اور مطلب اوسکا یہ ہے کہ شیخ عبد القادر ہمرتبہ علی ہین۔
۹	شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ جسطرح جناب محمد میرے جد امجد کا قدم تمام انبیا کی گردن پر ہے اسیطرح میرا قدم تمامی اولیا کی گردن پر ہے (جسطرح شیعہ دعویدار ہین کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہوئی اور جناب امیر پر ولایت یہ اوسکا جواب ہے اور اس جواب سے

نقل مضمون یا خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ کتاب گلدستہ کرامات
علماء اہل سنت اپنے ہم مذہبوں کی اسطرح تسکین کرکے کہ شیعہ حضرت علی کے اور سُنی شیخ عبد القادر کے غلط مناقب بیان کرکے گنہگار ہوتے ہیں لوگوں کے خیال جناب امیر اور اولاد جناب امیر کی جانب سے برگشتہ کرکے جانب خلفا ثلثہ رجوع کرتے ہیں۔ مگر عام لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ جناب امیر کے مناقب قرآن اور احادیث سے ثابت ہیں جو کتب اہل سنت میں درج ہیں اور شیخ عبد القادر کا زمانہ رسول خدا و بعد وفات قبل از پیدائش شیخ عبد القادر کے عبد القادر کا کوئی نام و نشان بھی نہ تھا تو مناقب کہاں سے پیدا ہو گئے۔)	۹
اگر تمام دنیا کے برگ ہائے اشجار کاغذ بنجاویں اور شاخہائے درخت قلم بنجاویں اور تمام جن و انس ملکر لکھنا شروع کریں تو بھی مناقب اور کرامات شیخ عبد القادر ختم نہوں اور تمام مخلوق لکھتے لکھتے عاجز آجاوے (یہ جواب شیعوں کے اوس دعوے کا ہے جو حضرت علی کے فضائل میں وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر دریاؤں کا پانی روشنائی بن جاوے اور شاخہائے درخت قلم بنجاویں تو بھی فضائل حضرت علی ختم نہوں)	۹
شب معراج کو جب جناب محمد صلعم ہفت آسمان کی منزلیں طے کرکے سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے اوس وقت حضرت جبرئیل رخصت ہو گئے اور شیخ عبد القادر نے آنحضرت کا قدم مبارک اپنے کاندھے پر اوٹھاکر قاب قوسین تک پہونچایا۔ (یہ جواب شیعوں کے اوس دعوے کا ہے جو شیعہ کہتے ہیں کہ اصحاب نے پوچھا جو نبی کو دیکھا معراج	۱۱

نمبر صفحہ کتاب گلدستہ کرامات	نقل مضمون یا خلاصہ مضمون
	مین حضرت نے کسیکو دیکھا ۔ کہنے لگے مسکرا کے محبوب خدا ۔ واللہ جہان دیکھا سنی کو دیکھا ۔
	جس شب کو شیخ عبد القادر بمقام گیلان پیدا ہوئے اوس شب کو ایکہزار ویکصد طفل بجز نبیرے دیگر بمقام گیلان پیدا ہوئے تھے جو برکت قدم شیخ عبد القادر سب کے سب ولی اللہ ہوئے ۔
۱۹	(اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیعون کے آئمہ ایک حضرت سے ولایت ہی پر فخر ہے مگر شیخ عبد القادر رتبہ مین حضرت سے اسقدر بلند ہین کہ بدو پیدائش اونکے جسقدر طفل پیدا ہوئے سب ولی اللہ ہوگئے ۔ مگر ان ایکہزار و یکصد طفلا کا نام اہل سنت اجتک نہ بتا سکے مگر شیخ عبد القادر کو رتبہ رسول سے بھی زیادہ بڑھا دیا کیونکہ بروز پیدائش رسول جو طفل تولد ہوئے اون مین کوئی رسول ہوا نہ ولی)
۳۴	ایک غرق شدہ کشتی کو بارہ برس کے بعد معہ اون لوگون کے جو اوس سوار تھے شیخ عبد القادر نے دریا سے نکالا ۔ (یہ جواب شیعون کے اوس دعوے کا ہے کہ زمانہ حیات رسول خدا صلعم مین جناب امیر نے پانچ کشتی غرق شدہ معہ اون لوگون کے جو اونپر سوار تھے ۔ دریا سے نکالا)
۳۰	زمانہ شیرخواری مین شیخ عبد القادر دایہ کی گود سے جانب آسمان پرواز کر گئے اور قریب آفتاب پہنچے خلق اللہ کو وہ آفتاب نظر آتے تھے (یہ جواب ہے حدیث بساط کا ۔)
۳۶	ایک عیسائی کو شیخ عبد القادر وقت مباحثہ قبرستان مین لیگئے اور

نمبر صفحہ گلدستہ کرامات	نقل مضمون یا خلاصہ مضمون
۳۶	ایک قبر کہنہ سے ایک مردہ قوال کو قم باذنی کہکر زندہ کیا یعنے زندہ ہو جا میرے حکم سے وہ قوال گاتا بجاتا قبر سے زندہ نکل آیا۔ یعنے کلمہ پڑھتا زندہ نہیں ہوا۔ اور اس واقعہ سے شیخ عبدالقادر کا ہمرتبہ خدا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور یہ . . اوسکا ہے جو نصیریہ حضرت علی کو خدا کہنے لگے اور رافضی متردد ہے کہ علی اوسکا خادم ہے یا رب اوسکا ہے۔

اس قسم کے بکثرت واقعات بلا سند گلدستہ کرامات میں درج ہیں۔

اخبار خیرخواہ عالم دہلی مرقومہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۱ء نمبر ہشتم جلد ہشتم میں ایک خبر اس عنوان سے درج ہے (کیفیت عرس شریف گنگوہ ضلع سہارنپور) راقم دہلی پریس کانفرنس کے ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ مقام مریان گنگوہ سہارنپور . . . اور رونق افزائی حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم دستگیر . . . رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ الی آخرہ۔ یہ لقب شاہ عبدالقدوس کو شیعون سے ادبار عرس کے جواب میں دیا گیا ہے جو وہ حضرت علی کو مشکل کشا کہتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے دنیا کو طلاق دیا تھا۔

ان سب واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح شیعہ جناب امیر کو مشکل کشا ولی اللہ صاحب معجزہ جانتے ہیں اور امام کہتے ہیں۔ اسیطرح اہل سنت بہت سے حضرات کو ہمرتبہ علی بنا کر خلق اللہ کو تسکین دیتے تھے اور حضرت علی اور اولاد حضرت علی کیجانب سے لوگونکو بدعقیدہ کرتے تھے تاکہ سلطنت بنی امیہ و بنی عباس کو زوال نہو۔

یہی سبب تھا کہ فاضل کامل اہل سنت نے رافضی سائل سے کہا کہ کونسے علی کو
تعریف کرون رافضیون کے علی کی یا سنیون کے علی کی جسکا مطلب یہ ہے کہ
رافضیون کے علی تو فرزند ابوطالب زوج بتول ہین اور سنیون نے بمرتبہ علی
بہت سے علی بنا لئے ہین انمین سے جس علی کی تعریف سنا چاہو مین بیان کرون مگر
رافضی سائل ناواقف تھا وہ یہی جانتا تھا کہ بجز حضرت علی مرتضی کے کوئی دوسرا علی
اس دنیا مین پیدا نہین ہوا اسوجہ وہ گھبرا گیا اور ساکت ہو گیا اگر واقف ہوتا
تو وہ کہدیتا کہ سنیون کی علی کی تعریف کرو اوسوقت فاضل کامل اہل سنت یہ ہی سوال
ضرور کرتے کہ سنیون کے کون سے علی کی تعریف کرون آیا بمرتبہ علی شیخ عبدالقادر جیلانی
کی یا بمرتبہ علی شاہ عبدالقدوس گنگوہی کی یا بمرتبہ علی شاہ نظام الدین اولیاء کی اسیطرح
اور سب صاحبون کے نام لئے جاتے جو بمرتبہ علی بنائے گئے ہیں۔

یہ سارے واقعات اور مباحثات محض جناب امیر کی دشمنی کے سبب ظہور پذیر ہوئے
اور ہوتے جاتے ہین اور ان ذہبیون سے کم علم اور جاہلونکو دہوکا دیا جاتا ہے —
اور وہ لوگ بوجہ ناواقفیت محض بربنائے تقلید اپنے باپ دادوں کے گروہ کی پیروی
اختیار کر کے عاقبت اپنی خراب کرتے ہین۔ اور دنیا مین بھی اونکو اس عقیدہ فاسدہ کے
سبب کوئی نفع نہین ہوتا۔ لیکن تعجب اس بات کا ہے کہ اب اس بہکانے سے کیا حاصل
حکومت خاندان بنی امیہ مین باقی رہی نہ بنی عباس مین کہ خوف زوال ہو۔ نہ
آل رسول مین خلافت کے پہونچنے کا کوئی اندیشہ ہے۔ اب تو اس قسم کے مباحثات
اور اعتقادات سے امر ضعیف ہوتا جاتا ہے۔ میری رائے مین تو اب حضرت علی
اور [illegible] حضرت [illegible] کی دشمنی ترک کرکے اتفاق باہمی کیجانب رجوع کیا جاوے تو بہتر ہے
اسیواسطے مین جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ورانکے ہم مذہب ہم خیالونکی
توجہ دلاتا ہون کہ وہ برائے مہربانی غور تو فرمائین کہ جو لوگ بمرتبہ علی بنائے گئے ہین

اور کوئی مسلمان نہین جاتا ۔ جو جسکا معتقد ہوتا ہے اوسیکے نزدیک مردود جاتا ہے ۔
پس مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکی ہم مذہب اور ہمخیالونکا یہ الزام کہ حضرت
علی مشکل کشا نہ تھے اور (نعوذ باللہ) خطا وار گنہگار رہتے انتظام ملکی کی لائق
نہ تھے اہل سنت کے اصول مذہبی کے مطابق قابل اعتراض نہین لہذا مین اس تنقیح
کو حسب اقرار مولوی محمد جہانگیر خانصاحب فیصلہ کرتا ہون کہ اصول مذہب اہل سنت کے
مطابق محبت و اعتقاد حضرت علی و اولاد حضرت علی کا دعوی اہل سنت صرف زبانی
کرتے ہین نہ دل سے مگر آیات قرآنی و احادیث نبوی سے کہ جنکا وجود کتب اہل سنت
سے بھی پایا جاتا ہے حضرت علی مرتضی مشکل کشا و افضل الامم و سب سے بہتر خلائق ہونے
مین جائے گفتگو نہین اور ثابت کرنیوالا نجات عقبیٰ اسیسے ضرور ہو رہیگا ۔
اور حسب اس فیصلہ کی تائید کتاب تذکرات غوثیہ کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے
فرمایا جناب محبوب سبحانی شیخ عبد القادر گیلانی نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری
طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ اے فرزند دلبند سید سعادتمند خوشخبری ہے خوشخبری ہو
تجھکو کہ حق سبحانہ تعالی نے تجھکو میرا وزیر کیا بعد میرے دنیا و آخرت مین ۔
حالانکہ زمانہ حیات و زمانہ نبوت جناب محمد مصطفی صلعم مین نہ شیخ عبد القادر کا وجود
تھا نہ شیخ عبد القادر نے جناب رسول خدا صلعم کو دیکھا نہ جناب رسول خدا نے شیخ
عبد القادر کو نہ آنحضرت نے کبھی شیخ عبد القادر کا تذکرہ کیا کہ میری امت مین یا میری
آل مین کوئی شخص عبد القادر نامی ایسا پیدا ہوگا کہ جو بعد میرے دنیا اور آخرت مین
میرا وزیر ہوگا ۔ اگر یہہ ساری تک بندی بغض و دشمنی حضرت علی مین جوڑی گئی ہے ۔
کیونکہ شیعہ بمقابلہ اہل سنت رسول خدا صلعم کی اوس حدیث سے دلیل لاتے ہین کہ جسمین
آنحضرت صلعم نے وقت دعوت اسلام اپنے اہل قبیلہ کو جمع کرکے فرمایا تھا کہ یا علی تم میرے
بعد دنیا اور آخرت مین میرے بھائی اور میرے وزیر اور میرے وصی ہو ۔ اوسیکے جواب مین

شیخ عبدالقادر رسولخدا کے وزیر بنائے گئے ہین لیکن شیعہ جو حضرت علی کو وزیر رسول اللہ قبول کرتے ہین تو اوسیکے ساتھہ بجز حضرت علی کے کسی دوسر کی خلافت کو بھی تسلیم نہین کرتے اور جب سکے مقابلہ اہل سنت شیخ عبدالقادر کے اس کلام کو جو غیر مستند ہے قبول کرتے ہین کہ وہ دنیا اور آخرت مین رسولخدا کے وزیر ہین تو پھر اونکو بھی خلفاء ثلثہ و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کی خلافت سے انکار کرنا پڑیگا ورنہ ارشاد رسول کی تکذیب لازم آئیگی اور جسطرح شیعہ حضرت علی مرتضی کو قاسم نعماے بہشت و ساقی کوثر و افضل الامم و اشرف المخلوقات کہتے ہین اور دل سے ویسکے معتقد ہین اسیطرح اہل سنت شیخ عبدالقادر کو ساقی کوثر و افضل الامم و اشرف خلائق تسلیم کرتے ہین جسکا ثبوت غزل مندرجہ صفحہ ۱۰۸ - گلدستہ کرامات سے بخوبی ہوتا ہے نقل اوس غزل کی ذیل مین درج ہے -

نور چشم اعظم قطب عالم شاہ اکبر محی الدین	نور چشم نور چشمان پیمبر محی الدین
اشرف اولاد سرخیل شریفان جہان	افضل اولاد آدم پیر رہبر محی الدین
شاہ اشرف قاسم نعماے فردوس برین	مالک باغ جنان ساقی کوثر محی الدین

جبکہ اہل سنت اولاد آدم سے بزرگ اور افضل شیخ عبدالقادر کو تسلیم کرتے ہین تو اولاد آدم مین جناب رسالتمآب صلعم اور خلفا ثلثہ بھی داخل ہین تو جناب رسول خدا و خلفاء ثلثہ سے بھی اعلی اور افضل شیخ عبدالقادر ہو گئے - اصل یہ ہے کہ جاہل اور عالم مین یہی فرق ہے - آل رسول کا علم بجز شیعہ کہین باقی نہے لہذا وہ ترک ادب نہین کرتے اور حضرت علی کو افضل الامم کہتے ہین نہ افضل نبی آدم - پس اس اجمال مفصل سے بات محتاج ثبوت نرہی کہ اہل سنت کی شاہ محتشم عبدالقادر ہین اور شیعون کے شاہ محتشم جناب رسول خدا ہین اہل سنت کے ساقی کوثر عبدالقادر ہین اور شیعون کے ساقی کوثر علی ابن ابیطالب ہین - پس شیعہ محبت علی ابن ابیطالب و محبت

درست وبجا ہین کیونکہ لشکر یزیدنے شہداء کربلا کے سر نیزون پر نصب کرکے خوشی کی تھی اوسکی پیروی اہل سنت مین ہوتی ہے اور اہل حرم مین نہ شیعون تھا اوسکی تقلید شیعہ کرتے ہین لیکن شیعون کی جہاد سے کنارہ کشی بوجہ غیبت امام ہی کیونکہ شرائط جہاد کے مصالح بجز امام وقت کی دوسرا نہین جان سکتا۔ اور جبتک امام وقت ظاہر ہوکر حکم جہاد ندین شیعہ جہاد نہین کرسکتے۔ اور جبکہ اون مسلمانون نے جو خلفاء غیر ذی حق کے مطیع اور معتقد تھے کفران نعمت کرکے ہر زمانہ مین برحق امامونکو شہید کیا اور جہاد کو عیش دنیا اور حصول دولت وسلطنت کا ذریعہ قرار دے لیا تو پھر شیعونکو بجز تعزیہ داری اور گریہ وزاری کے چارہ کیا ہے۔

شیعون کی گریہ وزاری کے دو سبب ہین۔ پہلا سبب تو یہ ہے کہ وہ افسوس کرتے ہین کہ عاشورہ محرم کو بوقت جنگ فرزند پیغمبر ہم حاضر نہوئے اگر حاضر ہوتے تو دشمنان سبط رسول سے جنگ کرتے یا کامیاب ہوتے یا درجہ شہادت حاصل کرتے اور اس افسوس مین جب وہ اوسوقت کو موجود نہین پاتے تو فرزند پیغمبر کی تشنگی اور گرسنگی اور مصائب شدیدہ کے تصور مین بیقرار ہوکر نالہ وفریاد کرتے ہین کہ افسوس صد افسوس کہ فرزند پیغمبر کی نہ کسی صحابی نے مدد کی نہ انصار نے نہ تابعین نے اور قاتلان حسین مین حافظ قرآن بھی بہت تھے مگر کسی نے خاندان رسالت کا پاس نہ کیا اور مسلمان ہونے کا دعوی کرتے تھے اور اب تک اونکی اولاد اپنے کو مسلمان سمجھے جاتے ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ شیعہ اہل سنت کے اعمال اور افعال جو دیکھتے ہین کہ فرزند رسول تو بوجہ حفاظت شریعت شہید کیا گیا۔ اور ہم محبت فرزند رسول مین ایک [illegible] جاتے ہین اور اہل سنت کسیطرح ہماری ضرر رسانی سے باز نہین آتے تو بجز گریہ وزاری کے اور کچھہ بن نہین پڑتا۔ اور اہل سنت نے [illegible] سے [illegible] رکھا۔ اور برحق اماموں سے

روگردانی اختیار کی اور جہاد کو حصول سلطنت وعیش دنیا کا ذریعہ سمجھکر حق وناحق جہاد
کرکے سارے زمانہ کو اپنا دشمن بنا لیا۔ اور اونکے کردار سے اسوقت شیعونکو بھی
مخالفان اسلام کے ہاتھہ سے زحمت اوٹھانی پڑتی ہے۔ پس ان وجوہ سے شیعہ
غیبت امام میں جہاد سے کنارہ کش ہیں۔

مسئلہ جہاد کی تعریف کی تو اسوقت مین ضرورت نہیں سمجھا۔ لیکن جہاد کی علت غائی
کیجانب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو اور انکے ہم مذہبون اور ہم خیالونکو توجہہ
دلائی جاتی ہے۔

۱۔ سورۃ البقر۔ لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ ترجمہ
نہیں زبردستی بیچ دین کے البتہ ظاہر ہوا راہ پانا گمراہی سے۔

۲۔ قُلْ یَآ اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ کی اوّل سے آخر تک سورہ پڑھو اوسکا ترجمہ یہ ہے۔
کہہ تو (اے محمدؐ) کہ اے کافرو نہیں عبادت کرتا میں اسکی جسکی عبادت کرتے ہو تم۔
اور نہیں عبادت کرنے والے ہو تم اوسکی جسکی عبادت کرتا ہون مین۔ اور نہین عبادت
کرنیوالا مین اسکی جسکی عبادت کی تمنے۔ اور نہین عبادت کرنیوالے ہو تم اوسکی جسکی
عبادت کی مین نے۔ واسطے تمہارے تمہارا دین ہے اور واسطے میرے میرا دین ہے

۳۔ سورۃ الغاشیہ۔ فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ۔ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ۔ اِلَّا مَنْ
تَوَلّٰی وَکَفَرَ فَیُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ ترجمہ پس نصیحت کر تو بجز اسکے نہیں کہ تو نصیحت
کرنیوالا ہے۔ نہیں ہے تو اونپر داروغہ۔ مگر جسنے منہ پھیرا اور کفر کیا۔ پس عذاب
کریگا اللہ اوسکو۔

آیت اول میں پروردگار عالم نے صاف فرمایا ہے کہ امور دینی مین زبردستی یعنی جبر
وسختی جائز نہیں۔ صرف ہدایت کرنا واسطے گمراہون کے کافی ہے۔ اور جبکہ
قرآن مجید ظاہر کیا گیا جسکی ہدایت سے گمراہ راہ پاتے ہین تو پھر جبر وتعدی دین مین

ہونا چاہئیے ۔ دوسری سورۃ میں پروردگار عالم جناب رسالتمآب صلعم کو حکم دیتا ہے کہ کافرون سے کہدے کہ فساد مت کرو تمہارا دین تمہارے واسطے ہے اور میرا دین میرے واسطے ہے اور آیہ سوم میں خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ صلعم تو تو صرف نصیحت کرنیوالا ہے کافرون پر داروغہ مقرر نہیں کیا گیا کہ خواہی نخواہی انکو دین اسلام قبول کراوے ۔ تیرا کام نصیحت کرنا ہے جو کوئی تیری نصیحت پر عمل نہ کریگا عذاب میں مبتلا ہوگا ۔

کیون جناب مولوی محمدؐ جہانگیرخانصاحب جبکہ پروردگار عالم نے احکام مذکورۃ الصدر مین منع فرمایا ہے کہ دین مین زبردستی نہ کرنا چاہئیے ۔ ان آزادی بخش احکام کے خلاف آپکے پیشوایان دین خلیفہ ثالث صاحب و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس نے جو جہاد کئے اور اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا یہ جہاد شرعًا جائز تھے یا ناجائز اور ان جہادون سے بندگان خدا کی آزادی اور ذی اختیاری مین خلل ہوا یا نہین ۔ اور چونکہ دین مین زبردستی شرعًا و عقلًا جائز نہین پھر اس اختلاف کا کوئی سبب معقول آپ یا آپکے ہم مذہب و ہم خیال بتا سکتے ہون تو براہ مہربانی مطلع فرمائیے ۔ کیونکہ فی زمانہ اسلام اس جہاد پر بڑی سختی کے ساتھ معترض ہیں اور یہی واقعات جہاد تھا انہون کو اسلام کیجانب سے مشتعل کرتے چلے جاتے ہین ہمارے نزدیک یہ جہاد خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے بالکل خلاف شرع تھے اور آپ اور آپکے ہم خیال اہلسنت مذہب خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے معتقد اور پیرو ہین بدین وجہ یہ سوال آپ سے کیا جاتا ہے ۔ اور شیعہ خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے مخالف قلبی ہین بدین وجہ یہ اعتراض انپر عائد نہین ہوتا ۔

جناب مولویصاحب جیسا کہ خون حضرت عثمان کا بہانہ آپکے خلیفہ برحق حضرت معاویہ کو حضرت علی اور اولاد حضرت علی کی دشمنی اور خانہ بربادی کا نظر حصول

سلطنت و عیش و دنیا ہاتھ لگ جاتا تھا۔ اسیطرح خلفاے بنی امیہ و بنی عباس و دیگر سلاطین اسلام کو غیر قوموں کی آسائش مین خلل اندازی کرنے اور مال غنیمت حاصل کرنے اور خوبصورت عورتون کو اپنے قبضہ مین لانے اور سلطنت دنیاوی کے بڑھانے اور دولت وخزانہ لوٹنے کو جہاد کا بہانہ ہاتھہ آگیا تھا۔ اسلام کی ہمدردی کے سبب یہ جہاد ہرگز نہین ہوئی اگر اسلام کی ہمدردی ہوتی تو آل رسول مثل گوسفندان قربانی بھوکے پیاسے ذبح نہ کئے جاتے۔ رسول زادیان سربرہنہ بلوائی عام مین نہ پھرائی جاتین۔ علی مرتضیٰ کی اطاعت سے روگردانی نہ کی جاتی۔ امام حسن علیہ السلام زہر سے نہ شہید کئے جلتے۔ جناب امام زین العابدین وامام محمد باقر وامام جعفر صادق وامام موسیٰ کاظم وامام علی رضا وامام محمد تقی وامام علی نقی وامام حسن عسکری علیہم السلام سے امت منحرف ہوکر مذہب ابوحنیفہ و مذہب مالک ومذہب حنبلی ومذہب شافعی اختیار نہ کرتے اور بحالت موجودگی ان برحق امامون کے ابوحنیفہ اور شافعی وغیرہ کو اپنا امام نہ بناتے اور ان برحق امامون کو زہر سے نہ شہید کرتے۔ پس ان امامون کے قاتل ان امامون کے دشمن جو جہاد کرین وہ کیونکر شرعاً جائز ہوسکتے ہین۔ برحق امامون کے قاتلون اور دشمنون کے خوشامد کرنے والے جو بوجہ خوشامد امام بنین اور مذہب جاری کرین یا فقہہ اور حدیث جمع کرین اونکا مذہب اونکی فقہہ اونکی حدیث کیونکر معتبر اور باعث نجات قرار پاسکتی ہے۔

ان ناجائز جہادون نے یہہ رنگ دکھلایا کہ اس دنیا کی کل قومین جو اسلام کی مخالف ہین آجتک بہ آواز بلند شور مچا رہی ہین کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اسوقت ہر قوم مسلمانون کی جانی دشمن ہو رہی ہے اور مسلمانون کو اس دشمنی کے فرو کرنے اور ارکان مذہبی باطمینان ادا کرنے کی مہلت نہین ملتی۔

افلاس و مصیبت روز افزون ترقی پر ہے - دنیا کے جھگڑون اور مصیبتون مین مسلمان
اسقدر پھنسے ہوئے ہین کہ ارکان مذہبی بھی فراموش کرتے چلے جاتے ہین -
مسجدین ویران ہوتی جاتی ہین وعظ کرنیوالے اس فضیلت اور قابلیت کے باقی
نرہے کہ اسلام کے پریشان گلہ کو یکجا کرین - اونکو عبادت آلہی کی رغبت دلاوین
اگر کم وبیش فاضل زمانہ حال مین موجود بھی ہین تو ایسے ہین کہ جیسے مولوی محمد جہانگیر
خانصاحب کی قابلیت ہے یا قاضی احتشام الدین کی ذات پاک مراد آباد مین ہے
کہ جنکی تحریرات سے باہم سُنی وشیعہ کے اور بھی آتش وشمنی افروختہ ہوتی ہے -
اور اسلام کی باقیماندہ عزت بھی آپس کی جنگ وجدال مین تلف ہوئی جاتی ہے
لیکن مجھکو اسباب کے اظہار مین کچھ عذر نہین کہ ان ناجائز جہادون سے اسلام نے
ترقی اور رونق ضرور پائی ہے سو یہ بات قابل تماشا و حیرت نہین کیونکہ جناب
رسولخدا صلعم اسکی خبر دے چکے ہین وہ پیشینگوئی پوری ہوئی - دیکھو بخاری جلد دوم
صفحہ ۱۴۲ - مین اس حدیث کو - اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ
الْفَاجِرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ دین رونق پائیگا
فاسق وفاجر سے -

اب اس پیشینگوئی پر جو چاہے خیال کرلے کہ وفات رسولخدا کی بعد فقہہ کب مرتب
ہوئی اور کسنے قریب کی کتب احادیث کو کسنے ترتیب دیا اور کب مرتب ہوئین -
بزور شمشیر اسلام کو کسنے بڑھایا - اسی علم فقہہ و علم حدیث اور ناجائز جہادون کے
ذریعہ سے اسلام نے ترقی پائی یا کسی دوسرے طریقہ سے اور وہی فقہ وحدیث ومذہب
جہاد آجتک اہل سنت مین جاری ہین یا دوسرے کہ جنمین آل رسول اور بر حق
امامون کا کوئی دخل نہین اور یہ سب علامتین حدیث مذکور سے تمام وکمال موافق
ہین یا مخالف پھر مذہب اہل سنت کیونکر باعث نجات قرار پا سکتا ہے -

جہاد کی اصلی کیفیت وجوہ مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

جب جناب رسالت مآب صلعم مبعوث برسالت ہوئے تو پانچ برس تک کفار قریش کو آپ وعظ و پند کرتے رہے۔ لیکن کفار قریش آنحضرت کو سخت ایذا و تکلیف پہونچاتے تھے۔ آنحضرت نے بذات خاص اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے انواع اقسام کی ذلتیں اور نقصانات اوٹھائے چند بار وہ اداے نماز سے روکے گئے اونکی اوپر کفار نے تہوکا اور خاک ڈالی۔ اونہیں کے عمامہ سے اونکی گردن باندہکر کعبہ سے باہر نکالدیا آنحضرت نے اس تحقیر کو بہی ساتہہ صبر و شکر کے گوارا کیا انہیں کفار قریش نے مسلمان ہوکر وفات آنحضرت کے بعد بوجہ عداوت سابقہ حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے ساتہہ ظلم اور سختیاں کین یہانتک کہ مثل گوسفند ان قربانی ذبح کر ڈالا خاندان نبوت کو تباہ و برباد کرڈالا جو مثل جناب رسولخدا صلعم کے صبر و شکر کے ساتہہ برداشت کی گئین) تہوڑے سے لوگ جو اوسوقت تک مسلمان ہوچکے تہے اونکے ساتہہ بہی ظلم اور بدسلوکیان کیجاتی تہین۔ جب کفار قریش نے زیادہ ظلم اور سختیان کین تو گیارہ مسلمان معہ چند عورتون کی مکہ سے ہجرت کرکے شاہ ابی سینیا یعنے نجاشی بادشاہ حبشہ کی حکومت مین پہونچے اور وطن نیاہ لی۔

دوسری بار بوجہ ظلم کفار قریش سو مسلمان ہجرت کرکے پہر دربار شاہ ابی سینیا مین پہونچکر پناہ گزین ہوئے۔ کفار قریش نے یہانتک مسلمانون کے ساتہہ بلا سبب دشمنی کی کہ اپنا ایلچی دربار ابی سینیا مین بہیجا تا کہ مفرور مسلمانون کو واپس بلا کر سزا دیجاوے مگر بادشاہ نے اون لوگون کے دینے سے انکار کیا۔ دو برس کے بعد کفار قریش نے آپس مین سازش کرکے معاہدہ کیا کہ آنحضرت اور اونکے معتقدین و مددگارین کی ساتہہ جملہ تعلقات موقوف کردیے جاوین۔ اور اس سازش سے آنحضرت کو ترک وطن پر مجبور کیا تین برس تک آنحضرت شعب ابو طالب مین محصور رہے جہان اونہون نے

وقتاً فوقتاً قلت غذا کے سبب تکلیفیں اوٹھاتیں۔ شہر کے بیرونی لوگ شعب ابوطالب کے اندر سے نیم جان بچوں کی آواز سنتے تھے لیکن باہمی عہد کے سبب اعانت سے مجبور رہتے۔ بعثت کے دسوین برس حضرت ابوطالب نے انتقال کیا جسکی سبب سے آنحضرت پھر گرفتار مصیبت ہوگئے اور مظالم ابوسفیان اور ابوجہل روزانہ ترقی پکڑتے گئے (اس مقام پر یہ بات قابل یاددہانی ہے کہ آنحضرت نے ابوسفیان کے مظالم سے ایذا اوٹھائی اور حضرت علی نے آخر میں امیر معاویہ پسر ابوسفیان کی دشمنی سے بدرجہ نہایت دکھ اوٹھایا اور انجام مین شہادت پائی اور امام حسین علیہ السلام نے یزید نبیرہ ابوسفیان کے ہاتھ سے دکھ اوٹھائے اور مثل گوسفندان قربانی ذبح ہوے اور اسلام میں مخالفت مذہبی اور ظلم شدید اولاد ابوسفیان اور قبیلہ ابوسفیان کے باعث ہوئے جسکی اصلاح آجتک نہین ہوئی) اسی سال مین چند لوگ اہل مدینہ مین سے مشرف باسلام ہوئے بعثت کے گیارہوین سال پھر مدینہ کے لوگ مشرف باسلام ہوے جنکی تعداد ستر تک پہونچ گئی۔ اوران لوگوں نے آنحضرت کی حفاظت کا عہد وپیمان کیا۔

کفار قریش نے اس حال سے خبر پاکر اور بھی زیادہ ظلم اور سختیاں کرنی شروع کین۔ اور عمار کو معہ اونکے مادر وپدر کے قید کرلیا۔ اور آنحضرت کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔ جسکی خبر پاکر آنحضرت غار ثور مین پوشیدہ ہوے اور بعد تین روز کے جانب مدینہ ہجرت کرگئے۔ کفار قریش نے عمار کے مادر وپدر کو قتل کیا۔ صرف عمار زندہ بچکر مدینہ پہونچے۔ باوجود ہجرت مدینہ کفار قریش کا کینہ وبغض کم نہوا بلکہ اور زیادہ ہوگیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ قرص ابوجابر جو فزاقان قریش کا سردار تھا مدینہ والون کے چرتے ہوے اونٹ صحرا سے لے گیا۔ اور چند بار اہل مکہ نے عاد

قریش اس مصمم ارادہ سے لڑائی برتیار رہوئی کہ آنحضرت کو مع اونکی معتقدین مسلمانون کے بالکل نیست ونابود کردین۔ چنانچہ انجام اسکا یہ ہوا کہ مسلمان حفاظت خود اختیاری پر مجبور ہوئے اور بنظر حفاظت جان ومال مسلمانان حکم جہاد نازل ہوا۔ پس حکم جہاد مسلمانون کے جان ومال وآبرو کی حفاظت کے واسطے اوسوقت نازل ہوا تہا۔ جبکہ مسلمان ازحد مجبور ہوچکے تہے۔ حکم جہاد بزور شمشیر مذہب پہیلانے کے واسطے نازل نہین ہوا تہا۔ چنانچہ احکام الٰہی مندرجہ ذیل سے اصلیت جہاد کی ظاہر ہوتی ہے۔

۱۔ سورۃ البقر۔ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ترجمہ اور لڑو راہ خدا مین اون لوگون سے کہ قتل کرتے ہین تمکو اور نہ حد سے گذرو تحقیق اللہ نہین دوست رکہتا حد سے زیادہ گذرنے والون کو۔

۲۔ سورۃ البقر۔ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ۔ ترجمہ یعنے جو کوئی زیادتی کرے اوپر تمہارے پس زیادتی کرو تم اوپر اوسکے مانند اوسکے کہ زیادتی کی اوپر تمہارے اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہ کہ اللہ ساتھہ پرہیزگارون کے ہے۔ میرے نزدیک حکم جہاد کا اصلی مطلب یہ ہے کہ جو کوئی تمہارے ساتھہ دشمنی کرے تمکو ایذا دے تمہارے قتل پر آمادہ ہو۔ تم بہی اوسکو مار ڈالو قتل کرو۔ اور اپنی جان اور اپنے مال کی اور اپنے دین کی حفاظت کرو۔ اور کفار کی طاقت کم کرو تاکہ تمکو امن حاصل ہو اور باطمینان عبادت الٰہی مین مصروف رہو۔ آیت اول مین جو حکم ہے کہ حد سے زیادہ نہ گذرو اور آیت دوم مین حکم ہے کہ اللہ ساتھہ پرہیزگارون کے ہے اوسکا صاف وصریح مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی تم

ایذا دیوے قتل نکرے مال تمہارا نہ لوٹے تمہارے امن مین خلل انداز نہ ہو تو تم بھی اوسکو نہ ستاؤ نہ اوسپر زیادتی کرو نہ اوسکو قتل کرو نہ اوسکا مال لوٹو نہ اوسکی عورت کو چھینو۔ پس جناب رسول خدا صلعم کے زمانہ حیات مین جو جہاد ہوئے وہ بنظر حفاظت جان و مال مسلمانان و تحفظ دین و تحفظ آبرو اور واسطے کم کرنے قوت کفار و مشرکین کے تاکہ مسلمانون کو آزادی حاصل ہو اور دین اسلام مین کوئی رخنہ نہ پڑے اور مسلمان حالت امن مین رہین۔ چنانچہ جزیہ اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ جب کفار و مشرکین اسلام کی اطاعت قبول کرکے جزیہ دینے پر آمادہ ہون اور مسلمان اونکے شر سے بیخوف ہو جاوین تو جزیہ قبول کرکے اونکو تباہ و برباد کیا جاتا ہے۔ اگر بزور شمشیر اجراء اسلام جائز ہوتا۔ تو جزیہ لیکر کفار کو حالت شرک و کفر مین چھوڑ دینے کا حکم نہوتا۔ پس زمانہ رسولخدا صلعم مین حصول دولت و طلب ریاست کیواسطے جہاد نہین ہوئے۔ بلکہ حفاظت اسلام و حفاظت خود اختیاری کی غرض سے۔

وفات آنحضرت کے بعد ہر چہار جانب سے کفار و مشرکین نے پھر سر اوٹھایا تھا۔ اور اکثر مسلمانون نے دین سے برگشتہ ہونا شروع کیا تھا۔ اور مسلمانون کے خیالات دین سے برگشتہ ہونے لگے تھے۔ بدینوجہ اکثر جہاد بزمانہ خلافت اول و خلافت دوم بحکم و مشورہ حضرت علی مرتضی کے ہوئے وہ بضرورت بغرض حفاظت اسلام و حفاظت جان و مال مسلمانان ہوئے تھے نہ بنظر حصول سلطنت و مال غنیمت بان اثناء حفاظت خود اختیاری مین جو ملک و مال قبضہ اسلام مین آگیا وہ عطیہ الٰہی تھا۔

زمانہ حیات جناب رسول خدا صلعم مین بھی اکثر لوگ ایسے تھے جو جہاد پر محض بطمع مال غنیمت جایا کرتے تھے اور جب کفار و مشرکین کا غلبہ دیکھتے تبھی فرار ہو جاتے تھے

مگر ان ظاہری مسلمانون نے اس ارادہ سے جہاد مین کوئی نقص واقع ہوتا تہا گو رسول خدا صلعم ان فراریون کے اسلام ظاہری سے خبردار تہے مگر اس خیال سے کہ شاید رفتہ رفتہ تعلیم پاکر یہ لوگ دل سے مسلمان ہوجاوین یا آیندہ اونکے صلب سے مومنان پاک طینت پیدا ہوان رسولخدا صلعم نے ان ظاہری مسلمانون سے بجز ہدایت اور رہنمائی کے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔

زمانہ خلافت اول وخلافت دوم مین گو منشاء ولی خلیفہ اول وخلیفہ دوم کا یا دیگر مسلمانان رفقاء ومددگاران خلفا کا جہاد سے یہی ہو کہ سلطنت ومال غنیمت ہاتہ آوے اور عیش کرین مگر حضرت علی مرتضی کا حکم ومشورہ صرف تقویت دین وحفاظت جان ومال مسلمانان کی نہا تاکہ دین اسلام کو استحکام ہو پسزمانہ خلافت اول خلافت دوم مین جسقدر جہاد بحکم ومشورہ حضرت علی کے ہوئے وہ سب جائز تہے اور جو جہاد بلا حکم وبلامشورہ حضرت علی کے ہوئے وہ سب ناجائز اور خلاف شریعت تہے کیونکہ بعد وفات رسول خدا صلعم کے بعد حضرت علی امام برحق و رہنمای امت تہے جیساکہ شاہ تراب علی صاحب ومولانا عبدالرحمن صاحب جامی اقرار کرتے ہین اور یہ دونون بزرگ فرقہ اہل سنت مین علما عظام وولی اللہ مانے جاتے ہین۔ انکے اقوال ذیل مین نقل کئے جاتے ہین۔

شاہ تراب علی صاحب قصبہ کاکوری ضلع لکہنو ملک اودہ کے باشندے اور ولی اللہ تسلیم کئے جاتے ہین وہ اپنی کتاب مطالب رشیدی کے صفحہ ۵ ۷ ۳ مین تحریر فرماتے ہین کہ برادر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کتاب سیف المسلول مین لکہتے ہین کہ بعض اولیاء اللہ کو از روے مکاشفہ ظاہر ہوا کہ درگاہ الہی سے درجہ ولایت اور فیض جس شخص کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور اقطاب واوتاد وابدال ونجباء ونقباء اور جمیع اقسام اولیاء خدا جس شخص کے توسل کے محتاج ہوتے ہین اوس شخص کو امام

معتبرین علماء دہلی اللہ مذہب اہل سنت بہ اسبات کا اقرار کرتے ہیں کہ حضرت
علی امام اول ہیں اور حضرت حسن مجتبی امام دوم اور حضرت حسین امام سوم تو بحالت
موجودگی امام اول حقیقت حضرت علی کے حضرت ابوبکرؓ امام اول اور حضرت عمرؓ امام دوم اور
حضرت عثمانؓ [illegible] حضرت علی امام چہارم کیونکر قرار پاوینگے یہ تو
ابو بکرؓ [illegible] اہل سنت [illegible] کیونکہ مطابق امام اول و امام برحق حضرت علی
قرار پاتے [illegible] ثابت ہو [illegible] سے خلائق تو خلفاء
ثلثہ بھی [illegible] حضرت ہی [illegible] چاہیے - اب تعجب اسبات کا ہے
کہ [illegible] کی بیعت کی یہ بات خلاف قیاس
معلوم ہوتی ہے [illegible] مذہب و کسی ملت میں یہ فعل جائز نہیں کہ مقلد اپنے امام
سے بیعت چاہے [illegible] مقلد بناوے اور خود اوسکا امام بنے اہل سنت نے
محض محبت خلفاء دین حضرت علی [illegible] گیا خلط مبحث خلفاء ثلثہ پر الزام لگایا ہے اور
اگر یہ سچ ہے کہ خلفاء ثلثہ نے حضرت علی سے بیعت طلب کی اور حضرت علی نے بہ تقیہ
یعنی مصلحتاً بیعت کی تو یہ امر داخل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ اپنے امام سے بیعت
طلب کرنا یا بیعت لینا ایسا ہے کہ جیسا جناب رسالت مآب صلعم سے کوئی مسلمان
منحرف ہو کر رسول خدا سے کہے کہ میری بیعت کرو تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے
خارج ہو جاویگا - میں امید کرتا ہوں کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے
ہم مذہب اور ہم خیال صاحبان میرے اس اعتراض کی نسبت ضرور جواب تحریر
فرماوینگے ورنہ سکوت داخل تسلیم ہوگا - اور خلافت خلفاء ثلثہ کی اس تسلیم سے
باطل ہو جاویگی -

ان اقرارات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء ثلثہ نے اپنے امام وقت
حضرت علی سے انحراف کیا اور بذریعہ حکمت عملی اور تالیف قلوب لوگوں کو اپنا محکوم بنایا

اور حکومت و ریاست پر قبضہ کیا اور اپنے کو خلیفہ رسول موسوم کیا - میرے نزدیک
خلفاء ثلثہ و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس سب برابر درجہ والے تھے - ایک کو دوسرے پر
کسی قسم کی فضیلت حاصل نہ تھی نہ ان مین کوئی راشدین تھا نہ کوئی مرتدین تھا سب
برابر تھے - جس رتبہ اور منصب کے خلیفہ یزید اور امیر معاویہ تھے اوسی منصب اور
اوسی رتبہ کے خلیفہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تھے بلکہ امیر معاویہ و یزید ابن
معاویہ رتبہ مین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے افضل تھے کیونکہ یہ دونون اور انکا
باپ ابوسفیان سردار تھے قبیلہ بنی امیہ کے اور حضرت ا... اور حضرت عمر کو کسی قبیلہ
مین کسی قسم کا کوئی رتبہ بھی حاصل نہ تھا - مگر افسوس ہے کہ دشمنان آل رسول و
دشمنان خاندان نبوت فرقہ اہل سنت کو ایسی کشمکش مین ڈالے ہوئے ہین اور
دلون مین ایسا خلجان پیدا کئے ہوئے ہین کہ حق و باطل کی تمیز مشکل ہو گئی ہے -
اور دہوکے مین پڑے ہوئے دین اور دنیا دونون برباد کر رہے ہین - اگر سب
عقلاء صوفیہ سنی و شیعہ ملکر حضرت علی کی امامت کو ذریعہ رہنمائی گردان کر خلفاء
ثلثہ کی امامت سے انکار کرین تو عاقبت بھی درست ہو جاوے اور دنیا مین بھی
اتفاق باہمی سے بسر ہو - اسکی پوری توضیح تنقیح نمبر پنجم و نمبر ششم مین کیجاویگی
اس تنقیح کا فیصلہ شاہ تراب علی صاحب و مولانا جامی صاحب کی تحریرات کی بنا پر
کئے دیتا ہون کہ جو جو امور زمانہ خلافت اول و خلافت دوم مین بحکم و مشورہ حضرت
علی ہوئے وہ سب جائز و درست تھے - البتہ وہ جہاد ضرور ناجائز تھے جنمین حضرت
علی مانع ہوئے یا شریک مشورہ جنگ نہوئے - کیونکہ امام کا کام حکم دینا اور ہدایت
کرنا اور رہنمائی کرنا ہے اور افعال خلاف شریعت سے ممانعت کرنا - عمل
یا نہ کرنا امت کے اختیار مین ہے - البتہ اگر امت امام وقت کی مطیع اور فرمانبردار ہو
اور موقف امام باقی مدہ احکام شریعت کے اجرا پر قادر ہوتا ہے - لیکن دنیا سو...

صلعم کے بعد امامت حضرت علی سے منحرف ہو گئے اور رجوع ہوئے جانب حضرت ابوبکر
وحضرت عمر لہذا حضرت علی نے بوجہ نہ ہونے کسی ناصر کے صبر اور سکوت کیا جو کچھ دیا وہ
لے لیا اور جب کبھی خلفاء نے اعانت شرعی چاہی آپنے مدد کی اور جب کبھی کوئی
کام بیجا ہوتے دیکھا منع کر دیا - اگر احکام شرعی مین آپ مشورہ نہ دیتے یا امور ناجائز
سے آپ منع نہ کرتے تو آپ کا حسد اور کینہ ظاہر ہوتا - اور حسد کرنا یا کینہ کرنا
شان امامت سے خلاف ہے - لیکن حضرت عثمان کے زمانہ مین جہاد کی ضرورت
باقی نہ رہی تھی مسلمانون کا اقتدار اور شوکت کل ملک یعنی اسلام کے مقابلہ مین قائم
ہو گیا تھا - اور مسلمانون کو امن حاصل ہو چکا تھا - ضرورت حفاظت خود اختیاری
باقی نہ رہی تھی - نہ حضرت علی سے حکم یا مشورہ دربارہ جہاد لیا گیا اسلئے زمانہ خلافت
حضرت عثمان مین جسقدر جہاد ہوئے وہ سب ناجائز تھے - محض بطمع سلطنت ومال
غنیمت یہ جہاد ہوئے - کیونکہ زمانہ خلافت حضرت عثمان مین انتظام خلافت کا دار
ومدار مروان بن حکم کی راے پر تھا حالانکہ رسول خدا صلعم نے مروان وآل
مروان پر لعنت کی ہے جسکا ذکر تاریخ الخلفا صفحہ ۲۰۳ و تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی
صفحہ ۵۸۹ مین درج ہے - اور قبیلہ بنی امیہ کے لوگ خلافت حضرت عثمان
دخیل تھے جسکے سبب سے حضرت علی بالکل معطل رہے اور کسی دینی کام مین آپسے
مشورہ نہ لیا گیا - اور یہی حال حکومت امیر معاویہ کا رہا یہانتک کہ ۲۶۰ ہجری تک
ہر زمانہ مین امام برحق موجود رہے جو بعد حضرت علی کے یکے بعد دیگرے مسند امامت پر
جلوہ افروز ہوئے مگر خلفاء وقت نے اونسے دربارہ جہاد نہ کبھی مشورہ کیا
نہ حکم لیا بالکل معطل کر دیا تھا اور ہمیشہ درپے قتل وتوہین رہتے - اور بوجہ
حکومت دشمنان آل رسول امت بھی رجوع ہوئے البتہ شیعون کا ایک گروہ مخفی طور
پر برحق اماموں کی تعلیم اور صحبت سے فیضیاب ہوتا رہا اور اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہا -

سوا اس اطاعت اور فرمانبرداری کے سبب شیعہ ہمیشہ دشمنان آل رسول کے ہاتھوں سے قتل ہوئے ذلت اوٹھائی کبھی آرام نہ پایا۔ اور آجتک شیعہ بوجہ محبت و اطاعت آل رسول کے دشمنان آل رسول کے ہاتھہ سے ستائے جاتے ہین ۔ گالیاں کہاتے ہین نقصان اوٹھاتے ہین اور خاموش رہتے ہین ۔ ہندوستان مین بوجہ سلطنت برٹش گورنمنٹ قتل اور غارتگری سے محفوظ ہین ۔ سوا اسکے از زمانہ حضرت عثمان سے تا اختتام خلافت بنی امیہ و بنی عباس جسقدر جہاد ہوئے بلاحکم و مشورہ امام وقت کے ہوئے اور وہ سب جہاد بطمع مال غنیمت و حصول سلطنت ہوئے نہ بنظر حفاظت خود اختیاری و ہمدردی اسلام کے وہ سب ناجائز تھے ۔ اگر اسلام کی ہمدردی ان مجاہدین مین ہوتی تو دوازدہ امام کی اطاعت سے وہ مجاہدین روگردانی اختیار نہ کرتے اور اپنی مرضی کے امام بناکر مذہب حنفی و مالکی و حنبلی و شافعی کی پیروی اختیار نہ کرتے دوازدہ امام کی پیروی بجز فرقہ شیعہ کے اور کوئی فرقہ اسلام مین نہین کرتا ۔ اہل سنت محض جہاد کی تالیف قلوب کے واسطے دوازدہ امام کی امامت کا زبانی اقرار کرتے ہین لیکن دوازدہ امام کی تقلید کسی مسئلہ یا کسی کام مین اہل سنت نہین کرتے ۔ اگر کرتے ہون تو کوئی صاحب تبلادین اہل سنت تقلید کرتے ہین حنفی شافعی حنبلی اور مالکی کی یہانتک کہ انہین چارون صاحبون کے مکہ معظمہ مین مصلے قائم کئے ہین اور ہر مسئلہ دینی و دنیوی مین بجز ان امام اربعہ کے دوازدہ امام کا کبھی ذکر تک نہ سنا گیا بلکہ اہل سنت کا دعوے ہے کہ ابو حنیفہ علم فقہ مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے افضل تھے اگر اہل سنت دوازدہ امام کی امامت کو حق سمجھتے تو مکہ معظمہ مین ان دوازدہ امام کی امامت کو حق سمجھتے تو مکہ معظمہ مین دوازدہ

رہتا خیال ظاہری سے دل کا حال معلوم ہوجاتا ہے سچ کہتی نہین ہے بات بناوٹ
کی بال بھر - آخر کو کہل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی - اہل سنت جو محبت آل رسول کا
اقرار کرتے ہین وہ صرف زبانی ہے اگر دل سے ہوتا تو آل رسول کی یعنی دوازدہ امام
کی تقلید کرتے - حنفی مالکی شافعی حنبلی کی تقلید نہ کرتے - دوازدہ امام کو اونکے زمانہ
امامت مین معطل کرکے روگردانی نہ کرتے اور بموجودگی امام محمد باقر و امام جعفر صادق
و امام موسی کاظم و امام علی رضا کے ابوحنیفہ اور مالک اور محمد شافعی و احمد ابن حنبل کو امام بناکر
اونکا مذہب اختیار نہ کرتے اونکی تقلید نہ کرتے کیا مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے
ہم مذہب و ہم خیال اسبات کا جواب دے سکتے ہین کہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام
موسی کاظم و امام علی رضا علیہم السلام کو لیاقت امامت کی نہ تہی جو ان بزرگوارونکی موجودگی
مین ابوحنیفہ و مالک و شافعی و احمد ابن حنبل امام بنائے گئے - کیا امام محمد باقر و امام
جعفر صادق و امام موسی کاظم و امام علی رضا علم فقہ اور علم حدیث کی تعلیم کے لائق اور پیشوای
امت ہونے کے قابل نہ تہے جو انکی موجودگی مین ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد
ابن حنبل پیشوا امت بنائے گئے اور تخصیص کے ساتھ انکے نام سے مذہب حنفی اور
شافعی اور حنبلی اور مالکی جاری کیا گیا جسکی تقلید تمامی فرقہ اہل سنت کرتا ہے - کیا مذہب
آل رسول مخالف اسلام تہا کہ جسکے سبب سے مذہب حنفی و شافعی و حنبلی و مالکی کے جاری
کرنے اور اونکی پیروی کرنے کی ضرورت ہوئی - کیا مکہ معظمہ واسطے ادائے نماز کے
کافی نہ تہا جو حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی کے مصلے بنانے کی ضرورت ہوئی -
کیا مکہ معظمہ مین جبتک یہ چارون مصلے تیار نہین گئے تہے اوسوقت تک جن
مسلمانون اور امامون نے اور خود رسولخدا صلعم نے نماز پڑہی وہ جائز تہی یا ناجائز
اگر جائز تہی تو پہر ان امام اربعہ کے مصلی بنانا بدعت ہے یا نہین اور ہر بدعت
ضلالت ہے یا نہین اور ان مصلونکے بنانے کی ضرورت تہی یا نہین - اور کیا

سبب سے کہ کسی آل محمد کے نام کا مصلی نہین بنایا گیا اور حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی کے نام
کے مصلے بنائے گئے اسی بحث کا جواب مذہبی فیصلہ کے واسطے کافی ہے - جو صاحب
جواب دے سکتے ہون جواب دین -

افسوس صد افسوس کہ امت نے اول تو دوازدہ امام سے روگردانی کرکے منجملہ اونکے
یازدہ اماموں مین سے کسیکو تیغ جفا سے شہید کیا کسیکو زہر سے شہید کیا اونکے زمانہ
حیات مین کہ جب وہ مسند امامت پر بموجب فرمان الٰہی و احکام رسالت پناہی جلوہ
افروز تھے اونکے شرمندہ کرنے کو عوام الناس امام بنائے گئے اونکی تقلید
کی گئی اونکے مذہب جاری کئے گئے اور یازدہ امام معطل رکھے گئے اور اسقدر دین
اسلام مین اختلاف پیدا کرنے کے بعد اب صرف اسقدر زبانی جمع خرچ کردیا جاتا ہے
کہ کیا ہم کو آل رسول کی محبت نہین ہے کیا ہم دوازدہ امام کی امامت کے قائل نہین
ہین جسکو آل رسول کی محبت نہین وہ مسلمان نہین جو دوازدہ امام کی امامت کا منکر
ہے وہ ایماندار نہین - مگر علاوہ اس زبانی جمع خرچ کے بالکل خلاف سے کہنے اور
دینے مین بڑا فرق ہے - افسوس ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اس قسم کی
تحریرون کے ذریعہ سے (جیسا کہ کتاب الہام الہدیٰ صفحہ ۱۲۵ مین اونہون نے تحریر
فرمایا ہے کہ شیعون نے بمقابلہ جہاد کے تعزیہ داری کو اور بمقابلہ جوانمردی کے مصائب
حسین مین گریہ و زاری کو ایجاد کیا ہے) شیعونکے دلون مین آتش جہاد کی افروختہ
کرنا چاہتے ہین - اور اس قسم کی تحریرون کے ذریعہ سے شیعہ نا تجربہ کار دلاتے ہین کہ وہ
بھی قتل فرقہ اہل سنت غیبت امام مین جہاد کرنے والونکے شریک ہوکر لوٹ کیت اور
غارتگری مچاوین - خدا کے واسطے مولوی صاحب اس قسم کی تحریرات کے ذریعہ سے
مذہب اسلام کو تباہ اور برباد نہ کرو - اور اسلام کی حالت پر رحم کرو اور فہم و فراست
کے ساتھ میری اس مختصر گذارش کے انجام پر غور کرلو -

جناب مولوی صاحب آپ نے جو کتاب اظہار الحق کے صفحہ اول مین لکھا ہے
کہ حضرات شیعہ صرف فضائل اصحاب باصفا ہی کا انکار نہین کرتے بلکہ کمال کتاب اللہ
مین بھی نقصان کا اقرار کرتے ہین لہذا گذارش ہے کہ آپنے اپنے مذہب کی کتابون
کو بھی ملاحظہ فرمایا ہے یا بلا حصول علم جو دل مین آتا ہے لکھ دیتے ہو۔ جناب من
نقصان قران کا اقرار تنہا شیعہ ہی نہین کرتے بلکہ اہلسنت کو بھی نقصان قرآن کا
اقرار ہے۔ ذرا اپنے مذہب کی تفسیر اتقان نوع ۴۷ فی الناسخ والمنسوخ صفحہ ۲۱۴
کو تو ملاحظہ فرمایئے جسمین اسطرح لکھا ہے۔
ام المومنین عائشہ کہتی ہین کہ سورہ احزاب تلاوت کیا جاتا تھا حیات رسول اللہ مین
دو سو آیت مگر حضرت عثمان نے صرف ہفتاد و سہ آیت رکھین اور یکصد و بست و ہفت
آیتین نکال ڈالین۔ اور سورہ احزاب مین آیہ رجم تھا۔ اور ابی بن کعب کہتے ہین
کہ تمہ آیہ صلواۃ قبل تغیر کرنے حضرت عثمان کے قرآن کو قرآن مین موجود تھے یعنے
ترتیب عثمانی کے قبل تمہ آیہ صلواۃ قرآن مین موجود تھی جسکو عثمان نے نکال ڈالا۔
ابو موسی اشعری کہتے ہین کہ بعد متروک التلاوۃ آیہ ان اللہ سیوید الدین بقوم لا خلاق لہم (مشکوک) تھی۔
عبدالرحمن بن عوف کہتے ہین کہ آیہ ان جاہدوا الجہاد کو قران سے گرا دیا جیسا کہ اور
آیتون کو نکالدیا۔
پس ام المومنین عائشہ اور ابی بن کعب و ابو موسی اشعری و عبدالرحمن بن عوف کے
بیانات جو تفسیر اتقان مین دکھلائے گئے ہین یہ لوگ اہل سنت کے پیشوا ہین شیعون
کے پیشوا نہین ہین پس جبکہ پیشوایان اہل سنت بہ آواز بلند نقصان قرآن کو
ظاہر کر رہے تو پھر شیعون نے کیا گناہ کیا جو وہ ملزم بنائے جاتے ہین۔ سچی بات چھپانے
سے کہین پوشیدہ ہوتی ہے۔ نہ حضرت عثمان آیات قرآنیہ کو قرآن سے نکالتے
نہ شیعہ نقصان قرآن کا ذکر کرتے تعجب ہے کہ قران مین ہی بھی کیلئے (مشکوک)

تذکرۃ الخلفا اہلِ سنت کی تشفی اور تسلی اور اپنے اظہار نا صبیت کے واسطے زبردستی لکہہ
ماری ہے۔ وہ معیار الہدیٰ کا جواب ہے نہ تبسم الضحیٰ کا جواب بازاری آدمیون کی گپ ہے

تنقیح نمبر چہارم

استحقاق درود آل محمد صلعم کو حاصل ہے یا کل اصحاب و ازواج کو

کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ دوم مین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے مندرجہ ذیل عبارت
درج فرمائی ہے۔

صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ اجمعین۔ دیکھو شیعو صرف دو فقرے حمدیہ
بسم اللہ کا ہے جواب نہ مولوی شیخ احمد صاحب نے دیا نہ حکیم افتخار علی جیو نے۔ پھر
اظہار الہدیٰ کا جواب لکھنے کو بہت بڑی لیاقت چاہیے۔

اس تحریر کے دیکھنے سے مجھکو کمال حیرت ہوئی اور یقین ہو گیا کہ اہل سنت مین مولوی محمد
جہانگیر خان صاحب سے زیادہ اب نہ کوئی ذی فہم باقی ہے نہ ذی علم۔ اگر کوئی ذی فہم یا ذی علم
اہل سنت مین باقی ہوتا تو مولوی صاحب ممدوح کو اس تحریر کی جرأت ہوتی ہر طرف
والون کو کثرت سے وہی مولوی صاحب ممدوح کی تصنیفات کی خریدار ہیں اس
قسم کی لغاظی سے خوش ہوتے ہین جنکے سبب سے مولوی صاحب کی تصنیفات
کی قدر ہوتی ہے مجھکو اس مقام پر ایک قصہ یاد آیا ۱۸۶۲ء مین میری ملازمت
ضلع جہانسی مین تھی بتقریب دورہ ایک روز مین قصبہ ایرچ پرگنہ گروٹھا ضلع
جہانسی مین مقیم تھا یہ قصبہ تو مسلمون سے آباد ہے اس قصبہ کے قاضی صاحب
میرے پاس آئے جنکا نام اسوقت یاد نہین رہا۔ قاضی کے پاس وہ قصیدہ تھا
کہ جسکو فقرا بازارون مین پڑہتے پہرتے ہین جسکا مطلع یہ ہے۔

عزیز ہو حق تعالیٰ کبریا سے ۔۔ شرف جسنے محمد کو دیا ہے

قاضی صاحب نے مجھسے استدعا کی کہ مجھکو یہ قصیدہ پڑھا دیو مین نے پڑھا دیا اور دریافت
کیا کہ اسکے پڑھنے سے آپکا مطلب کیا ہے قاضی صاحب نے فرمایا کہ کل جمعہ
ہے خطبہ مین اسکو پڑھونگا۔ اسدرجہ تو اہل سنت کی جہالت بڑھی ہوئی ہے۔
اور اوسپر یہ دعوے۔ انوار الہدیٰ مین جو نبوت ضرورت امامت و ثبوت
خلافت بلا فصل کے تحریر ہوئے ہین اوسکی تردید تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
سے ہو نہ سکے نہ تحریر جواب اور علمی مناظرہ کا انکو قاعدہ معلوم۔ اظہار الہدیٰ مین
بے سر و پا عبارتین لکھکر کہدیا کہ یہ جواب انوار الہدیٰ کا ہے اوسکے بعد اسی اظہار الہدیٰ
کو کسیقدر اضافہ کرکے نقل کردیا اور اوسکا نام بدر الدجے رکھدیا۔ کوئی ذی فہم ہو تو
سمجھے کہ اظہار الہدے و بدر الدجے مین بجز بدتہذیبی کے انوار الہدے کے کون
سے اعتراض اور کون سے ثبوت کی تردید کی گئی ہے جیسی قابلیت اور لیاقت
اور وقعت اور تہذیب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی ہے ویسی ہی فہم و فراست انکی
ہم مذہبون اور ہم خیالون کی ہے جسکی بدولت گمراہی مین پڑے ہوے دین اور دنیا
دونون برباد کر رہے ہین۔ باوجود اسکے کہ اظہار الہدے و بدر الدجے قابل
تحریر جواب نہ تھی تاہم جناب مولوی شیخ احمد صاحب نے اس خیال سے کہ
مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے ہم مذہب اور ہم خیال جہلا یہ نہ سمجھین کہ جواب
نہو سکا اظہار الہدیٰ کے بے سر و پا فقرون اور نامہذب عبارتون کا کمال تہذیب کے
ساتھہ شمس الضحیٰ مین جواب لکھدیا۔ پھر بھی بے شرمی اور بے غیرتی کے ساتھہ کہا جاتا ہے
کہ اظہار الہدے کے جواب لکھنے کو بڑی لیاقت درکار ہے۔ اب کوئی مشیر ثانی
مثل کنتاب جواب مرتب کرے تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی تشفی ہو یہہ عدالت
مین نالش کرنیکے دوڑین۔ اگر اہل سنت کو علم ہوتا عقل ہوتی خوف قیامت ہوتا
تو انوار الہدے و شمس الضحیٰ و اظہار الہدے و بدر الدجے کو ایک ساتھہ دیکھتے تب

اونکو حقیقت معلوم ہوتی اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے اس دعوے کی داد دیتے
کہ شیعوں سے جواب ہو سکتا ہے یا نہیں اور اظہار الہدیٰ کی تحریر جواب کو علمی لیاقت
درکار ہے یا ناصبی جہالت اور بازاری محاوروں کی مطابق لیاڑی کی گالی گلوج کی احتیاج ہے
لہذا اس منازعہ کے انفصال کے واسطے یہ امر قابل تحقیق ہوتا ہے کہ سرور کائنات جناب رسالتماب
صلعم نے کن بزرگوں کے واسطے تعریف و مودت معین فرمایا ہے۔ لہذا اہل سنت کی معتبر
کتابوں سے اور قرآن مجید سے اسکی تصدیق ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ سورہ شوریٰ
قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ترجمہ کہہ اے محمد صلعم نہیں
چاہتا میں تم سے اسکا بدلا خدا کے پہونچانے میں مزدوری مگر دوستی قرابتی کی۔ تفسیر بیضاوی
وَرُوِیَ اَنَّهَا لَمَّا نَزَلَتْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُکَ هٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ
وَجَبَتْ مَوَدَّتُهُمْ عَلَیْنَا قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَاَبْنَاءُهُمَا۔ ترجمہ جبوقت نازل ہوئی یہ آیت
پوچھا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ صلعم وہ لوگ ہیں جو قرابت مند حضور کے ہیں جنکی محبت ہم پر واجب
ہوئی فرمایا آنحضرت نے کہ وہ قرابت مند میرے جنکی دوستی امت پر واجب ہوئی
علی ہیں اور فاطمہ اور دونوں فرزند انکے حسن وحسین۔
تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی جلد ہفتم صفحہ ۴۰۶ وَلَا شَکَّ اِنَّ فَاطِمَةَ وَعَلِیًّا وَالْحَسَنَ
وَالْحُسَیْنَ کَانَ التَّعَلُّقُ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَشَدَّ التَّعَلُّقَاتِ وَهٰذَا کَالْمَعْلُوْمِ
بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ فَوَجَبَ اَنْ یَکُوْنُوْا هُمُ الْاٰلَ وَرَوٰی صَاحِبُ الْکَشَّافِ
اَنَّهٗ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَرَابَتُکَ هٰؤُلَآءِ
الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُهُمْ فَقَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَاِبْنَاهُمَا فَثَبَتَ
اَنَّ هٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعَةَ اَقَارِبُ النَّبِیِّ وَاِذَا ثَبَتَ هٰذَا وَجَبَ اَنْ
یَکُوْنُوْا مَخْصُوْصِیْنَ بِمَزِیْدِ التَّعْظِیْمِ وَیَدُلُّ عَلَیْهِ وُجُوْهٌ الْاَوَّلُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی
اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی وَوَجْهُ الْاِسْتِدْلَالِ بِهٖ مَا سَبَقَ الثَّانِیْ لَا شَکَّ اَنَّ النَّبِیَّ

يُحِبُّ [illegible] عليها السلام ثم قال صلعم فاطمة بضعة مني يؤذيني ما يؤذيها وثبت بالنقل المتواتر عن محمد انه كان يحب عليا والحسن والحسين واذا ثبت ذلك وجب على كل الامة مثله بقوله واتبعوه لعلكم تهتدون وبقوله تعالى فليحذر الذين يخالفون عن امره ولقوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله لقوله سبحانه لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة الثالث ان الدعاء للآل منصب عظيم ولذلك جعل هذا الدعاء خاتمة التشهد في الصلوة وهو قوله اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وارحم محمدا وآل محمد وهذا التعظيم لا يوجد في حق غير الآل فكل ذلك يدل على ان حب آل محمد واجب وقال الشافعي ان كان رفضا حب آل محمد فليشهد الثقلان اني رافضي

ترجمہ اسمین شک نہین کہ جناب رسالت مآب صلعم و فاطمہ و علی و حسن و حسین کا باہمی تعلق بہت ہے وابستہ اور متصل تعلق تھا اور چونکہ یہ بات احادیث سے تبواتر ثابت ہے اس سے واجب آتا ہے کہ یہی لوگ آل ہین۔ صاحب کشاف نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اصحاب نے عرض کی خدمت رسولخدا مین کہ آپ کے قرابت دار کون لوگ ہین جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ قرابتمند میرے علی ہین اور فاطمہ اور دونون فرزند اونکے اس سے ثابت ہوا کہ یہی چارون نبی صلعم کے اقارب ہین اور جب یہ ثابت ہوگیا تو اس سے واجب ہوگئی یہ بات کہ یہی چارون مخصوص ہین واسطے تعظیم اور تکریم کے۔ علاوہ اسکے اور بھی کئی دلیلین ہین اول فرمان باری تعالی اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اس آیت کے ساتھ استدلال کی وہی وجہہ ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔ دوسری وجہہ۔ اسمین شک نہین کہ آنحضرت صلعم فاطمہ علیہا السلام کو پیار کرتے تھے اور آپکا ارشاد ہے کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے

جس بات سے اوسے ایذا ہوتی ہے ۔ وہ بات مجھے بھی ایذا پہونچاتی ہے اور یہہ
بات بھی رسولخدا صلعم کی احادیث سے بتواتر ثابت ہے کہ آپ علی و حسن و حسین کو
محبوب رکھتے تھے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو آپ کی ساری امت پر واجب ہو گیا
کہ مثل رسول اللہ صلعم کے علی و فاطمہ و حسن و حسین سے محبت رکھیں ۔
جیسا کہ پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ تابعداری کرو آنحضرت کی تاکہ تم ہدایت پاؤ اور
پھر خدا نے فرمایا ہے پرہیز کرے محمدؐ اون لوگون سے جو نافرمانی کرتے ہین حکم
الہی سے اور یہ بھی خدا فرماتا ہے کہ جو محبت رکھتا ہے خدا سے اور پیروی کرتا ہے
خدا کی وہ دوست رکھے آنحضرتؐ کو ۔ تیسری دلیل آل کے لئے دعا کرنا ایک بہت
ہی بڑا منصب ہے اسیواسطے حسب فرمان باری تعالی آخر تشہد مین ہر نماز کے
یہ دعا کہ اللہم صل علی محمدؐ و علی ال محمدؐ وارحم محمدؐ و آل محمدؐ مقرر کی گئی ہے اور یہ تعظیم آل
کے سوا کسی دوسرے کے واسطے نہین پائی جاتی ۔ یہہ سب وجوہ دلیل ہین اوسکی کہ
آل محمدؐ کی محبت واجبات سے ہے ۔ اور امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آل محمدؐ کی محبت
کا نام رفض ہے تو جن و انس گواہ ہین کہ مین رافضی ہون تفسیر نیشا پوری الرابع
عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَۃُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ
الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُهُمْ فَقَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَ ابْنَاهُمَا
وَلَا رَیْبَ اِنَّ هٰذَا فَخْرٌ عَظِیْمٌ وَشَرَفٌ تَامٌّ وَیُؤَیِّدُہٗ مَا رُوِیَ اَنَّہٗ عَنْهُ
حُرِّمَتِ الْجَنَّۃُ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَهْلَبَیْتِیْ وَاٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ وَکَانَ یَقُوْلُ فَاطِمَۃُ
بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ یُؤْذِیْنِیْ مَا یُؤْذِیْهَا وَثَبَتَ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ اَنَّہٗ کَانَ یُحِبُّ عَلِیًّا وَ
الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَاِذَا کَانَ ذٰلِكَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَحَبَّتُهُمْ بِقَوْلِهٖ وَکَفٰی شَرَفًا
لِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفَخْرًا خَتْمُ التَّشَهُّدِ بِذِکْرِهِمْ وَالصَّلٰوۃُ عَلَیْهِمْ فِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ قَالَ بَعْضُ
الْمُذَکِّرِیْنَ اِنَّ النَّبِیَّ قَالَ مَثَلُ اَهْلَبَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَ فِیْهَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا

ترجمہ۔ دلیل چوتھی۔ سعد ابن جبیر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکے قرابت داروں میں سے وہ لوگ کون ہیں جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ قرابت مند میرے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین ہیں اور اسمین شک نہین کہ یہ بڑے فخر اور شرف کی بات ہے اور اسکی تائید وہ روایت بہی کرتی ہے کہ جو سعید ابن جبیر سے مروی ہے کہ جنت حرام ہے اوس شخص پر جسنے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے باب مین مجھے ایذا دی۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے جو چیز اوسے ایذا دیتی ہے وہی مجکو بہی ایذا دیتی ہے اور احادیث نبوی سے تو اتر ثابت ہوا ہے کہ آپ علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو محبوب رکھتے تھے اور جب یہ امر ثابت ہے تو ہم پر بہی محبت اونکی واجب ہے۔ اور آل رسول اللہ صلعم کیلئے تو یہی شرف اور فخر کافی ہے کہ تشہد کے خاتمہ پر ہر نماز مین اونکا ذکر داخل کیا گیا ہے اور ہر نماز مین اونپر درود بھیجنے کا حکم ہوا ہے اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ نبی صلعم کا ارشاد ہے کہ میرے اہلبیت کی مثال ایک کشتی کی سی ہے جو اوسمین سوار ہوا نجات پائی اور جو نہ سوار ہوا ڈوب گیا تفسیر محی الدین بن العربی رُوِیَ اَنَّهَا لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَاَبْنَاؤُهُمَا وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْرًا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِیْدًا مُسْتَكْمِلَ الْاِیْمَانِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَنَكِیْرٌ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُزَفُّ اِلَی الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعَرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِهَا اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰہُ قَبْرَهُ مَزَارَ مَلٰٓئِكَةِ الرَّحْمَةِ

اَلَا- وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّۃِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَکْتُوْبًا بَیْنَ عَیْنَیْہِ اٰیِسٌ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ کَافِرًا اَلَا- وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمْ یَشُمَّ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ- ترجمہ جسوقت نازل ہوئی یہ آیت تو عرض کی صحابہ نے کہ یا رسول اللہ صلعم وہ کون سے قرابت مند آپکے ہیں جن لوگوں کی محبت پروردگار عالم نے ہم پر واجب کی ہے سفرمایا آنحضرت نے کہ وہ قرابت مند میرے کہ جنکی محبت خدا نے واجب کی ہے - علیؑ ہیں اور فاطمہؑ ہیں اور حسن ہیں اور حسین ہیں اور انکی اولاد اور فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے کہ تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمدؐ کے وہ فوت ہوا مغفرت کیا ہوا اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمد کے وہ فوت ہوا تائب یعنی گناہونسے پاک و بری اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمدؐ کے وہ مرا شہید اور کامل الایمان اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمدؐ کے بشارت دیگا ملک الموت اوسکو جنت کی پہر بشارت دینگے منکر اور نکیر اوسکو جنت کی اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمدؐ کے وہ جاویگا جنت کو اسطرح جسطرح لیجاتے ہیں دولہن کو اوسکے شوہر کے گہر- اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر محبت آل محمدؐ کے کردانا خدا نے اوسکی قبر کو زیارت گاہ ملائکہ رحمت- اور تحقیق جو مرا اوپر محبت آل محمدؐ کے وہ فوت ہوا اوپر سنت نبوی کے اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر بغض آل محمدؐ کے آویگا قیامت کے دن لکہا ہوا درمیان دونوں آنکہوں کے کہ یہ مایوس ہے رحمت الٰہی سے اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر بغض آل محمدؐ کے وہ مرا کافر- اور تحقیق جو فوت ہوا اوپر بغض آل محمدؐ کے نہیں سونگہے گا وہ خوشبو جنت کی- امام فخر الدین رازی جو علماء اہل سنت میں ایک مشہور اور معروف اور معتبر اور مستند عالم اور مجتہد ہیں جنکو اہل سنت اپنا امام یعنے پیشوا تسلیم کئے ہوئے ہیں تفسیر آیہ قل لا اسئلکم میں حسب احادیث نبوی کہ جن احادیث کی صحت بتواتر ثابت ہوچکی ہے مندرجہ ذیل اقرار

ہون کہ ہر نماز میں جب مسلمان تشہد پڑھتے ہیں تو جب وہ رسالت آنحضرت کا
اقرار کرتے ہیں تو اوسکے ساتھ آل محمدؐ کے نام پر درود پڑھتے ہیں موجب فرمان پروردگار
عالم کے اور آل رسول یعنی علی علیہ السلام بھی داخل ہیں جیسا کہ [illegible] اقرار کرچکے ہیں
پس جو تعظیم آنحضرت کی الفاظ درود کے ساتھ معین ہوئی ہے انہیں الفاظ درود
کے ساتھ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کی بھی ہے اور نماز خدا کے بعد جبکہ آنحضرت کے
نام پر درود پڑھنے کا ہر نماز میں حکم ہے اوسیطرح بعد نبی آخر الزمان کے نام کے یعنے علی
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے نام پر ہر نماز میں درود پڑھنے کا حکم ہے۔ اگر خدا کے
اور رسول خدا کے نزدیک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان افضل تھے
حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے تو ان کے نام پر نماز
میں درود پڑھنے کا کیون حکم نہین ہوا - اور یہ لوگ قرابت منہ ان رسول میں کیون
نہ شمار کیے گئے - اب اس مقام پر پروردگار عالم اور جناب رسول خدا
صلعم صادق سمجھے جاوین یا مولوی محمدؐ جہانگیرخانصاحب اسکا فیصلہ کل مسلمانان
[illegible] مولوی محمدؐ جہانگیرخانصاحب کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے۔ [illegible]
بن العربی تفسیر مین مطابق احادیث معتبر جناب رسول خدا صلعم تحریر فرماتے
ہین - کہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ بغض رکھنے والا کافر ہے
اور رحمت الٰہی سے مایوس ہیگا - مولوی محمدؐ جہانگیرخان صاحب نے کتاب
قطف الہدیٰ کے صفحہ ۴۰ مین لکہا ہے کہ علی علیہ السلام نے غلط گواہی دی اس سے
انکا کاذب ہونا ظاہر ہوتا ہے - اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱۲ مین لکہا ہے کہ وہ
[illegible] رہتے ہے اور کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ ۸۰ مین حضرت علی کو عاصی لکہا ہے اور صفحہ
۱۷۳ مین کتاب مذکور کے لکہا ہے کہ وہ مشکل کشا نہین وہ بیچارے اپنی تو مشکل
آسان بہی نہ کرسکے تمہاری مشکل کیا آسان کرینگے - اور کتاب مذکور

[illegible] لکھا ہے کہ علی علیہ السّلام مین انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی ان کلمات
سے مولوی صاحب ممدوح کا دشمن علی ہونا محتاج ثبوت نہ رہا۔ اور دشمن علی کی تحقیق جو
تصریح محی الدین ابن العربی نے کی ہے اوسکے مطابق مذہب مولوی صاحب ممدوح کی نسبت
سمجھہ لین کہ وہ اور اونکے معتقد اور ہم مذہب ناجی ہین یا ناری۔ دوسرے اگر مولوی صاحب
ممدوح کی تحریر حضرت علی علیہ السلام کی نسبت صحیح سمجھی جاوے تو مذہب اسلام باطل ہوا جاتا
اور عدالت الٰہی مین نقص پیدا ہوتا ہے کیونکہ تعالیٰ لذتہ کیونکر ایسی عدم لیاقت انتظام ملکی
کے علی کی محبت کو پروردگار عالم نے کل امت پر واجب کیا ہے اور مثل رسول اللہ صلعم واجب
التعظیم قرار دیکر ہر نماز مین اونکے نام پر درود پڑہنے کا حکم دیا ہے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور
حضرت عثمان کہ جو انتظام ملکی مین لائق اور عمدہ ہونے سے بانی ریاست گواہی دینے والے تھے
پروردگار عالم کے نزدیک واجب التعظیم قرار پائے نہ رسول خدا کے نزدیک اگر واجب التعظیم
قرار پاتے تو اونکے نام پر بہی ہر نماز مین مثل حضرت علی علیہ السّلام درود پڑہنے کا حکم ہوتا
اور یہ لوگ بہی قرابت منداں رسول اللہ صلعم مین داخل کئے جاتے اور سب امت پر محبت
اور اطاعت انکی مثل حضرت علی علیہ السلام واجب کیجاتی لیکن درحالیکہ پروردگار عالم
اور جناب رسولخدا صلعم نے بجز علی اور فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السّلام کے کسی پانچوین
کو قابل درود و صلوات نام رسولخدا صلعم کے نہین قرار دیا تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور
اونکے ہم مذہب اور ہم خیالونکا اصحاب و ازواج کو قابل درود قرار دینا ایک علی و فاطمہ و
حسن و حسین علیہم السلام ہی کے ساتھہ مخالفت و دشمنی کو ظاہر اور ثابت نہین کرتا بلکہ خدا اور
رسولخدا صلعم کے ساتھہ بہی نافرمانی اور مخالفت کو ظاہر و ثابت کرتا ہے جیسے امام فخر الدین رازی نے
جو امام شافعی کے اصل عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ اگر محبت آل رسول کا نام رفض ہے تو مین بہی رافضی
ہون امام شافعی کو اس اظہار کی ضرورت جس وجہہ سے ہوئی وہ قابل غور ہے۔ دشمنان علی
یعنے ناصبی شیعیان علی کو اسوجہہ سے رافضی کہا کرتے تھے کہ اس گروہ شیعہ نے خلفا ر

ثلثہ اور امیر معاویہ ودیگر خلفاء بنی امیہ کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے اور علی علیہ السلام کو فضیلت دیتے تھے تمامی خلفاء وتمامی اصحاب پر اور علی و فاطمہ و حسن و حسین کا اظہار کرتے تھے اور لوگوں کو ان بزرگوں کی محبت کیجانب رغبت دلاتے تھے اسوجہ سے اس فرقہ کے لوگوں کو نواصب لفظ رافضی سے منسوب کرتے تھے اور رکتے تھے کہ منکران خلافت ثلثہ ومعاویہ وغیرہ اور مدحت کرنیوالے اور فضیلت بیان کرنیوالے علی اور اولاد علی کے رافضی ہیں کیونکہ خلفاء ونت سے روگردانی کرتے ہیں اور جو لوگ قایل تھے انکے فضائل بیان کرتے ہیں اور اولاد انکے ساتھ محبت کرتے ہیں کیونکہ بحکم معاویہ عصبی اولاد اور علی علیہ السلام پر ہر نماز جمعہ کے بعد لعنہ ہوا کرتا تھا جسکی توضیح تنقیح مقدمہ میں کیا گیا ہے امام شافعی نے فرمایا کہ اگر محبت آل رسول داخل رفض ہے تو میں بھی رافضی ہوں چنانچہ اوسی بنا پر آجتک اہل سنت شیعوں کو بوجہ محبت آل رسول وولاے علی رافضی کہتے ہیں۔ یہانتک تو میں نے اہل سنت کی معتبر تفسیروں سے نقل کی ہے اب میں چند حدیثیں بھی کتب معتبر اہل سنت سے اور چند آیتیں قرآن مجید سے ذیل میں نقل کرتا ہوں جنکی ملاحظہ سے شرف اور بزرگی اور فضیلت آل رسول اللہ صلعم کی ظاہر ہوگی اور اصحاب رسول اللہ صلعم کے بارہ میں جو کچھہ پروردگار عالم اور جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے وہ بھی معلوم ہوجاویگا اور اس سے ہر شخص نتیجہ نکال سکے گا کہ کل اصحاب مومن تھے یا امنین منافق لعنے بے ایمان بھی تھے اگر جمیع اصحاب میں بے ایمان اور منافق بھی تھے تو کیا منافق اور بے ایمان بھی قابل درود قرار پاسکتے ہیں۔ اگر بے ایمان اور منافق قابل درود نہیں قرار پاسکتے تو کل اصحاب کے نام پر درود پڑھنا ایسا ہے کہ جسطرح یزید کی خلافت بدلیل اجماع قبول کرکے مسلمان دیکھتے رہے اور فرزند رسول تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح ہوگیا۔

اہل آسمان کے اور اہلبیت ہمارے باعث امن و باعث بقا ہین ۔ اسیطرح اہل زمین
ان ہر سہ حدیث مین لفظ اہل بیت آیا ہے اور مین اسکے قبل معتبر تفسیرون
اور معتبر کتابون سے اور سب قرار معتبر علماء اہل سنت کے اسبات کو ثابت کرچکا
ہون کہ اہل بیت اور عترت اور آل کا لفظ مخصوص ہے ساتھ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ
و حسینؑ علیہم السلام کے کیونکہ خود پیغمبر خدا صلعم ان بزرگوارونکے حق مین بالتصریح
فرماچکے ہین کہ خدایا یہی ہین اہلبیت میرے پاک کردے انکو گناہون سے
پس ان ہر سہ احادیث مین جو لفظ اہلبیت آیا ہے اوس سے مراد یہی چار
بزرگ یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسین علیہم السلام ہین ۔ حدیث اول مین وصیت
کی ہے رسول خدا صلعم نے کہ مین درمیان تمہارے دو چیزین چھوڑتا ہوں
جو نہایت بزرگ ہین ایک قرآن دوسرے اہلبیت میرے یعنی علی علیہ السلام
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور حدیث دوم مین آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میرے
اہلبیت یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ مثل کشتی نوح کے ہین اور کشتی نوح کا
واقعہ مشہور ہے کہ جن لوگون نے نوح علیہ السلام کی فرمانبرداری اختیار کرکے
کشتی نوح مین سوار ہوگئے وہ زندہ اور سلامت رہے اور جن لوگون نے نوح
علیہ السلام کو کاذب جانا وہ غرق آب ہوے لہذا اس مثال سے مطلب آنحضرتؐ
کا یہ ہے کہ جو لوگ فرمانبرداری کرینگے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کی اور راہ
راست پر سمجھینگے وہ نجات پاوینگے اور جو لوگ ان چارون بزرگون کی فرمانبرداری
نہ کرینگے اور منحرف ہوجاوینگے وہ نجات سے محروم رہینگے ۔ اور حدیث سوم
مین آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسطرح اہل آسمان ستارون کی سبب سے
امن مین ہین اگر ستارے نہون تو اہل آسمان نیست و نابود ہوجاوین اسیطرح اہل
سبب یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے باعث اہل زمین باعث امن ہین

ترجمہ دیکھا تونے ان لوگوں کو کہ دلوں میں اونکے نفاق ہے دیکھتے ہیں تیری طرف بچشم
پاک ہوت سے پس واسطے ہے واسطے اونکے فرمانبرداری اور بات اچھی

۴۲ سورۃ محمد پارہ ۲۶ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا
أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ
الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ترجمہ پس نزدیک ہو تم وسکے اگر حاکم ہو
تم یہ کہ فساد کرو تم زمین میں اور قطع کرو اپنی قرابتوں کو یہ وہ ہیں کہ لعنت کی
اونکو اللہ نے پس بہرا کیا اور اندھا کیا اونکی آنکھوں کو پس وہ نہیں غور کرتے احکام
قرآن کو اونکے دلوں پر قفل لگے ہیں۔

۴۳ سورۃ محمد پارہ ۲۶ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ
أَضْغَانَهُمْ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ
وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ
أَخْبَارَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ترجمہ کیا گمان
کیا اونہوں نے کہ اونکے دلوں میں بیماری ہے یہ ہرگز نہ نکالیگا اللہ کینے اونکے
اور اگر چاہیں ہم البتہ دکھلا دیویں تجھے پس تو پہچان لیتا نشان اونکی پس البتہ پہچانے
انکو ساتھ نشانیوں اونکی کے اور البتہ پہچانے گا اونکو طرز گفتگو
میں اور اللہ جانتا ہے عملوں تمہارے کو اور البتہ آزماوینگے ہم تمکو یہانتک
کہ جانیں ہم لڑنیوالے تم میں سے صبر کرنیوالوں کو اور آزماویں ہم خبروں
تمہاری کو تحقیق جو کافر ہوئے اور بند کیا راہ سے اللہ کی اور مخالفت
کی اونہوں نے رسول کی بعد اسکے کہ ظاہر ہوئے واسطے اونکے ہدایت

ہرگز نہ ضرر دینگے وہ اللہ کو کچھ اور جلد باطل ہونگے عمل اونکے اسے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو۔ اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور نہ باطل کرو اعمال اپنے یہ ہر سہ آیتین سورہ محمدؐ کی کہ جنپر نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ لگا دیا گیا ہے خاص ان لوگون کے حق مین ہین کہ جو رسول اللہ صلعم کی زندگی مین ایمان لائے اور صحبت رسول اللہ مین حاضر رہتے تھے اور جو از نام اصحاب رسول معروف ہوئے اور انہین اصحاب کی نسبت پروردگار عالم ۵۔ سورہ مائدہ پارہ ششم مین فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ۔ ترجمہ اسے رسول غمگین نہ ہوا ون لوگون سے جو جلدی کرتے ہین کفر مین اور وہ لوگ زبان سے کہتے ہین کہ ہم لوگ ایمان لائے اور دل اونکے ایمان نہین لائے۔

۶۔ سورہ فرقان۔ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا۔ ترجمہ اور کہا پیغمبر نے اسے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا اس قرآنکو بطور مہجور و ہجران کے یہ پانچ آیتین مین نے قرآن مجید سے نقل کی ہین جنپر نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ لگا دیا ہے ان سبکا نتیجہ ذیل مین ظاہر کرتا ہون۔

۱۔ یہ سب آیتین اونہین اصحاب رسول کی شان مین نازل ہوئی ہین کہ جنکے نامو نپر مولوی محمدؐ جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اور ہم خیال درود و بھیجتے ہین چنانچہ یہ آیہ نمبر ششم مین جناب رسالتمآب صلعم نے اون اصحاب کو بتلا بھی دیا کہ وہ میری قوم مین سے ہین اور اونہون نے کسی مجبوری کے سبب سے کلام الٰہی کو بظاہر قبول کر لیا ہے دل سے قبول نہین کیا چنانچہ آیہ نمبر ۵ مین پروردگار عالم آنحضرت کو تسکین دیتا ہے کہ تو اون لوگون سے غمگین مت ہو۔ جو بظاہر تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے مگر وہ لوگ دل سے ایمان نہین لائے۔

دلون مین نفاق ہے اور جو بعد تیرے وفات کے زمین پر فتنہ وفساد کرینگے اور اپنی
اور اپنی قرابتون کو قطع کرنیوالے ہین اونکو اونکے طرز کلام سے شناخت کرسکے یہہ
پروردگار عالم اصحاب رسول اللہ کی جانب خطاب کرتا ہے کہ رسول کی نافرمانی
سے خدا کا کچھہ ضرر نہین بلکہ تمہارے اعمال جلد باطل ہوجائینگے اور یہہ خدا فرماتا ہے
کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور
اپنے نیک اعمالونکو بوجہہ نافرمانی باطل مت کرو۔

پس مقام غور ہے کہ پروردگار عالم صاف طور پر حکم دیتا ہے کہ چاہے تم نیک
اعمال نیک کرو مگر رسول اللہ کی نافرمانی کے سبب وہ سب اعمال باطل ہوجاوینگے
اور تمپر خدا کی لعنت پڑیگی اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب
اہل سنت کہتے ہین کہ اصحاب بیعت رضوان کی فضیلت قرآن سے ثابت ہے
جنکی نسبت خدا فرماتا ہے کہ رضی اللہ عنہم ورضو عنہ یعنی خدا تم سے راضی ہوا اور
تم خدا سے راضی ہوئے ہمنے اسکو بھی فرض کیا لیکن جب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اصحاب رسول نے زمین پر فساد کیا اور آل رسول کے ساتھہ بغض وکینہ کیا اور
وقت وفات رسول اللہ آنحضرت کی نافرمانی کی اور واسطے تحریر وصیت کاغذ
ودوات نہین دیا اور ہمراہ امیر عسکر اسامہ بن زید کے نہین گئے جسکی توضیح
تنقیح پنجم مین کیجاویگی تو ان نافرمانیون کی سبب بیعت رضوان کے فضائل یا مثل
اسکے دیگر اعمال باطل ہوگئے یا نہین چنانچہ ان اصحاب کے بغض ونفاق کا اور
اصحاب رسول اللہ کے خطاوار ہونے کا اور اصحاب رسول کے تعدیان کے ظاہر ہونیکا
معتبرین اہل سنت نے اقرار کیا ہے جن اقرارون مین سے صرف دو معتبر
علماء کے قول ذیل مین نقل کئے جاتے ہین۔

شرح مقاصد سعدالدین تفتازانی إنَّ مَا وَقَعَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ الْمُشَاجَرَاتِ

تاکہ بعد وفات زمین پر فتنہ و فساد برپا کریں اور اپنی قرابتونکو قطع کریں اور یہ امور باعث نافرمانی خدا اور رسول کے ہین اسلئے اعمال اون اصحاب کے باطل ہوجائینگے بوجہہ نفاق اور اوپر خدا کی لعنت ہے مین حیران ہون کہ ایسے منافقون اور نافرمانبردار اصحابونپر خدا لعنت کرتا ہے پس شیعہ اس حکم الٰہی کے مطابق دشمنان علی و دشمنان اولاد علی کے اوپر اگر لعنت کرتے ہین تو اسمین قباحت کیا ہے۔

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت جو کہتے ہین کہ جو شخص لعنت کرتا ہے وہ لعنت اوسی پر لوٹ کر آتی ہے اور پروردگار عالم سورہ محمدؐ مین حکم دیتا ہے کہ منافقونپر اور نافرمانبردارونپر خدا کی لعنت ہے تو اس حکم کے مطابق تو دشمنان علی و دشمنان اولاد علی پر کہ جنہون نے بطمع دولت و لطلب ریاست علی و اولاد علی پر ظلم کیا اور اونکے ساتھہ دشمنی کی لعنت کرنا احکام الٰہی کی فرمانبرداری مین داخل ہوگا اور لعنت کرنے سے منع کرنا اور یہ کہنا کہ وہ لعنت لوٹ کر لعنت کرنیوالے پر آتی ہے احکام الٰہی کی صریح نافرمانی ہے اور حکم الٰہی کے مخالف رائے دینا دشمن خدا کا کام ہے نہ کسی دیندار کا پس مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کی نسبت مجھکو اس رائے کو ظاہر کرنے مین کچھہ تامل نہین کہ کل اصحابونکو قابل درود سمجھنا اور اونکے نام پر حکم الٰہی کے خلاف درود بھیجنا خداوند عالم کے ساتھہ دشمنی کرنا ہے دران حالیکہ حالات اصحاب کے ایسے ہین جیسا کہ مین نے قرآن مجید سے ظاہر و ثابت کردی اب مین چاہتا ہون کہ احادیث رسول اللہ صلعم سے بھی فضائل اصحاب کے ظاہر کردون تاکہ عام لوگونپر اصحاب کے حالات پوشیدہ نرہین۔

کتاب المغازی للواقدی نے غزوۂ احد صفحہ ۱۰۲ وَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُوْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ

اور فتنہ و فساد پیدا ہونگے اسپر حضرت ابو بکر بہت روئے اور افسوس کیا اپنے
حال پر اور ظاہر کیا رسول اللہ کے سامنے کہ کیا مجھسے آپکی وفات کے بعد ایسے
نا شائستہ افعال صادر ہونگے یہ سنکر رسول خدا صلعم خاموش ہوگئے اور حضرت ابو بکر کے
اس گریہ و بکا پر کوئی کلمہ قابل تسکین اپنی زبان مبارک سے ایسا نہ فرمایا کہ جسکے
سن لینے سے حضرت ابو بکر کو اطمینان ہوتا اور اسی بے اطمینانی نے وفات رسول
خدا صلعم کے بعد حضرت ابو بکر کو حصول خلافت کے واسطے دلیر بنا دیا۔ اور ضبطی باغ فدک
پر آمادہ کر دیا۔ اور رنجیدگی جناب فاطمہؑ کی جانب سے بیخوف کر دیا اور عدم تعمیل
حکم جناب رسول خدا صلعم سے بے پرواہ بنا دیا۔ اسی بے پرواہی کے سبب سے
حضرت ابو بکر ہمراہ لشکر اسامہ بن زید روانہ نہوئے تا کہ موقع حصول خلافت کا
ہاتھہ سے نہ جاوے۔

اگر حضرت ابو بکر کلام رسول خدا سے اپنی نجات عقبیٰ مین نا امید نہوتے تو آنحضرت کا
کلام سنکر گریہ وزاری نہ کرتے۔ اور اگر رسول خدا صلعم حضرت ابو بکر کو نئی باتین
ایجاد کرنے کے سبب ناجی سمجھتے تو انکے گریہ و بکا پر ضرور تسلی فرماتے کہ پریشان
نہو تقاضائے بشریت سے اگر تم دین مین نئی باتین ایجاد کروگے تو بھی تمہاری نجات
مین کوئی نقص پیدا نہوگا اور خدا اور رسول خدا نے اصحاب منافق کے کہ جو بظاہر
اقرار فرمانبرداری و اظہار اسلام کرتے تھے اور دل سے نہ مسلمان ہوئے نہ
نفاق انکا کم ہوا نام اسواسطے ظاہر نہ کئے کہ اسلام مین فتنہ پیدا ہو جاتا۔ اور
امید تھی کہ ان منافقون کے صلب سے مومن بھی پیدا ہونگے۔ اور ان لوگون کے
سبب سے اسلام قوت پانیوالا تھا۔ اسیوجہ سے رسول خدا نے ظاہر کر دیا تھا۔ کہ
اسلام رونق پاویگا فاسق و فاجر سے چنانچہ اس حدیث کی نقل بخاری جلد پنجم
صفحہ ۱۴۲ سے تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے۔ جو صاحب چاہین ملاحظہ فرمادین۔

بخاری جلد پنجم صفحہ ۲۷۵ عن ابن عباس قال انکم محشورون حفاة عراة غرلا ثم قرأ کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین و اول من یکسی یوم القیٰمة ابراهیم و ان اناسا من اصحابی یؤخذ بهم ذات الشمال فاقول اصحابی اصحابی فیقال انهم لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم الی قوله الحکیم فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میرے اصحاب کو ملائکہ عذاب الہی مین گرفتار کرکے جانب شمال لیجاوینگے اوسوقت مین ملائکہ سے کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہین ملائکہ جواب دینگے کہ یہ ہمیشہ ارتداد پر تھے اور جسوقت آپنے دنیا کو ترک کیا یہ لوگ اپنے اولٹے پیرون مین پھر گئے یعنے انہین رسوم جہالت کو اختیار کرلیا تھا جو قبل از اسلام قبیلہ ہا سے عرب مین بغض و کینہ و خونریزی فتنہ و فساد و طمع دولت و حکومت کی جاری تھین۔

بخاری جلد دوم صفحہ ۳۰ قالت اسماء عن النبی قال انا علی حوضی انتظر من یرد علی فیؤخذ بناس من دونی فاقول امتی فیقول لا تدری مشوا علی القهقری قال ابن ابی ملیکة اللهم انا نعوذ بک ان نرجع علی اعقابنا او نفتن - قال عبد الله ابن مسعود قال النبی انا فرطکم علی الحوض لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا اهویت لاناولهم اختلجوا دونی فاقول ای رب اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ ملائکہ میرے اصحاب کو دوزخ کیطرف کھینچکر لیجاوینگے اوسوقت مین کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہین تب ملائکہ جواب دینگے کہ آپ نہین جانتے کہ بعد آپکے کیا کیا کچھہ ان لوگون نے دین مین احداث کیا۔

یہ وہی لفظ احداث اس حدیث مین بھی آیا ہے جو واقدی سے نسبت حضرت

ابو بکر نقل کیا گیا ہے اور جسکی تصریح مین کر چکا ہون اور اس حدیث سے واضح طور
پر ثابت ہو گیا کہ بعد وفات رسول خدا صلعم بعض اصحاب نے احداث کیا وہ دوزخ
[illegible] اور حضرت ابو بکر کی نسبت بہی رسول خدا صلعم نے یہی لفظ فرمایا تھا
بعد میرے [illegible] معلوم تم کیا کیا احداث کروگے جیسے حضرت ابو بکر نے گریہ کیا۔ چونکہ
انسان خود [illegible] رسول خدا نے ظاہر کر دیا اون باتونکو جو حضرت ابو بکر کرنیوالے تھے
اور [illegible] سے یہ غرض تہی کہ اسکو سنکر خوف خدا کرین اور احداث سے باز
رہین اسیواسطے آپ نے مکرر سکرر اصحاب پر ظاہر کر دیا کہ میرے اصحاب
ہونے کے بہروسے پر بے فکر ہو کر فتنہ و فساد برپا نہ کرنا طلب ریاست و خواہش دولت
مین قرابتون کو منقطع نہ کرنا دین مین بدعتین جاری نہ کرنا۔ پیشوا بنکر لوگون کو گمراہ
نہ کرنا۔ کیونکہ ان افعال کی سبب سے میرے صحابہ بہی دوزخ مین جاوینگے اور ان
افعال کے لوگون کو میرا اصحاب ہونا کفایت نہ کریگا اور دوزخ سے نہ بچیگا
بلکہ تم لوگ میرے فرمانبردار رہنا میرے اہلبیت کے یعنی علی و فاطمہ حسن وحسین کے
اب مولوی مختار جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت ارشاد فرماوین کہ
حضرت معاویہ و دیگر اصحاب مخالفان حضرت علی علیہ السلام کی نسبت جو فرمایا جاتا ہے
کہ صحبت نبی کا اتنا بہی اثر نہوا کہ نیک افعال ہو جاتے کیا بیعت رضوان سے فضیلت
اصحاب ثابت نہین ہوتی جبکہ خود پروردگار عالم فرماوے کہ بوجہہ نفاق و قطع رحم
کل اعمال اونکے باطل ہو جاوینگے اور ایسے لوگو پر خدا کی لعنت پڑیگی تو جن لوگون پر
خدا کی لعنت نازل ہو وہ لوگ مولوی صاحب [illegible] اہل سنت
کی طرفداری کے سبب لعنت خداسے بچ سکتے ہین اور جبکہ خود جناب رسول خدا
صلعم فرماوین کہ ایک گروہ میرے اصحاب کا بوجہہ احداث کے داخل دوزخ ہوگا تو کیا
کل اصحاب قابل جنت قرار پاوینگے یہ کیسا اسلام اور کیسا ایمان ہے کہ خدا کے

و آل آنحضرت کے ساتھ اصحابہ بھی لکھدیتے ہین کہ غیبن اصحاب و زخی بھی شامل ہوجاتے ہین ۔ اور جب لفظ اصحابہ لکھدیا تو اس لفظ مین کوئی تخصیص اصحاب ناجی کی ظاہر نہین ہوتی ۔ پس بلا حکم خدا و بلا حکم رسول اصحاب پر درود پڑہنا خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے لہذا بوجوہ مذکورہ بالا میرے نزدیک فرقہ اہل سنت کسی حالت مین ناجی نہین قرار پا سکتا نہ پنجتن پاک و دوازدہ امام کے سوا کوئی اصحاب یا ازواج قابل درود قرار پا سکتا ہے اور اس عقیدہ کے لوگ جو اصحاب اور ازواج کو قابل درود سمجھتے ہین منکر توحید منکر نبوت قرار پاوینگے ۔

تنقیح پنجم ۵

اسلام مین تفریق مذہبی کب سے شروع ہوئی اور مذہب سنی و شیعہ کب سے جاری ہوا اور کون انکا بانی ہے اور یا علی کلمہ گوئی باہم ذمی کیون ہے

کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۱۵۱ مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب تحریر فرماتے ہین کہ ایک رافضی نے کسی عالم اہل سنت سے کہا کہ حضرت عثمانؓ کی نعش تین روز تک بے گور و کفن دہوپ مین پڑی رہی بڑی اہانت ہوئی عالم نے جواب دیا کہ اول تو یہ بات محض جہوٹ ہے اور اگر سچ بھی ہے تو یہ اہانت شہدا کربلا کی اہانت سے بدرجہا کم ہے ۔

اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۲۲ مین مندرجہ ذیل عبارت مولوی صاحب ممدوح نے تحریر فرمائی ہے صاحب روضۃ الصفا نے بنا بر مذہب شیعگی لکہا ہے کہ تین روز تک نعش حضرت عثمان کی بے گور و کفن پڑی رہی اور اونکی نعش کو پہیڑیون اور کتون نے

کہایا - جواب اول تو یہ الزام محض غلط ہے کیونکہ باوجود موجودگی بکثرت عزیزون وغلامون کے حضرت عثمان کے کیونکر ایسا ہوا - اور اگر اس تہام کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو معاملات شہدا کربلا معلے اس سے زیادہ تر قابل افسوس ہین - ذرا شیعہ اپنے گریبانون مین منھ ڈالین اور ہماری مظلومیت کی داد دین -

التماس بخدمت مولوی محمد جہانگیر خانصاحب - جناب مولوی صاحب شیعہ تو آپکے مخالف مذہب ہین اور اونہین سے آپ داد چاہتے ہین عجب آپ کی سمجھ ہے بھلا شیعہ کیا داد دینگے - مین بوجہ بے تعصبی نہ شیعون کا طرفدار ہون نہ سنیونکا طرفدار آپکی مظلومیت کی داد مین دیتا ہون - ذرا غور سے مطالعہ فرمائیے - آپ نے جو کچھ لکھا ہے لفظ بلفظ صحیح ہے بلا شک نعش حضرت عثمان سے بدرجہا زائد شہدا کربلا کی نعشونکی اہانت معتقدان و مددگاران وطرفداران حضرت عثمان نے کی جنکا لقب اوس زمانہ طرفداری مین ناصبی تہا اور اب سنت والجماعت ہے آگے چلکر اسکی توضیح کی جاوے گی یہ تو تمہید ہے -

حضرت عثمان کی نعش تو صرف تین ہی روز مصریون کی مزاحمت کے سبب سے بے گور وکفن پڑی رہی اور صرف ایک ہی پیر کتون نے کہایا - اونکا سر تو کسینے کاٹ کر شہر بشہر دیار بدیار نیزہ پر نصب کرکے بطور تماشہ نہین پہرایا - اونکے اہل حرم کو تو کسی نے سر برہنہ بے مقنعہ وچادر اسیر کرکے شہر بشہر دیار بدیار در بدر کوچہ وگلی مین نہین پہرایا اور تشہیر نہین کیا - حضرت عثمان کے قتل کا خوف تو امت نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور اونکے عزیزون اور رفیقون سے ایسا لیا کہ اول و امام حسین علیہ السلام کو اور اونکے رفقا کو آجتک فراموش نہین ہوا اور تا قیامت فراموش نہوگا یعنے تین دن کا بہوکا پیاسا صحراء کربلا کی ریگ گرم پر حسین علیہ السلام کو مع اونکے جوان پسر و برادر و صغیر بچونکا اور

رفقا کے مثل گوسفندان قربانی ذبح کرڈالا - اونکے سرکاٹ کر نیزون پر نصب کئے اور دیار بدیار شہر بشہر پہرایا اور اسطرح پر عیوض قتل عثمان کا لیا - اہل حرم کو سر برہنہ بے مقنعہ وچادر - سر برہنہ اسیر کرکے شہر بشہر دیار بدیار کوبچہ بہ کوچہ پہرایا - نعش حضرت عثمان تو صرف تین ہی روز بے گور وکفن پڑی رہی شہدا کربلا کی نعشین تو کئی روز تک بے سر کے بے گور وکفن پڑی رہین اور دفن نہ ہوسنے پائین - مین اس معاملہ مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو ڈگری دیتا ہون کہ حضرت عثمان پیشوا فرقہ اہل سنت کے نعش کی توہین بمقابلہ نعش ہائے شہدا کربلا جو شیعہ اثنا عشریہ کے پیشوا ہین بدرجہا کم ہے - اور یہ ڈگری مولویصاحب کو جو فرقہ اہل سنت کے عالم ہین بدینوجہہ دیجاتی ہے کہ نواصب نے جو فرزند رسول کو بھوکا پیاسا قتل کیا اور اہل حرم کی توہین کی محض بوجہہ غمخواری ومحبت وفرمانبرداری حضرت عثمان کے اور وہی درجہ غمخواری ومحبت وفرمانبرداری حضرت عثمان کے ساتھہ اسوقت اہل سنت کو حاصل ہے اور بجائے نواصب کے نام تبدیل کرکے ۱۲۰ ہجری مین سنت والجماعت بن گئے اصل مین یہ فرقہ سنت والجماعت کا وہی فرقہ نواصب ہے کہ جسنے فرزند رسول کو شہید کیا تھا - اور درحقیقت قتل امام حسین علیہ السلام اور عزیزان وخویشان ورفیقان امام واہانت اہل حرم عوض تھا قتل حضرت عثمان کا اور اگر حضرت عثمان قتل نہوتے تو غالبا شہادت امام حسین علیہ السلام کی نوبت نہ پہونچتی مین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی مظلومی کی داد دیتا ہون اور باواز بلند کہتا ہون کہ شیعون کو ضرور اپنے گریبان مین منہہ ڈالنا چاہیئے جیسا کہ مولوی صاحب ممدوح نے تحریر فرمایا ہے نہ معلوم کہ شیعہ حضرت عثمان پیشوا فرقہ اہل سنت کے تین روز تک بے گور وکفن نعش کے پڑا رہنے کا طعنہ کس منہہ سے اہل سنت کو دیتے ہین جبکہ اونکے پیشوا اونکی نعش ہائے بے سر کئی روز تک

بیلے گور وکفن صحرا کربلا مین پڑی رہین شرمندہ نہوئے نہین اولٹا طعنہ دیتے ہین
لیکن مولوی صاحب انصاف تو مجھکو اس بات کے کہنے مین تامل نہین ہے کہ
حضرت عثمان بوجہ رعایت وطرفداری اہل قبایل اپنے کے بہ نیت حصول دولت
وحکومت ونفع رسانی مردمان قبیلہ خود قتل ہوئے اور مصریون نے اور محمد بن
ابی بکر خلیفہ اول نے قتل کیا امام حسین علیہ السلام نے اور اونکے خوردون و بزرگوان دین نے
حضرت عثمان کو قتل نہین کیا۔ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ناحق بے گناہی کی
حالت مین بدلا لیا گیا۔ اور امام حسین کی شہادت بغرض حفاظت امت وحفاظت
شریعت واستحکام دین کے ہوئی یہی فرق ہے قتل عثمان وقتل حسین علیہ السلام میں۔
کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب آپنے تنبیہ الطلاب الہدی صفحہ ۷۷ مین
اپنے دل سے ایک بات تصنیف کرکے لکھدیا ہے کہ عبد اللہ ابن سبا یہودی
مذہب شیعہ کا بانی ہے۔ اگر اسکی کوئی اصلیت ہے تو پھر آپنے اہانت شہدا
شہداے کربلا کا طعنہ مقابلہ اہانت نعش حضرت عثمان شیعون کو کیون دیا۔ اور
یہ جملہ کس غرض سے لکھا کہ شیعہ اپنے گریبان مین منہہ ڈالین کیونکہ یہ دستور
عام ہے کہ بزرگون کی اہانت کا طعنہ اونکے خوردون کو اونکی اولاد کو اونکے معتقدین
کو اونکے رفقا کو مخالف ہمیشہ دیا کرتے ہین ایسا طعنہ غیر قومکو یا دشمنون کو نہین دیا جاتا
دیکھو بنی اسرائیل یعنے یہودی حضرت عیسی علیہ السلام کے دشمن ہین اب یہہ یہودی نے
جو اہانت حضرت عیسی کی کی اوس اہانت کا طعنہ بنی اسرائیل کا ایک فرقہ بنی اسرائیل
کے دوسرے فرقہ کو نہ دیگا کیونکہ بنی اسرائیل کے کل فرقے حضرت عیسی کے دشمن
ہین بلکہ بنی اسرائیل اہانت حضرت عیسی کا طعنہ نصارے کو دینگے کیونکہ نصرانی
حضرت عیسی کی امت اور اونکے معتقد ہین بایں وجہہ فرقہ نصارے دوستان و
معتقدان حضرت عیسی مین شمار ہونگے اسلئے اہانت حضرت عیسی کا طعنہ بنی اسرائیل

عیسائیون کو دینیلے نہ کسی دشمن حضرت عیسیٰ کو ۔ گر کسی دشمن حضرت عیسیٰ کو اہانت حضرت عیسیٰ کا طعنہ دیا جاوے تو اوس دشمن کے واسطے تو بات خوشی ہوگا کیونکہ ہر دشمن اپنے مخالف کی اہانت سنکر خوش ہوتا ہے نہ رنجیدہ ۔ لیکن اس طعنہ اہانت سی اگر رنج ہوگا تو دوستان اور معتقدان حضرت عیسیٰ کو ۔ دیکھو شیعہ حضرت عثمان کو اچھا نہین سمجھتے اور دلسے نفرت کرتے ہین لہذا اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ سنکر خندہ زنی کرتے ہین افسوسناک نہین ہوتے ۔ اور اہل سنت حضرت عثمان کے معتقد ہین اور انکو اپنا پیشواء دین جانتے ہین وہ اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ سنکر رنجیدہ ہوتے ہین اور شرمندہ ہوتے ہین اور یہی دستور ہی ہے کہ پیشواے دین کی اہانت کو سنکر اونکے معتقدین کو افسوس اور رنج ہوتا ہے اور دلمین ارادہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وقت قتل یا توہین نعش ہم ہوتے تو اپنے پیشوا کے دشمنون سے بدلا لیتے اور اونکو قتل کرتے اور اپنے پیشوا کی اہانت نہونے دیتے یا اپنی زندگی مین اونکو قتل نہونے دیتے ۔ دیکھہ لیجیے جب اہانت نعش حضرت عثمان کا واقعہ آپنے روضتہ الصفا مین دیکھا تو حضرت عثمان کی محبت کا جوش آپ کے دل مین پیدا ہوا کیونکہ آپ اور آپ کے ہم خیال اور ہم مذہب حضرت عثمان کو اپنا پیشواے دین سمجھتے ہین ۔ اور قاتلان حضرت عثمان آپ کے اور آپ کے ہم مذہبون کے نزدیک شیعہ تھے اور جبکہ اس حالت جوش مین قاتلان حضرت عثمان آپ کو نظر نہ آئے تو آپ نے نعت ہاے دشمنان حضرت عثمان کا طعنہ اونکی اولاد اور معتقدین کو دیا یعنے شہداء کربلا کو آپ نے حضرت عثمان کا دشمن جانکر اور شیعونکو شہداے کربلا کا معتقد سمجھکر بمقابلہ اہانت نعش حضرت عثمان آپ نے اہانت نعش ہاے شہداے کربلا کا طعنہ شیعونکو دیا جس سے تین باتین ثابت ہوئین اول یہ کہ شہداء کربلا حضرت عثمان کے دشمن تھے اگر دشمن نہوتے تو پھر نعش حضرت عثمان کی اہانت کو جواب مین

نعش ہاے شہداے کربلا کا آپ ذکر نہ کرتے اور اگر شہداے کربلا آپ کے نزدیک مومن
حضرت عثمان نہ تھے تو پھر آپ نے نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا ذکر کس غرض
سے لکھا۔ دوسرے اہل سنت حضرت عثمان کے دوست اور معتقد اور شہداے کربلا کے
دشمن اور مخالف ہیں اگر دشمن اور مخالف نہوتے تو اہانت نعش حضرت عثمان کی
واقعہ ازالۃ الخفا میں دیکھکر بطلان کے دلائل یا اوس اہانت سے ذلتی رسوائی کا
تحریر فرماتے اوسکے مقابلہ میں نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا واقعہ تحریر فرماتے
کیونکہ اس تحریر کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عثمان قتل ہوئے اور نعش
اونکی تین روز تک بے گور و کفن پڑی رہی تو دشمنان حضرت عثمان یعنی شہداے
کربلا بھی زمین کربلا پر قتل کیے گئے اور نعشیں اونکی بے گور و کفن پڑی رہیں۔
اگر اسکے سوا کوئی دوسرا مطلب ہو اور نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا
داخل دوستی ہو تو اوسکی تصریح کردیجئے ہم بہت مشتاق ہیں۔ مذہب شیعہ
شہداے کربلا کے معتقد اور دوست اور انکی اولاد میں سے ہیں اگر شیعہ شہداے
کربلا کی اولاد اور معتقد اور محب نہوتے تو نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا طعنہ
اونکو نہ دیا جاتا اور یہ نہ لکھا جاتا کہ شیعہ اپنے گریبان میں منہہ ڈالدیں۔ کیونکہ
مذہب شیعہ کا بانی تو مولویصاحب آپ ابن سبا یہودی کو بتلاتے ہیں۔ اور کتاب
اظہار الہدے صفحہ ۴۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیعہ پیرایہ دوستی میں آل عبا کو برا
بھلا کہتے ہیں اگر در حقیقت مولوی صاحب آپکے اس بیان کی کوئی اصلیت
ہوتی تو خود آپ ہی شیعونکو نعش ہاے شہداے کربلا کی اہانت کا طعنہ نہ دیتے
آپکی اس تحریر سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ آپ نے عبداللہ ابن سبا یہودی کو مذہب
شیعہ کا بانی بوجہہ دشمنی آل رسول شیعونکی توہین اور ہجو رسانی کیواسطے
تحریر کیا ہے اور اسی دشمنی کے سبب بنظر تضحیک حضرت ام کلثوم کی عقد کا واقعہ

آپ اور آپ کے ہم مذہب بار بار تحریر اور تقریر مین لاتے ہین لہذا بنظر خیر اندیشی
شیعونکی خدمت مین گذارش ہے کہ وہ اس مقدمہ عقد جناب ام کلثوم مین مباحثہ
او رمناظرہ کو مسدود فرماوین کیونکہ اس مباحثہ کو طول دینے سے خاندان نبوت
کی بہت بڑی توہین ہوتی ہے ۔ فرقہ مہذب اپنے دشمنون کی گالیان سنکر صبر و سکوت
کرتا ہے گالی کے عوض گالی نہین دیتا ۔ اہل سنت نے خاندان رسالت کی توہین
مین کونسا دقیقہ فروگذاشت کیا جو عقد جناب ام کلثوم کی بابت مباحثہ او رمناظرہ
کی ضرورت ہو ۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ نبی زادیان بلوائے عام مین بے
مقنعہ و چادر پھرائی گئین قید کی گئین اب وہ بیبیان تو موجود نہین کہ پھر ادنیٰ
ظلم و ستم ہون لہذا عقد حضرت ام کلثوم ہی کا واقعہ تصنیف کر لیا گیا تاکہ محبان
آل رسول کی توہین اور تضحیک کیواسطے کفایت کرے ایسی صاف و صریح دشنام دہی
کے جواب او ربحث سے خود اپنی توہین ہوتی ہے جو قابل مسدودی ہے پس نہ کوئی
بیان او روایات سے ثابت ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا دعوے مندرجہ
کتاب اظہار الہدی صفحہ ۱۵ ۔ یا بن عبارت کہ معتقد صادق آل اطہار محمد جہانگیر خان
تنلوہ آبادی محض غلط او ربنظر نمائش و تالیف قلوب ہے اگر درحقیقت مولوی صاحب
ممدوح اور انکے ہم خیال و ہم مذہب آل رسول کے معتقد ہوتے تو نعت پہلے
شہدائے کربلا کی اہانت کا طعنہ شیعونکو نہ دیتے ۔

اگرچہ بے موقع ہے مگر فائدہ عام کی غرض سے ایک مختصر حال تذکرتاً ذیل مین
واسطے آگاہی خاص و عام کے لکھے دیتا ہون ۔

کتاب اظہار الہدےٰ صفحہ ۷۶ مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے شیعیان کوفہ کی
بیوفائی کا حال لکھا ہے او رغرض مولوی صاحب کی اس سے یہ ہے کہ قاتل شہدائے
کربلا کے شیعہ ہین لہذا ضرور ہوا کہ لفظ شیعہ کی توضیح کر دی جاوے شیعہ کی

معنی ہین گروہ و مددگار و مطیع و تابعدار۔ لغت مین جو چاہے دیکھ لے۔ پس اہل کوفہ
اوسیوقت تک شیعہ تھے جب تک کہ وہ مطیع اور فرمانبردار اور مددگار حضرت علی
اور اولاد حضرت علی کے رہے اور جب وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے منحرف ہوکر بیعت یزید
مین داخل ہوگئے اوس روز سے وہ فرقہ نواصب مین شامل ہوگئے شیعہ نہ رہے۔ شیعہ
اوسیوقت تک شیعہ رہتا ہے کہ جب تک آل رسول کا مطیع رہے اور حضرت علی کو خلیفہ
بلا فصل قبول کرلے اور جب وہ دوسرونکی خلافت کو تسلیم کرلے پھر فرقہ شیعہ سے خارج ہوجاتا
ہے۔ دیکھو جناب محسن الملک مولوی مہدی علی خان صاحب در بارہ انتخاب فصلاً بعد نسلاً
بطناً بعد بطناً شیعہ بنی فاطمہ ہے جب اونہون نے خلفاء ثلثہ کے ساتھ عقیدت اپنی ظاہر کی فرقہ
شیعہ سے خارج ہوگئے اب وہ شیعہ نہین رہے بلکہ سُنی ہوگئے اور اونکے افعال اور
اعمال مذہب شیعہ کی بدنامی کا باعث نہین قرار پاسکتے۔ اسیطرح جب تک اہل کوفہ حضرت
علی کے مطیع اور فرمانبردار رہے اوسوقت تک شیعہ تھے اور جب اونہون نے فرزند
رسول سے مخالفت کرکے بیعت یزید اختیار کی وہ شیعہ نرہے ناصبی ہوگئے اور اوسی
فرقہ نواصب نے اپنا نام سنت الجماعت رکھہ لیا ہے لہذا اہل کوفہ سنت الجماعت
قرار پاوینگے نہ شیعہ اور اہل کوفہ کی بیوفائی اہل سنت کے اونہین اعمال مین شامل
ہوگئی کہ جن اعمال کے باعث حضرت امیر خلافت سے محروم کئے گئے اور خلافت خاندان
نبوت سے منتقل ہوکر غیر خاندان مین بوجہ انحراف امت پہونچ گئی۔

جناب مولوی صاحب۔ صاحب روضتہ الصفا نے یہ واقعہ کہ نعش حضرت عثمان تین روز
تک بے گور و کفن پڑی رہی غلط نہین لکھا ہے بلکہ کل مورخ اسکی تائید کرتے
ہین۔ اعثم کوفی ایک پورانی قدیم تاریخ ہے جو سنہ ۲۰۴ ہجری مین تالیف ہوئی ہے
چنانچہ اعثم کوفی صفحہ ۱۳۳ مین بھی یہ واقعہ اسطور پر درج ہے کہ نعش حضرت عثمان
تین روز تک بے گور و کفن پڑی رہی مصریون نے دفن نہ ہونے دیا اور ایک

باو ان کتون سے کہا لیا۔ پس بمانب روضتہ الصفا پر آپکا اعتراض بیجا ہے صحیح بات چہپانے سے چہپ نہین سکتی۔ دیکہیے اسکے جواب مین آپکا یہ اعتراض کہ نعشہا سے شہداے کربلا کا اہلسنت تہا یا اہلسنت نعش حضرت عثمان پر رہا زائد ہوئی صحیح مہتا ہین سے اوسکو تسلیم کرتے آپ کو ڈگری دی لیکن آپکے غلط اعتراضون کو کوئی منصف مزاج تسلیم نہین کرسکتا۔ آپکا یہ عذر بہی قابل پذیرائی نہین ہے کہ صاحب روضتہ الصفا شیعہ تہا۔ بلکہ صاحب روضتہ الصفا متعصب سنی تہا البتہ آپکے مانند دشمن آل رسول نہ تہا اور واقعہ نگاری کے سبب اصلی حال کے لکہنے پر مجبور تہا۔ صاحب روضتہ الصفا کی تردید مین جو آپ تحریر فرماتے ہین کہ نعش حضرت عثمان کی تین روز تک بے گور وکفن پڑی رہنے کا واقعہ غلط ہے کیونکہ حضرت عثمان کے عزیز اور غلام بکثرت تہے وہ کیونکر نعش کو بے گور وکفن پڑا رہنے دیتے جناب مولوی صاحب اگر بلوائیون سے مقابلہ کی حضرت عثمان کے عزیزون اور غلامونکو قوت ہوتی تو حضرت عثمان کیون قتل ہونے دیتے۔ یہ شرف امام حسین علیہ السلام کے عزیزون اور رفیقون اور غلامونکا حصہ تہا۔ کہ کسی حال مین اور کسی مصیبت مین امام حسین علیہ السلام کو تنہا نہ چہوڑا۔ اور جبتک ایک ایک بچہ نے جان اپنی آنحضرت پر نثار نہ کی اوسوقت تک آنحضرت کو میدان جنگ مین نجانے دیا نہ شہید ہونے دیا۔ لیکن جب مصریون نے حضرت عثمان پر بلوہ کیا تو ایک عزیز بہی حضرت عثمان کا واسطے جان نثاری کے آمادہ اور تیار نہوا۔ یہانتک کہ اونکی وزیر با تدبیر مروان صاحب بہی پوشیدہ ہوگئے اور مصریون کے مقابلہ کو قدم نہ بڑہایا۔ حالانکہ انہین مروان صاحب کے مشورون نے حضرت عثمان کے قتل کی نوبت پہونچائی تہی۔ حصول مال غنیمت حصول حکومت حصول دولت کیواسطے سب دوڑتے ہین مگر مرنے کو قدم آگے اوسیکا بڑہتا ہے جو عزیز با وفا اور رفیق صادق ہوتے ہین اور دنیا کو ہیچ سمجہتے ہین۔

اگرچہ مجکو اسبات کے تسلیم کر لینے مین کوئی عذر نہین کہ قتل حضرت عثمان کے بعد قبیلۂ بنی امیہ
نے انتقام خون حضرت عثمان کے واسطے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب
سے جنگ عظیم کی حضرت عایشہ کو ترغیب دیکر حضرت علی سے جنگ کرائی اس انتقام کے
انجام مین آخر کو حضرت علی مرتضی شہید ہوئے اونکے بعد جناب امام حسن علیہ السلام
شہید کیے گئے اونکے بعد امام حسین علیہ السلام ذبح کیے گئے اور اس دشمنی کو اسقدر
ترقی اور استحکام ہوا کہ ہر امام وقت تا امام حسن عسکری علیہ السلام یکے بعد دیگرے شہید
ہوتے اور اس عداوت کو اسقدر استحکام ہوا کہ آجتک [illegible] سنت کو فراموش نہین
ہوئی گو تمام قبیلہ بنی امیہ بطور سابق صاف صاف دشمنی آل رسول کا اقرار تو
نہین کرتے مگر در حقیقت اپنے عمل سے شناخت کیا جاتا ہے۔ انسان کے دل مین جو
ہوتا ہے وہ اوسکے افعال سے ظاہر و ثابت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی سنت کا عملدرآمد
جو آل رسول کے بالکل خلاف ہے اوس عمل درآمد سے دشمنی آل رسول کا اظہار پورے
طور ہو جاتا ہے۔ گو وقت اعتراض اہل سنت زبان سے کہدیتے ہین کہ ہم کو آل رسول
کے ساتھہ محبت ہے مگر اس زبانی کہدینے سے وہ محب آل رسول ہرگز قرار نہین پا
سکتے جب تک کہ انکے اعمال سے اظہار دوستی نہو اور دشمنان آل رسول کے
ساتھہ اظہار نفرت نکرین۔ مگر اس انتقام خون عثمان کیواسطے جو بنی امیہ تیار ہوگئے
وہ بوجہہ محبت حضرت عثمان آمادہ انتقام نہین ہوئے تھے نہ اوسوقت تک اونکی دلون
مین محبت کا کوئی اثر تھا اگر محبت ہوتی تو وقت قتل اونکی اعانت کرتے مگر اصلیت
اس انتقام کی یہ ہے کہ امیر معاویہ کو قتل حضرت عثمان کا ایک بہانہ واسطے حصول حکومت
و دولت کے ہاتھہ آگیا۔ لہذا اس طمع مین اونھون نے پارچہ خون آلودہ حضرت عثمان کو
علی العموم دکھلانا شروع کیا اور اس ذریعہ سے لوگونکو غیرت دلائی کہ سردار قبیلۂ بنی
امیہ اس حالت سے قتل کیا جاوے اور تم سب دیکھتے رہو اور قبیلۂ بنی امیہ کو

مکان مین جانا شرعاً ممنوع ہے۔
ایک مرتبہ حضرت عمر نے کسی شخص کو زنا کرتے دیکھا حضرت علی سے مسئلہ پوچھا کہ خلیفہ اپنی چشم دید واقع پر حکم سزا صادر کرسکتا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک چار گواہ شہادت نہ دین۔ خلیفہ اپنی رویت پر سزا نہین دیسکتا اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مسئلہ دان اور فقیہہ ہوتے تو اس قسم کی غلطیان اون سے سرزد نہ ہوتین نہ وہ محتاج ہوتے مسئلہ دان فقیہہ سے فتوی لینے کے اور جو شخص دعویدار خلافت رسول ہو اور مسائل شرعی سے واقفیت نہ رکھتا ہو وہ قائمقام رسول یا نائب رسول نہین ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت عمر نے ہمیشہ اقرار کیا۔ کہ لَوْ لَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔ اگر نہ ہوتے علی تو ہلاک ہوتا عمر۔ حضرت عمر کو اس بات کا بھی اقرار تھا کہ بہترین قاضی فتوے دینے مین حضرت علیؑ ہین دیکھو تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۵ جسکی معتبری کا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کو بھی اقرار ہے اور تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۲۶۵ مین اس تاریخ کو مستند اور معتبر لکھا ہے۔ فَاَخْرَجَ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلِیٌّ اَقْضَانَا اِلٰی اٰخِرِہٖ
روایت کی ابن سعد نے ابی ہریرہ سے کہ کہا حضرت عمر نے کہ حضرت علی علیہ السلام فتوی دینے مین بہترین قاضی ہین۔
کامل ابن الاثیر جلد دوم صفحہ ۲۸ فی قصتہ الشوری مین حضرت عمر کا قول اسطرح درج ہے کہ وقت وفات حضرت عمر نے اقرار کیا کہ حضرت عثمان ضعیف الرائے ہین اور حضرت علی تیز ذہن اور بہترین ہادی ہین۔
اسیواسطے مقام پر یہ امر تصفیہ طلب ہے کہ جناب محمد صلعم اس دنیا مین بنی آدم کی ہدایت ... کے واسطے مبعوث برسالت ہوئے تھے یا بغرض سلطنت دنیوی اگر ... سلطنت دنیوی مبعوث برسالت ہوئے تھے تا کہ قبیلہ ہاشم کی بسوم

جاہلیت اور باہمی نفاق کی اصلاح کرکے سب کو ایک رسم واحد پر قائم کردین اور
جسن جہالت کے سبب اونکی عمر عزیز باہمی جنگ جدال اور فتنہ وفساد مین بسر ہوتی
ہے وہ باقی نرہے - اور سب ایکدل ہو کر مجموعی قوت پیدا کرکے اپنے مخالف قومونکی
غارت گری مین معروف ہون - جیسا کہ تحریری مسلمانونکا عقیدہ ہے اور یہود ونصارے
کا خیال ہے تو ایسی حالت مین تو رسول خدا صلعم کا جانشین یعنے خلیفہ اگر جاہل بہی ہو
اور فقیہہ و مسئلہ دان نہو تو کچہہ مضائقہ نہین جیسا کہ سلاطین مین دستور ہے -
کہ وفات بادشاہ کے بعد اوسکا پسر اکبر خواہ جاہل ہو یا عالم تخت سلطنت پر بیٹہا
دیا جاتا ہے - اور رعایا اوسکی فرمانبرداری کرتی ہے - مگر اس اصول کی بنا پر بہی
خلافت خلفاءِ ثلثہ کی قابل اعتراض ہو گی - کیونکہ موجودگی حضرت علی کی جو وارث
حقیقی رسول خدا کے تھے اور موجودگی جناب فاطمہ دختر رسول خدا و موجودگی
حسنینؑ فرزندان رسول خدا خلفاءِ ثلثہ کو حق وراثت بہی نہین پہونچتا تہا کہ وہ بجای رسولخدا
صلعم تخت نشین ہوتے اور اگر وراثت واجب العمل نہ قرار پاوے بلکہ اوسپر عمل ہو
کہ جسکی لاٹھی اوسکی بہینس تو اس اصول سلطنت کے مطابق جیسا کہ دنیا
مین دستور ہے کہ جو غالب آیا وہی بادشاہ قرار پایا حق وناحق وراثت وغیرہ
کوئی چیز نہین تو اس حالت مین سلطنت یعنی خلافت خلفاءِ ثلثہ کی قابل اعتراض
نہو گی مگر نجات عقبیٰ کی پہر کوئی اصلیت نہ رہجاویگی اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی
بے سود ٹھہرے گی اور آنحضرت کا مبعوث برسالت ہونا بغرض سلطنت دنیا قبول
کرنا پڑیگا اور اس حالت مین عقل ودانائی یہ ہے کہ دین عیسوی اختیار کیا جاوے
تب راحت ملے کیونکہ جب سلطنت آنحضرت کی تہی اونکا دین اختیار کرنے سے منشہ
کیا اب سلطنت نصاریٰ کی ہے تو نصاریٰ کا دین اختیار کرکے عیش کرنا چاہیے کیونکہ
سلطنت نصاریٰ مین جو طریقہ نصاریٰ کا ہے جب تک وہ نہ اختیار کیا جاویگا

اطمینان اور آسائش حاصل نہوئی چنانچہ اسی بنا پر مسلمانون مین سے ایک فرقہ
از نام شیعیان علیحدہ ہوگیا جو تمام و کمال طرفدار حضرت اہلبیت اختیار کئے ہوئے ہے صرف
یہ اسے نام اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور اس فرقہ کے لوگ زمانہ حال مین کل مسلمانون
سے عمدہ حالت مین ہین - اور اگر آنحضرت کا اسی بات سے مطلب ہوتا اسلئے ہدایت
و رہنمائی خلائق کے تھا نہ بغرض حصول سلطنت دنیوی تو پھر آنحضرت کا نائب یعنی
خلیفہ بھی مثل آنحضرت کے عالم علم شریعت و ہمہ دان ہونا چاہئے جو مشکلات ہوا در وفات
آنحضرت کے بعد اس شریعت کا کہ جو آنحضرت کے ذریعہ سے امت کو ملی تھی
محافظ رہے اور ہدایت و رہنمائی کی لیاقت مثل پیغمبر ایسی رکھتا ہو کہ مسائل شرعی
کے تبلانے اور سمجھانے مین عاری سہو ہوا و خطا سے مبرا ہو - اگر مطالب شرعی مین
درمیان امت کے اختلاف واقع ہو تو امت کی تشکین کر سکے اور مطالب شرعی
کے تبلانے اور سمجھانے مین ایسی رہنمائی کرے کہ اختلاف ہونے نپاوے - لیکن
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہرگز ہرگز مسئلہ دان اور فقیہہ نتھے نہ علم شریعت کے
ماہر تھے اگر مسئلہ دان اور فقیہہ اور علم شریعت کے ماہر ہوتے تو میراث جدہ کے
مسئلہ سے اپنی بے علمی ظاہر نہ کرتے اور کسی مسئلہ دان فقیہہ سے دریافت کرنے محتاج
نہوتے - مجنونہ کے سنگسار کرنیکا حکم ندیتے - دیوار کود کر کسیکے گھر مین داخل نہوتے
مسئلہ ثبوت زنا سے ناواقف نہوتے - چنانچہ رسولخدا کی وفات کے بعد جو لوگ
کسی حالت علمی و تالیف قلوب کے ذریعہ سے خلیفہ ہوگئے ان خلفا کی [illegible]
اور مسائل شرعیہ مین اختلاف ہوئے کہ [illegible]
مذہب کے بہت سے مذہب ہوگئے - لیکن دنیا رسول خدا صلعم کے بعد جو فورا لوگون
کے دلون مین حصول خلافت کا پیدا ہوگیا اور ہر شخص خلافت بن گیا
اور رسول خدا صلعم کے غسل و کفن و دفن کی نوبت بھی نپہونچنے دی نعش مطہر کو

وَلَوْ تَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ حضرت عمر آئے ایک نسخہ
توراۃ کا لیکر اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ توراۃ ہے جناب رسول خدا
یہ سنکر خاموش رہے اور حضرت عمر نے اوس نسخہ توراۃ کو پڑہنا شروع کیا
کہ چہرہ مبارک جناب رسولخدا صلعم کا متغیر ہوتا جاتا تہا اور آثار غضب ہویدا ہونے لگے
پس بولے حضرت ابوبکر کہ اے عمر کاش کہ تجہکو رونے والیاں اس کلمہ کو
سنکر حضرت عمر نے رسول خدا صلعم کے چہرہ مبارک پر نظر کی اور کہنے لگے کہ مین پناہ مانگتا
ہون غضب الٰہی اور غضب رسول سے اور راضی ہوا مین خدا سے اور دین اسلام سے
اور نبوت جناب محمد صلعم سے فرمایا جناب رسالت مآب صلعم نے کہ قسم بخدا اگر موسیٰ
ہوتے تو تم اطاعت کرتے اونکی اور چہوڑ دیتے مجہکو اور راہ راست سے گمراہ
ہوجاتے - اس واقعہ سے چند باتین ظاہر و ثابت ہوتی ہین - اول اہل سنت
کے اوس دعوے کی تکذیب ہوتی ہے کہ بوہ کہتے ہین کہ حضرت عمر ایسے راست باز
مسلمان تہے کہ جس روز وہ مسلمان ہوئے اوسی روز سے علانیہ اسلام کی منادی اور
اذان ہونے لگی - حالانکہ حضرت عمر اپنے مسلمان ہونیکے عرصہ کے بعد
نسخہ توراۃ لائے اور رسولخدا کو سنایا اس توریت کے لانے اور پڑہنے سے
مطلب حضرت عمر کا بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت جو فرمایا کرتے تہے کہ میری
نبوت کی خبر توراۃ مین موجود ہے لہذا اوسکے تکذیب دعوے آنحضرت نسخہ
توراۃ حضرت عمر غالبًا اس غرض سے پڑہنے لگے کہ اسمین آپ کی نبوت کی
خبر نہین اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر بظاہر مسلمان تہے دل سے مسلمان نہ تہے
ورنہ توراۃ لانے اور اوسکے پڑہنے سے کیا غرض تہی - دوسرے جب حضرت عمر
توراۃ سنانے لگے اور رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر آثار غضب نمایاں ہونے لگے
تو حضرت ابوبکر نے خوفناک ہوکر حضرت عمر کو متنبہ کیا اور حضرت عمر نے جو آنکھ اوٹھاکر

دیکھا تو ڈر گئے کہ کوئی بلا نازل نہو لہذا پناہ مانگی غضب خدا اور غضب رسول سے
اور اقرار کیا کہ دین اسلام برحق ہے اور جناب محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اس قرار سے
ثابت ہے کہ تا پیچ سنانے تورات تک حضرت عمر دلسے نہ توحید کے قائل تھے۔ نہ
نبوت کے صرف بظاہر مسلمان تھے اور دل میں عقیدہ مخالف اسلام مثل زمانہ جاہلیت
موجود تھا اگر حضرت عمر دلسے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ مین راضی
ہوا خدا سے اور دین اسلام سے اور نبوت جناب محمد صلعم سے۔
تیسرے اگر حضرت عمر دلسے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے تو رسول خدا صلعم قسم
کہا کر یہ نہ فرماتے کہ اے عمر اگر موسٰے ہوتے تو تم مجھکو چھوڑ کر گمراہ ہو جاتے اس جملہ سے
پورے طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کو حضرت عمر کے اسلام پر
بالکل اعتبار نہ تھا اگر اعتبار ہوتا تو آپ قسم یہ نہ فرماتے کہ تم مجھکو چھوڑ کر گمراہ ہو جاتے
اور اس ارشاد رسالت پناہی کے خلاف حضرت عمر کے راست باز مسلمان ہونے
کے اقرار سے قول رسول کی تکذیب لازم آتی ہے۔ چوتھے حضرت عمر کا پناہ
مانگنا اور اقرار توحید اور نبوت کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ نصارای نجران نے بعد
مباہلہ سکوت کرکے عین وقت پر مباہلہ سے انکار کردیا سبب اسکا یہ ہوا کہ جب نصارا
نے آنحضرت کی نبوت سے انکار کیا تو مباہلہ مقرر ہوا اور میدان میں نصارے بھی
مجتمع ہوئے اور آنحضرت بھی تشریف لائے اور آپ نے عبائے مبارک میں جناب
علی علیہ السّلام اور جناب فاطمہؑ و حسنینؑ کو پوشیدہ کرکے فرمایا کہ مین دعا کرتا ہون تم
آمین کہنا حضرت نے صرف دست مبارک اپنے واسطے دعا کے بلند کئے تھے کہ ایک
ٹکڑا ابر آسمان پر نمودار ہو کر نصاری کے سرونپر معلق ہو گیا۔ نصاری کو یقین ہو گیا
کہ یہ ضرور نبی برحق ہیں اور کوئی بلا ضرور آسمان سے نازل ہوا چاہتی ہے لہذا
مباہلہ سے انکار کرکے جزیہ دینا قبول کیا۔ اگرچہ نصاری کو آنحضرت کے نبی برحق

یہ کیسی باتین کرتے ہو محمد بیشک خدا کے رسول ہین اس قسم کا جواب منکر رسالت کو دیا

جاتا ہے نہ معتقد صادق کو۔

۳۔ وقت وفات جناب رسول خدا صلعم نے جب تحریر وصیت کیواسطے کاغذ دوات

طلب کیا تو حضرت عمر نے اکثر اصحاب کے اتفاق سے بڑی بیباکی کی اور کمال بے ادبی

اور گستاخی کے ساتھہ کہدیا کہ رسول اللہ کلمات بدحواسی نفرش آمیز بولتے ہین حسبنا

کتاب اللہ ہمارے واسطے قرآن کافی ہے اور وہی ہمکو پسند ہے۔ اگرچہ رسول خدا

صلعم نے یہ فرمایا کہ مین کاغذ لکہدون تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو اور بعض لوگون کی یہہ

رائے ہوئی کہ فرمان رسول اللہ صلعم کی بجا آوری کرنا چاہئے کاغذ دوات لاو۔ مگر

حضرت عمر مانع ہوے کہ تحریر وصیت کی ضرورت نہین جبکہ قرآن موجود ہے۔ اور

حضرت عمر نے وصیت نہ لکھنے دی اور باہمی مباحثہ مین جب شور وغل زیادہ ہوا تو

رسول خدا نے حجرہ کے باہر سب کو نکلوا دیا۔ اس واقعہ سے چند باتین ظاہر

و ثابت ہوتی ہین۔ اول یہ کہ جو لوگ آنحضرت کو رسول برحق جانتے تہے۔ اور

توحید اور نبوت پر دل و جان سے اعتقاد رکہتے تہے انکی تو یہ راے ہوئی کہ

کاغذ دوات دیدو اور وصیت لکہا لو کیونکہ خدا کے رسول کی نسبت گمان

ہذیان یا بدحواسی کرنا داخل کفر ہے۔ کیونکہ آنحضرت کا وہ رتبہ تہا کہ ملک الموت

بہی واسطے قبض روح کے داخل حجرہ نہوا جب تک کہ اجازت نہ لی۔ مگر یہہ

لوگ جو بجا آوری فرمان کے واسطے تیار تہے بہت کم تہے اسلئے انکی راے کو

غلبہ نہوا اور حضرت عمر کی راے کثرت مددگاران کے سبب غالب رہی۔ دوسری

یہ کہ اگر حضرت عمر و طرفداران حضرت عمر دل سے توحید اور نبوت کے قائل ہوتے

تو ایسا بے ادبانہ کلمہ رسول برحق کی شان مین نہ کہتے کہ ہذیان ہے بلکہ واسی ہے

کیونکہ ہذیان و بدحواسی خدا کے رسول پر امورات دینی مین طاری نہین ہوا کرتی۔

اور بعض لوگ جو پردہ پوشی کے واسطے کہدیتے ہین کہ بوجہہ محبت حضرت عمر مانع ہوئے
تہے یہ کہنا اونکا بالکل خلاف قیاس ہے اگر محبت ہوتی تو تعمیل حکم کرتے اور یہ خیال
کرتے کہ حضور اپنے ہاتہہ سے نہ لکہین تکلیف ہوگی ہم لکہتے جاوین اور حضور فرماتے
جاوین۔ کیا حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کے ساتہہ دشمنی نہی جو عمر نے وصیت کے وقت
اونکو نہ روکا اور اپنی خلافت کا کاغذ حالت نزع مین اونسے لکہوا لیا۔ بیشک آنحضرت
نے فرمایا تہا کہ دو بزرگ چیزین اپنے بعد اس دنیا مین چہوڑتا ہون ایک قرآن
مجید۔ دوسرے عترت اطہار اپنی۔ تصریح عترت و اہلبیت تنقیح نمبر چہارم مین
کر دی گئی ہے کہ عترت و اہلبیت سے مراد علی و فاطمہ و حسن و حسین ہین۔ اور اس
ارشاد رسول خدا کا مطلب یہ تہا کہ میری وفات کے بعد مطابق قرآن کے میرے
اہلبیت امت کی رہنمائی کرینگے چنانچہ آپنے بالتصریح فرمایا تہا کہ مثال میرے اہلبیت
کی مثال کشتی نوح کے ہے جو سوار ہوا نجات پائی جسنے روگردانی کی گمراہ ہوا تنقیح نمبر چہارم
مین اسکی توضیح ہو چکی ہے اور مراتب علی علیہ السلام بہی آنحضرت نے امت پر ظاہر
کر دی تہی جو تنقیح نمبر دوم و نمبر چہارم مین ذکر کئے گئے اقتباساً چند حدیثین ذیل مین بہی
نقل کیجاتی ہین۔

١- جامع الصغیر للسیوطی حرف العین مع اللام۔ عَلِيٌّ بَابُ حِطَّةٍ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ
كَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے
کہ علی باب حطہ ہین جو شخص کہ داخل ہوا اوسمین مومن ہے اور جو نکلا اوس سے
کافر ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ وفات رسول اللہ کے بعد جو شخص فرمانبردار ہوگا علی
کا وہ مومن ہے اور جو اطاعت علی سے باہر ہوا وہ کافر ہے۔

٢- کنوز الحقائق للامام المناوی عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ مَنْ شَكَّ فَقَدْ كَفَرَ۔ علی
بہترین خلق ہین جو شک کرے وہ کافر ہے۔ رسول خدا تو علی علیہ السلام کو بہترینا

خلق و افضل الامم فرماتے ہیں اور اہل سنت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو علی علیہ السلام پر فضیلت دیتے ہیں۔ پس بمقابلہ فرمان رسول خدا اہل سنت کے قول کا قبول کرنیوالا نہ مومن ہو سکتا ہے نہ مسلم

سم۔ قول عز و جل۔ پارہ ۱۳ سورہ رعد۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔ ترجمہ سوا اسکے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اور واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنے والا ہے۔ اس آیہ کی تفسیر کتاب ازالۃ الخلفاء میں بصفحہ ۲۰۲ [illegible] سطر درج ہے
وعن علی فی قولہ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔ قال علی رسول اللہ المنذر و انا الھادی۔ آیت مذکور کی تفسیر میں فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میں ڈرانیوالا قوم کا ہوں اور اے علی تم ہادی اس امت کے ہو۔ رسول خدا صلعم نے علی علیہ السلام کو ہادی امت فرمایا اور اہل سنت خلفاء ثلثہ کو امت محمدی سے خارج کرتے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت علی نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کی جب حضرت علی نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کر لی تو پھر خلفاء ثلثہ حضرت علی کے ہادی ہو گئے اور حضرت علی اپنے فرمانبردار ہو گئے اس سے قول رسول صلعم کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ رسول خدا صلعم نے علی کو ہادی امت قرار دیکر امت کو حکم فرمانبرداری دیا ہے [illegible] منکر اہل سنت کہ [illegible] ہیں اور خلفاء ثلثہ بھی داخل امت ہیں کہ جنکی از روے حضرت علی خلفاء ثلثہ کے بھی ہادی ہوئے اور حسب ارشاد رسول خدا صلعم خلفاء ثلثہ پر بھی اطاعت حضرت علی کی واجب ہوئی اور جب خلفاء ثلثہ نے حضرت علی سے بیعت لیکر اونکو اپنا فرمانبردار بنایا تو پھر خلفاء ثلثہ امت محمدی سے خارج ہو گئے اور انہوں نے رسول خدا کی فرمان نافرمانی کی۔

سہ۔ جامع الصغیر للسیوطی و [illegible] صفحہ ۲۲ اور [illegible] نسیب [illegible]
عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے [illegible]

۸ ـ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۶۳ ـ وَعَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بِنْ سَعْدِ بِنْ زُرَارَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوْحٰی اِلَیَّ فِیْ عَلِیٍّ ثَلٰثٌ اِنَّہٗ سَیِّدُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ ـ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ وحی کیا خدا نے درباب علی کے تین شے اول سردار مومنین دوم امام المتقین سوم قائد المحجلین یعنے گمراہون کے راہ بتانے والے ـ

ازالۃ الخلفا اہل سنت کی ایک معتبر کتاب ہے جسمین یہ حدیث موجود ہے اب مین مولوی محمد نہانگیر خانصاحب اور اذنٹ ہم مذہب اہل سنت سے استفسار کرتا ہون کہ جب وحی الٰہی کے بموجب آنحضرت نے علی علیہ السلام کو سردار مومنین اور امام المتقین اور ہادی گمراہان بنا دیا اور است پر ظاہر کر دیا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان مومن تھے یا منافق اگر مومن تھے تو اس حکم پروردگار کے مطابق علی علیہ السلام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے بھی سردار تھے یا نہین اور جب ان ہرسہ خلفا کے علی سردار ہو چکے زندگی رسول خدا مین تو بعد وفات رسول خدا علی علیہ السلام ان ہرسہ خلفا کے فرمانبردار کس حکم الٰہی سے ہو سکتے تھے کیونکہ مسلما نونکا کل گروہ خلیفہ وقت کا فرمانبردار ہو کر رہنے اور اسی فرمانبرداری کی بیعت لیجاتی ہے ـ اور اگر کوئی ایسا حکم خدا کا نہین ہے تو پھر خلافت خلفا ثلثہ کی باطل قرار پاوے گی یا نہین اور اگر یہ ہرسہ خلفا منافق تھے تو پھر خلیفہ رسول نہین قرار پا سکتے ـ

دوسرے یہ بتلاؤ کہ حضرات ابوبکر اور عمر اور عثمان متقی تھے یا نہین اگر متقی تھے تو علی علیہ السلام ان ہرسہ خلفا کے بھی امام ہوئے یا نہین اور جب علی علیہ السلام بحکم الٰہی ان ہرسہ خلفا کے بھی امام ہو چکے تو اپنے امام سے بیعت طلب کرنا مقلد برعکس حکم سے واجب ہے ـ اور اس طلب بیعت سے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی خلفاء ثلثہ نے کی یا نہین اور اگر خلفاء ثلثہ متقی نہ تھے فاسق تھے تو فاسق خلیفہ رسول

نجیرن پورا او ا متعلد حضرت عمر کا ہے اور سنت شیخین کا پیرو اس فرقہ پر جو اہل سنت کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور بتوز کرتے ہیں یہ مخالفت ہے سنت شیخین کی ۔

۴۔ ملل ونحل امام ابو الفتح عبدالکریم شہرستانی ۔ جلد اول صفحہ ۷ اَلْخِلَافُ الثَّانِیْ فِیْ مَرَضِہٖ اِنَّہٗ قَالَ جَھِّزُوْا جَیْشَ اُسَامَۃَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا اِلٰی اٰخِرِہٖ ۔

فرمایا نبی نے ایام مرض وفات میں کہ سامان کرو روانگی لشکر اسامہ کا اور لعنت ہے خدا کی اوپر جو انحراف کریں جانے میں ہمراہ اس لشکر اسامہ بن زید کے باوجود اس تاکید کے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و طرفداران حضرت عمر عسکر اسامہ کے ساتھ مدینہ کے باہر نہیں گئے تا آنکہ وفات پائی آنحضرت نے ۔

خدا اور رسول خدا کی نافرمانیاں ہمیشہ حضرت عمر کرتے رہے اگر وہ توحید اور نبوت کے دل سے معتقد ہوتے تو کبھی فرمانی نہ کرتے اور ان نافرمانیوں ہی پر کفایت نہ کرتے تھے بلکہ رسول اللہ کو دکھ دیتے تھے اور یہ بے ادبی مباحث اور مجادلہ رسول خدا صلعم سے کیا کرتے تھے اور دوسرے ایسے تھے کہ دین اسلام کا ہمیشہ سبب اعلان ہوتا ہے دین اسلام کو دین رونق دینے ہوا ... محمد صلعم ... واقعات مندرجہ ذیل سے میرے اس کلام کی بخوبی تائید ہوتی ہے ۔

۱۔ مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۸ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُبَیٍّ سَلُوْلَ جَاءَ اِبْنُہٗ عَبْدُ اللّٰہِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَسَاَلَہٗ اَنْ یُّعْطِیَہٗ قَمِیْصَہٗ اَنْ یُّکَفِّنَ فِیْہِ اَبَاہُ فَاَعْطَاہُ ثُمَّ سَاَلَہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْہِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّمَا خَیَّرَنِی اللّٰہُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً وَسَاَزِیْدُہٗ عَلٰی سَبْعِیْنَ قَالَ اِنَّہٗ مُنَافِقٌ فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ۔

جب فوت کیا عبداللہ ابن سلول نے آیا عبداللہ پاس رسول خدا صلعم کے اور مانگا

اوسنے قمیص مبارک واسطے کفن کرنے پدر کے آپنے دیدیا بعدہ اوسنے واسطے نماز جنازہ کے آنحضرت سے استدعا کی اور آپ اوٹھ کھڑے ہوئے واسطے نماز کے کہ حضرت عمر نے اوٹھ کر چادر مبارک رسول اللہ کی پکڑ لی اور کہا کہ آپ کو خدا نے منع کیا ہے اوسکی نماز سے فرمایا آپنے کہ مجھے مختار کیا ہے اور فرمایا کہ ستر بار یا اوس سے زیادہ ہم اوسکو استغفار پڑہیں کہا حضرت عمر نے کہ وہ منافق تہا ۔ اور نماز پڑہی رسول اللہ نے اور خدا نے نازل کیا کہ اے نبی کسی منافق کے جنازہ پر نماز نہ پڑہا کرو اور نہ اوسکی قبر پر کہڑے ہو ۔ یہ واقعہ کتب شیعہ کے تو بالکل مخالف ہے لیکن اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ خطا پر تہے اور حضرت عمر ثواب پر اور خدا موافق تہا حضرت عمر سے اور مخالف تہا رسول اللہ سے اگر خدا رسول اللہ سے موافق ہوتا تو خلاف رسول حکم نازل نفرماتا ۔ لیکن رسول اللہ معصوم تہے اور معصوم سے صدور خطا محال ہے پس یہ مذہب ہے اہل سنت کا کہ رسول کو خطا وار اور حضرت عمر کو رسول سے بہتر سمجہتے ہیں اور یہ واقعہ حضرت عمر کی عقیدت کو صاف ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عمر اگر رسول اللہ کو رسول برحق سمجہتے تو اس بے ادبی کے ساتھ مقابلہ اور مجادلہ کیواسطے تیار نہو جاتے اور رسول خدا کی تکذیب نہ کرتے کیونکہ رسول خدا کہتے تہے کہ میں مختار ہوں عبد اللہ ابن ملول کے نماز جنازہ پڑہنے کا اور حضرت عمر کہتے تہے کہ آپ کو خدا نے منع کیا ہے اس تکرار کے نتیجہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے علم سے حضرت عمر کا علم زیادہ تہا ۔

تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۷ ۔ وَاَخرَجَ الطِّبرَانِیُّ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ جِبرَئِیلُ اِلَی النَّبِیِّ قَالَ اِقرَاءُ عُمَرَ السَّلَامُ وَاَخبَرَہُ اِنَّ غَضَبَہُ عِزٌّ وَرِضَاہُ حِلمٌ ۔

حضرت جبرئیل نے اگر نبی صلعم سے کہا کہ حضرت عمر سے خدا کا سلام کہو اور خبر دو کہ غصہ اونکا عزت ہے اور خوشنودی اونکی حکم شرع کی ہے شاید اسی

بناپر حضرت عمر نے وصیت رسول خدا کی تکذیب کی تھی کیونکہ فرمایا تھا آنحضرت نے
کہ مین دو چیزین سب سے زیادہ بزرگ تمہارے درمیان مین چھوڑتا ہون ایک قرآن
دوسرے اہلبیت اپنے اور حضرت عمر نے وقت وفات رسول اللہ یہ کہکر
کہ حسبنا کتاب اللہ قرآن مجید کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کی اور اہلبیت
رسول کی فرمانبرداری کا پٹہ [illegible] کیونکہ ظاہر ہے کہ اہلبیت رسول کی [illegible]
اگر [illegible] تو حضرت عمر [illegible] وصیت کی [illegible] عترت
رسول کافی [illegible] قرآن مجید [illegible] موجود [illegible] مطابق عترت رسول
[illegible] ہدایت [illegible] لیتے اور انکی فرمانبرداری کرتے
احادیث مصنفہ اہل سنت کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا دارومدار حضرت
عمر کی خوشی پر منحصر تھا۔ چنانچہ حضرت عمر کے اس اقتدار کو اہل سنت نے تسلیم
کرکے قبول کرلیا کہ آیہ متعہ کو حضرت عمر نے اپنے حکم سے منسوخ کیا اور حکم [illegible]
دیا۔ اسکی تعمیل بمقابلہ آیت قرآنی واجب کی۔ جب حضرت عمر کی خوشی مین شریعت
قرار پائی۔ تو قرآن مجید کی کیا وقعت باقی رہی حضرت عمر کی خوشی تھی چاہتے قرآن
کو نافذ رکھتے یا منسوخ کردیتے مگر خیریت گذری کہ حضرت عمر نے صرف آیہ متعہ ہی کی منسوخی
پر اکتفا کیا۔ آگے قدم نہ بڑھایا۔ چنانچہ اسکی تائید مین معالم التنزیل بغوی صفحہ
۹۲ - مین تحریر ہوا ہے کہ شراب و دیگر اشیا منشی حضرت عمر کی رائے کے
مطابق حرام ہوئین۔ اور پھر بغوی نے صفحہ ۱۶۳ - کتاب مذکور مین لکھا ہے
کہ غزوہ بدر کا حکم باقتضائے رائے حضرت عمر نازل ہوا۔ جسکا مطلب یہ ہے
کہ خداوند عالم حضرت عمر کے مشورہ کا محتاج تھا اور جو رائے حضرت عمر دیتے
تھے اوسیکے مطابق وحی نازل فرماتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ بقول
اہل سنت کے مطابق خدا نے حضرت عمر سے معاہدہ کرلیا تھا کہ یہی

خوشی عین شریعت ہے - اس اقتدار کے حاصل ہونے پر وفات حضرت ابوبکر
کے بعد اپنے زمانہ خلافت مین حضرت عمر نے اپنا نام امیر المومنین رکھا ورنہ تا اختتام
خلافت حضرت ابوبکر حضرت علی امیر المومنین کے لقب سے ملقب نہ تھے - اور حضرت
ابوبکر کو اونکے زمانہ خلافت مین کسی نے یہ لقب امیر المومنین نہین پکارا نہ حضرت
ابوبکر نے کبھی خواہش کی کہ مجھکو یہ لقب امیر المومنین سے پکارو - مگر حضرت عمر
جب خلیفہ ہوے تو اونکو اصحاب کا حسد پیدا ہوا کہ حضرت علی تو امیر المومنین کے نام سے
پکارے جاتے ہین اور مجھکو باوجود حاصل ہونے حکومت ظاہر ہے کہ کوئی شخص امیر المومنین
نہین کہتا لہذا حکم جاری کر دیا کہ مجھے بلقب امیر المومنین پکارا جاوے جسکے
ثبوت مین تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۰۱ سے دو فقرہ ذیل نقل ہوا ہے
وَعُمَرُ اَوَّلُ مَنْ سُمِّیَ بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الی آخرہ حضرت عمر وہ شخص ہین جنہون نے سب
اول یہ نام امیر المومنین رکھا اسی بنا پر مطابق سنت حضرت عمر کے امیر معاویہ و یزید
و دیگر خلفا بنی امیہ و بنی عباس بھی اس نام امیر المومنین ملقب ہوے -
اس قسم کی احادیث مذہب اہل سنت مین محض حکام سلطنت کی نظر تالیف قلوب
بہلانے کو بنائی گئین - اصلیت اسکی یہ ہے کہ پیشوایان اہل سنت جناب رسالتمآب
کو نبی برحق نہ جانتے تھے بلکہ ایک دنیا دار اولوالعزم و ذی عقل تصور کرتے ہے -
جیسا کہ فرقہ نیچری کا خیال ہے چونکہ زمانہ رسول خدا صلعم مین اسلام کو قوت حاصل
ہو چکی تھی اور ایک زبردست گروہ مسلمانونکا بذریعہ قبول اسلام تیار ہو چکا تھا
اور وفات رسول خدا صلعم کے بعد اس گروہ کی قوت اور اتفاق سے کفار کے ملک
قبضہ اسلام مین آچکے تھے اگر صاف طور پر آنحضرت کی نبوت سے انکار کیا جاتا - یا جو
لوگ وفات آنحضرت کے بعد خلیفہ بنے تھے وہ مثل آنحضرت کے اپنے رسول ہونیکا
اظہار کرتے تو عام مسلمانون مین اضطراب پیدا ہو جاتا - اور ہر شخص جداگانہ طریقہ

جب شیعوں کو تعزیہ بناتے دیکھا اور معلوم کیا کہ اسکے بنانے سے ثواب ہوتا ہے اور
دین کو رونق ہوتی ہے تو علی العموم اہل سنت باعتقاد دینی تعزیہ بنانے لگے۔
علماء اہل سنت نے جو دیکھا کہ سارے ملک مین رسم تعزیہ داری جاری ہوگئی
اور اس رسم سے رفتہ رفتہ کل اہل سنت شیعہ ہو جاوینگے تو انسداد تعزیہ داری تو
غیر ممکن تھی کیونکہ امیر تیمور ویسے معتقد تھا اور اسکی سلطنت مین کسی عالم اہل سنت
کو قوت نہ تھی کہ سختی کرتے یا بجبر ممانعت کرے۔ لہذا حکمت عملی کے ساتھ سمجھانا
شروع کیا کہ یوم عاشورہ محرم ایام خوشی ہے پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی نے
غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ عاشورہ محرم کو خوشی کرنا چاہئے۔ نہ غم کیونکہ یہ دن
خوشی اور برکت کا ہے امام حسین علیہ السلام کو اسی دن درجہ شہادت حاصل ہوا۔
اس درجہ شہادت کے حاصل ہونیکی خوشی کرنا چاہئے اور خیرات کرنا چاہئے۔ غم
نہ کرنا چاہئے۔ اس رسم کی اولیت سید ہی مثالیں وکبرہ تھو محرم کو یوم عید بنا دیا۔
اور دشمنی آل رسول کا ارادہ اسطرح پورا کیا۔ کہ ناواقف اہل سنت نے اس رسم
کی تعلیم پاکر شہرمین بروز عاشورہ محرم مقتل حسین میلا کرنا شروع کر دیا اور اوس میلے
مین عورت مرد اپنی زینت کرکے اور سرمہ کنگھی مسی پان - لباس جدید سے
بناؤ سنگار کرکے خوشی مناتے ہوئے اوس میلہ مین جانے لگے اور اب تک جاتے
ہین اسمین شک نہین کہ عوام اہل سنت کے یہ سارے افعال اور تعزیہ داری نیک
خیال ہی کے سبب ہے نہ براہ دشمنی اگر اونکو اس امر کا یقین ہو جاوے کہ عاشورہ
محرم یوم مصیبت ہے نہ یوم خوشی اس یوم عاشورہ کو لشکر یزید مین خوشی تھی اور
خاندان نبوت مین گریہ زاری اور ماتم برپا تھا اور جو لوگ عاشورہ محرم [illegible]
مثل یوم عید خوشی کرتے ہین انکا حشر یزید اور لشکر یزید کے ساتھ [illegible]
جنہون نے اس روز حضرت حسین کو مع اونکے رفقاء وعزیزوں [illegible]

اہل سنت کو اس سے انکار نہیں ہے بالصراحت یا باطن اور یہی اس حدیث حضرت عمر
کی صحت ذیل کی شہادتوں سے کئے دیتا ہوں ۔

نودی صفحہ ۴۰۱ ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ کَانَ عُثْمَانُ یَنْہٰی عَنِ الْمُتْعَۃِ
وَکَانَ عَلِیٌّ یَأْمُرُ بِھَا فَقَالَ عُثْمَانُ بِعَلِیٍّ کَلِمَۃً ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ
اَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ اَجَلْ وَلٰکِنَّا کُنَّا خَائِفِیْنَ ۔۔ حضرت عثمان
اور حضرت علی سے درباب متعہ گفتگو ہوئی حضرت عثمان متعہ سے منع کرتے تھے اور حضرت علی
متعہ کو حلال کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم نے متعہ کیا ہے ساتھ رسول اللہ کے
مبادا معین پر بحالت خوف تھا کی ۔ مولوی محمد جہانگیر صاحب نے انتصار الہدیٰ صفحہ ۱۱۶
مین لکھا ہے کہ ائمہ طاہرین کیا متعہ سے کیوں محروم رہتے اگر متعہ درست اور حلال تھا
اور صفحہ ۱۲۱ ۔ مین لکھا ہے کہ حضرت علی نے متعہ کو حرام فرمایا ہے اگر حلال تھا تو اپنے
عہد خلافت مین کیون نہ جاری کیا ۔ ان کتاب نودی اہل سنت کی ایک امام
برحق کی کتاب ہے جسکی نقل اوپر کی گئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی نے
اقرار کیا کہ مین نے متعہ کیا ہے اور متعہ حلال ہے پھر اسی کتاب نودی سے حسب
ذیل واقعہ نقل کیا جاتا ہے ۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِیٌّ وَعُثْمَانُ
بِعُسْفَانَ وَکَانَ عُثْمَانُ یَنْہٰی عَنِ الْمُتْعَۃِ اَوِ الْعُمْرَۃِ فَقَالَ عَلِیٌّ مَا تُرِیْدُ اِلٰی اَمْرٍ
فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ تَنْہٰی عَنْہُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْکَ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَسْتَطِیْعُ
اَنْ اَدَعَکَ فَلَمَّا اَنْ رَاٰی عَلِیٌّ اَھَلَّ بِھِمَا جَمِیْعًا ۔ موضع عسفان مین علی وعثمان جمع
ہوئے ۔ علی متعہ کو حلال کہتے تھے اور عثمان متعہ کو حرام کہتے تھے ۔ علی نے کہا کہ تم کیا
چاہتے ہو اس امر کو حلال کیا رسول اللہ نے تم اوسکو حرام کروگے ۔ پھر اوسی کتاب
نودی مین سے ایک اور واقعہ ذیل مین لکھا جاتا ہے ۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّہٗ کَانَ یُفْتِیْ
بِالْمُتْعَۃِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ رُوَیْدَکَ بِبَعْضِ فُتْیَاکَ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ

أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ ۔ بَعْدُ حَتَّى لَقِيَهُ بَعْدُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ قَدْ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ وَلٰكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعَرِّسِينَ بِهِنَّ فِي الْأَرَاكِ ثُمَّ يَرُوحُونَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوسُهُمْ ۔ ابوموسیٰ اشعری فتوے دیتے ہیں کہ متعہ حلال ہے پس ایک مرد نے ابوموسیٰ اشعری کو خط دیکر کہا کہ صبر کرو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ حضرت عمر نے امسال حج مین متعہ کو حرام کردیا ہے ۔ ابوموسیٰ اشعری نے وقت ملاقات حضرت عمر سے دریافت کیا کہ کیا تم نے متعہ کو حرام کردیا ہے حضرت عمر نے ابوموسیٰ اشعری کو جواب دیا کہ بیشک نبی نے اور اصحاب نبی نے متعہ کیا ہے ۔ لیکن مین نے مکروہ جانا اس امر کو کہ ایام حج مین لوگ متعہ کرتے اور اونکے سرون سے غسل کا پانی ٹپکتا ہوا رہتا ہے ۔

ان دونو روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام متعہ کو حلال بتاتے تھے اور حضرت عثمان حرام بتلاتے تھے ۔ اب ہم جو جانتے ہین کہ حضرت علی کو راستگو سمجھین یا حضرت عثمان کو حضرت علی کی نسبت تو احتمال کذب ہونا داخل کفر ہے کیونکہ اونکے چہرہ پر نظر کرنا داخل عبادت ہے اور اونکی شان مین رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جسنے بغض کیا علی کے ساتھ وہ کافر ہے اور محبت علی تمامی امت پر واجب کی ہے پس حضرت علی کو کاذب سمجھنا عین دشمنی ہے اور دشمن علی بالیقین کافر ہے پس درحالیکہ حضرت علی علیہ السلام نے متعہ کو حلال بتلایا تو متعہ کے حرام کہنے والے حضرت علی علیہ السلام کی تکذیب کرنیوالے قرار پاوینگے جو داخل کفر ہے ۔ دوسرے ۔ خود حضرت عمر اقرار کرتے ہین کہ نبی نے اور اصحاب نبی نے ضرور متعہ کیا ہے ۔ لیکن مین نے مکروہ سمجھکر حرام کردیا ہے ۔ پس جس چیز کو رسول خدا اور اصحاب رسول خدا نے حلال جانکر عمل کیا اونپر [illegible] ہوگا [illegible] حضرت عمر کے حرام کرنے سے متعہ حرام نہین ہوسکتا اور جو لوگ متعہ کو حرام کہتے ہین وہ مخالفت کرتے ہین خدا اور رسول خدا کی

منی لعنت خدا اور رسول خدا داخل کفر ہے۔ چنانچہ متعہ کے حلال ہونیکا حکم قرآن مجید پارہ
والمحصنٰت سورۂ نساء مین موجود ہے جکی نقل اسجگہہ کیجاتی ہے۔
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ترجمہ پس متعہ کرو تم عورتون سے
اور دو تم مہر مقررہ اونکا کہ تم پر فرض ہے تفسیر بیضاوی قِيلَ نَزَلَتِ الْآيَةُ فِي الْمُتْعَةِ
الَّتِي كَانَتْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حِينَ فُتِحَتْ مَكَّةُ ثُمَّ نُسِخَتْ كَمَا رُوِيَ أَنَّهُ أَبَاحَهَا
ثُمَّ أَصْبَحَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ بِالِاسْتِمْتَاعِ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ
أَلَا إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تفسیر بیضاوی اہل سنت مین
ایک معتبر تفسیر ہے جسمین اس آیۂ فما استمتعتم کی تفسیر مین لکھا ہے کہ یہ آیت دربارہ
اجازت متعہ نازل ہوئی ہے۔ اور اس آیت کے مطابق وقت فتح مکہ تین روز تک حکم متعہ
جاری رہا اوسکے بعد حکم متعہ منسوخ ہوگیا۔

پس حکم متعہ تو آیت مذکور سے حسب تفسیر بیضاوی جو ایک معتبر و مشہور عالم اہل سنت
کے ہین بخوبی ثابت ہے لیکن اس حکم متعہ کے منسوخ ہونیکی کوئی آیت اگر منکرین متعہ
بتلاوین اور دکھلاوین تو البتہ اونکا قول قابل اعتبار رہے ورنہ یہ حکم الہی حضرت عمر کے
حکم سے تو ایماندارون کے نزدیک منسوخ نہ سمجھا جاویگا۔

ہدایہ جلد اول کتاب النکاح صفحہ ۲۹۳۔ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ وَقَالَ مَالِكٌ هُوَ
جَائِزٌ لِأَنَّهُ كَانَ مُبَاحًا وَقَالَ زُفَرُ هُوَ صَحِيحٌ لَازِمٌ لِأَنَّ النِّكَاحَ لَا يَبْطُلُ
بِالشُّرُوطِ الْفَاسِدَةِ امام کہتے ہین کہ متعہ جائز ہے اور متعہ کا کرنا لازمی ہے اور
زفر کہتے ہین کہ متعہ صحیح ہے اسلئے کہ نکاح بسبب شرط فاسد کے باطل نہین ہوتا نووی جلد
اول صفحہ ۴۵۱ قَالَ عَطَاءٌ قَدِمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُعْتَمِرًا فَجِئْنَاهُ فِي مَنْزِلِهِ
فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ فَقَالَ اسْتَمْتَعْنَا عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ
اللّٰهِ وَأَبِي بَكْرٍ جابر ابن عبداللہ انصاری جب عمرہ کرکے گھر کو واپس آئے

لوگوں نے بعد ذکر دیگر مسائل دربارہ متعہ سوال کیا جابر انصاری نے
جواب دیا کہ مین نے متعہ کیا عہد رسول اللہ صلعم مین و عہد خلافت
حضرت ابی بکر مین۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آیۂ متعہ کی منسوخی سے نہ
رسول خدا صلعم کو خبر ہوئی نہ حضرت ابو بکر کو تا کہ لوگون کو متعہ کرنے سے منع کرتے

ترمذی جلد اول صفحہ ۱۰۷ - اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ سَأَلَ مِنْ اِبْنِ عُمَرَ
عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَقَالَ هِيَ حَلَالٌ فَقَالَ اِنَّ اَبَاكَ قَدْ نَهَى عَنْهَا
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ اَبِيْ نَهَى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنَ
تَرَكَ السُّنَّةَ وَنَتَّبِعُ قَوْلَ اَبِيْ ۔ ایک مرد شامی نے عبد اللہ ابن عمر سے
سوال کیا حج تمتع کا ساتھ عمرہ کے جواب دیا ابن عمر نے کہ وہ حلال ہے کہا
شامی نے کہ تمہارے باپ نے تو اسکو حرام کیا ہے۔ کہا عبد اللہ نے کہ اگر یہ
میرے باپ نے حرام کیا ہو مگر حلال کیا ہے اسکو رسول خدا نے کیا مین ترک
کرون سنت نبی کو اور فرمانبرداری کرون اپنے باپ کے قول کی۔

متعہ زن اور متعہ حج دونوں کو حضرت عمر نے بذریعہ حکم واحد کے منسوخ فرمایا تھا۔
چنانچہ حکم حضرت عمر کی نقل اسکے قبل لکھ چکا ہون ملاحظہ ہو اور عبد اللہ ابن عمر کا یہہ
اقرار ثابت کرتا ہے کہ متعہ جائز اور درست ہے اور وہ اپنے باپ حضرت عمر کے
حکم کو مخالف رسول اللہ سمجھکر پیروی نہ کرتے تھے اور سب سے زیادہ تعجب یہ ہے
کہ حضرت عمر کے فرزند رشید حضرت عبد اللہ تو اپنے باپ کی حکم کی پیروی سے انکار
کرین اور مقلدان حضرت عمر مقابلہ حکم حضرت عمر نہ حکم الٰہی کی وقعت سمجھین نہ حکم
رسول کی وقعت سمجھین۔ اسدرجہ حضرت عمر کے عشق مین بیخود ہو رہے ہین۔
اور اس بیخودی کا سبب وہی ہے کہ مقلدان حضرت عمر اونکی خوشی کو عین شریعت
سمجھتے ہین بدینوجہہ مقابلہ حکم حضرت عمر کے احکام قرآن کو غیر واجب العمل سمجھتے ہین

اور حضرت عمر کی خوشی یہی تہی کہ متعہ حرام ہے لہذا مقلدان حضرت عمر نے آیہ متعہ کو بمقابلہ حکم حضرت عمر ناقص وغیر واجب العمل سمجھکر ترک کر دیا

نووی صفحہ ۳۰۳ - سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ عَلَى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ إِنَّ اللهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ وَإِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهُ فَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ كَمَا أَمَرَكُمْ وَأَبِتُّوا نِكَاحَ هٰذِهِ النِّسَاءِ فَلَنْ أُوتَى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ قَالَ النَّوَوِيُّ وَذَكَرَ بَعْدَ هٰذَا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ وَيَحْتَجُّ بِأَمْرِ النَّبِيِّ بِذٰلِكَ ابن عباس فتوی دیتے تہے کہ متعہ حلال ہے اور جائز ہے اور عبد اللہ ابن زبیر متعہ کو حرام سمجہتے تہے راوی نے ذکر کیا اس اختلاف کو نزد جابر انصاری کے جواب راوی جابر انصاری نے کہا کہ متعہ کیا مین نے ہمراہ رسول اللہ صلعم کے اور جب خلیفہ ہوئے عمر تو کہا عمر نے کہ تحقیق اللہ نے جو چاہا حلال کیا واسطے رسول اپنے کے اور قرآن مین جو کچہہ نازل ہوا موقع وقت پر تم لوگ تمام کرو حج و عمرہ کو موافق حکم کے اور ترک کرو نکاح متعہ کو اور جو شخص متعہ کریگا مین اسکو سنگسار کرونگا اور امام نووی کہتے ہین کہ ابو موسی اشعری فتوی دیتے تہے کہ متعہ حلال ہے جو چاہے کرے جائز ہے - اور دلیل لاتے تہے احادیث نبوی سے اس واقعہ سے ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ لوگ متعہ کرتے تہے زمانہ رسول خدا صلعم اور زمانہ خلافت حضرت ابوبکر مین تا زمانہ شروع خلافت حضرت عمر مگر زمانہ حج مین کوئی بات حضرت عمر کو نا پسند ہوئی اسواسطے متعہ کو حرام کر دیا - حضرت عمر کی [illegible]

لوگوں میں اختلاف شروع ہوا اور باہمی مباحثہ ہونے لگے کہ جب متعہ کو رسول خدا صلعم نے حلال کیا اور اجازت دی کہ متعہ کرو اور قرآن میں حکم متعہ موجود ہے تو ہم حضرت عمر کے منع کرنے سے کیوں باز آویں اس پر حضرت عمر نے کہا کہ گو رسول خدا نے متعہ کی اجازت دی اور قرآن میں بھی حکم متعہ نازل ہوا مگر میں حکم دیتا ہوں کہ متعہ مت کرو اور جو کوئی متعہ کریگا میں اوسکو سنگسار کرونگا۔ حضرت عمر کے ایسی قسم کے جبر و سختی کے سبب وہ حدیث بنائی گئی ہے کہ حضرت عمر کا غصہ عین نبوت ہے تاکہ لوگ اس قسم کے جبر اور سختیوں کے سبب سے برداشتہ دل ہو کر حضرت علی کی جانب رجوع نہ کریں۔ پس حضرت عمر نے جبراً بزور حکومت رسم متعہ کو بند کیا اور فرمان الٰہی اور حکم رسالت پناہی کو اپنی خود رائی سے منسوخ کیا۔ اگر حضرت عمر صدق دل سے توحید اور نبوت کے معتقد ہوتے تو حکم خدا اور حکم رسول کی منسوخی کی جرات نہ کرتے نہ امت کو ایک فعل حلال کے کرنے سے بجبر ممانعت کرتے۔ میں حیران ہوں کہ یہ سارے واقعات اہل سنت کی معتبر کتابوں اور اہل سنت کے معتبر عالموں کے اقرار سے ثابت ہوتے ہیں کہ متعہ حلال ہے اور آیہ متعہ قرآن میں موجود ہے جسکی منسوخی کی آجتک کوئی آیت نہ دکھلائی گئی پھر اہل سنت شیعوں پر الزام متعہ کیوں لگاتے ہیں۔ اگر شیعوں کے ذمہ الزام ہے تو اسی قدر کہ وہ لوگ حضرت عمر کے حکم کو مقابلہ قرآن و حدیث تسلیم نہیں کرتے۔ تو میری دانست میں کوئی ایماندار بمقابلہ قرآن کے و حکم رسول کے حضرت عمر کے حکم کو تسلیم نہ کریگا۔

نووی جلد اول صفحہ ۴۵۲۔ قَالَ لِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ وَاعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَعْمَرَ طَائِفَةً مِّنْ اَهْلِهٖ فِی الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ اٰیَةٌ تَنْسَخُ ذٰلِکَ وَلَمْ یَنْهَ عَنْهُ حَتّٰی مَضٰی لِوَجْهِهٖ الحدیث۔ عمران بن حصین کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے متعہ کی اجازت دی خود حرام نہیں کیا اور نہ کوئی آیت قرآن میں ناسخ حکم متعہ کی ہے۔

نووی جلد اول صفحہ ۴۰۵ وقال [illegible] بن الحصین [illegible] الحج و
لم ینہ عنہما رسول اللہ حتی مات قال رجل برأیہ [illegible] عمران ابن الحصین
کہتے ہین کہ آیت متعہ کی نازل ہوئی قرآن [illegible] یعنی متعہ کا اور حکم دیا [illegible] رسول اللہ نے
[illegible] نازل ہوئی کوئی [illegible] متعہ [illegible] رسول اللہ نے حرام [illegible] یہانتک
عمر نے [illegible] رائی سے جو چاہا وہ کیا

حضرت عمر کو حصول حکومت اور حصول ریاست کی از حد طمع تہی اور اسی طمع کے باعث اونہون نے مذہب اسلام کو ترک نہ کیا ورنہ واقعات مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت عمر پہلے تو [illegible] نبوت کے قائل نہ تہے ورنہ خدا اور رسول کی نافرمانی نہ کرتے چنانچہ حضرت عمر کی طمع تو حضرت عمر کے قول سے ثابت ہے

دیکھو مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۶ - قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ اِلَّا یَوْمَئِذٍ
کہ حضرت عمر نے کہا مجہے کبہی حکومت اور ریاست کی طمع نہوئی مگر آجکے روز

جب تک حضرت عمر کو حکومت اور ریاست کی طمع نہین ہوئی اوس وقت تک وہ شاید راست بازی کے ساتہہ مسلمان رہے ہون لیکن جب سے اونکو آنحضرت کی نبوت اور باری تعالی کی توحید مین شک پیدا ہوا جسکے سبب انہون نے نسخہ توراۃ پڑہا اور اپنی زبان سے اقرار کیا کہ مجہکو آنحضرت کی نبوت مین شک ہے جیسا کہ مین اوپر لکہہ چکا ہون اُس حالت شک مین اونہون نے صرف طمع حکومت و طمع ریاست کی سبب اسلام کو ترک نہ کیا اور بظاہر مسلمان بنے رہے اور یہ طمع اونکی تا دم مرگ دل سے نہ نکلی اسی طمع کے سبب حضرت عمر رسول اللہ کی نافرمانی کرتے رہے اور ہر رحبہ مساوی مباحثہ اور مناقشہ مین مصروف رہے ان حالات کو بالتصریح مین لکہہ چکا ہون اسی طمع کے سبب لشکر اسامہ کے ساتہہ بیرون مدینہ نہ گئے اور وفات رسول خدا صلعم کے منتظر رہے جیسا کہ پروردگار عالم نے خبر دی ہے اور آیات قرآنی اس خبر کی تصدیق

مین تنقیح نمبر چہارم مین نقل کیگئی ہین اسی طمع حکومت و ریاست نے حضرت عمر کو اس درجہ بے چین کیا کہ رسول خدا کی نعش مطہر کو بے غسل و کفن چھوڑ کر بطلب حکومت و ریاست سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچے جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین ؎

اہل دنیا کار دنیا ساختند مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

پس خلفاء ثلثہ کی طمع دنیوی کی یہ ایک عمدہ شہادت ہے جس طمع سے جب بڑی دانائی اور حکمت عملی سے تھہ حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر کرالیا۔ کل اہل الرائے بالاتفاق اسبات کو قبول کرتے ہین کہ حضرت ابوبکر کی خلافت برائے نام تھی بلکہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر مین بھی مالک خلافت حضرت عمر تھے۔ اسکے ثبوت مین اگر اہل الرائے کے اقوال نقل کئے جادین تو بہت طوالت ہوگی اور جو غرض میری ہے مرادسکا لطف جاتا رہیگا مختصر یہ ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہو چکے تو دوسرے روز حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے مجلس خلیفہ مین طلب ہوے۔ اس طلبی مین جو معرکہ پیش آئے اونکو بوجہ طوالت چھوڑ دیتا ہون۔ جب حضرت علی علیہ السلام مجلس خلیفہ مین تشریف لائے تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ کو کل مہاجر و انصار نے اس

نہایت کا بخیر آپکی کوئی دوسرا مقابل نہیں اور منقبت آپکی درمیان امت [illegible]
روشن ہے اور قرابت رسول خدا میں بھی مقابلہ آپکا کسیکا نہیں ہو سکتی لیکن
مقابلہ میں کوئی دوسرا سابق الاسلام [illegible] لہٰذا حضرت سے قریب تر
سب سے زیادہ لائق [illegible] حضرت
ابوبکر پر اتفاق کر چکے ہیں اور سب نے بیعت کر لی ہے۔ اب مصلحت یہی ہے
کہ آپ بھی اتفاق کریں۔ اور مصلحت وقت کو مخالفت کے ساتھ برباد نہ کریں حضرت
علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ تم برگزیدہ نبی صلعم اور امین امت کے
ہو اپنے اوپر رحم کرو اور جو بات حق ہو وہ کہو۔ پروردگار عالم نے جو عزت اور مرتبہ
خاندان نبوت کو عنایت فرمایا ہے اس عزت اور مرتبہ کو دوسرے خاندانوں میں
منتقل نہ کرو۔ قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا جبرئیل ہمارے گھر میں وحی لاتے
علم فقہ و دین و فرائض و سنت خلائق کو ہم بتاتے ہیں [illegible]
رسول میں ہوں اور منبع شریعت و معاملات امت کو [illegible] ہوں
اپنی اقتضائے طبیعت پر عمل نہ کرو۔ اور حق کی جانب رجوع [illegible]
رجوع مت کرو کہ اس سے تمکو نقصان پہونچیگا اور دین اسلام میں رخنہ پڑیگا بشیر
ابن ابرا نے کہا کہ یا ابوالحسن قسم ہے خدا کی کہ اگر آپ پہلے قبل بیعت حضرت ابوبکر
ان کلمات کو ارشاد فرماتے تو اصحاب رسول اللہ میں سے ایک بھی آپ کی [illegible]
نہ کرتا۔ اور سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ جب آپ گھر میں بیٹھے رہے تو سب لوگوں
نے یہ سمجھا کہ آپ کو حکومت و ریاست کی خواہش نہیں ہے۔ اب یہ بات عقل و غیرت
کے خلاف ہے کہ دست حضرت ابوبکر پر بیعت کرکے شکست بیعت کریں مبادا اس سے
شریعت میں خلل پڑے آپ بھی خلافت حضرت ابوبکر میں اتفاق کریں حضرت علی
علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ میں نعش مطہر جناب

حیران ہوں کہ اس بارہ مین کیا کہوں - جو گفتگو کہ دربارہ تعیین خلافت باہم حضرت عمر
و عبد اللہ ابن عباس کے ہوئی اوسکو آگے چلکر لکھونگا اس مقام پر یہ بات قابل یاددہانی
ہے کہ اہل سنت کا قول ہے کہ رسول اللہ نے کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نہین کیا امت کی راے
پر چھوڑ دیا پس جسکی جانب امت نے اجماع کیا وہی خلیفہ رسول قرار پایا - اب مین حیران
ہوں کہ جب رسول اللہ نے تعیین خلافت امت کی راے پر چھوڑا تھا تو حضرت ابوبکر
نے جو وصیت نامہ لکھکر حضرت عمر کو اپنا خلیفہ مقرر کیا یہ رسول اللہ کی اور پروردگار عالم
کی نافرمانی ہوئی یا نہین نیز اخدا کا رسول تو کسیکو خلیفہ مقرر نہ کرے اور امت کی راے
پر چھوڑ دے اور حضرت ابوبکر امت کے اختیارات مسدود کرین اب خدا کو اور
رسول خدا کو ہم خیر خواہ امت سمجھین یا حضرت ابوبکر کو دوسرے خدا کو اور رسول خدا
کو امت کے ساتھہ بالکل غمخواری نہوئی اور رسولخدا نے اس بات کا بالکل خیال
نہ کیا اور نہ امت کے سرانجام پر غور کر کے دربارہ تعیین خلافت کچھہ فکر کی بلکہ تعیین
خلافت امت کی راے پر چھوڑ دیا - اور حضرت عمر کو وقت وفات تردد پیدا ہوا کار خلافت
کی انجام دہی مین اب ہم خدا کو اور خدا کے رسول کو خیر خواہ امت سمجھین - یا
حضرت عمر کو حضرت عمر کے قول سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بمقابلہ تدبیر حضرت عمر کے خدا
بھی غافل تھا اور رسول بھی غافل تھے اور اگر حضرت عمر کے قول کا یہ مفہوم نہین ہے تو
پھر حضرت عمر کو سرانجام کار خلافت مین اندیشہ کس بات کا تھا جو تردد اپنا ظاہر کیا
مثل رسول اللہ امت کی اختیار مین چھوڑ دیا ہوتا جسکی جانب امت کا اجماع ہوتا
وہی خلیفہ ہو جاتا - مگر حضرت عمر کے اس اندیشہ کا سبب یہ تھا کہ وہ خوب جانتے تھے کہ
جس حکمت عملی اور دانائی کے ساتھہ امت کو مین نے اپنی جانب رجوع کر کے حضرت علی علیہ السلام
کو منصب خلافت سے محروم کیا تھا اس تدبیر کا آدمی میرے بعد کوئی نظر نہین آتا میرے
مرنے کے بعد حضرت علی خلیفہ ہو جاوینگے اور حضرت علی کی خلافت مین میری کارروائیان

جو خلاف شریعت ہوئی ہین اور غصب خلافت کے حالات سب پر ظاہر ہو جاوینگے
اور اوسکا عوض میری اولاد اور میرے خاندان کے لوگون سے لیا جاویگا اس
وجہ سے اپنا تردد اور تفکر حضرت عمر نے عبد اللہ ابن عباس سے ظاہر کیا
جسکے جواب مین عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ علی ابن ابیطالب کے حق مین کیا
کہتے ہو۔ انکی ہجرت اور قرابت اور فضیلت سابق الاسلام ہونے کی اور
جرأت اور شجاعت ظاہر ہے حضرت عمر نے جواب دیا اے عبد اللہ حضرت
علی علیہ السلام ایسے ہی ہین جیسا کہ تمنے بیان کیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اعلیٰ
اور افضل ہین۔ اگر خلافت حضرت علی کو مین سپرد کرون تو وہ مسلمانون کو
نیک ہدایت اور راہ راست پر رکھینگے۔ لیکن ایک تو ان مین خوش طبعی ہے
دوسرے عہدہ خلافت کی اونکو حرص بہت ہے۔ وہ شخص عہدہ خلافت کا لائق
سمجھا جاتا ہے جسمین خوش طبعی اور حرص حکومت اور ریاست نہو۔ اس مقام
پر ایک بات قابل یاد دہانی ہے۔ جسپر اسکے قبل صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۷۔
سے ایک اقرار حضرت عمر کا نقل کیا ہے کہ کہا حضرت عمر نے کہ مجھے کبھی ریاست اور
حکومت کی طمع نہین ہوئی۔ مگر آجکے روز۔ تو اس مقام پر حضرت عمر کی اس تجویز سے
کہ وہ شخص قابل خلافت ہوتا ہے جسکو حرص حکومت نہو حضرت عمر کی خلافت باطل
قرار پاتی ہے کیونکہ انکو حرص حکومت و ریاست تھی جسکا خود اونکو اقرار
ہے۔ چنانچہ حضرت عمر کے ارشاد کے اسی بنا پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کتاب
تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۱۲۱ مین لکھتے بھی ہین کہ حضرت علی علیہ السلام کو انتظام
ملکی کی لیاقت نہ تھی اور مولوی صاحب ممدوح کی اس بیباکی کا سبب یہی ہے
کہ وہ مقلد ہین حضرت عمر کے اور حضرت عمر کی خوشی کو عین شریعت سمجھتے ہین
قرآن کو بمقابلہ خوشی حضرت عمر کے شریعت نہین جانتے اور حضرت عمر کی خوشی کا

کو باہم مشورہ کرکے ایک خلیفہ مقرر کرلو اور بجز ان چھ صاحبون کے کوئی سا تو ان دخل نہ دینے پاوے۔ اور جب تک یہ سب صاحب اتفاق باہمی سے کسی ایک کو واسطے خلافت کے نامزد نہ کرلین اوسوقت تک اوٹھنے نہ دینا۔ اگر وقت شورہ تین ایکطرف اور تین دوسری طرف ہووین تو جسطرف عبدالرحمن بن عوف ہون اوسیکو خلیفہ کرنا۔ اگر کوئی انکار کرے تو اوسکو قتل کرنا۔ اس مشورہ کے تعین مین بڑی بھاری دانائی حضرت عمر کی یہ تھی کہ عبدالرحمن بن عوف حضرت عثمان کے داماد تھے پس عبدالرحمن بن عوف بجز اپنے خسر حضرت عثمان کے کسی دوسری کی خلافت پر رضامند ہونیوالے نہ تھے اور سعد ابن ابی وقاص حضرت عثمان کی چچازاد بھائی تھے وہ عبدالرحمن کی راے سے کسی حالت مین مخالفت کرنیوالے نہ تھے جب تین آدمی یعنی عثمان اور عبدالرحمن اور سعد ابن ابی وقاص باالاتفاق حضرت عثمانکی خلافت پر رضامندی اپنی ظاہر کرینگے تو بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا شخص خلیفہ ہو نہین سکتا۔ اور اس خلافت سے حضرت عثمان کی بجز حضرت علی کو اور کوئی اختلاف نہ کریگا۔ پس ضرور ہے کہ اس اختلاف کی سبب ابوطلحہ علی علیہ السلام کو قتل کرینگے۔ جیسا کہ حضرت عمر نے حکم دیا تھا کہ اختلاف کرنیوالے کو قتل کرنا۔ پس اس شورہ سے دونون کام ہوجاوینگے یعنے حضرت عثمان خلیفہ بھی ہوجاوینگے۔ اور حضرت علی علیہ السلام بھی قتل ہوجاوینگے اور اس قتل سے بنی ہاشم کی قوت باقی نہ رہیگی اور حضرت عمر اور اونکی اولاد و اہل خاندان آیندہ کی بدنامی اور مظالم سے بچ جاوینگے حضرت علی علیہ السلام نے اس حال کو سنکر حضرت عباس سے کہا کہ خلافت اس مرتبہ بھی ہاتھہ سے گئی کیونکہ حضرت عمر نے ایسے اہل شورہ تجویز کئے ہین اور عبدالرحمن کی راے پر تعین خلافت کا حصر کیا ہے کہ جسکے سبب یقین ہوتا ہے کہ بجز حضرت عثمان کے کوئی دوسرا خلیفہ نہوگا۔ حضرت عباس نے کہا کہ یا علی تم اس مشورہ مین شریک نہونا۔

اور یہ مانعت حضرت عباس کی اسوجہ سے تھی کہ وہ جانتے تھے کہ جب حضرت عثمان
کو عبد الرحمان خلیفہ مقرر کرینگے تو حضرت علی علیہ السلام ضرور اختلاف کرینگے اور اس اختلاف
کے سبب وہ قتل ہو جائینگے کیونکہ حضرت عمر ابو طلحہ انصاری کو یہی حکم دے گئے
تھے۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عباس کا کہنا نہ مانا اور فرمایا کہ
میں ضرور شریک مشورہ ہونگا۔ اس سے غرض حضرت علی کی یہ تھی کہ جب حضرت
ابو بکر خلیفہ ہوے تھے اور مین نے حق اپنا ظاہر کیا تو مجھپر الزام لگایا گیا کہ تم وقت
تعیین خلافت حاضر نہ تھے ہمنے جانا کہ تمکو خلافت سے انکار ہے۔ اب بھی اگر
مین وقت تعیین ثالث موجود نہ ہونگا تو یہی بہانہ اصحاب ورا ختیار کرینگے اسیے حضرت
علی بغرض اتمام حجت شریک مشورہ ہوئے ورنہ یہ تو اونکو اسیوقت معلوم تھا کہ بجز
حضرت عثمان کے کوئی دوسرا خلیفہ نہوگا۔ حضرت عباس نے جب دیکھا کہ حضرت
علی میرا کہنا نہیں مانتے تب آپنے فرمایا کہ یا علی بوقت رسول خدا صلعم کے
مین نے تمسے کہا تھا کہ اگر خلافت کی ہوس ہے تو طلب خلافت مین عجلت کرو
تم نے نہ مانا۔ اور اب کہتا ہون کہ اصحاب مشورہ مین شریک نہوا سپر بھی عمل نہین
کیے۔ اب مناسب یہ ہے کہ جب تمسے دریافت کرین تو تم کچھ جواب نہ دینا۔ جبتک تمہارے
ہاتھ پر بیعت نہ کرین جب بیعت کرین اوسوقت جواب دینا۔ یا علی اس گروہ کے
ایسے بخوف نہ رہنا کیونکہ ہمیشہ رہے یہ لوگ تمکو دور رکھینگے اور دوسرے
کو مسند حکومت پر بٹھادینگے۔ چنانچہ اس مشورہ کا انجام یہی ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام
نے فرمایا تھا۔ رفاقت سے عبد الرحمن بن عوف و معاویہ بن ابی سفیان حضرت عثمان خلیفہ
مقرر ہوے۔ حضرت عثمان نے اپنے فرزند نسبتی مروان ابن حکم کو اپنا وزیر
مقرر کیا۔ اور دیگر مسلمان جو عہد خلافت حضرت عمر مین جابجا شہرون اور قصبونمین
حاکم تھے اونکو موقوف کرکے اپنے رشتہ دارونکو قبیلہ بنی امیہ مین سے حاکم مقرر کردیا

اور اپنے رشتہ داروں اور قبیلہ بنی امیہ کے لوگوں کو دولت دنیا شروع کیا۔ اور جو
اقتدار اور حکومت قبیلہ بنی امیہ کو قبل از بعثت زمانہ جاہلیت مین حاصل تھی جو اشاعت
اسلام کے سبب نیست و نابود ہوچکی تھی۔ وہ اقتدار و حکومت قبیلہ بنی امیہ کو از سر نو
زمانہ خلافت حضرت عثمان مین حاصل ہوگئی۔ اور انجام اسکا یہ ہوا کہ قبیلہ
بنی امیہ کے حاکمون نے ہر جا اور ہر مقام پر ظلم و بدعت مسلمانو نپر کرنا شروع کیا۔
چنانچہ عبداللہ بن ابی سعد ابی سرح کی شکایت لیکر اہل مصر مدینہ مین آئے اور ایک سخت
ہنگامہ کے بعد حضرت عثمان نے عبداللہ ابن ابی سعد کی معزولی کا فرمان لکھکر محمد
بن ابی بکر خلیفہ اول کو دیا اور محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر مقرر کیا۔ چنانچہ اس فرمان کو
لیکر محمد بن ابو بکر مع گروہ مصریان جانب مصر روانہ ہوئے۔ تین منزل راہ طے کی
تھی کہ مصریون نے حضرت عثمان کے ایک غلام کو جانب مصر جاتے ہوئے دیکھا
اوسکو گرفتار کرکے تلاشی لی تو اوسکے پاس ایک نامہ سربمہر حضرت عثمان کا
بنام عبداللہ بن سعد ابی سرح حاکم مصر کے تھا۔ لفافہ کھولکر نامہ پڑھا تو اوسمین لکھا
تھا کہ عمرو ابن بدیل الخزاعی اور محمد بن ابو بکر کو قتل کرنا۔ اور علقمہ بن عدیس و
کنانہ بن اشبیر و عروہ لیسی کے ہاتھ پیر قطع کرکے چھوڑ دنیا۔ اس نامہ کو پڑھکر جماعت
مصر مدینہ واپس آئی اور بشرکت قبیلہ بنی سلیم و بنی مخزوم و بنی غفار دار الخلافت کا محاصرہ
کیا۔ اور حضرت عثمان اور انکے اہل و عیال پر پانی بند کیا حضرت علی علیہ السلام
نے بنی ہاشم کے ہاتھ پانی کی مشکین بھیجین۔ اور حضرت عثمان کو مع انکے عزیز
و اقربا و عیال و اطفال سیراب کیا۔ بلوائیون نے حضرت علی علیہ السلام کے
آدمیون سے پانی لیجانے مین کوئی مزاحمت نہین کی۔ حضرت عثمان کے عزیزون
اور قریبون قبیلۂ بنی امیہ کے لوگون نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ حضرت عثمان
پر جو بلوہ ہوا ہے وہ آپ کے سبب سے ہوا ہے آپ نے بلا سبب ہمارے

عیش وآرام مین خلل اندازی کی۔ اور ہماری حکومت کو تباہ کیا قسم ہے خدا کی کہ ہم
آپکے ساتھہ جنگ کرینگے کہ جس جنگ سے آپکو اس دنیا مین نجات نہ ملیگی۔
انجام اس بلوہ کا یہ ہوا کہ محمد بن ابی بکر نے مع دیگر بلوائیون کے حضرت عثمان کو قتل کیا۔
اور تین روز تک نعش اونکی بے گور وکفن مزبلہ پر پڑی رہی ایک پاؤن نعش کا
کتون نے کہا یا۔ حضرت عثمان کے قتل نے حضرت علی علیہ السلام اور اولاد اونکی اور اونکے
ساتھہ مسلمانون کے ایک بڑے گروہ کے دلونمین اونکی دشمنی پیدا کردی ایک تو
یہ گروہ ابتدا سے دشمن تہا۔ کیونکہ انکی حکومت بعد از بعثت رسول خدا اسلام کے
ظاہر ہونے سے نیست اور نابود ہو چکی تہی اور بڑے بڑے سردار قبیلہ بنی امیہ
اور کفار قریش کے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتہہ سے قتل ہو چکے تہے اب زمانہ خلافت
حضرت عثمان مین قبیلہ بنی امیہ کی برباد شدہ قوت اور حکومت پھر بحال ہوئی تہی
کہ نوبت قتل عثمان پہونچی اور بنی امیہ اور قریش نے اس قتل کا بانی حضرت علی علیہ السلام
کو سمجہا اور دشمنی تازہ ہوگئی۔ اور انجام اس دشمنی کا یہ ہوا کہ اول علی علیہ السلام شہید
کئے گئے اونکے بعد امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید کئے گئے اونکے بعد امام حسین علیہ
السلام مع عزیزان و فرزندان و برادران و رفیقان صحراے کربلا مین شہید کئے
گئے امام حسین علیہ السلام پر جو تین روز تک آب و دانہ بند کیا گیا یہ اوسکا بدلہ
لیا گیا تھا جو حضرت عثمان پر پانی بند ہوا تہا۔ اور نعش ہاے شہداے کربلا کو
جو لشکر یزید صحراے کربلا مین بے غسل و کفن و بلا دفن چہوڑ کر چلا گیا اور دفن نہو نے
دیا یہ اوسکا عوض لیا گیا جو نعش عثمان تین روز تک بے دفن و کفن پڑی رہی تہی
بلکہ اسقدر اور اضافہ کیا گیا کہ نعش عثمان کا کسی نے سر نہ کاٹا تہا نعشہاے شہداے
کربلا کے سر اونکے جسمون مین سے کاٹ کر نیزون پر چڑہاے گئے اور شہر بشہر
دیار بدیار پہرا کر کوچہ و گلی مین اون سرونکو بطور تماشا لئے پہرے۔ عثمان کے حرم کو

کسی نے قید کرکے بلوہ میں نہیں پھرایا۔ حسین علیہ السلام کے اہل حرم جو رسول خدا صلعم کی بہو اور بیٹیاں تھیں قید کی گئیں اور شہر بشہر دیار بدیار ہر کوچہ و گلی میں کمال ذلت اور رسوائی کے ساتھ سر برہنہ بے مقنعہ و چادر پھرائی گئیں اور عامۂ خلائق کو اونکا تماشہ دکھلایا گیا۔ دربار عبید اللہ ابن زیاد و دربار یزید کے مجمع عام میں کھڑی کی گئیں یہ آبرو مسلمانوں نے خاندان نبوت کی کی اور پھر بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور آجتک دعویٰ اسلام کئے جاتے ہیں اور صرف دعوے اسلامی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ اپنے مقابلہ میں اولاد علی اور اولاد فاطمہ اور رفقائے علی علیہ السلام و معتقدان علی علیہ السلام کو منافق خارج اسلام کہتے ہیں اور رافضی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جبکہ فقط یہی لوگ ان نے فرزند رسول کو قتل کر کے فرزندان [illegible] قیدی بنا کے لیے اپنے رسول کی حرمت کو ملا ذلت و رسوائی کی [illegible] تو اونکی معلوم جو کچھہ نہ کریں وہ سب تھوڑا ہے۔ مبتدی اس تحریر کا ثبوت واقعات مندرجہ ذیل سے پورے طور پر ہوگا۔

قتل حضرت عثمان کے بعد اہل مدینہ نے رجوع کیا جانب حضرت علی علیہ السلام اور عرض کی کہ آپ خلافت کو قبول کریں حضرت علی علیہ السلام نے قبول خلافت سے انکار کیا اس انکار کا سبب انشاء اللہ تعالیٰ تنقیح نمبر ہشتم میں ذکر ہوگا۔ جب خلائق نے بدرجہ نہایت اصرار کیا تب آپنے خلافت کو مجبوراً قبول کیا۔ کیونکہ امام وقت کا منصب یہی ہے کہ جب خلقت رجوع کرے اور طالب ہدایت ہو تو رہنمائی کو دست کش نہو۔ جن لوگوں نے حضرت عثمان پر بلوہ کرکے قتل کیا تھا اون لوگوں نے اور جملہ اصحاب و انصار نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی۔ بعض اصحاب و انصار نے بیعت حضرت علی سے انکار کیا منکرین بیعت میں سعد ابن ابی وقاص و عبد اللہ ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و سعید ابن زید و عبد اللہ بن سلام

وصہیب بن سنان واسامہ بن زید وقدامہ بن مظعون ومغیرہ بن شعبہ بھی ہین۔
جنہون نے بیعت علی سے انکار کیا اور یہ لوگ بنام معتزلہ مشہور ہوئے جیساکہ
تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ [illegible] بالتصریح درج ہے اور یہ گروہ معتزلہ انھیں میں بھی
اسیطرح لکھا ہے۔ اور تفریق مذہب کی یہہ ابتدا ہے جو بعد قتل عثمان کے ہوئی اور
سب سے پہلے اسلام میں فرقہ معتزلہ پیدا ہوا۔

امیر معاویہ اور اہل شام نے بھی حضرت علی علیہ السلام کی بیعت سے انکار کیا جیسا
کہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۳ سے ظاہر ہوتا ہے وَاَخَذَ (فَكَذَا) تَبَيَّنَتْ اِلَى بَعْدَ مَوْتِ
عُثْمَانَ مُبَايَعَةِ الْقَضَايَا بِسِوَى مُعَاوِيَةَ مَعَ اَهْلِ الشَّامِ وفات حضرت عثمان
کے بعد معاویہ اور اہل شام نے علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی۔

قتل حضرت عثمان کے بعد ہر طرف سے مسلمان حضرت علی علیہ السلام کی دشمنی کا علانیہ
اظہار کرنے لگے اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھہ آمادہ بجنگ ہوگئے اور صاف صاف
اپنا کینہ اور بغض جو لوگون کے دلون میں حضرت علی علیہ السلام کی بابت بھرا ہوا
تھا۔ ظاہر ہونے لگا۔ اس گروہ کا نام کہ جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھہ علانیہ اظہار
دشمنی کرنے لگا۔ اور آمادہ بجنگ ہوکر بعوض خون عثمان حضرت علی علیہ السلام سے لڑا
ناصبی مشہور ہوا۔ اور ناصبی کی وجہ تسمیہ بھی اہل لغت نے دشمنان علی و اولاد علی
لکھی ہے اور معتزلہ کی وجہ تسمیہ گذشتہ تنقیحون میں لکھی ہے یعنی معتزلہ وہ لوگ ہین کہ جنہون
نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو قبول کرکے بیعت کی نہ حضرت علی علیہ السلام کے
دشمنون کے ساتھہ شریک ہوکر علی علیہ السلام سے لڑے۔ پس قتل عثمان کے سبب
سے پہلے فرقہ معتزلہ پیدا ہوا۔ اوسکے بعد فرقہ نواصب و جب فرقہ نواصب علانیہ
بوجہ دشمنی حضرت علی علیہ السلام آمادہ بجنگ ہوا تو جن لوگون نے حضرت علی علیہ السلام
کی خلافت کو تسلیم کرکے دست حضرت علی علیہ السلام پر بیعت کی تھی اونکا [illegible] حضرت

علی کے متعاونین یعنی جو ہمراہ حضرت علی علیہ السلام لڑنے کو گئے اس گروہ کا نام شیعہ علی مشہور
ہوا اور یہی وجہ تسمیہ اس مذہب شیعہ کی اہل لغت نے لکھی ہے - اب اس مقام پر
اس امر کے تصفیہ میں کہ جو لوگ بوجہ بغض و کینہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آمادہ
جنگ ہوئے اور جن لوگوں نے بیعت حضرت علی سے انکار کیا وہ لوگ دشمن خدا
اور دشمن رسول تھے کسی منصف مزاج کو تامل نہو گا - درحالیکہ رسولخدا صلعم کی معتبر
احادیث موجود ہیں کہ جو لڑا علی سے وہ لڑا مجھ سے اور جسنے بغض کیا علی سے اوسنے
بغض کیا مجھ سے اور جسنے بغض کیا مجھ سے اوسنے بغض کیا خدا سے اور جسنے محبت کی علی سے
اوسنے محبت کی مجھ سے اور جسنے محبت کی مجھ سے اوسنے محبت کی خدا سے چنانچہ اصل
حدیثیں اس سے قبل اسی تنقیح میں نقل کی گئی ہیں جن سے ثابت ہے کہ دشمن خدا
منافق کا دشمن ہے اور مخالف حضرت علی منافق ہے اور محب حضرت علی مومن ہے - اور
بغیر دشمنی اور خصومت دینی کی ابتدا پیدائش دنیا سے تا ایندم ایک دوسرے کے
قتل پر کبھی آمادہ نہیں ہوا - اور جبتک دلمین کدورت اور نفرت نہو اوسوقت
تک کوئی شخص اپنے سردار مذہبی کی فرمانبرداری سے انکار نہیں کرتا - اور جب
تک محبت دلی نہو ایک شخص دوسرے شخص کی رفاقت میں اپنا قتل ہونا پسند
نہیں کرتا اب مسلمان خود فیصلہ کرلیں کہ جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے
ساتھ نیزہ و تلوار سے لڑے بارادہ قتل علی لڑے تھے یا بارادہ اعانت علی
لڑے تھے اور بوجہ دشمنی لڑے تھے یا بارادہ دوستی - اگر کوئی شخص جنگ
میں دوستی کسی کے قتل پر آمادہ ہوکر اوس سے لڑا ہو تو بتلا دیا جاوے - پس جو
لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑے وہ بوجہ دشمنی لڑے نہ بوجہ دوستی
اور دشمنان علی کے دشمن خدا اور دشمن رسول ہونے میں بموجب حدیث رسول اللہ
صلعم کونسا شک باقی رہا - اہل سنت کا یہ عذر کہ وہ لوگ باہم رشتہ دار تھے اور

اصحاب رسول تھے اونکی باہمی لڑائی خطائے اجتہادی ہے بالکل حکم خدا اور حکم
رسول اللہ کے مخالف ہے اور حکم خدا و رحکم رسول اللہ کے مخالف جو عذر سمجھتے ہیں وہ
ایمانداروں کے قبول کرنیکے قابل نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ نے جدا جدا فرمایا ہے
کہ جو لڑا علی سے وہ لڑا مجھسے اور جو لڑا مجھسے وہ لڑا خدا سے اور جسنے بغض کیا
علیؑ سے اوسنے بغض کیا مجھسے اور جسنے بغض کیا مجھسے وہ دشمن خدا ہے اس حدیث
مین آنحضرت نے یہہ نہین فرمایا کہ اگر علی کے ساتھ علی کے رشتہ دار کوئی لڑینگے تو وہ
خطاء اجتہادی سمجھی جاویگی اور معاف ہوگی۔ اگر کوئی ایسی حدیث ہو تو بتلائی
جاوے۔ اور جب تک ایسی حدیث نہ بتلائی جاوے اور ثابت نہ ہو تو کل اہل السنت
اون لوگوں کو کہ جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھہ لڑے اور اونکے مقلدوں
کو مسلمان نہین سمجھہ سکتے۔ دوسرے جن لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت
کو قبول نہین کیا اور بیعت سے انکار کیا اور معتزلہ ہوگئے اونکے منافق ہونے مین کیا
شبہہ باقی رہا اور جسطرح یہہ لوگ منافق ہین اسیطرح انکے مقلد بھی منافق ہین
اور منافق بہشت سے محروم رہیگا۔ اور جن لوگوں نے قبول کیا خلافت حضرت
علی کو اور بیعت کی حضرت علیہ السلام کے ہاتھہ پر اور رفاقت کی حضرت علیہ السلام
کے ساتھہ اور لڑے دشمنان حضرت علی سے بہمراہی وفرمانبرداری علی علیہ السلام
اون لوگوں کے محب علی ہونے اور جنتی ہونے مین کونسا شک رہا اوسی گروہ
کا لقب شیعہ ہوا۔

حضرت عثمان کے قتل سے قبیلہ بنی امیہ اور قبیلہ بنی ہاشم مین سخت عداوت شروع
ہوئی۔ اگرچہ قبیلہ بنی امیہ کو حضرت علی علیہ السلام و دیگر بنی ہاشم کے ساتھہ ابتدا سے
کینہ وعداوت تھی کیونکہ مکہ معظمہ سے حکومت بنی امیہ کو حضرت علی و بنی ہاشم کی وجہہ سے
زوال ہوا تھا مگر اسلام کی تعلیم نے اوس کینہ کے ظاہر کرنیکا موقع نہین دیا تھا لیکن

حضرت عثمان نے اس عداوت کو تازہ کر دیا۔ اور قبیلہ بنی امیہ کی لوگوں سے
اور طلحہ و زبیر اور بنی امیہ نے حضرت عائشہ کو ابھار کر حضرت علی علیہ السلام سے لڑا دیا
اور دونوں طرف سے مسلمانوں کا خون بہا اسی لڑائی کا نام جنگ جمل ہے حضرت
علی علیہ السلام نے اس لڑائی کے سبب اور اہل مدینہ کے ذی وجاہت لوگوں کے
[illegible] بیعت کے باعث مدینہ کو اپنے [illegible] دوستوں کا [illegible] امن نہ سمجھ کر اپنے
دار الخلافت کو کوفہ مقرر کیا۔ اور بعد قتل عثمان کا بہانہ حصول ریاست و حکومت کے
واسطے امیر معاویہ کا ہاتھ لگا۔ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ [illegible] دیکھنے سے ظاہر
ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے یہ خون آلود [illegible] حضرت عثمان اہل شام کو دکھلانا شروع
کیا اور ان کے دلوں میں حضرت علی [illegible] کی دشمنی پیدا کرنا شروع کر دی
جس کا انجام یہ ہوا کہ [illegible] مسلمان تو حضرت علی علیہ السلام کی فرمانبرداری
میں رہ گئے باقی [illegible] حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہو کر تابع معاویہ
ہو گئے اور امیر معاویہ کی امارت کی [illegible] امیر معاویہ اور حضرت علی علیہ السلام سے
[illegible] لڑائیاں ہوئیں [illegible] جنگ صفین کہتے ہیں ان [illegible] سے
[illegible] پیدا ہوئے [illegible] اسلام میں [illegible] ر
[illegible] تو علی علیہ السلام کی فرمانبرداری کے
سبب اسلام کی اصلی حالت پر قائم رہا باقی تین مذہب یعنی معتزلہ۔ و ناصبی۔ و خارجی
دشمنی حضرت علی علیہ السلام کے سبب دائرہ اسلام سے باہر ہو گئے اور برائے نام
مسلمان رہ گئے۔ فرقہ معتزلہ و نواصب فرمانبردار تھے امیر معاویہ کے اور امیر معاویہ
حضرت علی علیہ السلام کے قلبی دشمن تھے۔ اگر نہ ہوتے تو حضرت علی علیہ السلام کی
بیعت سے انکار نہ کرتے نہ علی علیہ السلام سے لڑتے۔ پس جو لوگ کہ اتنک امیر معاویہ
کی دوستی کا دم بھرتے ہیں وہ لوگ دشمنان حضرت علی میں شمار ہونگے نہ محب علی اور

دو سو آیت مگر حضرت عثمان نے صرف دو سو آیت رکھیں باقی یکصد و بست و ہفتاد آیتیں نکالڈالیں۔ اور آیہ رجم بھی سورہ مذکور سے نکالڈالی اور ابی بن کعب کہتے ہیں کہ تتمہ آیہ صلوۃ قبل از تغیر حضرت عثمان کے قرآن میں موجود تھی ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ بعد لمتروک القلاوت آیہ لکن اللہ سیؤید الخبر لوگوں کو یاد تھی عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ آیہ ان جاہدوا الجہر کو قرآن سے گرا دیا اسیطرح کا اور آیتوں کو نکالڈالا۔

تفسیر اتقان اہل سنت کی ایک معتبر تفسیر ہے اور جن راویوں کا نام لکھا گیا ہے وہ پیشوایان اہل سنت میں سے ہیں۔ پس نقصان قرآن کا آورا خود علماء اہل سنت کو ہے اس قرار میں شیعہ بھی متفق ہیں اور ترتیب عثمان کو خلاف تنزیل کہتے ہیں کیونکہ حضرت عثمان نے حضرت عمر کی پردہ پوشی کے لئے آیت متعہ کو احکام نکاح میں ایسا مخلوط کر دیا کہ جس سے عوام دھوکہا دیکر حضرت عمر کا یہ گناہ پوشیدہ کیا جاوے کہ اونہوں نے اپنی خود رائی سے حکم الہی کو منسوخ کیا تاکہ حضرت عمر کی منافقت پوشیدہ رہے۔ اور اسیطرح اس ترتیب سے دین اسلام میں بہت کچھہ خلل واقع ہو گیا۔

مجھکو اسبات کے کہنے میں کچھہ تامل نہیں کہ شہادت شہدائے کربلا کی بانی مبانی حضرت عمر تھے جیسا کہ میں بالتصریح اوپر لکھہ چکا ہوں۔ اور میری اس رائے کی تائید ابن حجر مکی کے قول مندرجہ ذیل سے بخوبی ہوتی ہے جو اونہوں نے بحوالہ امام غزالی کتاب صواعق محرقہ میں لکھا ہے۔ اور جسکی پیروی میں آجتک اہل سنت بڑے جوش و خروش کے ساتھہ کوشش کر رہے ہیں کہ مجالس عزا کا رواج بند ہو جاوے اور واقعات شہادت امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کہیں بیان نہو نے پاویں اور اسطور سے ممکن ہو پوشیدہ کر دئیے جاویں مگر ان کوششوں سے یہ تو ثابت ہو جاتا ہے کہ اہل سنت کے دلوں سے اب تک دشمنی آل رسول کی نہیں گئی۔

عبارت صواعق محرقہ کی یہ ہے۔ قَالَ الْغَزَالِيُّ وَغَيْرُهُ وَيَحْرُمُ عَلَى الْوَاعِظِ وَغَيْرِهِ

تقتل الحسین و حکایاتہ و ما جرٰی بین الصحابۃ والتشاجر والتخاصم فانہ یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیھم ابن حجر مکی بروایات امام غزالی وغیرہ علماء کبار اہل سنت کہتے ہین کہ واعظ اہل سنت پر ذکر کرنا واقعات قتل امام حسن و امام حسین علیہم السلام کا اور جو کچھ کہ باہم صحابہ بغض وکینہ پیدا ہوا اسکا تذکرہ حرام ہے۔ کیونکہ ان بیانات سے سامعین کے دلون مین ایک جوش پیدا ہوتا ہے وہ جوش صحابہ کے ساتھہ خصومت شدید ہونے کا پیدا کرتا ہے اور صحابہ کے اعمال اور افعال پر لوگونکو طعنہ زنی کا موقع ملتا ہے۔

ابن حجر کے اس قول سے میرے خیال کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے کیونکہ اہل سنت کا قول ہے کہ حسین کی شہادت کا بانی یزید ہے۔ اصحاب مین سے کوئی صحابی اس قتل کا بانی نہین ہے۔ تو پہر واقعات شہادت حسین کے بیان کرنیسے سامعین کو اصحاب رسول کیجانب سے بغض اور کینہ کیون پیدا ہونے لگا۔ اگر بغض اور کینہ پیدا ہوگا تو قاتلان حسین اور اونکے ناصر واعانت کرنیوالون کے ساتھہ۔ مگر اصل مین بانی قتل حسین حضرت عمر مین اور جب یہ واقعات شہادت بیان ہوتے ہین تو سلسلہ اسکا حضرت عمر کی ذات پر ختم ہوتا ہے جسکو منکر چہاہین تشویش پہیلتی ہے۔ اور جب وہ اپنے علماسے کسی بیان کی صداقت کرناچ ہتے ہین تو اصلی واقعہ سے تو انکار کرنیکا موقع نہین ملتا کیونکہ اہل سنت کی معتبر کتابون مین وہ واقعہ درج ہے تاویلین کرکے جہلا کی تسکین کیجاتی ہے۔ مگر بیہودہ تاویلات باعث تسکین نہین ہوا کرتین اس لئے عوام کو خلفار کیجانب سے مخصوص حضرت عمر کے ساتھہ بغض اور کینہ پیدا ہوجاتا ہے۔ لہذا واقعات شہادت کے تذکرہ سے اکابر اہل سنت منع کرتے ہین اور بدعت سئیہ بتلاتے ہین اور اسیواسطے شہادت حسین علیہ السلام کو باعث شفاعت نہین قرار دیتے تاکہ جہلا وبامید شفاعت اس واقعہ کو ...ر خلفا اور اصحاب کو دشمن نبوۃ او دین اور مذہب

اہل سنت اس دنیا سے گم ہونے پاوے۔ چنانچہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی انہا الہدیٰ صفحہ ۸۴ و ۱۲۶ میں تحریر فرمایا ہے کہ غم والم اور زیارت روضۂ حسین سے اسلام میں بہت بڑا فساد پڑا ہے اور اس غم والم اور زیارت روضۂ حسین کو بدعت سیئہ بتلایا ہے وجہ اسکی وہی ہے جو اسکے قبل میں ظاہر کر چکا ہوں۔ اس مقام پر یہ بات ضرور قابل فکر ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے غم حسین اور زیارت روضۂ حسین کو باعث فساد اسلام قرار دیا ہے۔ مگر زیارت روضۂ عبدالقادر جیلانی وزیارت روضۂ معین الدین چشتی اجمیری وزیارت روضۂ کلیر و فتح پور سیکری و پیران گنگوہ کی نسبت کچھ تحریر نہیں فرمایا کہ ان مزاروں کی زیارت ساتھ رقص و سرود کی کیسی ہے۔ اگر ان مزاروں کی زیارت کو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بدعت سیئہ باعث فساد دین لکھدیتے تو پھر انکی مصنفہ کتابوں کو کوئی سنی خرید نہ کرتا اس مقام پر عبداللہ ابن عمر کی تحریر مندرجہ ذیل بھی قابل غور ہے جس سے میرے اس بیان کی کہ شہادت حسنین کے بانی مبانی حضرت عمر ہیں واضح طور پر تصدیق ہوتی ہے۔

تاریخ بلادری صفحہ ۲۰۴ لَمَّا قُتِلَ ذَبِیْحُ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ کَتَبَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اِلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَظُمَتِ الرَّزِیَّۃُ وَجَلَّتِ الْمُصِیْبَۃُ وَحَدَثَ فِی الْاِسْلَامِ حَدَثٌ عَظِیْمٌ وَلَا یَوْمَ کَیَوْمِ الْحُسَیْنِ فَکَتَبَ اِلَیْہِ یَزِیْدُ اَمَّا بَعْدُ یَا اَحْمَقُ فَاِنَّا جِئْنَا اِلٰی بُیُوْتٍ مُنَجَّدَۃٍ وَفُرُشٍ مُمَهَّدَۃٍ وَوَسَائِدَ مُنَضَّدَۃٍ فَقَاتَلْنَا عَنْہَا فَاِنْ یَکُنِ الْحَقُّ لِغَیْرِنَا فَاَبُوْکَ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ ہٰذَا وَابْتَزَّ وَاسْتَأْثَرَ بِالْحَقِّ عَلٰی اَہْلِہٖ وَمِنْ ہٰہُنَا قِیْلَ قُتِلَ الْحُسَیْنُ یَوْمَ السَّقِیْفَۃِ وَقِیْلَ قُتِلَ اَیْضًا بِاَسْیَافِ ذَاکَ الْبَغْیِ اَوَّلَ سَہْمِہَا اُصِیْبَ عَلِیٌّ بِسَیْفِ بْنِ مُلْجِمٍ۔ جب شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام عبداللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا کہ مصیبت عظیم واقع ہوئی اور سخت حادثہ اسلام

پر جب [illegible] ابن علی کے مارا [illegible] ہوا۔ اس خط کے جواب میں یزید نے
عبداللہ ابن عمر کو نامہ لکھا کہ اے احمق ہم آتے ہیں طرف مکانات مسمار شدہ کے کہ
جنمیں عمدہ فرش بچھا ہوا تھا اور بڑے بڑے بلند تکئے لگے ہوئے تھے۔ اور اس
قتال میں اگر مخالف ہمارے حق پر تھے تو یہ الزام تجھ پر ہے کہ آگے سے یہ ظلم کی سنت
تیرے باپ سے جاری ہوئی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام
قتل ہوئے بروز شوریٰ سقیفہ بنی ساعدہ اور یہ بھی سچ ہے کہ اول قتل ہوئی علی ابن
ملجم کی تلوار سے اوسی یوم سقیفہ بنی ساعدہ کو۔
یزید کے خط کی توضیح ذیل میں کیجاتی ہے تاکہ عام فہم ہو جاوے خط یزید کے چار
حصہ کرکے ہر حصہ پر میں نے لگا دیا ہے لہذا نمبروار توضیح کیجاتی ہے۔
۱۔ اے احمق ہم آتے ہیں طرف مکانات مسمار شدہ کے کہ جنمیں عمدہ فرش بچھا ہوا تھا
اور بڑے بڑے بلند تکیہ لگے ہوئے تھے۔
مکانات مسمار شدہ سے مطلب انتقال خلافت سے ہے۔ یزید کہتا ہے عبداللہ ابن
عمر سے کہ قتل حسین علیہ السلام کا الزام مجھ پر کیوں لگاتا ہے تو بڑا احمق ہے جو عمارت
رسول خدا نے واسطے خلافت کے بنائی تھی وہ تو بروز شوریٰ سقیفہ بنی ساعدہ تیرے باپ
حضرت عمر نے مسمار کرکے اوس مسمار شدہ مکانات میں ایک فرش جدید بچھایا اور اوس
فرش پر تکیہ بلند لگائے اوسی فرش اور تکیوں پر میں بیٹھا ہوں یعنی تیرے باپ نے
منصب خلافت کو بروز شوریٰ سقیفہ بنی ساعدہ خاندان نبوت سے منتقل کرکے حضرت
ابوبکر کو خلیفہ بنایا پھر آپ خود خلیفہ بنے اور کے بعد حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا اسی رسم معینہ
کے مطابق خلافت مجھ تک پہونچی اگر خلافت خاندان نبوت سے منتقل نہوتی تو مجھ تک
کیسے پہونچتی۔
۲۔ اور اس قتال میں اگر مخالف ہمارے حق پر تھے تو یہ الزام تجھ پر ہے کہ آگے سے

ایسے ظلم کی سنت تیرے باپ سے جاری ہوئی ہے۔

اس جملہ مین لفظ مخالف کا اشارہ امام حسین علیہ السلام اور علی علیہ السلام کی جانب ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر علی علیہ السلام بمقابلہ معاویہ پدر یزید اور امام حسین علیہ السلام بمقابلہ یزید حق پر تھے اور یہ قتال داخل ظلم و بربادی اسلام کا باعث ہے تو اسکا الزام تجہیر ہے۔ کیونکہ اس ظلم کا رواج تیرے باپ حضرت عمر کی ذات سے جاری ہوا ہے یعنی اگر حضرت عمر خلافت مین دست اندازی نہ کرتے اور خلافت کو خاندان نبوت مین رہنے دیتے تو معاویہ کو نہ حضرت علی علیہ السلام سے لڑنیکی ضرورت ہوتی نہ علی علیہ السلام ابن ملجم کی تلوار سے شہید ہوتے نہ مجھکو حسین ابن علی سے جدال و قتال کی ضرورت ہوتی اور نہ شہادت امام پہونچتی پس قتل حضرت علی و قتل حسین ابن علی کا الزام تجہیر ہے کہ تیرے باپ حضرت عمر نے ان ظلمون کی بنیاد قائم کی ہے اور قتل حضرت علی و قتل حسین ابن علی کے بانی تیرے باپ حضرت عمر ہین۔

۳- چنانچہ لوگون نے کہا کہ امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے بروز شوریٰ سقیفہ بنی ساعدہ اس جملہ مین یزید نے عبداللہ ابن عمر کو خبردار کیا ہے کہ جس روز سقیفہ بنی ساعدہ مین شورۂ خلافت ہوا اور حضرت ابو بکر منصب خلافت پر بٹھلائے گئے۔ اوسی روز لوگون نے رائے ظاہر کردی تھی کہ انجام اسکا قتل حضرت علی و قتل اولاد حضرت علی ہوگا۔ چنانچہ اوسی بنا پر اب تک لوگ کہتے ہین کہ حسین تو اوسی روز قتل ہوچکے ہین جس روز کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین مشورہ خلافت ہوا اور حضرت ابو بکر خلیفہ ہوئے نہ سقیفہ بنی ساعدہ مین شورہ خلافت ہوکر حضرت ابو بکر خلیفہ بنائے جاتے نہ حسین قتل ہوتے۔

۴- اور یہ بھی کہتے ہین کہ اول قتل ہوئے حضرت علی ابن ملجم کی تلوار سے اوسی یوم سقیفہ بنی ساعدہ کو۔

اس جملہ مین یزید نے عبداللہ ابن عمر کو مطلع کیا ہے کہ حسین علیہ السلام تو اسب

قتل ہوئے ہین لیکن سقیفہ بنی ساعدہ۔ شورہ کا اثر اول علی علیہ السلام کی قتل سے ظاہر ہوا۔ اور لوگون نے کہا کہ ہمنے اوسی روز سمجھ لیا تہا کہ جس روز سقیفہ بنی ساعدہ مین شورہ خلافت ہوا اور حضرت ابو بکر خلیفہ مقرر ہوے۔ کہ خلافت خاندان نبوت سے منتقل کرکے غیر خاندان مین مقرر ہونیکا انجام یہ ہوگا کہ حضرت علی علیہ السلام قتل ہوجاوینگے گویا قتل حضرت علی علیہ السلام کا یقین اوسیدن لوگون کو ہوگیا تہا جسدن کہ شورہ سقیفہ بنی ساعدہ ہوا۔ یہ خط عبد اللہ۔ مونے یزید کو دوستانہ لکہا تہا۔ اور سبب اس دوستی کا یہ قیاس مین آتا ہے کہ کسی روز عبد اللہ ابن عمر نے اور دیگر طرفداران حضرت عمر نے امیر معاویہ سے کہا ہوگا کہ تمنے برا کیا جو حضرت علی علیہ السلام سے دربارہ خلافت نزاع کی اور لڑے اور ہزارہا مسلمانونکا خون ہوا اسپر معاویہ نے جو جواب دیا وہ ذیل مین لکہا جاتا ہے۔

قسطلانی جلد ششم صفحہ ۱۲۳۔ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ اَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هٰذَا الْاَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ اَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ اَبِيهِ الشَّيْخِ وَلَعَلَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ رَأْيُهُ فِي الْخِلَافَةِ تَقْدِيمُ الْفَاضِلِ فِي الْقُوَّةِ وَالْمَعْرِفَةِ الرَّأْيِ عَلَى الْفَاضِلِ فِي السَّبْقِ اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ فَلِهٰذَا اَطْلَقَ اِنَّهُ اَحَقُّ وَرَأْيُ ابْنِ عُمَرَ خِلَافُ ذٰلِكَ وَاَنَّهُ لَا يُبَايِعُ الْمَفْضُوْلَ اِلَّا اِذَا خَشِيَ الْفِتْنَةَ وَلِذَا بَايَعَ بَعْدَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ ابْنَهُ يَزِيْدَ وَنَهَى اِبْنَهُ عَنْ نَقْضِ بَيْعَتِهِ۔

خطبہ پڑہا حضرت معاویہ نے اور کہا کہ جو شخص گفتگو کرے باب خلافت مین ہم بہت مستحق زیادہ ہون حضرت عمر سے اور اونکے باپ سے اور عبد اللہ ابن عمر نے بخوف فتنہ حضرت معاویہ کی بیعت کی اور اونکے بعد بیعت کے اونکے پسر یزید کی۔

معاویہ نے جو بمقابلہ حضرت عمر کے اپنے کو حقدار خلافت بتلایا سبب اسکا یہ تہا

کہ ابوسفیان پدر معاویہ قبل از بعثت سرداران مکہ مین سے تھا اور ایک بڑا قبیلہ جو
بنی امیہ کا تھا اوسکا سردار تھا اور یہی ابوسفیان بشرکت ابوجہل رسول اللہ
سے لڑتا رہا اور مسلمانونکو ایذا پہنچاتا رہا اور اسی بوسفیان کے ظلم سے مسلمانون کو تین
مرتبہ مکہ سے ہجرت کرنی پڑی اور حضرت عمرؓ نہ صاحب قبیلہ تھے نہ کسی قبیلہ کے
سردار تھے اس اعتبار پر معاویہ کو یہ دعویٰ تھا کہ بہ نسبت حضرت عمر کے حقدار
خلافت مین تھا کیونکہ جب خلافت خاندان رسول اللہ سے منتقل ہوکر غیر خاندانون مین
پہونچی تو اون سب مین زیادہ حقدار بوجہ ہونے سردارزادہ کے معاویہ اپنے کو سمجھتا
تھا یہی سبب ہے کہ عبداللہ ابن عمر وطرفداران حضرت عمر امیر معاویہ سے دبتے تھے اور جو
کچھہ امیر معاویہ نے خاندان رسالت کے ساتھہ کیا وہ پوشیدہ نہین ہے تاہم وہ رضی اللہ
عنہ کہے جاتے ہین اور اونکے اعمال داخل خطار اجتہادے کئے جاتے ہین اگر مثل شیعون
کے اہل سنت امیر معاویہ کے ساتھہ مخالفت شروع کرتے تو پھر کوئی راز پوشیدہ
نرہتا اور بنی امیہ غصب خلافت کے معاملہ کو ایسا ثابت کرتے کہ جواب نہ بن پڑتا۔
ایک مختصر سا شکوہ قتل حسین ابن علی کا عبداللہ ابن عمر نے یزید کو لکھا تھا جسکے جواب
مین قتل حسین اور قتل علی علیہ السلام کا الزام پورے طور پر حضرت عمر کے ذمہ یزید نے
عاید کردیا۔ اسی قسم کے صحیح الزامون سے محفوظ رہنے کے واسطے عبداللہ ابن عمر
ہمیشہ یزید کی خیرخواہی اور طرفداری مین رہتے تھے اور یزید کی دوستی کا دم بھرتے
تھے جسکا ثبوت واقعہ مندرجہ ذیل سے بہی ہوگا۔
قسطلانی جلد دہم صفحہ ۱۶۲۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ بْنَ
مُعَاوِيَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ كَتَبَ اِلٰى يَزِيْدَ بِبَيْعَتِهٖ وَكَانَ
السَّبَبُ فِيْ خَلْعِهٖ مَا ذَكَرَهُ الطَّبَرِيُّ اَنَّ يَزِيْدَ ابْنَ مُعَاوِيَةَ كَانَ
اَمَّرَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ ابْنَ عَمِّهٖ عُثْمَانَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ

وَافَدَ إلى يزيد جماعةٌ من أهل المدينة منهم عبد الله بن غسيل
الملائكة وعبد الله ابن أبي عمرو المخزومي في آخرين فأكرمهم وأجازهم
فرجعوا فأظهروا عيبه وينسبوه إلى شرب الخمر وغير ذلك ثم وثبوا
على عامله فأخرجوه وخلعوا يزيد فلما بلغ ذلك جمع ابن عمر
حشمه وولده فقال لهم إني سمعت النبي يقول ينصب لكل
غادر لواء القيامة وإنا قد بايعنا هذا الرجل يزيد ابن معاوية على بيع الله ورسوله وإني
لا أعلم عذرا أعظم من أن يبايع رجل على بيع الله ورسوله ثم ينصب له القتال وإني
لا أعلم منكم خلعه ولا بايع في هذا الأمر إلا كانت الفيصل بيني
وبينه وفيه وجوب طاعة الإمام الذي انعقدت له
البيعة والمنع من الخروج عليه ولو جار وإنه لا ينخلع بالفسق

جب معاویہ فوت ہوا تو عبد اللہ ابن عمر نے لکھا یزید کو واسطے بیعت اپنے اور اہل
مدینہ نے خلع بیعت کی یزید سے اور سبب اوسکا یہ ہوا کہ یزید نے سردار کیا مدینہ میں
عمار بن محمد بن ابی سفیان اپنے چچا زاد بھائی کو اور عبد اللہ بن غسیل الملائکہ و عبد اللہ
بن ابی عمرو المخزومی نے یزید کی غیبت کی اور فسق اوسکا مثل شرب خمر وغیرہ ظاہر کیا
اور جب عبد اللہ بن عمر نے یہ ماجرا سنا جمع کیا خلق کثیر کو اور کہا کہ میں نے سنا ہے
رسول اللہ سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بروز قیامت واسطے ہر غادر کے علم نصب
کیا جاویگا اور بیشک میں نے بیعت کی ہے دست یزید پر اور یہ بیعت مقبول خدا و رسول
ہے اور بدانست ہمارے کوئی امر عظیم نہیں ہے کہ کوئی شخص خدا و رسول کے
حکم پر بیعت کرکے منحرف ہو جاوے اور کوئی سبب خلع بیعت کا نہیں پاتا ہوں
میں اور واجب ہے اطاعت امام کی کہ جس پر اجماع ہو چکا اور بسبب فسق کے
خلع بیعت جائز نہیں۔

چونکہ عبداللہ ابن عمر خلیفہ زادے اور مذہب اہل سنت کے مجتہد اعظم ہیں اونہوں نے
یزید کا امام برحق اور خلیفہ رسول ہونا تسلیم کرکے اہل مدینہ کو خلع بیعت سے روکا
اور حسین ابن علی نے یزید کی بیعت سے انکار کرکے اپنی شہادت قبول کی جسسے
سے چار باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ عبداللہ ابن عمر یزید کے باوفا دوست اور
معتقد صادق تھے کیونکہ بیعت کی غرض اصلی یہ ہے کہ خلقت جب اجماع کرکے کسی شخص کو
اپنا امام یعنی پیشواے دین بناتی ہے تو اوسکے ہاتھہ پر ہاتھہ مارکر اقرار کرتی ہے کہ ہم تمہارا
محکوم اور فرمانبردار ہوا آج سے جو حکم دوگے بجالاوینگے اور صدق دل سے تمہارے
رہنمائی اور ہدایت دینی میں اطاعت کرینگے۔ رسول اللہ کے ہاتھہ پر جو بیعت رضوان
ہوئی اوسکا بھی یہی مطلب تھا خلفاء ثلثہ کے ہاتھہ پر جو بیعت ہوئی اوسکا یہی مطلب تھا
میں نہیں جانتا کہ اہل سنت خلفاء ثلثہ کو کس اعتبار پر خلفاء قرار دیتے ہیں اور یزید کو
سلطان کیونکہ جسطرح امت نے اجماع کرکے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور اسیطرح
امت نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ بنایا اور جسطرح دست ابوبکر پر بیعت کی اوسیطرح دست
معاویہ و یزید پر بیعت کی۔ بیعت ہوا کرتی ہے خلیفہ رسول اور پیشواء دین کے ہاتھہ پر نہ بادشاہ
دنیا کے ہاتھہ پر چنانچہ امت ابتک کرتی ہے اپنے اون پیشوایان دین کی جن مرید ہوتے
ہیں مگر سلطان وقت کی کوئی بیعت نہیں کرتا۔ جیسا کہ سلطان عبدالحمید خان و
عبدالعزیز خان وغیرہ سلاطین اسلام بول کی کبھی کسی مسلمان نے بیعت نہیں کی
لہذا میرے نزدیک اور دنیا کے کل انصاف پسندون کے نزدیک کوئی فرق نہیں خلافت
حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید میں اور جو حدیث اہل سنت رسول اللہ سے
بیان کرتے ہیں کہ خلافت تیس برس رہیگی بعدہ سلطنت ہوجاویگی اول تو یہ حدیث
مصنوعی ہے کیونکہ ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری میں حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے اور جمادی الثانی
۱۳ سنہ ہجری میں فوت ہوئے اونکے بعد حضرت عمر خلیفہ ہوئے اور ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ سنہ ہجری

مین فوت ہوئے اونکے بعد حضرت عثمان خلیفہ ہوئے اور ۱۴ - ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری مین
فوت ہوئے پس دو برس تین ماہ آٹھ یوم تو حضرت ابوبکر نے خلافت کی اور دس برس
سات ماہ حضرت عمر نے خلافت کی اور گیارہ برس گیارہ ماہ تیرہ یوم حضرت عثمان
نے خلافت کی پس ربیع الاول ۱۱ھ ہجری زمانہ شروع خلافت حضرت ابوبکر سے تا تاریخ
۱۴ - ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری یوم وفات حضرت عثمان تک چوبیس برس نو ماہ چودہ یوم ہوئے
ہین اور خلافت مین شرط رکہی گئی ہے حکومت فی الارض اور ... امت سو علی علیہ السلام
کی خلافت پر امت نے اجماع نہین کیا بلکہ امت منتشر ہوگئی اگر علی علیہ السلام کی خلافت
صحیح سمجہی جاویگی تو عبداللہ ابن عمر وغیرہ عمائد مدینہ کے جو معتزلہ ہوگئے اور بیعت سے
انکار کیا اور معاویہ اور لشکر معاویہ اسلام سے خارج ہو جاوینگے کیونکہ خلیفہ وقت
کی بیعت سے منحرف ہونا مسلمان کا کام نہین ہے اور اگر عبداللہ ابن عمر و معاویہ وغیرہ
معاویہ مسلمان سمجہے جاوینگے تو علی علیہ السلام خلیفہ نہین قرار پا سکتے کیونکہ دو ثلث
سے زائد مسلمانون نے اونکی بیعت نہین کی اور اونکی خلافت کو قبول نہین کیا اور لو فرض
اگر جبراً قہراً تکمیل بندی کیواسطے زمانہ خلافت حضرت علی علیہ السلام بہی شامل کر لیا
جاوے تو ۱۴ - ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری یوم وفات حضرت عثمان سے ۲۱ رمضان ۴۰ھ
ہجری یوم شہادت حضرت علی علیہ السلام تک چار سال نو ماہ چہہ یوم ہوئے تو ربیع الاول
۱۱ھ ہجری شروع خلافت حضرت ابوبکر سے تا ۲۱ - رمضان ۴۰ھ ہجری یوم شہادت
حضرت علی علیہ السلام تک اونتیس برس چہہ ماہ بیس یوم ہوتے ہین پہر بہی تیس برس پورے
نہین ہوتے اس لئے حدیث مذکور کم فہم لوگون نے تصنیف کی ہے دوسرے اگر اس
حدیث کی کوئی اصلیت ہوتی تو عبداللہ ابن عمر جو اہل سنت مین ایک معتبر
عالم اور مجتہد ہین یزید کو امام برحق و خلیفہ رسول قبول کرکے بیعت نہ کرتے
تیسرے انصار اور مہاجر اور تابعین وغیرہ بڑے بڑے زبردست مسلمان جو

پیشوایان اہل سنت مین داخل ہین معاویہ کی اور یزید ؛ دربارہ قبول امامت وخلافت بیعت نکرنے کیونکہ سلطان وقت کی کبھی کسی نے بیعت نہین کی نہ سلطان وقت از نام خلیفہ وامام یعنے پیشوائے امت اور امیر المومنین یعنے سردار مومنین کبھی منسوب ہوا بجز پیشوائے دین امام وخلیفہ کے - چو ثبت - دیگر علماء معتبرین نے بھی مثل عبد اللہ ابن عمر کے معاویہ و یزید کو امام برحق وخلیفہ رسول قبول کیا ہے جنکی تصریح بطور نمونہ ذیل مین لکھا جاتا ہے -

ابو شکور سلمی بر حاشیہ شرح عقاید نسفی صفحہ ۱۰ - فَأَمَّا يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ بِأَنَّ خِلَافَةَ كَانَتْ بِاسْتِخْلَافِ مُعَاوِيَةَ وَتَبِعَهُ الْمُسْلِمُونَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَغَيْرُهُمْ فَمِنْ طَرِيقِ الْقِيَاسِ اِنَّ طَاعَةَ كَانَتْ وَاجِبَةً عَلَى الْحُسَيْنِ وَجَمِيعِ الْمُسْلِمِيْنَ ابو شکور سلمی کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام پر بیعت وطاعت یزید کی واجب تھی اسلئے کہ خلافت اوسکی صحیح تھی اور کل مسلمانون پر اطاعت یزید کی واجب تھی - کیونکہ تابعداری کی یزید کی اصحاب رسول نے اور قبول کیا خلافت یزید کو -

شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۸ - وَكَانَ الْاَمْرُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ فَالْاِثْنَيْ عَشَرَ هُوَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ الْاَرْبَعَةُ وَمُعَاوِيَةُ وَابْنُهُ يَزِيْدُ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ وَاَوْلَادُهُ الْاَرْبَعَةُ اَيْ يَزِيْدُ وَسُلَيْمَانُ وَهِشَامٌ وَوَلِيْدٌ وَبَيْنَهُمْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ملا قاری صاحب شرح فقہ اکبر کہتے ہین کہ رسول خدا نے جو فرمایا تھا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے اون بارہ خلفاء مین ایک تو ابوبکر ہین دوسرے عمر تیسرے عثمان چوتھے علی پانچوین معاویہ چھٹے یزید پسر معاویہ ساتوین عبد الملک بن مروان آٹھوین یزید پسر مروان نوین سلیمان دسوین ہشام گیارہوین ولید بارہوین عمر بن عبد العزیز - یہ بارہ شخص خلفاء راشدین ہین حسب فرمودہ رسول خدا ؛ علیہ

اونہون نے امام حسن علیہ السلام کی خلافت کو تسلیم نہین کیا اور یزید و معاویہ و پسران مروان کو خلفاء راشدین قبول کیا ہے۔

ملل و نحل شہرستانی صفحہ ۸۔ وَمَنْ قَالَ بِالْاِتِّفَاقِ وَالْاِخْتِيَارِ يَقُولُ بِاِمَامَةِ مُعَاوِيَةَ وَاَوْلَادِهِ وَبَعْدَهُمْ بِخِلَافَةِ مَرْوَانَ وَاَوْلَادِهِ۔ امام ابو الفتح عبد الکریم شہرستانی کہتے ہین کہ سنے بالاتفاق بحالت خود مختاری معاویہ کا اور یزید کا امام برحق ہونا اور اوسکے بعد مروان و عبد الملک و یزید و سلیمان وہشام ۔ ابو مروان کا خلیفہ برحق ہونا قبول کیا ہے۔

صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔ وَلَا يَجُوزُ لَعْنُ يَزِيدَ وَلَا تَكْفِيرُهُ فَاِنَّهُ مِنْ جُمْلَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَاَمْرُهُ اِلَى مَشِيَّةِ اللهِ تَعَالَى۔ ابن حجر مکی کہتے ہین کہ یزید پر لعن کرنا جائز نہین۔ نہ یزید کو کافر کہنا جائز ہے کیونکہ یزید مومنین مین سے تہا اور خدا کی مرضی یہی تہی کہ حسین بحکم یزید قتل ہون اسمین یزید کا کوئی قصور نہین۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۷۔ قَالَ بَعْضُهُمْ اَطْلَقَ اللَّعْنَ عَلَيْهِ اَيْ عَلَى الْيَزِيدِ لِاَنَّهُ كَفَرَ حِينَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَلَا يَخْفَى مَا فِي نَقْلِهِ حَيْثُ اِنَّهُمْ فِي قَائِلِهِمْ ثُمَّ تَعْلِيلُهُ يَحْتَاجُ اِلَى اِثْبَاتِ اَمْرِهِ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ اَوَّلًا ثُمَّ تَرَتُّبِ كُفْرِهِ عَلَيْهِ ثَانِيًا وَكِلَاهُمَا مَمْنُوعٌ فَقَدْ قَالَ حُجَّةُ الْاِسْلَامِ فِي الْاِحْيَاءِ فَاِنْ قِيلَ هَلْ يَجُوزُ لَعْنُ يَزِيدَ بِكَوْنِهِ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ اَوْ اٰمِرًا بِهِ فَضْلًا عَنْ لَعْنِهِ وَلِاَنَّهُ لَا يَجُوزُ نِسْبَةُ مُسْلِمٍ اِلَى كَبِيرَةٍ مِنْ غَيْرِ تَحْقِيقٍ۔ ملا علی قاری کہتے ہین کہ جرم قتل امام حسین علیہ السلام بہ نسبت یزید کے ثابت نہین اور بغیر تحقیق کسی مسلم کو بسوئے کبیرہ منسوب کرنا جائز نہین اسلئے یزید پر لعنت کرنا اور اوسکو متہم بہ کفر کرنا منع ہے اور حجت الاسلام امام غزالی نے بہی احیاء العلوم مین یہی لکہا ہے۔

یہ چند ثبوت بطور نمونہ لکھدئے ورنہ علماء معتبرین اہل سنت بالاتفاق معاویہ و یزید ابن معاویہ کو امام برحق و خلیفہ رسول اللہ قبول کرتے ہین۔ بعض علماء نے مثل سعدالدین تفتازانی کے اختلاف کیا ہے اور اس خلاف کا سبب یہ ہے کہ جہلا کی تالیف قلوب کے واسطے یہ اختلاف کیا گیا ہے اور اسی تالیف قلوب کے واسطے حدیثین بنائی گئین کہ خلفاء ثلثہ راشدین ہین داخل ہین اور معاویہ اور یزید کا شمار سلاطین ہے اور سلاطین سے ہمیشہ خطا رہوتی ہے۔ اگر اس قسم کا تالیف قلوب نہ کیا جاتا اور حدیثین نہ بنائی جاتین تو ہر خاص و عام باآواز بلند پکارنے لگتے کہ حسین علیہ السلام کے قتل کے بانی مبانی حضرت عمر ہین۔ لیکن متقدمین نے صاف صاف اقرار کیا ہے۔ اب مین تفریق مذہبی کا واقعہ لکھکر اس بحث کو ختم کرتا ہون۔ مین لکھ چکا ہون کہ جو لوگ شریک معاویہ ہوکر بوجہ دشمنی حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اونکا نام ناصبی مشہور رہوا اور لغت مین بھی لفظ ناصبی کے معنی دشمنان علی لکھے ہین۔ سنہ ۴۱ ہجری مین خلافت امام حسین علیہ السلام کے بعد جب کل اصحاب و انصار نے دست معاویہ پر بیعت کرلی اور خلافت معاویہ مستقل مقرر ہوگئی تو اوس سنہ کا نام سنہ جماعت رکھا گیا۔ اور فرقہ معتزلہ کے لوگ بھی جنہون نے حضرت علی علیہ السلام سے بیعت نہ کی تھی امیر معاویہ کی اطاعت مین داخل ہوکر فرقہ نواصب مین داخل ہوگئے اور خارجی بھی اسی فرقہ نواصب مین شامل ہوگئے شیعان علی تقیہ شامل ہوئے تنقیح نمبر ششم مین اسکی توضیح ہوگی۔ معاویہ نے خلافت سے اطمینان حاصل کرکے علانیہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اظہار دشمنی کرنا شروع کیا اور حکم عام دیا کہ شیعان علی قتل کئے جاوین اور ہر نماز جمعہ کے خطبہ مین حضرت علی علیہ السلام پر تبرا کیا جاوے تنقیح نمبر ششم مین اس تبرے کا وجہ جو ظاہر کیا جاوے گا اب کل صحابہ و انصار و تابعین وغیرہ جو زمانہ معاویہ مین دست بیع ہوچکے تھے فرقہ

نواصب کے ساتھ شریک تبرّی ہوگئے۔ شہادت امام حسین علیہ السّلام کی بعد مسلمانون مین اضطراب پیدا ہوا۔ اور مختار ثقفی قاتلان حسین سے معاوضہ لینے پر تیار ہوا اور طوائف الملوکی شروع ہوگئی۔ اہل مکہ و مدینہ جو دست یزید پر بیعت کرچکے تھے اور خلافت یزید کو قبول کئے ہوئے تھے۔ اور نماز جمعہ کے خطبہ مین فرقہ نواصب کے ساتھ شریک تبرّی ہوتے تھے مضطر اور پریشان ہوئے اور اپنی کو اس الزام سے بچانے کے واسطے کہ ہم بھی نواصب کے ساتھ قاتلان حسین و دشمنان خاندان رسالت مین شریک سمجھے جاوین اور مختار ثقفی ہم پر بھی فوج کشی نکرے عبداللہ ابن زبیر کی جانب رجوع ہوئے اور اونکو اپنا خلیفہ اسوجہ سے بنایا کہ وہ نواسے تھے حضرت ابوبکر کے اور ہمشیرہ زادے تھے حضرت عائشہ کے تاکہ عام مسلمان بوجہ محبت ابوبکر و حضرت عائشہ ہمارے ساتھ رعایت کرین اور ہم الزام قتل شہدا کربلا و دشمنی آل رسول سے محفوظ ہو جاوین یزید نے اس حالت سے مطلع ہو کر مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ کی بھیجا بین ذتک اہل مدینہ کو اوس فوج نے قتل کیا اور لوٹا اور عورتین اونکی اہل لشکر پر مباح کردین اور مسجد نبوی کو نجس کیا۔ سات سو صحابی اور دس ہزار اہل مدینہ قتل ہوئے اور لوٹے گئے کعبہ معظمہ کو سنگسار کیا اور عبداللہ ابن زبیر کو خانہ کعبہ مین قتل کیا اور حرمت خانہ بوجہ عبداللہ ابن زبیر برباد ہوئی۔

اس مقام پر یہ بات ضرور تحریر کے قابل ہے کہ اہل مدینہ نے بوجہ محبت یزید اعانت حسین سے چشم پوشی کی تو بھی نہ بچے اور یزید ہی کی فوج نے اونکو بھی قتل کیا۔ اگر اعانت حسین پر تیار ہوجاتے تو دین اور دنیا دونون مین سرخرو رہتے طمع دنیا کا انجام یہی ہوتا ہے کہ دنیا بھی نہین ملتی اور دین بھی برباد ہوجاتا ہے۔ امیر معاویہ کے حکم سے جو رسم تبرا علی و اولاد علی علیہ السلام پر ہر نماز جمعہ کے خطبہ مین

ہوئے یہ رسم ۴۱ھ ہجری سے تا ۹۹ھ عدا اٹھاون برس کامل برابر جاری ۹۹ھ
عمر ابن عبدالعزیز نے اس رسم کو موقوف کیا مین اسکی توضیح تنقیح ششم مین کرونگا
ثانیا۔ ایک اردو کتاب سیرۃ النعمان کے صفحہ ۲۶ سے مندرجہ ذیل
عبارت نقل کئے دیتا ہون یہ کتاب ایک متعصب سنی حنفی المذہب جناب مولانا
شبلی صاحب پروفیسر عربی کالج علیگڈہ کی تصنیف ہے جنکو شمس العلماء کا خطاب
گورمنٹ سے ملا ہے۔

سیرۃ النعمان صفحہ ۲۶ ۔ ۹۹ھ ہجری مین عمر ابن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے اونکی خلافت
نے دفعتا حکومت مروانی کا رنگ بدلدیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف علم و
خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی۔ ایک مدت سے حضرت علی پر خطبون مین جو
تبرا پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا اور علوم مذہبی کے چرچے گھر گھر پھیل گئے
غرض دوسری صدی کی ابتدا مین لوگونکو مذہبی علوم کے مباحثہ کا موقع ملا اور
۴۱ھ ہجری سے ۹۹ھ ہجری تک ناصبی اور معتزلہ اور خارجی بالاتفاق ہر جمعہ کے
خطبہ مین دشمنی علی کا اظہار بذریعہ لعن کرتے رہے اس دوسری صدی کی ابتدا مین
[illegible] مسلمانون کو علوم مذہبی کے ذکر و افکار کا موقع ملا۔ و ناصبی یا معتزلہ یا
خارجی تھے اور خلفاء ثلثہ کے معتقد صادق تھے۔ شیعونکو اس زمانہ مین بھی علوم
مذہبی کے ذکر کی آزادی حاصل نہین ہوئی۔ فرقہ نواصب و خوارج و معتزلہ کو۔ جو
ھ ہجری مین مذہبی آزادی حاصل ہوئی تو کچھ لوگ تو بدستور مذہب معتزلہ کے
متبع رہے اور اپنے عقائد علانیہ ظاہر کرنے لگے اور کچھ لوگون نے ابوالحسن اشعری
کی پیروی اختیار کی اور اپنا مذہب اشعری مشہور کیا اور کچھ لوگون نے ابو المنصور
ماتریدی کی پیروی اختیار کی اور باہم مباحثات شروع ہوگئے۔ دوسری
صدی مین باہم شیخ ابو الحسن اشعری و ابو علی جبائی معتزلہ کے مباحثہ ہوا

جسکا ذکر ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۰ مین تحریر کیا ہے ۔ قَالَ الشَّیْخُ
اَبُو الْحَسَنِ الْاَشْعَرِیُّ لِاُسْتَادِہٖ اَبِی عَلِیِّ الْجُبَّائِیِّ مَا تَقُوْلُ فِیْ ثَلٰثَۃِ
اِخْوَۃٍ مَاتَ اَحَدُھُمْ مُطِیْعًا وَالْاٰخَرُ عَاصِیًا وَالثَّالِثُ صَغِیْرًا فَقَالَ
الْاَوَّلُ یُثَابُ بِالْجَنَّۃِ وَالثَّانِیْ یُعَاقَبُ بِالنَّارِ وَالثَّالِثُ لَا یُعَاقَبُ
وَلَا یُثَابُ قَالَ الْاَشْعَرِیُّ فَاِنْ قَالَ الثَّالِثُ یَا رَبِّ لِمَ اَمَتَّنِیْ
صَغِیْرًا وَمَا اَبْقَیْتَنِیْ اِلٰی اَنْ اَکْبَرَ فَاُوْمِنَ بِکَ وَاُطِیْعَکَ فَاَدْخُلَ
الْجَنَّۃَ فَقَالَ یَقُوْلُ الرَّبُّ اِنِّیْ کُنْتُ اَعْلَمُ مِنْکَ اِنَّکَ لَوْ کَبِرْتَ
لَعَصَیْتَ فَدَخَلْتَ النَّارَ فَکَانَ الْاَصْلَحُ لَکَ اَنْ تَمُوْتَ صَغِیْرًا
قَالَ الْاَشْعَرِیُّ فَاِنْ قَالَ الثَّانِیْ یَا رَبِّ لِمَ لَمْ تُمِتْنِیْ صَغِیْرًا لِئَلَّا
اَعْصِیَ فَلَا اَدْخُلَ النَّارَ مَاذَا قَالَ الرَّبُّ فَبُہِتَ الْجُبَّائِیُّ وَتَرَکَ
الْاَشْعَرِیُّ مَذْھَبَہٗ وَاشْتَغَلَ ھُوَ وَمَنْ تَبِعَہٗ بِاِبْطَالِ رَأْیِ الْمُعْتَزِلَۃِ
وَاِثْبَاتِ مَا وَرَدَتْ بِہِ السُّنَّۃُ وَمَضٰی عَلَیْہِ الْجَمَاعَۃُ فَسُمُّوْا اَھْلَ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ
شیخ ابو الحسن اشعری نے اپنے اوستاد ابو علی جبائی معتزلہ سے تین سوال کیے کہ تین
بہنین تھین ایک ان مین مطیع اور دوسری عاصی اور تیسری کم سن بچہ تھی پس پہلی اہل
جنت ہو دوسری داخل نار ہو اور تیسری نہ داخل نار ہو نہ داخل جنت ہو ۔
اگر تیسری خدا سے یہ اعتراض کرے کہ کیون مجھے صغیر سنی مین موت دی اگر حیات
ملتی تب مین ایمان لاتی اور اطاعت کرتی اور داخل جنت ہوتی ۔ ابو علی جبائی نے
جواب دیا کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم بہتر عالم ہین اگر تیرا سن زیادہ ہوتا تو تو معصیت
کرتی اور اوسوقت ہم داخل نار کرتے ۔ پھر اشعری نے سوال کیا کہ دوسری اگر سوال
کرے کہ مجھے کیون نہ موت دی کہ مین گناہ نکرتی پس جبائی غصہ مین بھر گیا اور از خود
رفتہ ہوگیا ۔ لہذا لوگون نے مذہب معتزلی کو ترک کیا ۔ اور مذہب اشعری کا

نام سنت والجماعت رہا گیا۔
اہل سنت کی معتبرین اور متقدمین عالموں کی تحریرات سے ثابت ہو کہ مذہب سنت جماعت قدیم مذہب نہین ہے بلکہ دوسری صدی ہجری مین ہجرت کی ۲۱۵ سو برس پیچھے بعض چند عالمون کے اتفاق سے یہ مذہب جاری ہوا اس مذہب کو نہ کسی اصحاب رسول نے جاری کیا نہ رسول اللہ کے اور خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اس مذہب کا نام نشان قائم تہا۔ اصل اصول اس مذہب کا یہ ہو کہ جو کچھہ کرتا ہے خدا کرتا ہے انسان کچھہ نہین کرتا ... ایسی ہی مرضی تہی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان خلیفہ ہون اور حضرت علی خلیفہ نہون وہی ہوا جو خدا نے چاہا اسلئے اطاعت خلفاء ثلثہ کے امت پر واجب تہی مطابق مشیت الٰہی کے خدا نے چاہا کہ حسین بحکم یزید قتل کئے جاوین پس وہ قتل ہوئے اسکا الزام یزید اور قاتلان حسین پر کچھہ نہین ہے جو خدا نے چاہا وہ ہوا اسلئے یزید امام برحق برحق و خلیفہ رسول وہ واجب الطاعت تہا اور ... اور امام تہا کل مسلمانونکا۔ چنانچہ اوسکے ثبوت مین علماء معتبرین اہل سنت کے اقوال اسکے قبل تحریر کئے گئے ہین پس اصول مذہب اہل سنت کے مطابق بت پرستون سے بت پرستی زناکارون سے زناکاری شراب خوارون سے شراب خواری سود خوارون سے سود خواری مشرکون سے شرک چورون سے چوری دغابازون سے دغابازی خونخوارون سے خونخواری رنڈیون سے حرامکاری ظالمون سے ظلم خدا کراتا ہے انسان اپنے ارادے سے کچھہ نہین کرسکتا۔ یہ اصول علماء قدیم نے خلفاء وقت کی خوشامد کرنے اور اونکے بزرگوں کی عیب پوشی کیواسطے بنظر حصول عزت و دولت و مرتبہ قائم کرکے اس اصول کی پیروی کرنیوالونکا نام سنت الجماعت رکہا۔ اب مقام غور ہے کہ بربنائے اس اصول کے بت پرست و مشرک و زناکار و شراب خوار و مسلمان و سود خوار سب

بدرجہ مساوی ہو گئی اور احکام شریعت قابل نفاذ نرہے۔ اس مذہب اہل سنت جماعت کے ان اصولوں کو دیکھکر نواصب معتزلہ واشعری و ماتریدی سب خوش ہو گئے اور جس روز سے مذہب سنت جماعت جاری ہوا ہے اوس روز سے دشمنان علی جواز ناصبی مشہور رہتے اور جنکی کثرت سے سب مسلمانوں سے المضاعف تہی وہ لوگ سب کے سب شریک مذہب سنت جماعت ہو گئے اور اوسی روز سے ناصبی کے نام سے پکارنا مسدود ہوا۔ یہ فرقہ ناصبی کے لوگ بے انتہا تہے اور وہ سب کے سب شامی قبیلہ بنی امیہ کے لوگ تہے اور وہی لوگ برسر حکومت تہے لہذا اون لوگوں نے بزور حکومت اپنا ناصبی نام تبدیل کرکے اپنے کو سنت الجماعت مشہور کیا۔ اصل میں یہ فرقہ سنت الجماعت کا مجموعہ ہے مذہب ناصبی ومعتزلہ واشعری و ماتریدی کا یعنی جن لوگوں نے علی علیہ السلام کے ساتہہ دشمنی کی اونکو اور اونکی اولاد کو قتل کیا یا جن لوگوں نے انحراف کیا علی اور اولاد علی سے یا انکار کیا بیعت علی سے۔ یہی سبب ہے کہ فرقہ اہل سنت کے عالموں کی تحریر او تقریر ہمیشہ علی اور اولاد علی کے مخالف ہوتی ہے۔ مگر جہلا کے تالیف قلوب کے واسطے بہ ظاہر یہ بہی کہنے لگتے ہیں کہ ہکو علی اور اولاد علی کے ساتہہ محبت ہے اور ناواقف لوگ دہوکے میں اس مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس فرقہ نواصب کو کہ جو از نام سنت جماعت مشہور ہو گئے۔ جو عداوت علی اور اولاد علی کے ساتہہ ابتدا سے تہی کہ جس عداوت کے سبب علی علیہ السلام تلوار سے شہید کئے گئے امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید کئے گئے امام حسین علیہ السلام صحرائے کربلا میں مثل گوسفند ذبح کئے گئے۔ وہ عداوت آجتک اہل سنت کو علی او اولاد علی اور رفقاء علی کے ساتہہ چلی جاتی ہے چنانچہ اوسی عداوت کے سبب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی نے علی علیہ السلام کی نسبت

صاف طور پر لکھدیا ہے کہ اونکا انتظام ملکی کی لیاقت نہ تہی وہ عاصی اور گنہگار تہے وہ غلط گواہی دینے والے تہے وہ مشکل کشا نہ تہے جسکا ذکر تنقیح نمبر چہارم مین کیا گیا ہی جناب فاطمہ پر الزام کفر لگایا ہے جسکا ذکر تنقیح نمبر اول مین کیا گیا ہی اور تنقیح ہفتم مین توضیح ہوگی اہانت نعش حضرت عثمان کے مقابلہ مین اہانت نعشہاے شہداے کربلا کا طعنہ دیا ہے جسکی توضیح اسی تنقیح مین کی گئی ہے اور ہر سال اس عداوت کا نمونہ عشرہ محرم کو سارا زمانہ دیکہہ لیتا ہے کہ عشرہ محرم ۶۱ھ ہجری کو شہداے کربلا عجب مثل گوسفندان قربانی ذبح ہوئے تو اہل حرم مین بدرجہ غایت اضطراب تہا بیبیون نے سر کے بال کہولدئے تہے اور منہہ پر طمانچے مارتی تہین اور ریگ صحراے کربلا کو سر و نیز ڈالتی تہین اور بے چادری کے سبب منہہ پر خاک ملتی تہین اور بآواز بلند نالہ و شیون کرتی تہین اور مرد سینہ پیٹتے تہے اسیکے مطابق شیعون مین ہر سال دیکہا جاتا ہے کہ مصائب شہداے کربلا کی و مصائب اہل حرم کی یادگاری مین سر و پا برہنہ نالہ و شیون کرتے ہین سر و نیز خاک ڈالتے ہین بی بیان اونکی سر کے بال کہولدیتی ہین اور فرقہ شیعہ کے کل زن و مرد سینہ و سر کو کوٹتے ہین اور ماتم حسین مین مصروف رہتے ہین اور بآواز بلند صداے گریہ بلند کرتے ہین اور قاتلان حسین کو برا کہتے ہین - اور افسوس کرتے ہین اپنی زندگی پر اور رکہتے ہین کہ روز عاشورہ ہم نہین ہوئے کہ فرزند رسول کے قدمو نپر اپنی جان نثار کرتے - اودہر تو اہل حرم شہداے کربلا کے غم مین نالہ و شیون کرتے تہے اودہر لشکر یزید مین قتل حسین کی خوشی تہی تکبیرین فتح یزید کی بآواز بلند کہتے تہے شادیانہ بجاتے تہے آپسمین ملتے تہے - اور شکرانہ عید دوگانہ پڑہتے تہے اور خوشی کرتے تہے - یزید اور لشکر یزید کے فتح اور خوشی کی یادگار مین آجتک اہل سنت بہی عشرہ محرم مین مجنون بنکر پیرون مین گہنگرو باندہتے ہین اور ڈہول و بانسری اونکے ہمراہ بجتی جاتی ہے - اور

وہ تال اور شرپر ناچتے جاتے ہین سال بہر تک جاہے برہنہ پہرین مگر عشرہ محرم کو
ہر زن و مرد ضرور جدید پارچہ زیب تن کرتا ہے ہاتہون مین مہندی لگاتے ہین ۔
لکڑی پٹہ تلوار نیزہ ہلاتے ہوئے کمال خوشی وخورمی کے ساتہہ گشت کنان پہرتے
ہین عمدہ عمدہ غذائین کہاتے ہین اور یوم عید سے بہی زیادہ آراستگی کے ساتہہ میلا
کرتے ہین اور اوسمین انواع اقسام کے سوانگ مثل ہولی کے بناتے ہین کسیکو شیر
بناتے ہین کسیکو کچہہ کسیکو کچہہ اور یہ میلا عشرہ محرم کو ا ن میلہ کی نقل ہوتا ہے
جیساکہ کوفہ وشام مین شہر آراستہ کیا گیا تہا اور اہل حرم کمال بے حرمتی سے
ساتہہ سر برہنہ اون شہرون مین پہراے گئے تہے ۔ پس جو سامان خوشی کی عشرہ
محرم کو فوج یزید مین تہے اور جو سامان خوشی کے کوفہ وشام مین کئے گئے تہے ۔
وہی سامان خوشی کے ہر عشرہ محرم مین تمام زمانہ فرقہ اہل سنت مین دیکہتا ہو
یہانتک کہ عشرہ محرم کو بعض اہل سنت ناچ بہی دیکہتے ہین وہانسور محرم کی میلے مین
بڑے تزک و احتشام کے ساتہہ عمدہ عمدہ لباس پہنکر نکلتے ہین کوٹہون اور برآمدونا
پر بیٹہہ کر تماشہ دیکہتے ہین ۔ رنڈیان قریب ہوتی ہین اونسے قہقہہ اور مذاق بہی
ہوتا جاتا ہے اور یہ سارے کام جہلا ء اہل سنت دشمنان خاندان رسالت کے
بہکانے سے کرتے ہین ۔ دشمنان خاندان رسالت صاف طور پر تو اس بات کو
کہہ نہین سکتے کہ عشرہ محرم کو یزید نے فتح پائی ہے جو خلیفہ وقت تہا اوسکی فتحیابی
کے شکریہ مین خوشی کرنا چاہئے بلکہ طرح بطرح کے بہانہ ظاہر کرکے مصروف بادای سنت
یزیدیہ ہوتے ہین ۔ یہ تو اہل سنت کے افعال اسوقت تک سارا زمانہ دیکہہ رہا ہے
پس ان سب واقعات سے کہ جنکا ذکر اس تنقیح مین کیا گیا چند باتین ثابت ہوتی
ہین اول یہ کہ قتل امام حسین علیہ السلام کا واقعہ بعوض قتل حضرت عثمان کے ہوا اور
علی و اولاد علی کے ساتہہ جو قبیلہ بنی امیہ وطرفداران حضرت عثمان کو دشمنی

پیدا ہوئی اوسکا بہت بڑا سبب قتل عثمان ہے اور اسی دشمنی کے سبب قبیلہ بنی امیہ
وطرفداران حضرت عثمان از نام ناصبی مشہور ہوئے پس جو لوگ حضرت عثمان کے
دوست ہین اور حضرت عثمان کو خلیفہ برحق قبول کرتے ہین وہی لوگ ناصبی اور خاندان
رسالت کے دشمن سمجھے جاوینگے اور حضرت عثمان کے معتقد صادق اور دوست
واثق اور خلافت حضرت عثمان کے برحق جاننے والے اہل سنت ہین نہ شیعہ اس لئے
اہل سنت سکے ناصبی ہونے مین اور نام ناصبی تبدیل کرکے ہجرت آنحضرت کی سوا سو[۱۲۵]
برس کے بعد اپنا نام سنت الجماعت رکہہ لینے سے یہ فرقہ سنت الجماعت کا دشمنی آل
رسول سے بری نہین ہو سکتا۔ جب تک کہ دشمنان آل رسول سے نفرت ظاہر نکرے
اور دشمنان آل رسول وہی لوگ ہین کہ جنہون نے قتل حضرت عثمان کے معاوضہ مین
فرزند رسول کو ذبح کیا اسلئے ہر زمانہ مین معتقدان و دوستان حضرت عثمان دشمنان
آل رسول کے ہمدرد اور مددگار سمجھے جاوینگے نہ محب آل رسول۔ دوسری مذہب
اہل سنت ہجرت آنحضرت کے سوا سو[۱۲۵] برس کے بعد جاری ہوا ہے جسکا ثبوت اہل سنت
کی معتبر کتابون سے لکہہ چکا ہون اور جسکا انکار کوئی عالم نہین کرسکتا۔ اور نام ناصبی تبدیل
کرکے سنت الجماعت نام محض جہلاء کی تالیف قلوب کے واسطے عقلاء بنی امیہ وطرفداران
بنی امیہ نے بنظر استحکام سلطنت وبقاء حکومت کے رکہہ لیا۔ کیونکہ شہادت امام حسین علیہ
السلام نے غیر قومون مین اضطراب پیدا کردیا تہا۔ اور یہ اضطراب زوال سلطنت کا باعث
تہا لہذا استحکام سلطنت اور بقاء حکومت کی نظر سے عمر ابن عبد العزیز نے ۹۹ سنہ ہجری
مین علی علیہ السلام پر تبرا کرنا بند کیا اور رفتہ رفتہ کچہہ مدت کے بعد نام ناصبی تبدیل
کرکے سنت الجماعت نام رکہہ لیا۔

اب مین اصل حقیقت مذہب شیعہ کی ظاہر کرتا ہون شیعہ نام ہے اوس گروہ کا جو علی علیہ السلام
کا رفیق اور مددگار اور مطیع اور فرمانبردار ہمیشہ سے رہا جسکا ذکر پروردگار عالم نے

قرآن مجید میں کیا ہے قولہ تعالیٰ - اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۔ اَخْرَجَ الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّیْنِ الزَّرَنْدِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صلعم لِعَلِیٍّ هُوَ اَنْتَ وَشِیْعَتُكَ تَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنْتَ وَشِیْعَتُكَ رَاضِیْنَ مَرْضِیِّیْنَ وَیَاْتِیْ عَدُوُّكَ غِضَابًا مُقْمَحِیْنَ فَقَالَ مَنْ عَدُوِّیْ قَالَ مَنْ تَبَرَّا مِنْكَ وَلَعَنَكَ۔

بعد نازل ہونے آیہ مذکورہ کے فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے علی علیہ السّلام سے کہ اس آیہ سے مراد تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ شیعہ تمہارے بروز قیامت مسرور آوینگے اور دشمن تمہارے غصہ و دردناک آوینگے۔ اور دشمن ہمارے وہ ہیں جو تمپر تبرا و لعنت کریں۔

جناب رسول خدا صلعم کے ارشاد سے تو ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کا وجود زمانہ رسولخدا صلعم سے ہے اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۱۰۱ میں اقرار کیا ہے کہ زمانہ علی علیہ السلام میں فرقہ شیعہ موجود تھا۔ مگر فرقہ اہل سنت کا وجود مولوی صاحب نے کہیں ثابت نہیں کیا۔

شرح مواقف صفحہ ۶۲۴ - اَلشِّیْعَةُ اَیِ الَّذِیْنَ شَایَعُوْا عَلِیًّا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالنَّصِّ اَمَّا جَلِیًّا وَاَمَّا خَفِیًّا وَاعْتَقَدُوْا اَنَّ الْاِمَامَةَ لَا تَخْرُجُ عَنْهُ وَعَنْ اَوْلَادِهٖ - وَاِنْ خَرَجَتْ فَاِمَّا بِظُلْمٍ یَكُوْنُ مِنْ غَیْرِهِمْ وَاِمَّا بِتَقِیَّةٍ مِنْهُ اَوْ مِنْ اَوْلَادِهٖ۔ شیعہ وہ فرقہ ہے جسنے وفات رسول خدا کے بعد اطاعت اور پیروی کی علی کی اور قائل ہوئے امامت علی کے خواہ ظاہر خواہ بتقیہ اور وفات رسول خدا صلعم کے بعد بجز علی اور اولاد علی کے کسی دوسرے کی خلافت

حتیٰ تمادی بھم الزمان فاختلفوا ۔ فرقہ شیعہ امامیہ اول اوپر مذہب اپنے ائمہ یعنی علی و اولاد علی علیہ السلام کے تھے جب زمانہ دراز گذرا امامیہ کے فرقہ چند ہو گئے ۔

جامع الاصول ابن اثیر ۔ مِنَ الْمُجَدِّدِیْنَ لِمَذْهَبِ الْاِمَامِيَّةِ عَلٰى رَاسِ الْمِائَةِ الثَّانِيَةِ بَعْدَ مَاذَكَرَ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ اِمَامَنَا اَبَا الْحَسَنِ عَلِیَّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا سَلَامُ اللهِ عَلَيْهِ وَ عَلٰى آبَائِهِ الطَّاهِرِيْنَ هُوَ الْمُجَدِّدُ لِذَالِكَ الْمَذْهَبِ عَلٰى رَاسِ الْمِائَةِ الثَّانِيَةِ ۔ مذہب امامیہ کے مجدد امام موسی رضا علیہ السلام ہیں یعنی مذہب شیعہ میں بوجہ ظلم بنی امیہ و بنی عباس تقیہ کے سبب جو کچھ اختلاف واقع ہوا تھا اوسکی اصلاح دوسری صدی ہجری میں امام رضا علیہ السلام نے فرمائی اور جب سے یہ مذہب شیعہ کہ جسکے مجدد امام رضا علیہ السلام ہیں از نام امامیہ اثنا عشریہ نامزد ہوا اور تا ایندم اوسی طریقہ پر قائم ہے ۔

معجم طبرانی و اسعاف الراغبین صفحہ ۱۵۶ ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ فَقَالَ عَلِیٌّ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ هُمْ شِيْعَتُكَ وَ اَنْتَ اِمَامُهُمْ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل جنت ہونگے پوچھا علی علیہ السلام نے کہ یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہے جو بغیر حساب داخل جنت ہوگی فرمایا آنحضرتؐ نے کہ وہ شیعہ تمہارے ہیں اور تم اونکے امام ہوگے ۔

امام مناوی کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے یَا عَلِیُّ اَنْتَ وَ شِيْعَتُكَ تَرِدُوْنَ الْحَوْضَ ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ اے علی تم اور تمہارے شیعہ وارد ہونگے حوض کوثر پر ۔

ایضًا ۔ عَلِیٌّ وَ شِيْعَتُهٗ الْفَآئِزُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی و شیعہ اونکے قیامت میں نجات پاوینگے ۔

اہل سنت کی معتبر محدثین اور مورخین کی تحریرات مذکورہ بالا سے چند باتین ثابت ہوتی ہین اوّل یہ کہ فرقہ شیعہ کا وجود زمانہ رسول خدا صلعم مین موجود تہا - اگر فرقہ شیعہ زمانہ آنحضرت مین موجود نہوتا تو رسول اللہ صلعم یہ ارشاد نہ فرماتے کہ یاعلی ستر ہزار تمہارے شیعہ بغیر حساب داخل جنت ہونگے نہ یہ فرماتے کہ یا علی تم اور تمہارے شیعہ عذاب قیامت سے بری ہین اور صاحب نجات ہین نہ یہ فرماتے کہ یا علی تم اور تمہارے شیعہ وارد ہونگے حوض کوثر پر - نہ یہ فرماتے کہ یا علی جو فرقہ تمہارے شیعونکا بلاحساب داخل جنت ہوگا اوس فرقہ کے امام یعنے پیشوا تم ہوگے - نہ یہ فرماتے کہ شیعہ تمہارے بروز قیامت مسرور آوینگے -

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنی کتاب اظہار الہدای کے صفحہ ۱۱۲ - مین لکھا - یہ کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ میری امت مین تہتر فرقے ہونگے اونمین بہتر فرقے دوزخی ہونگے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا یہانتک تو صحیح ہے - اور فریقین کو اتفاق ہے - لیکن اسقدر مولوی صاحب نے اضافہ کر دیا ہے کہ پوچھا حضار نے کہ یا رسول اللہ وہ کون فرقہ ہے جو ناجی ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جس طریقہ پر مین اور میرے اصحاب ہین اس طریقہ والا فرقہ جنتی ہے - اس عبارت زائد کا شیعون کی کتاب مین تو نام و نشان تک نہین اسلئے یہ عبارت شیعون کے مقابلہ مین دلیل نہین ہوسکتی نہ اہل سنت کی تسلی قلب کیواسطے یہ عبارت کافی ہوسکتی ہے کیونکہ اصحاب کے حالات قابل اطمینان نہین کہ اونکا طریقہ کوئی مذہب قرار پاوے حضرت ابو بکر کی نسبت تو رسول خدا نے صاف صاف فرمایا ہے کہ نہ معلوم کہ تم بعد میرے دین مین کیا کیا احداث کروگے اور احداث کے معنی ہین نئی بات ایجاد کرنا - اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت ابو بکر نے کوئی نئی بات ایجاد نہین کی اور شیعہ جو انکی بالتونکا ایجاد کرنا بیان کرتے ہین وہ دشمنی کے سبب تو اس حالت مین رسول اللہ صلعم کا ارشاد باطل ہوا جاتا ہے

گرض اکے رسول کو ایسی غلط بات منہہ سے نکالتا نچاہئے جو ہونیوالی نہو علاوہ اسکے سورۂ محمد مین پروردگار عالم اصحاب رسول کی شان مین ارشاد فرماتا ہے کہ اُمین اکثر ایسے ہین جو بظاہر مسلمان ہین مگر دل سے ایمان نہین لائے اور منتظر ہین کہ رسول اللہ جلد فوت ہون تو زمین پر فتنہ وفساد برپا کرین اور رسول اللہ فرما چکے ہین کہ ہا ئکہ میرے اصحاب کو دوزخ مین کھینچکر لیجاوینگے اوسوقت مین کہونگا کہ یہ میرے اصحاب ہین ملائکہ جواب دینگے کہ ان لوگون نے بعد آپکے دین مین بدعتین ایجاد کین آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی نقل تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے جن کے ملاحظہ سے میری اس تحریر کی صداقت ہوگی پس اصحاب رسول نے تو خود طریقہ رسول اللہ کو بدعتین جاری کرکے اور زمین پر فتنہ وفساد پیدا کرکے خراب کردیا اور دوزخی ہوگئے تو ایسی حالت مین اہل سنت نے جو اون دوزخی اصحاب کے طریقہ کو اختیار کیا ہے تو فرقہ اہل سنت حسب تقلید اصحاب دوزخی کے دوزخی قرار پاوینگے ناجی کیونکر قرار پاسکتے ہین اور شیعون کا ناجی ہونا تو خود جناب رسول خدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے جسکا ثبوت خود اہل سنت کی معتبر کتابون سے ہوتا ہے جنکی نقل بطور نمونہ مین نقل کرچکا ہون جو بمقابلہ اہل سنت کے دلیل کافی ہے اور اہل سنت اس سے انکار نہین کرسکتے۔ ایسے بین ثبوت کے اعتبار پر مجھکو اسبات کی کہنے مین کچھ بھی تامل نہین کہ اسلام مین بجز فرقہ شیعہ کے کوئی دوسرا فرقہ ناجی قرار نہین پاسکتا۔ دوسری مولوی صاحب ممدوح کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۹۹- مین تحریر فرماتے ہین کہ شیعہ مخلصین پیشوایان اہل سنت ہین یہ بھی غلط ہے علماء معتبرین اہل سنت اقرار کرتے ہین کہ شیعہ اوس فرقہ کا نام ہے کہ جسنے وفات رسول خدا صلعم کے بعد علی اور اولاد علی علیہ السلام کی امامت کو تسلیم کیا اور بجز علی اور اولاد علی کے کسی دوسرے کی امامت کو قبول نہین کیا ان اقرارونکی نقل اسکی قبل بطور نمونہ لکھدی ہے ورنہ بکثرت اسکے ثبوت موجود ہین۔

اور اہل سنت اور پیشوایان اہل سنت نے وفات رسول اللہ صلعم کے بعد امامت حضرت ابو بکر اور اونکے بعد امامت حضرت عمر اور اونکے بعد امامت حضرت عثمان اور اونکے بعد امامت حضرت معاویہ اور اونکے بعد امامت یزید کو تسلیم کیا ہے ۔ چنانچہ منجملہ پیشوایان اہلسنت کے عبد اللہ ابن عمر و سعد ابن ابی وقاص بھی ہین اور ان دونون صاحبون نے قتل حضرت عثمان کے بعد بھی علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی نہ امامت علی علیہ السلام کو قبول کیا اور معتزلہ ہو گئے ۔ اور امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام احمد ابن حنبل و امام مالک جو اصلی پیشوا اہل سنت کے ہین وفات رسول خدا کے بعد امامت حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید کے قائل ہوئے ہین اسلئے ان لوگون پر اطلاق شیعیان مخلصین کا ہو نہین سکتا شیعیان مخلصین کا اونہین لوگون پر اطلاق ہو سکتا ہے جو امامت حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ سے انکار کر اور بعد رسول اللہ صلعم علی و اولاد علی علیہ السلام کو امام برحق جانے اور بجز علی اور اولاد علی علیہ السلام کے دوسرونکی امامت کو باطل سمجھے غرض اس تقریر سے مولوی صاحب ممدوح کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرقہ شیعہ ضرور ناجی ہے اسیواسطے مولوی صاحب ممدوح پیشوایان اہل سنت کو شیعہ مخلصین قرار دیتے ہین تو برنباء اس قرار کے سنیون کے ناجی ہونے مین جائے گفتگو باقی نرہی اور جب فرقہ شیعہ ناجی قرار پایا تو فرقہ سنت الجماعت کے ناجی ہونے مین کونسا شبہہ باقی رہ گیا کیونکہ رسول خدا صلعم نے منجملہ فرقہائے اسلام کے صرف ایک فرقہ کو ناجی تبلایا ہے اور اوس فرقہ کا نام حسب اقرار اہل سنت ظاہر ہو گیا کہ وہ فرقہ شیعونکا ہے ۔ تو اب جتنے فرقہ شیعون کے مخالف ہین وہ سب دوزخی قرار پاوینگے خواہ وہ سنت الجماعت ہون یا ناصبی ہون یا خارجی ہون یا معتزلہ ہون ۔ چوتھے جبکہ مولوی صاحب ممدوح کے نزدیک فرقہ شیعہ ناجی ثابت ہو چکا کہ جسکی سبب سے وہ فخریہ پیشوایان اہل سنت کو شیعہ قرار دیتے ہین تو یہ جو مولوی صاحب یقینا اور

اونکی ہم خیال اور ہم مذہب اپنے کو شیعہ کہنے مین کیون شرماتے ہین اور بعد رسول اللہ صلعم علی و اولاد علی علیہ السلام کے امام برحق ہونیکا اعتقاد اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر و حضرت عثمان وحضرت معاویہ و یزید ابن معاویہ کی امامت سے انکار کیون نہین کرتے تاکہ نجات مین کوئی شبہہ باقی نرہے اور یہ تو غیر ممکن ہے کہ امامت حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت معاویہ ویزید ابن معاویہ کا دلسے اقرار بہی کرین اعتقاد بہی رکہین اور شیعہ بہی بنین یہ تو اجتماع نقیضین ہے جو عقلاً ونقلاً ناجائز ہے۔

پانچوین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے کتاب اظہار الہدیٰ مین تحریر فرمایاہے کہ شیعون کے بہتر فرقے ہین اور تفصیل ان بہتر فرقون کی صفحہ نمبر ۱۰۱ سے شروع کرکے صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ختم کی ہے اور صفحہ ۱۱۳ مین تحریر فرمایاہے کہ تہتروان فرقہ سنت الجماعت کا ہے جو بموجب حدیث جناب رسول خدا صلعم کے ناجی ہے۔ لیکن مجھکو مولوی صاحب ممدوح کی اس تحریر پر تعجب آتاہے کیونکہ اونہون نے فرقہ ہاے ناصبی وخارجی واشعری ومعتزلی کو ان تہتر فرقون مین شمار نہین کیا۔ اس سے ظاہر بات ہے کہ ناصبی وخارجی واشعری ومعتزلی ان چارون فرقون نے متفق ہوکر اپنا نام سنت الجماعت رکھ لیا ہے اگر یہ چارون فرقہ سنت الجماعت نہوتے تو مولوی صاحب ان چارون کو بہی فرقہ ہاے ناری مین ضرور شمار کرتے اور ناصبی اوس فرقہ کا نام ہے جو دشمن علی واولاد علی علیہ السلام کا ہے اور جب یہی فرقہ ناصبی سنت الجماعت موسوم ہوگیا تو اس سے ثابت ہوا کہ مولویصاحب کے نزدیک دشمنان علی و دشمنان اولاد علی کا فرقہ ناجی ہے اور محبان علی ومحبان اولاد علی کے فرقہ ناری ہین اور پروردگار عالم نے بہ محبت علی اولاد علی کی امت پر واجب کی ہے اور معتبرین نے بالاتفاق احادیث نبوی کے مطابق ظاہر کیاہے کہ محبان علی

اولاد علی پر آتش دوزخ حرام ہے جیسا کہ تنقیح نمبر چہارم مین توضیح کی گئی ہی تو غالباً
مولوی صاحب کے نزدیک خدا نے بہی غلطی کی اور رسول خدا نے بہی غلطی کی اور
مفسرین نے بہی غلطی کی کہ دشمنان علی کو جو بقول مولویصاحب ناجی تہہ اونکو ناری
لکہدیا اور کہدیا اور محبان علی کو جو بقول مولوی صاحب ناری تہہ اونکو ناجی ٹہرا دیا
دوسرے یہ کہ مولویصاحب نے جو فرقہ ناصبی وخارجی ومعتزلہ واشعری وماتریدی کو فرقہ
واحد سنت الجماعت مین شمار کیا ہے یہ قطعاً بہی جائز نہیں ہے۔ سنت الجماعت وہی شخص
سمجہا جاتا ہے جو خلفاء ثلثہ وامیر معاویہ ویزید کی امامت کو برحق و واجب التسلیم
جانتا ہو اور علی اور اولاد علی کو اپنی فضیلت ندے لہذا اس سے بہی ثابت ہی کہ
سنت الجماعت نام ہے اوس فرقہ کا کہ جو دشمن علی و اولاد علی علیہ السلام کے ہین
چنانچہ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۱۴۴ مین مولوی صاحب ممدوح نے اہل سنت کی ناصبی
ہونے کا تعصب بعقیدہم مین اقرار بہی کیا ہے اور عبارت تعصب بعقیدہم کی اسوجہہ
سے داخل اقبال سمجہی جاتی ہے کہ اوس سے نہ انکار کیا گیا ہو نہ اوسکی کوئی تردید
کی گئی ہے۔ بلکہ پیروی کی گئی ہے صفحہ ۱۰۶ مین کتاب اظہار الہدیٰ کے حضرت
علی علیہ السلام پر طعن کیا ہے کہ علی علیہ السلام تو بڑے مجاہد او شجاع وغالب علی
کل غالب بلکہ مظہر العجائب والغرائب تہے جبریل کے پر کاٹنے والے عرش سے بالا جانے
والے تحت الثریٰ کی خبر لانیوالے۔ ذوالفقار کہینچکر کیون نہ تمام تاکیون کو مار ڈالا
جو سارا قصہ بکہیڑا ہی دور ہو جاتا۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۶۵ مین دوسرا طعن
کیا ہے کہ علی علیہ السلام ہی کے زمانہ مین تمام مفسدات اور مکروہات پیدا ہوئے اور کیا
شہری اور کیا لشکری سب مین بدنظمی پہیل گئی بہت سے ملک مقبوضہ خلفاء ثلثہ
علی ہاتہہ سے دے بیٹھے یہ صفت علی ہی۔ اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴۱ مین لکہا
ہے کہ جناب علی سے بڑہ کر کوئی گنہگار نہوگا کیونکہ اونہون نے اپنی خلافت کے

زمانہ سے لیکر تا قیامت بندگان خدا کو گمراہ رکہا - اور صفحہ ۱۵۲ کتاب مذکور مین لکہا
ہے کہ قول جناب علی و امام صادق کا کہ صرف چار یا چہ اصحاب مومن رہے باقی سب
مرتد ہوگئے محض لغو ٹہیرا - اور صفحہ ۵۹ کتاب مذکور مین لکہا ہے کہ یا علی کہنا
ممنوع ہے اور صفحہ ۴۴ مین کتاب مذکور کے لکہا ہے کہ جناب فاطمہ نے امر ناحق
پر اس درجہ اصرار و تکرار کیون کی اور باوصف حق بجانب ہونے خلیفہ بر حق کے سیدہ
نے اپنے سینہ کو کینہ سے کیون نہ پاک و صاف کیا کیونکہ تین روز سے زیادہ
مسلمان سے کینہ رکہنا کفر ہے - اور کتاب مذکور کے صفحہ ۴۱ مین لکہا ہے
کہ رنجیدہ کرنا جناب فاطمہ کا کفر ہے تو اس الزام سے حضرت علی بہی بری نہین ہوسکتے
بلکہ نعوذ باللہ آپ کیجانب اطلاق کفر کا زیادہ ہوتا ہے - اور کتاب مذکور کے
صفحہ ۴۰ مین لکہا ہے کہ حضرت علی نے اپنے شیعونکو لیجا کر کیون نہ روک ٹوک
کی اس سے غالب علی کل غالب کی صفت آپکی ذات پر صادق نہین آتی پہر اسی
صفحہ مین لکہا ہے کہ علی نے غلط گواہی کیون دی اور نیز نص قرآنی شہادت علی
کی ناقص تہی - اور کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۱۳۵ مین لکہا ہے کہ حضرت امام
حسین و نیز دیگر ائمہ بہی کسی معرکہ مین نہین بہیجے گئے تو یہ صاحبان بہی کب امامت
کے لائق ہوسکتے ہین اور کتاب مذکور کے صفحہ ۱۳۲ مین لکہا ہے کہ جو بہتان نسبت
خلفاء ثلثہ قائم کئے جاتے ہین وہی بہتان بعینہ صاحبزادگان حضرت علی و نیز
فرزندان دیگر ائمہ پر عاید ہوتے ہین - اسی قسم کے بہت سے طعن حضرت
علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام پر کئے ہین اور الزام لگائے ہین یعنے
جو الزام شیعہ خلفاء ثلثہ پر لگاتے ہین وہی الزام مولوی صاحب نے حضرت علی
اور اولاد علی علیہ السلام پر لگائے ہین اور یہی علامت دشمنی کی ہے کیونکہ شیعہ
جو الزام خلفاء ثلثہ پر لگاتے ہین وہ بوجہ دشمنی خلفاء ثلثہ کے لگاتے ہین نہ بنظر دوستی

اسیطرح اسکے جواب مین جو الزام حضرت علی اور اولاد حضرت علی علیہ السلام پر اہلسنت کی جانب سے لگائے جاتے ہین وہ بھی داخل دشمنی سمجھے جاوینگے نہ داخل محبت ا الزامی جواب کا اصول عام یہ ہے کہ جو متکلم کسی اپنے مخاطب کے پیشوا کا کوئی عیب ظاہر کرتا ہے اور وہ عیب درحقیقت اوس پیشوا مین ہوتا ہے تو وہ مخاطب اوس متکلم کے پیشوا مین بھی اوسی عیب کو تبلا دیتا ہے یعنے اوس الزام کو لوٹ دیتا ہے کہ یہی عیب تمہارے پیشوا مین بھی ہے اگر حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کو اہل سنت اپنا پیشوا اور واجب الطاعت سمجھتے تو ان بزرگون کو اون عیبون مین تبلانہ تبلاتے جو عیب کہ خلفاء ثلثہ مین تبلائے جاتے ہین بلکہ خلفاء ثلثہ پر جو عیب لگائے گئے تھے اوسکی تردید اسطرح پر کرتے کہ یا تو ثابت کردیتے کہ وہ عیب خلفاء ثلثہ مین نہ تھے یا یہ ثابت کرتے کہ جن افعال کو تم عیب تبلاتے ہو وہ اصل مین عیب نہین ہین اور فلان فلان اسکے ثبوت ہین۔ نہ یہ کہ کسی شخص کے تین بزرگون پر کوئی شخص بوجہ دشمنی عیب لگاوے تو اوسکے جواب مین چوتھا بزرگ جو باقی رہا اور اوس چوتھے بزرگ کی اولاد جو باقی رہ گئی تھی کہ جنپر وہ عیب لگایا گیا تھا اونکی نسبت بھی زبردستی قبول کرلیا جاوے کہ اون مین وہ عیب تھے اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ خلفاء ثلثہ کے دشمن ہین اور سنت الجماعت علی اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمن ہین اگر دشمن نہوتے تو ان بزرگون کے الزام مثل شیعون کے ظاہر نہ کرتے کیونکہ شیعہ تو علانیہ اپنی دشمنی خلفاء ثلثہ کے ساتھہ ظاہر کرتے ہین اور جب حسب اقرار تحریری مولوی محمد جہانگیر خانصاحب یہ بات ثابت ہوگئی کہ سنت الجماعت علی اور اولاد علی علیہ السلام کے دشمن ہین تو انہین دشمنان علی کا نام تو ناصبی ہے جسکا اقرار خود مولوی صاحب ممدوح نے کتاب تذکرۃ الخلفاء کے صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ - مین کیا ہے اور لکھا ہے کہ خوارج یا نواصب وہ ہین کہ دشمن آل اطہر ہین

الی آخرہ تو سمجھو حسب اقرار مولوی صاحب ممدوح اس امر کی ڈگری دینے مین کیا
تامل ہے کہ اصل مین فرقہ ناصبی بہی فرقہ سنت الجماعت ہے جنکو نسلاً بعد نسلاً حضرت
علی اور اولاد حضرت علی علیہ السلام کے ساتہہ دشمنی رہی اور اوس دشمنی کا اثر آجتک
سنت الجماعت مین قائم ہے جسکی توضیح مین کرچکا ہون کیونکہ یزید کی امامت اور
خلافت کو بہی فرقہ سنت الجماعت کا حق کہتا ہے اور تسلیم کرتا ہے جیسا کہ حسب قول
حجت الاسلام امام غزالی و صاحب شرح فقہہ اکبر وغیرہ مین ثابت کرچکا ہون اور دشمنان
علی پر جنت حرام ہے جیسا کہ تنقیح نمبر چہارم مین ثابت کیا گیا ہے۔ اسلیے فرقہ اہل سنت
کسی طرح ناجی نہین قرار پاسکتا فرقہ ناری ہے اور جسطرح حنفی اور شافعی اور حنبلی اور
مالکی چار فرقہ از نام واحد سنت الجماعت نامزد ہین اسیطرح ناصبی اور خارجی اور معتزلہ اور
اشعری چارون فرقہ ایک ہوکر سنت الجماعت کہلائے۔ اور یہ لوگ قطعی دشمن حضرت
علی و اولاد علی علیہ السلام ہین۔ اور یہی سبب ہے کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے
ان فرقہ ہاے ناصبی و خارجی و معتزلہ و اشعری و حنفی و مالکی و حنبلی و شافعی کو جداگانہ
تہتر فرقون مین شمار نہین کیا صرف ایک نام فرقہ اہل سنت کا اس سبب سے لکہدیا کہ یہہ
کل فرقہ دشمنان علی دراصل ایک فرقہ ہے جسکا نام سنت الجماعت ہے۔ زمانہ حال
کے اہل سنت واقعات اسلام سے ناواقف ہونے کے سبب اپنے ناصبی ہونے سے
یعنی دشمنی آل رسول سے انکار کرتے ہین۔ ورنہ اصل مین وہ فرقہ کہ جسنے انحراف کیا
جناب امیر کے ساتہہ اور زہر دیا امام حسن علیہ السّلام کو اور شہید کیا امام حسین علیہ السّلام
کو وہ فرقہ یہی ہے کہ جسکا نام اہل سنت ہے مین بمزید احتیاط پہر یاد دہانی کرتا ہون۔
واقعات شہادت شہداء کربلا کے بعد جب طوائف الملوکی ہوئی تو بعد از خرابی بسیار خلافت
خاندان مروان مین پہونچی اور مروان اور اولاد مروان کے دشمن آل رسول ہونیکا
اہل سنت کو بہی اقرار ہے اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بہی اپنی تصنیفات مین

اقرار کیا ہے ۔چنانچہ اس طوائف الملوکی ۔ بعد عبدالملک پسر مروان خلیفہ ہوا اور اس خلیفہ عبدالملک کے زمانہ خلافت مین حجاج بن یوسف ممالک عراق کا حاکم یعنی گورنر تہا جسنے آل رسول اور محبان آل رسول پر بے انتہا ظلم کئے اور تغیر امام حسین علیہ السلام کا نشان مٹانا چاہا اور پیشوایان دین و عالمان شریعت کا نام و نشان مٹانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا جسکا اقرار ایک متعصب عالم اہل سنت نے کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۲۵ مین کیا ہے ۔جس سے پایا ثبوت کو محتاج نہی کہ بوجہہ بغض آل محمدؐ اس زمانہ خلافت عبدالملک مین احادیث رسول خدا اور روایات علی مرتضیٰ مین بہت کچہہ تغیر اور تبدل ہوا ۔کیونکہ زمانہ خلافت عبدالملک مین حکم تہا کہ تقوی اختیار کیا جاوے بغض علی ۔ اور عذاب شدید مین مبتلا کئے جاتے تہے شیعان علی ۔ اس عبدالملک کے زمانہ خلافت مین ۔ امام زہری تابعی قاضی تہے امور دینیات کا وار و مدار احکام شرعی کا اجرا انہین امام زہری کی ذات خاص کے متعلق تہا ۔اسی خلیفہ عبدالملک کے زمانہ مین جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام خانہ نشین تہے اور سجادات موجودگی میں امام عالیمقام کے امام زہری کا اجتہاد جاری تہا ۔ امت منحرف تہی امام زین العابدین سے اور پیرو تہے امام زہری کے اجتہاد کی ۔ان امام زہری نے ایک مرتبہ امام زین العابدین علیہ السلام کی خلیفہ عبدالملک سے سفارش بہی کی تہی کہ وہ جناب گوشہ نشین ہین نہ خواہش خلافت رکہتے ہین نہ احکام خلیفہ مین کوئی تہی دست اندازی کرتے ہین ۔ جسکا ذکر لواقح الانوار امام عبدالوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۲۰ مین ہی کتنے بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام برحق واجب الطاعت کی موجودگی مین امت نے اوس امام سے روگردانی کرکے معاملات شرعی مین تابعداری اختیار کی امام زہری کی اور لعنت کیا کرتے تہے بمقابلہ امام زین العابدین علیہ السلام پر جیسا کہ لواقح الانوار

امام عبدالوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۳۴ سے ثابت ہوتا ہے امام زہری کہا کرتے تھے کہ اس دنیا مین صرف چار عالم ہین ایک ابن المسیب مدینہ مین دوسرے حسن بصرہ مین تیسرے مکحول شام مین چوتھے شعبی کوفہ مین جسکا ذکر شمس العلما مولانا شبلی صاحب ایک متعصب سنی نے سیرۃ النعمان صفحہ ۳۴ مین کیا ہے۔ امام زہری کے نزدیک جناب امام زین العابدین علیہ السلام و امام محمد باقر علیہ السلام کا شمار علما دین مین بھی نہ تھا۔ اور اس زمانہ خلیفہ عبدالملک تک تا ۹۹ھ ہجری کوئی کتاب علم حدیث مین تحریر نہین ہوئی۔ محض زبانی بیانات پر اعتبار کیا جاتا تھا۔ اور اس زبانی بیان کے کرنیوالے کثیر التعداد اشخاص دشمنان آل رسول تھے جنکی حکومت تھی۔ شروع اول صدی ہجری مین انہین امام زہری نے کہ جنکی رائے پر زمانہ حکومت اولاد مروان مین شریعت کا دار و مدار تھا احادیث کو ایک کتاب مین جمع کرکے شایع کیا۔ جسکا ذکر کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۳۶ مین درج ہے سب سے اول علم حدیث مین بھی ایک کتاب امام زہری نے شائع کی ورنہ اسکے قبل علم حدیث مین کوئی کتاب نہ تھی۔ اس بات پر ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ عبدالملک بن مروان مثل یزید کے دشمن آل رسول تھا۔ اس آل رسول کی دشمنی کے زمانہ مین امام زہری کو فضیلت و رتبہ امامت و عہدہ قضا جو حاصل ہوا محض خلیفہ عبدالملک کی رفاقت اور خیرخواہی اور فرمانبرداری کے باعث یا عبدالملک کی ضد اور دشمنی مین۔

اگر یہ رتبہ بوجہہ مخالفت و مخاصمت خلیفہ عبدالملک امام زہری کو حاصل ہوتا تو حالت مخالفت و مخاصمت مین امام زین العابدین علیہ السلام سے اعلیٰ اور افضل اس عہدہ امامت کیواسطے دوسرا کون تھا۔ پس امام زہری نے جب یہ رتبہ بوجہہ دوستی و رفاقت دشمنان آل رسول یعنے خلفاء بنی مروان حاصل کرکے احادیث کو مجتمع کرکے شایع کیا اون احادیث کے راوی بھی بجز دشمنان آل رسول و دوستان

بنی امیہ کے دوستان آل رسول میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ کتب صحاح ستہ کے راوی اکثر وہ لوگ ہیں جو ۶۱ھ ہجری کے معرکہ کربلا میں لشکر یزید میں شامل تھے اور امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک تھے۔ پس ایسے لوگوں کی مدتین جمع کی ہوئیں کہ جنپر مذہب اہل سنت کا دار و مدار ہے کیونکر قابل اعتبار قرار پا سکتی ہیں۔

امام ابو حنیفہ سنہ ۸۰ ہجری میں بزمانہ خلافت عبدالملک پیدا ہوئے۔ اور امام شعبی و حماد سے امام ابو حنیفہ نے تحصیل علم کی جسکا ذکر صفحہ ۲۲، ۲۳ سیرۃ النعمان میں ہے۔ یہ دونوں عالم یعنی امام شعبی و حماد یہی زمانہ خلافت بنی مروان میں اجتہاد کرتے تھے اور خلفاء بنی مروان کے رفیق اور فرمانبردار تھے۔ اگر رفیق اور فرمانبردار نہوتی تو مثل امام محمد باقر و امام جعفر صادق کے انکو بھی کسی قسم کی فضیلت زمانہ خلافت بنی مروان میں حاصل نہوتی۔ پس ان دونوں عالموں کا شمار بھی مثل امام زہری کے رفقاء دشمنان آل رسول میں ہے نہ دوستان آل رسول میں۔ دوستان آل رسول میں امام زہری و امام شعبی و حماد کا شمار ہونا خلاف عقل و خلاف قیاس ہے۔ اگر یہ لوگ آل رسول کے دوست ہوتے تو بحالت موجودگی امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کے نہ اجتہاد کرتے نہ عہدہ قضا قبول کرتے نہ امام بنتے انہیں حضرات سے امام ابو حنیفہ نے بھی تعلیم پائی۔ اور یہ تعلیم خواہی نخواہی مخالف آل رسول تھی کیونکہ وہ زمانہ ہی آل رسول کی دشمنی کا تھا۔

سنہ ۱۲۰ ہجری میں حماد فوت ہوا اور ابو حنیفہ کا اجتہاد شروع ہوا اور ابو حنیفہ نے فقہ کو مرتب کیا۔

شمس العلماء مولانا شبلی صاحب کتاب سیرۃ النعمان صفحہ ۵۴ باوجود ہونے متعصب سنی کے اقرار کرتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے جو امام ابو حنیفہ کو حضرت جعفر صادق کا

معاصر اور ہمسر لکھا ہے یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے امام ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہہ ہوں لیکن فضل و کمال میں اونکو حضرت جعفر صادق سے کیا نسبت حدیث و فقہہ بلکہ تمامی مذہبی علوم اہلبیت کے گہر سے نکلے۔ الیٰ آخرہ

اس اقرار سے ثابت ہے کہ بزمانہ موجودگی امام زین العابدین علیہ السلام احادیث کو امام زہری نے جمع کرکے شائع کیا اور بزمانہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام امام ابو حنیفہ نے فقہہ کو مرتب کیا مگر ان برحق اماموںکا نہ احادیث مجتمع شدہ میں کوئی دخل ہوا نہ فقہہ میں۔ ایسی احادیث اور فقہہ کیونکر معتبر اور واجب العمل قرار پا سکتی ہے۔ مولانا صاحب ممدوح کتاب مذکور کے صفحہ ۹۷ ۔ میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب سلطنت اور حکومت کے ساتھہ بہت مناسبت رکھتا ہے اس اقرار سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی کہ امام ابو حنیفہ کے زمانہ اجتہاد میں خلافت دشمنان آل رسول کی تہی۔ اور جب مذہب حنفی کو زیادہ مناسبت سلطنت و حکومت کے ساتھہ ہے تو واسطے خوشنودی خلفاء وقت کے جو احکام فقہہ اونہوں نے مرتب اور اجراء کئے وہ خواہی نخواہی مخالف آل رسول و موافق خلفاء وقت کے بنظر حصول اعزاز و دولت مرتب کئے اگر ایسا نکرتے تو خلفاء وقت بوجہہ اطاعت آل رسول اونکو نہ موقع ترتیب فقہہ کا دیتے نہ امام بناتے نہ اجتہاد کرنیکا اونکو موقع حاصل ہوتا بلکہ مثل امام نسائی کے قتل کر ڈالے جاتے نہ بموجودگی امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کے خود امام ابو حنیفہ کو حوصلہ اجتہاد و امامت کا ہوتا ایسے برحق اماموں کے زمانہ حیات و مقام موجودگی میں بجبر دشمنان آل رسول کے کسی محب آل رسول کو حوصلہ اجتہاد و امامت کا پیدا نہیں ہوتا۔ میرے اس بیان کی تائید مولوی صاحب ممدوح کی تحریر مندرجہ صفحہ ۸۶ سیرۃ النعمان سے ہوتی ہے جسمیں اونہوں نے لکھا ہے کہ بعض مصنفوں نے امام ابو حنیفہ کی ذہانت اور طباعی کے ذیل میں بہت سے

ایسے قصے لکھدئے ہین جنکو خدانخواستہ اگر ہم تسلیم کرین تو عیاذاً باللہ امام صاحب کو حیلہ جو چالاک متفنی سخن ساز ماننا پڑیگا - اگرچہ مولانا شبلی صاحب شمس العلما نے اپنے مذہبی مصنفون کی تحریر پر اعتراض کیا ہے - مگر اون مصنفون کی تحریرین ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہین بلکہ برنبار اونہین قصہ جات کے ابوحنیفہ امام اعظم کہلائے ہین اونکا مذہب جاری ہوا ہے - اور دوازدہ امام سے اعلیٰ اور افضل درمیان اہل سنت کے قرار پائے اور اہل سنت نے بموجودگی امام محمدؑ باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام اونکی جانب رجوع کیا اب جسکے وا ے چاہے حیلہ جو سمجھین یا چالاک یا متفنی یا سخن ساز - یہ اختیار سمجھنے والونکا ہے -

مذکورہ بالا واقعات سے ثابت ہے کہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت مین دوستداران ومعتقدان آل رسول وعالمان شریعت کے ساتھہ بدرجہ غایت مخالفت ہوئی اور ظلم کئے گئے اور وہی لوگ عالمان شریعت مین باقی رکھے گئے - اور امام بنائے گئے جنہون نے اطاعت اور پیروی کی خلفاء وقت کی جو خلفا کہ دشمن تھے آل رسول اور خاندان نبوت کے اور مطیع دشمنان آل رسول کے دشمن خدا ودشمن رسول ہونے مین کونسا عذر ہو سکتا ہے - پس جن لوگون نے خلفائے بنی مروان کے زمانہ خلافت مین احادیث جمع کرکے شایع کین فقہہ مرتب کی - مذہب جاری کیا - وہی جمع شدہ احادیث اور مرتب شدہ فقہہ آجتک اہل سنت مین جاری ہین اور جو مذہب زمانہ خلافت بنی مروان مین ابوحنیفہ نے جاری کیا - جس مذہب کو حکومت اور سلطنت اور مذہب معاویہ سے مناسبت تھی نہ دین خدا سے اور معاویہ سے وہی مذہب آجتک اہل سنت مین جاری ہے اور اوسیکی پیروی اور تقلید آجتک اہل سنت مین ہوتی ہے - مقام غور ہے - کہ مروان اور اولاد مروان کے دشمن خاندان رسالت ہونگے اہل سنت بھی مقر ہین

اورانہین دشمنان خاندان رسالت کے زمانہ خلافت مین احادیث بھی جمع ہو کر شائع ہوئین فقہ بھی مرتب ہوئی مذہب حنفی بھی جاری ہوا اور وہان حدیث بھی اوسی قبیلہ مروان کے لوگ ہین جو کربلا مین قاتلان حسین کے شریک تھے اور جو شریک نہ تھے وہ آل رسول کے قطعی دشمن تھے۔ اونہین احادیث و فقہ و مذہب پر اہل سنت کا آجتک عملدرآمد ہے تو اب مذہب اہل سنت خلفاء بنی مروان کے مذہب کے موافق سمجھا جاوے یا مذہب آل رسول کے مطابق سمجھا جاوے۔ اس دنیا مین کوئی ایماندار اس بات کو قبول نہ کریگا کہ دشمنان آل رسول و دشمنان خاندان رسول کے مذہب کے لوگ آل رسول کے اور خاندان رسول کے معتقد اور پیرو سمجھے جاوین چنانچہ اسی اضطراب مین اوس زمانہ کے ذی علمون اور فاضلون کو اپنے مومن کہنے مین شرم آتی تھی جیسا کہ شمس العلماء مولانا شبلی صاحب سیرۃ النعمان صفحہ ۱۹ مین تحریر فرماتے ہین۔ کہ امام ابوحنیفہ نے قتادہ سے کہا کہ اکثر محدثین اپنے کو مومن کہتے ہوئے ڈرتے تھے جیسا کہ حسن بصری سے ایک شخص نے سوال کیا کہ تم مومن ہو۔ حسن بصری نے جواب دیا کہ انشاء اللہ سائل نے اعتراض کیا کہ انشاء اللہ کا یہ کیا محل ہے حسن بصری نے جواب دیا کہ مین اپنی تئین مومن تو کہون مگر ڈرتا ہون کہ خدا یہہ نہ کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ چنانچہ قتادہ سے جب ابوحنیفہ نے سوال کیا کہ تم مومن ہو تو قتادہ نے بھی یہی جواب دیا کہ مومن کہنے سے مین ڈرتا ہون کہ کہین خدا یہہ نہ کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ یہ بحث زیادہ غور کے لائق ہے کہ محدثین کو اقرار مومنیت مین کس وجہہ سے تامل تھا۔ اول یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مومن کسکو کہتے ہین مومن اوسکو کہتے ہین جو دلسے توحید و نبوت و ولائے آل رسول کا اقرار کرے اور پیروی کرے آل رسول کی محض اقرار زبانی سے مومن نہین قرار پا سکتا اور احادیث جمع کی گئین اور شائع ہوئین زمانہ خلافت بنی مروان مین جو دشمن تھے

آل رسول اور خاندان رسالت کے اور محدثین نے باوجود علم بنظر تحفظ جان و مال یا بنظر حصول عزت و دولت و مرتبت خلفا و وقت کی خوشامد مین احادیث موضوعہ و مصنوعہ جعلی کو کتب احادیث مین جمع کر کے شائع کر دیا تھا جسکی وجہ سے اونکو اپنے مومن کہنے مین شرم آتی تھی اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ ان موضوعہ اور مصنوعہ اور جعلی احادیث سے نمعلوم کسقدر خلائق گمراہ ہوگی کہین ہمارا حشر ابن گمراہوں کے ساتھ نہو پھر ہم کس منھ سے اپنے کو مومن کہین اگر خدا کہہ یگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تو بندونکا گمراہ کرنیوالا ہے تو اسکا جواب کیا ہو سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ تھا وہ کی بحث اور محدثین کے انکار کا مطلب امام ابوحنیفہ نے بالکل نہ سمجھا اور قیاس کو شریعت مین داخل کر کے اپنا مذہب جاری کر دیا اور خلق اللہ کو گمراہ کیا یہ تو کیفیت مذہب اہل سنت و کتب احادیث مذہب اہلسنت کی ہے اور حب اعتقاد اور پیروی مین مذہب بنی مروان دشمنان آل رسول و دشمنان خاندان رسالت و اہل سنت ایک ہے تو اہل سنت کو ناصبی اور دشمنان آل رسول و دشمنان خاندان رسالت ہونے مین محبت کیا باقی رہ گئی۔ اور سنیون مین تو زیادہ کثرت بنی فاطمہ اور اولاد علی و مرزان عجم کی بوجہ تعلق جناب شہربانو کی ہے شیخ اور پٹھان تو رفتہ رفتہ کسقدر بوجہ خوف تعصبی فرقہ شیعہ مین شامل ہو گئے ہین ورنہ شیخ یا تو اولاد خلفاء ثلثہ مین سے ہین یا اولاد بنی امیہ و بنی مروان مین سے ہین یا نومسلم ہین جو زمانہ حکومت دشمنان آل رسول مین مسلمان ہوئے اور قوم پٹھان نواح افغانستان مین ہے کہ جو ولید نبیرہ مروان کے عہد خلافت مین فتح ہوا اور بوجہ قیام و حکومت بنی امیہ افغانستان بنی مروان کی نسل مین مخلوط ہو جانے سے شامل بنی امیہ ہو گیا اسلئے شیخ اور پٹھان ہم مذہب بنی مروان سنت والجماعت ہین لہذا بوجوہ مذکورہ بالا مین فیصلہ کرتا ہون کہ مذہب اہل سنت حادث ہے اول اس مذہب کے لوگ ملقب ناصبی پکارے جاتے تھے دیکھو

صدی ہجری مین لقب ناصبی کو تبدیل کرکے لقب سنت الجماعت سے اپنے کو منسوب کیا۔ اور شیعون کا مذہب قدیم ہے اور بجز مذہب شیعہ کے کسی دوسرے مذہب کو اسلام مین حق نجات حاصل نہین۔ اور باہم شیعہ وسنیون کے ۳۵ھ ہجری زمانہ قتل حضرت عثمان سے دشمنی شروع ہوئی جو آجتک قائم ہے اور غالبا یہہ دشمنی تا قیامت قائم رہیگی۔ افسوس صد افسوس کہ باوجود گذرجانے زمانہ درازکے آل رسول کی دشمنی آجتک دلون سے نہ نکلی اور اس دشمنی پر مسلمان ہونے کا دعوے کیا جاتا ہے۔

تنقیح نمبر ششم

امیر معاویہ کی نسبت شیعہ اور سنیون کے عقائد مین اختلاف کیون ہے

کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۹۵ مین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت معاویہ کی نسبت نیک گمان رکھنا ہر مومن کو ضرور ہے اور وہ رضی اللہ عنہ ہین۔

فرقہ شیعہ امامیہ اثناعشریہ کو حضرت معاویہ کے ساتھہ قلبی دشمنی ہے۔

یہی امران دونون فرقون مین مابہ النزاع ہے۔ لہذا امیر معاویہ کے اعمال اور افعال اور علما و اہل سنت کی تحریرات واحادیث نبوی سے جوذیل مین درج ہین نتیجہ نکال کر فیصلہ کرتا ہون۔

۱۔ سیرۃ الحمدیہ صفحہ ۴۴۹۔ وتاریخ الخلفا صفحہ ۱۴۹ مِنْ طَرِيْقِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِلَفْظِ مَا زِلْتُ اَطْمَعُ فِي الْخِلَافَةِ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ معاویہ نے بیان کیا کہ ہمیشہ مجھہ پر طمع خلافت غالب رہی۔

اس اقرار سے ثابت ہے کہ اسی طمع خلافت مین امیر معاویہ حضرت عثمان کا کرتہ خون آلودہ لوگون کو دکھلاکر حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے منحرف کرتے تھے اور لوگون کے

دلون مین دشمنی پیدا کرتے تھے - پس دشمنان حضرت علی کا گروہ تیار کرنیوالے حضرت معاویہ تھے اور بالتخصیص حضرت معاویہ کی ذات سے اس دنیا مین حضرت علی کی دشمنی پھیل گئی چونکہ اہل سنت امیر معاویہ کے مقلد و معتقد ہین -

بدینوجہ اونمین حضرت علی اور اولاد حضرت علی کی دشمنی کا اثر ابتک باقی ہے اور امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہین کیونکہ خلافت معاویہ کو دیگر پیشوایان اہل سنت برحق جانکر قبول کر چکے تھے جیسا کہ تنقیح نمبر چہارم مین ثابت کیا گیا ہے اور شیعہ حضرت علی علیہ السلام کے معتقد ہین اور اونکو اپنا پیشوا اور امام برحق اور خلیفہ بلا فصل سمجھتے ہین اور امیر معاویہ کو دشمن حضرت علی جانتے ہین بدینوجہ شیعون کو معاویہ کے ساتھہ قلبی عداوت ہے -

۲- دراسات اللبیت - وَنَهَىٰ مُعَاوِيَةُ مَنَعَ النَّاسَ جَبْرًا مِنْ أَنْ يَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ مَذْهَبِ عَلِيٍّ - معاویہ نے لوگون کو جبرًا منع کیا کہ جو روایت مذہب حضرت علی کے موافق ہو اوسپر نہ کوئی عمل کرے نہ موافق مذہب حضرت علی کوئی روایت کرے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے مذہب سے بالکل مخالف تہا اگر مخالف نہوتا تو معاویہ یہ نہ کہتے کہ مذہب علی کے موافق جو روایت ہے نہ اوسپر عمل کیا جاوے نہ موافق مذہب علی روایت کیجاوے اور اس بارہ مین لوگون پر جبر کیا جاتا تہا - اور مذہب حضرت علی کے پیرو صرف شیعہ تھے جو حضرت علی علیہ السلام کے مطیع اور فرمانبردار تھے - اور اونکے ہمراہ معاویہ و لشکر معاویہ سے لڑتے تھے اور آجتک حضرت علی علیہ السلام کو امام برحق جانتے ہین اور معاویہ سے دشمنی رکھتے ہین - اور معاویہ کے معتقد ہین اور اونکو خلیفہ برحق جانتے ہین اور رضی اللہ عنہ اسلئے اہل سنت مذہب حضرت علی کے معتقد نہین سمجھے جا سکتے

حضرت علی کا پیرو مذہب معاویہ کا پیرو نہیں قرار پا سکتا یہہ اجماع فریقین ہے۔
معاویہ کا مذہب دوسرا تہا حضرت علی کا مذہب دوسرا تہا جسکا اقرار خود معاویہ
کو ہے۔ دوسرے اس جبر کے ذریعہ سے حضرت علی علیہ السلام کے بیان و ہدایات
کو معاویہ نے مفقود بہی کیا تاکہ لوگ ہدایات سے محروم رہیں اس سے زیادہ اور
کیا ثبوت دشمنی ہوگا۔ اور جب معاویہ کا دشمن حضرت علی ہونا ثابت ہے تو:
اہل سنت جو معتقد معاویہ ہیں اور معاویہ کو خلیفہ برحق جانتے ہیں اور رضی اللہ
عنہ کہتے ہیں وہ بدرجہ اعلیٰ دشمنان حضرت علی سمجھے جاوینگے کیونکہ دشمن کا دوست
اور معتقد بہی دشمن ہی کہا جاتا ہے۔

۳- تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۲۱۲- کَانَ خُلَفَاءُ بَنِیْ اُمَیَّةَ یَسُبُّوْنَ عَلِیًّا مِنْ سَنَةِ اِحْدٰی وَاَرْبَعِیْنَ وَھِیَ السَّنَةُ الَّتِیْ خَلَعَ الْحَسَنُ فِیْھَا نَفْسَهٗ مِنَ الْخِلَافَةِ اِلٰی اَوَّلِ سَنَةِ تِسْعٍ وَتِسْعِیْنَ اٰخِرَ اَیَّامِ سُلَیْمَانَ ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ اَبْطَلَ ذٰلِكَ وَكَتَبَ اِلٰی نُوَّابِهٖ بِاَبْطَالِهٖ وَلَمَّا خَطَبَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَبْدَلَ السَّبَّ فِیْ اٰخِرِ الْخُطْبَةِ۔

ابتداء خلع خلافت امام حسن علیہ السلام از سنہ ۴۱ ہجری تا سنہ ۹۹ ہجری خلفاء بنی امیہ ہر
جمعہ کے خطبہ کے آخر میں ممبر و نیز بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کرتے تہے
سنہ ۹۹ ہجری میں عمر ابن عبد العزیز نے اسکو موقوف کیا۔ اہل لغت نے لفظ
سب کے معنی دشنام دادن لکہا ہے اور مسلمانوں کے عام محاورہ میں سب
و شتم کے معنی لعنت کرنا ہے۔ اسی بنا پر اہل سنت شیعوں کی نسبت کہا کرتے ہیں
کہ یہ لوگ سب صحابہ کرتے ہیں اسلئے انکو رافضی کہتے ہیں۔

۴- تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۱۳۱- میں بہی لبشرح صدر تذکرہ ہے۔

۵- تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۹۶- وَكَانَ مُعَاوِیَةُ وَعُمَّالُهٗ یَدْعُوْنَ

لِعُثْمَانَ فِی الْخُطْبَةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَسُبُّوْنَ عَلِیًّا وَلَمَّا کَانَ الْمُغِیْرَةُ مُتَوَلِّی الْکُوْفَةِ کَانَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ طَاعَةً لِمُعَاوِیَةَ فَکَانَ یَقُوْمُ حُجْرٌ وَجَمَاعَةٌ مَعَهُ فَیَرُدُّوْنَ عَلَیْهِ سَبَّهُ لِعَلِیٍّ فَلَمَّا وَلِیَ زِیَادٌ دَعَی لِعُثْمَانَ وَسَبَّ عَلِیًّا۔ معاویہ اور اوسکے عامل جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتے تھے حضرت عثمان کے واسطے اور لعنت کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام پر اور مغیرہ حاکم کوفہ بھی اطاعت معاویہ کے سبب واسطے خوشنودی معاویہ کے جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتا تھا واسطے حضرت عثمان کے معہ ایک جماعت کثیر کے اور لعنت کرتا تھا حضرت علی علیہ السلام پر اور جب حاکم ہوا زیاد تو اوسنے بھی وہی طریقہ اختیار کیا جو مغیرہ نے اختیار کیا تھا۔ اس واقعہ سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان کے دوست یقیناً دشمن حضرت علی ہین کیونکہ معاویہ اور زمانہ معاویہ کے وہ سب مسلمان جنہون نے اجماع کیا خلافت معاویہ پر بہ اطاعت معاویہ حضرت عثمان کی حق مین دعا کرتے تھے جو ثبوت اعتقاد کی دلیل کامل ہے اور لعنت کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام پر جو دشمنی کا ظاہری ثبوت ہے۔ اسلئے دوستان اور معتقدان حضرت عثمان کے دشمن علی ہونے مین کونسا شک باقی رہگیا اور دوستان ومعتقدان حضرت عثمان بجز اہل سنت کے اور کوئی فرقہ نہین ہے اور اسی فرقہ کا نام اول ناصبی تھا۔ جیسا کہ تنقیح نمبر پنجم مین لکھا گیا ہے۔

۶۔ مدارج النبوت جلد دوم محدثین اتفاق کردہ اند کہ ہیچ حدیثی ثابت نشد در فضیلت معاویہ۔ مذہب اہل سنت کی یہ ایک معتبر کتاب ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فضیلت معاویہ مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی اور جبکہ اہل سنت کے نزدیک فضیلت معاویہ مین کوئی حدیث ثابت نہین تو پھر دانستہ رضی اللہ عنہ کہنا دشمنی حضرت علی کی ایک واضح دلیل ہے۔

۷۔ دراساة اللبیب صفحہ ۴ قَالَ فَقُلْ الْمِقْدَادِ ابْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ وَعَمْرِو بْنِ الْاَسْوَدِ

سُفْیَانَ فَقَالَ یَا مُعَاوِیَۃُ عَمَّا دَ ہِمَتَ اِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ تُوُفِّیَ فَتَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ فَقَالَ یَا فُلَانُ اَتَعُدُّ مُصِیْبَۃً فَقَالَ لَہٗ وَلِمَ لَا اَرَاھَا مُصِیْبَۃً فَقَدْ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ حِجْرِہٖ فَقَالَ ھٰذَا مِنِّیْ وَحُسَیْنٌ مِنْ عَلِیٍّ قَالَ فَقَالَ الْاَسَدِیُّ جَمْرَۃٌ اَطْفَاھَا - جب فوت ہوئے امام حسین علیہ السلام کہا معاویہ نے کہ ایک چنگا ری تہی وہ اب خاموش ہوگئی -

اس ۰ ۰ تہ سے کوئی شک باقی رہا امیر معاویہ کے حضرت علی وا ولاد حضرت علی و خاندان رسالت کے دشمن جانی ہونے مین دشمن نہوتے تو امام حسن علیہ السلام کی وفات کا حال سنکر یہ کہتے کہ ایک چنگا ری تہی وہ خاموش ہوگئی - اور جب امیر معاویہ خاندان نبوت کے دشمن تہے تو اونکے دوست او معتقد بدرجہ اولی دشمن خاندان رسالت ہوئے اور امیر معاویہ کے دوست اور معتقد اہل سنت ہین جو امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہین -

۸ - مسلم جلد دوم صفحہ ۲۷۸ - عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَمَرَ مُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا تُرَابٍ معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو کہ تو کیون لعن نہین کرتا ابو تراب پر یعنے علی پر - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ لوگون کو حکم دیتے تہے کہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کرو اگر لعنت کرنیوالا یا حکم لعنت دینے والا دوستون مین شمار ہوگا تو پہر فعل سب وشتم کے سبب شیعہ خلفاء ثلثہ کے دشمن کیون سمجہے جاتے ہین کیونکہ فعل سب وشتم تو داخل دوستی ہین اسلئے شیعونکو بہی سب وشتم کے سبب دوستان خلفاء ثلثہ مین داخل کرنا چاہئے اور اگر شیعہ خلفاء ثلثہ کے دشمن ہین تو امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ضرور ہین اور دوستان و معتقدان حضرت معاویہ بدرجہ اولی دشمن حضرت علی سمجہے جاوینگے اور امیر معاویہ کے دوست

اور معتقد اہل سنت ہیں نہ شیعہ اسلئے اہل سنت کا شمار بھی بوجہہ اعانت امیر معاویہ دشمنان حضرت علی علیہ السلام میں ہوگا۔

۹۔ رُوِیَ اَبُو الحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ یُوسُفَ الْمَدَائِنِیُّ فِی کِتَابِ الْاَحْدَاثِ قَالَ کَتَبَ مُعَاوِیَةُ نُسْخَةً وَاحِدَةً اِلٰی عُمَّالِهٖ بَعْدَ عَامِ الْجَمَاعَةِ اَنْ بَرِئَتِ الذِّمَّةُ مِمَّنْ رَوٰی شَیْئًا مِنْ اَفْضَلِ اَبِی تُرَابٍ وَاَهْلِبَیْتِهٖ فَقَامَتِ الْخُطَبَاءُ فِی کُلِّ کُوْرَةٍ وَعَلٰی کُلِّ مِنْبَرٍ یَلْعَنُوْنَ عَلِیًّا وَیَبْرَؤُوْنَ مِنْهُ وَیَقَعُوْنَ فِیْهِ وَفِی اَهْلِبَیْتِهٖ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً حِیْنَئِذٍ اَهْلُ الْکُوْفَةِ لِکَثْرَةِ مَنْ بِهَا مِنَ الشِّیْعَةِ فَاسْتَعْمَلَ عَلَیْهِمْ زِیَادَ بْنَ سُمَیَّةَ وَهُوَ بِهِمْ عَارِفٌ لِاَنَّهٗ کَانَ مِنْهُمْ اَیَّامَ عَلِیٍّ فَقَتَلَهُمْ تَحْتَ حَجَرٍ وَمَدَرٍ وَاَخَافَهُمْ وَقَطَعَ الْاَیْدِیَ وَالْاَرْجُلَ وَسَمَلَ الْعُیُوْنَ وَصَلَبَهُمْ عَلٰی جُذُوْعِ النَّخْلِ وَشَرَّدَهُمْ عَنِ الْعِرَاقِ فَلَمْ یَبْقَ بِهَا مَعْرُوْفٌ مِنْهُمْ ثُمَّ کَتَبَ عُمَّالَهٗ نُسْخَةً وَاحِدَةً اِلٰی جَمِیْعِ الْبُلْدَانِ اُنْظُرُوْا مَنْ قَامَتْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةُ اَنَّهٗ یُحِبُّ عَلِیًّا وَاَهْلِبَیْتِهٖ فَامْحُوْهُ مِنَ الدِّیْوَانِ وَاَسْقِطُوْا عَطَاءَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَفَعَ ذٰلِکَ بِنُسْخَةٍ اُخْرٰی مَنِ اتَّهَمْتُمُوْهُ بِمُوَالَاةِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَنَکِّلُوْا بِهٖ وَاهْدِمُوْا دَارَهٗ فَلَمْ یَکُنِ الْبَلَاءُ اَشَدَّ وَلَا اَکْثَرَ مِنْهُ بِالْعِرَاقِ وَلَا سِیَّمَا بِالْکُوْفَةِ حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ مِنَ الشِّیْعَةِ لَیَاْتِیْهِ مَنْ یَثِقُ بِهٖ فَیَدْخُلُ بَیْتَهٗ فَیُلْقِیْ اِلَیْهِ سِرَّهٗ وَیَخَافُ مِنْ خَادِمِهٖ وَمَمْلُوْکِهٖ وَلَا یُحَدِّثُهٗ حَتّٰی مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَازْدَادَ الْبَلَاءُ وَالْفِتْنَةُ فَلَمْ یَبْقَ اَحَدٌ مِنْ هٰذَا الْقَبِیْلِ اِلَّا خَائِفٌ وَطَرِیْدٌ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ تَفَاقَمَ الْاَمْرُ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَیْنِ وَوَلِیَ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مَرْوَانَ فَاشْتَدَّ عَلٰی شِیْعَتِهٖ وَوَلّٰی عَلَیْهِمُ الْحَجَّاجَ بْنَ یُوْسُفَ فَفَعَلَ الْعَفْوَا فِرَ وَالدَّوَاهِیَ وَتَقَرَّبَ اِلَیْهِ النُّسُکُ وَالصَّلَاحُ بِبُغْضِ عَلِیٍّ وَاَهْلِبَیْتِهٖ

وَمُوَالَاتِهِ أَعْدَائِهِمْ حَتَّى إِنَّ إِذًا أَنَا وَقَفَ لَهُ فَيُقَالُ إِنَّهُ جَدُّ الْأَصْمَعِيِّ
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ قُرَيْبٍ فَصَاحَ بِهِ أَيُّهَا الْأَمِيرُ إِنَّ أَهْلِي عَقُّونِي عَلِيًّا وَإِنِّي فَقِيرٌ
بَائِسٌ وَأَنَا إِلَى صِلَةِ الْأَمِيرِ مُحْتَاجٌ فَتَضَاحَكَ لَهُ الْحَجَّاجُ وَقَالَ لِلُطْفِ مَا تَوَسَّلْتَ
بِهِ قَدْ وَلَّيْتُكَ مَوْضِعَ كَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي الْحَدِيدِ فِي شَرْحِهِ -

بعد خلافت امام حسن علیہ السلام کے جب معاویہ خلیفہ مقرر ہوا اور کل مسلمانون نے
اوسکی بیعت کرلی تب اوسنے اپنے عاملون کو لکھا کہ جو کوئی فضائل حضرت علی و اہلبیت
اطہار بیان کرے تم تبرا اور لعنت کرواؤ پس خطیبون نے منبرون پر حضرت علی
اور اہلبیت اطہار پر لعنت پڑھنا شروع کیا اور اوسوقت مین نہایت سخت
حال تہا شیعونکا اور زیاد بن سمیہ رفاقت حضرت علی مین رہا تہا اوسکو پتہر کے نیچے
دبواکر قتل کرڈالا اور ہاتہہ پیر اوسکے کاٹ ڈالے اور درخت مین باندہ کر لٹکا دیا
پس اوسوقت کوئی محب حضرت علی شیعہ کے و محب علی کے نام سے باقی نہ رہا تہا -
معاویہ نے اپنے عاملون کو لکہا کہ خیال رکہو جو محب علی و اہلبیت اطہار
تمہارے سررشتہ مین بصیغہ ملازمت پایا جاوے اوسکو موقوف کردو اور نام اوسکا
صیغہ ملازمت سے کاٹ دو - اور انعام و اکرام اوسکو ندو - اور جب کسی محب علی و اہلبیت
اطہار کو دیکہو بلا سخت مین مبتلا کرو - اور گہر اوسکا کہود کر گرادو پس اوسوقت مین
سخت زمانہ تہا شیعون پر حتی کہ جو شیعہ اپنے کسی دوست پر بڑا اعتبار رکہتا تہا اوسکے
گہر بطور مخفی جاتا تہا اور ملاقات کرتا تہا اور اپنے خدمتگار اور غلام اور کنیز سے بہی اپنا
مذہب پوشیدہ کرتا تہا اور ڈرتا تہا اور سخت قسمین لیتا تہا کہ اوسکا شیعہ ہونا
کسی پر ظاہر نہ کیا جاوے تاکہ اوسکا شیعہ ہونا اوسکے قتل کا باعث نہو وہ زمانہ
شیعون کے واسطے بہت سخت تہا کہ وفات پائی امام حسن علیہ السلام نے پس شیعون نے
بجبر تقیہ اختیار کیا اور بعد از شہادت امام حسن علیہ السلام عبدالملک بن مروان

خلیفہ ہوا اسکی خلافت مین اور زیادہ سخت زمانہ آیا شیعون پر اور اس زمانہ مین حکم تھا کہ لوگ تقویٰ اختیار کرین بہ بغض حضرت علی و اہلبیت اظہار۔

اس واقعہ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ نے ۴۱ھ ہجری مین خلیفہ ہو کر حکم عام جاری کر دیا کہ جو کوئی فضائل حضرت علی بیان کرے اوسکو قتل کر و چنانچہ زیاد بن سمیہ اسی رفاقت اور محبت حضرت علی کے جرم مین بڑی بیرحمی اور سختی کے ساتھہ قتل کیا گیا اول اوسکے دست و پا قطع کئے گئے وہ پھر زندہ جان تھے کہ ... دبا یا گیا جب اوسکی جان نکل گئی تو نعش اوسکی درخت مین بنظر شہرت لٹکائی گئی کہ لوگ دیکھکر عبرت پکڑین اور محبت حضرت علی کو دل سے نکالکر دشمنی حضرت علی و دشمنی اولاد علی پر تیار ہو جاوین۔ چنانچہ اس خوف سے اس زمانہ کے کل مسلمان بنا بر خوشنودی امیر معاویہ حضرت علی و اولاد علی کے ساتہہ اظہار دشمنی کرتے تھے اور فضائل حضرت علی کا ذکر اوس زمانہ مین بالکل بند ہو گیا تھا۔ اصحاب اور تابعین اور کل مسلمان بحکم امیر معاویہ اور واسطے خوشنودی امیر معاویہ کے علانیہ حضرت علی اور اولاد علی کے ساتہہ اظہار دشمنی کرتے تھے اور تبرا کرتے تھے کیونکہ کل امت کے اجماع سے امیر معاویہ خلیفہ مقرر ہوئے تھے بدینوجہہ کل امت بطیب خاطر امیر معاویہ کے حکم کی پیرو تھی۔ چونکہ شیعیان علی کے قتل کا حکم عام تھا اور اکثر شیعہ قتل بھی ہوئے لہذا شیعون نے بخوف جان و نقصان مال و بربادی خاندان تقیہ کیا اور بتقیہ امیر معاویہ کی بیعت کی مگر دلسے وہ حضرت علی اور اولاد علی کے دوست اور فرمانبردار بنے رہے۔ اہل سنت جو زیادہ تر شیعون کے مسئلہ تقیہ سے بیزار رہین اور اعتراض کرتے ہین اور کمال غیض و غضب اس مسئلہ تقیہ پر ظاہر کرتے ہین اوسکا اصلی باعث یہی ہے کہ عہد خلافت امیر معاویہ مین جسقدر اصحاب اور مسلمان تھے وہ سب شریک معاویہ ہو کر حضرت علی اور اولاد علی کی دشمنی ظاہر کرنے لگے تھے۔ اور

تبرا و لعن کرنے تھے حضرت علی و اولاد علی پر اور اس دشمنی کے سبب سب کے سب صحابہ و مسلمان ناصبی ہو گئے اور اسی طرح اسی برس کامل زمانہ خلافت عمر ابن عبد العزیز تک سب کے سب صحابہ و تابعین و کل مسلمان دشمنی حضرت علی کا اظہار کرتے رہے اور تبرا و لعن حضرت علی و اولاد علی پر کیا کرتے تھے۔ جب وقت آزادی آیا شیعہ ان لوگون کو دشمنی حضرت علی و اولاد علی کا الزام دینے لگے چونکہ اس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا تہا اسلئے اس الزام کا جواب بجز اسکے اور کچھہ نہ بن پڑتا تھا کہ تم بھی تو اس دشمنی مین شریک تھے اور تبرا و لعن کرتے تھے اسکے جواب مین شیعہ کہتے تھے کہ ہمنے مجبوری بغرض حفاظت جان و مال و خاندان تقیہ کیا تہا۔ اور یہ تقیہ سکوت اختیار کر لیا تہا اور دشمنان حضرت علی جو کچھہ برا کہتے تھے او سکو بمجبوری سن لیا کرتے تھے کیونکہ قوت انتقام نہ تھی مگر اپنی زبان سے کچھہ نہ کہتے تھے۔ اور تقاضائے عقل یہی ہے اور صبر و رضا کے یہی معنی ہے کہ دشمنون کے لعن طعن سنکر صبر و سکوت کرے اور حوالہ بخدا کر دے اسیکا نام مظلومی ہے چنانچہ جناب سید الساجدین کا واقعہ شاہد حال ہے دیکھو لواقح الانوار امام عبد الوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۳۴ - فی ترجمہ زین العابدین۔

فَلَمَّا دَخَلَ الزُّهْرِيُّ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ لَهُ لَيْسَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ حَيْثُ يَظُنُّ مِنْ جِهَةِ الْخِلَافَةِ إِنَّمَا هُوَ مَشْغُولٌ بِنَفْسِهِ وَبِعِبَادَةِ رَبِّهِ فَقَالَ نَعَمْ وَخَرَجَ يَوْمًا مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَبَّهُ فَبَالَغَ فِي سَبِّهِ فَبَادَرَتْ إِلَيْهِ الْعَبِيدُ وَالْمَوَالِي فَكَفَّهُمْ عَنْهُ وَقَالَ مَهْلًا عَلَى الرَّجُلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا سُتِرَ عَنْكَ مِنْ أَمْرِنَا أَكْثَرُ أَلَكَ حَاجَةٌ نُعِينُكَ عَلَيْهَا فَاسْتَحْيَى الرَّجُلُ

زہری تابعی نے عبد الملک خلیفہ مروانی سے کہا کہ حضرت زین العابدین کو خلافت کا دعوٰے نہین ہے بلکہ وہ تارک دنیا و مرجوع بفقر و قناعت ہین - ایکروز آپ مسجد سے

نکلے کہ ایک مرد نے آپ پر لعنت کی آپنے فرمایا مبارک باد آیا کچھہ تیری حاجت
ہی کہ مین اوسے بر لاؤن وہ شرمندہ اور خفیف ہوا اسیکا نام تسلیم و رضا و صبر
و شکر ہے اور اسیکی پیروی شیعہ کہتے تہے کہ سنکر صبر و سکوت کرتے تہے اور وقت موقع
ظاہر کرتے تہے کہ ہم حالت تقیہ مین سب کچھہ سن لیتے تہے اور صبر کرتے تہے مگر
دل سے ہم حضرت علی اور اولاد علی کے دوست اور مطیع اور فرمانبردار رہے اور اونکو
اپنا پیشوا اور امام جانتے رہے اس جواب کو سنکر ناصبی بمقابلہ شیعہ شرمندہ
ہوتے تہے اور کہتے تہے کہ شیعون کا فرقہ بڑا دغا باز ہے کہ تقیہ کے آڑ مین کسی
الزام کو اپنے اوپر عائد نہین ہونے دیتے اور دشمنی حضرت علی اور اولاد علی کا
الزام ہمارے ذمہ عائد کرتے ہین اور اس فعل دشمنی علی و اولاد علی سے اکثر لوگ
شرمندہ ہوتے تہے مگر چونکہ اونکے باپ دادا اور پیشوا اسی دشمنی علی اور اولاد علی مین
فوت ہو چکے تہے اور اس الزام سے اصحاب اور تابعین وغیرہ کوئی محفوظ نہ تہا بدین
وجہہ دوسری صدی ہجری مین نام ناصبی تبدیل کرکے سنت الجماعت نام رکہہ لیا۔
جسکی تصریح تنقیح نمبر پنجم مین کی گئی ہے۔ یہی خدا کی قدرت ہے کہ اہلسنت
تقیہ کے منکر ہین اگر اہل سنت مین بہی تقیہ جائز ہوتا تو دشمنان حضرت علیؑ کی
تعداد صحیح اسم دار ظاہر نہونے پاتی۔ انکار تقیہ نے نام بنام دشمنان حضرت
علی کا نام تبلادیا اور وہ سب اہل سنت کے پیشوا اور امام ہین اس الزامات
سخت سے برئیت حاصل کرنے کو اور شیعون کے اعتراضات سے بچنے کیواسطے
طرح طرح کی تدبیرین علماء اہل سنت نے کین مگر اصلی حال کب پوشیدہ رہ سکتا ہی
بعض عالمون نے اسی بنا پر راے دی کہ ذکر واقعات قتل حسنین حرام ہے بعض نے
راے دی کہ مجالس فضائل و مصائب کا منعقد کرنا بدعت سئیہ ہے بعضون نے
ظاہر کیا کہ خلافت و امامت معاویہ و یزید کی برحق ہے اور بعضون نے کہا کہ
...

وہ خلیفہ اور امام نہین بلکہ غاصب ہین یہ اختلاف اہل سنت مین اوسی اضطراب کے باعث پیدا ہوا کہ جو اونکے باپ دادون اور پیشواؤن کے ذمہ دشمنی حضرت علی و اولاد علی کا پورا پورا ثبوت ہو گیا تہا اسی اضطراب کی حالت مین امام شافعی ولا حضرت علی اور فضائل حضرت علی کا اقرار کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ولاء علی کا نام رفض ہے تو مین بہی رافضی ہون۔ کیونکہ اوس زمانہ مین جب شیعہ اہل سنت کو ناصبی یعنی دشمنان حضرت علی کے نام سے منسوب کرتے تہے تو اسکے جواب مین سنی شیعونکو رافضی کہتے تہے۔ اور رافضی اوسکو کہتے ہین جو اپنے امام کو چہوڑ دے اہل سنت کا مطلب اس رافضی کہنے سے یہ تہا کہ تمنے امیر معاویہ کی اور خلفاء ثلثہ کی بہ تقیہ بیعت کی تہی اور اصل مین تم اونکی امامت اور خلافت کے قبول کرنیوالے نہین ہو اسلئے تم رافضی ہو کہ جس امام کو کل مسلمانون نے اور اصحاب رسول نے قبول کیا تمنے اونکو چہوڑ دیا پس لفظ رافضی سے تو مطلب اہل سنت کا یہ ہے۔ مگر اصل مین رافضی نام اوس فرقہ کا ہے۔ جو زید شہید کے ساتہہ تہا اور جسنے زید شہید کی رفاقت کو ترک کرکے زید کو شہید کرا دیا اسکی تصریح اہل سنت کی کل کتابون مین درج ہے۔ ہے جو لوگ دیگر کتب کے دیکہنے سے عاجز ہین وہ غیاث اللغات مین اس لفظ رافضی کی تصریح دیکہہ لین کیونکہ اوسمین وجہہ تسمیہ لفظ رافضی کی درج ہے باوجود اس اضطراب اور پریشانی کے کہ اہل سنت نہایت مضطرب اور پریشان تہے الزام دشمنی حضرت علی سے جو اونکے باپ دادون اور پیشواؤنکی ذمہ عائد ہوتا تہا۔ تاہم دولت دنیا نے اونکو ترک مذہب اہل سنت یعنی فرقہ ناصبی سے جدا ہونے پر آمادہ نہ کیا کیونکہ حکومت اسلام کی قبضہ بنی امیہ و بنی عباس مین تہی۔ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ذخیرۃ الاظہار المہدی کی صفحہ ۱۳۲ مین لکہا ہے کہ لعنت بدترین نشان غضب الٰہی کا ہے جو شخص لعنت کرتا ہے وہ اوسی پر لوٹ کر

آتی ہے اسیواسطے اہل سنت کافر پر بہی لعنت نہین کرتے اس تحریر کی بناپر
یہ امر قابل استفسار ہے کہ امیر معاویہ نے اور جن لوگون نے اجماع کیا خلافت امیر
معاویہ پران سب نے ملکر جو اٹہاون برس تک حضرت علی اور اولاد علی پر لعنت
کی وہ لعنت اونہین لوگوںپر لوٹ کرگئی یا نہین۔ لیکن مولوی صاحب ممدوح
کی تحریر کی صداقت خاص اس مقام پر ہمکو بہی کرنی پڑی کہ وہ لعنت ضرور اون
لوگونپر لوٹی اور کیسی لوٹی کہ تمامی شیعہ کہ جنکا شمار کروڑون ہے اون لوگونپر
کہ جنہون نے حضرت علی اور اولاد علی کے ساتہہ دشمنی کی ۔ اونپر لعنت کی آجتک
برابر لعنت کرتے ہین بارہ سو برس تو لعنت کرتے گزرگئے اور غالبا یہہ لعنت
تا بہ قیامت ہوتی رہیگی۔ پس باہم شیعہ وسنیون کے دلی عداوت اور کینہ اور
فبض سکلہ ہجری زمانہ خلافت امیر معاویہ سے ظاہر ہونے لگا اور رفتہ رفتہ
بڑہتا چلا گیا اور آجتک قائم ہے۔ اہل سنت جو فضائل آل رسول و مصائب
آل رسول کو منع کرتے ہین اور بدعت سئیہ کہتے ہین اور خود بہی نہین کرتے یہ
نتیجہ ہے تعلیم اور پیروی امیر معاویہ کا امیر معاویہ نے بہی جبرا لوگون کو منع کیا تہا
کہ جو کوئی فضائل حضرت علی بیان کرے اوسکو قتل کرو۔ اسی حکم کی تعمیل آجتک
اہل سنت کرتے جاتے ہین کہ مجالس عزا و مجالس فضائل کے بند کرنے مین کوتاہی
نہین کرتے لڑنے جہگڑنے قتل وغارت وغیرہ پر ہر وقت تیار رہتے ہین جیسا
موقع پاتے ہین ویسا کرتے ہین۔ اور جو رسم شیعونپر ظلم کرنے کی بوجہہ رفاقت
و پیروی حضرت علی معاویہ نے جاری کی تہی اوسکی پیروی آجتک[1] اہل سنت مین ہوتی
ہے۔ اور اسپر بہی محبت آل رسول کا دعوےٰ کرتے ہین۔

۱۔ تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۲۹۴۔ وَفِی حَیٰوۃِ الْحَیْوَانِ قَالَ ابْنَ خَلْکَانَ
لَمَّا مَرِضَ الْحَسَنَ کَتَبَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ بِذٰلِکَ وَکَتَبَ اِلَیْہِ

مُعَاوِيَةُ أَنْ أَعْمِلِ الْمَطِيَّ إِلَى بِخَبَرِ الْحَسَنِ فَلَمَّا بَلَغَ مُعَاوِيَةَ مَوْتُهُ سَمِعَ تَكْبِيرٌ مِنَ الْخَضْرَاءِ فَكَبَّرَ أَهْلُ الشَّامِ كَذَلِكَ التَّكْبِيرَ فَقَالَتْ فَاخِتَةُ بِنْتُ قُرَيْظَةَ لِمُعَاوِيَةَ أَقَرَّ اللَّهُ عَيْنَكَ مَا الَّذِي كَبَّرْتَ لِأَجْلِهِ فَقَالَ مَاتَ الْحَسَنُ فَقَالَ أَعَلَى مَوْتِ ابْنِ فَاطِمَةَ تُكَبِّرُ فَقَالَ مَا كَبَّرْتُ شَمَاتَةً وَلَكِنْ اسْتَرَاحَ قَلْبِي ـ جب امام حسن علیہ السلام بیمار ہوئے مروان نے عرض بھیجی نزد معاویہ با اطلاع بیماری امام حسن علیہ السلام اسکے جواب میں معاویہ نے لکھا کہ جب ختم ہوجاوین یعنی فوت ہوجاوین فوراً خبردینا جب معاویہ کو خبروفات ملی باآواز بلند تکبیر کہی اور اہل شام نے بہی تکبیرین کہین اسپر بی بی فاختہ نے کہا کہ ایسی تکبیر کہنے کا کیا سبب ہے معاویہ نے بطور طعن کے کہا کہ بنی فاطمہ کی موت سب سے اعلیٰ ہے اور اس موت سے میرے قلب کو راحت ملی ـ

عرب مین دستور ہے کہ جب کوئی شخص اپنے مخالف پر فتح پاتا ہے تو اوس فتح کی خوشی مین باواز بلند تکبیر کہتا ہے معاویہ نے بہی اور اہل شام نے اوسی دستور کے مطابق باواز بلند تکبیرین کہین یہی سبب تہا بی بی فاختہ کے استفسار کا جسکا مطلب یہہ ہے کہ کون سی خوشی حاصل ہوئی کہ باواز بلند تکبیر کہنے کی ضرورت ہوئی معاویہ نے جواب دیا کہ حسن ابن علی فوت ہوئے اونکی وفات سے میرے قلب کو راحت ملی ـ اس اقرار سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو بدرجہ نہایت آل رسول کے ساتھہ دشمنی تہی اگر دشمنان آل رسول ہی کا لقب رضی اللہ عنہ ہے تو ہر سنی رضی اللہ عنہ اگر کہا جاوے تو کیا عجب ہے پہر یزید کو اور قاتلان حسین کو اہل رضی اللہ عنہ کے لقب سے کیوں محروم کرتے ہین ـ

۱۱ ـ تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۹۲ ـ ذکر تسلیم الحسن الامر الی معاویۃ قَالَ الْحَسَنُ أَنْ لَا يَسُبَّ عَلِيًّا فَلَمْ يُجِبْهُ إِلَى الْكَفِّ عَنْ سَبِّ عَلِيٍّ ـ

امام حسن علیہ السلام نے وقت ترک خلافت معاویہ سے کہا کہ تو لعن کرنا حضرت علی پر موقوف کر معاویہ نے اس شرط کو قبول نہین کیا اور کہا کہ مین لعنت کرنا علی پر ترک نہ کرونگا۔
اس واقعہ سے ثابت ہے کہ معاویہ کوکسدرجہ بغض شدید تہا حضرت علی علیہ السلام کے ساتھہ کہ ترک لعنت کو قبول نہ کیا اور یہہ بہی ثابت ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو بہ مجبوری صلح کرنی پڑی اگر صلح نہ کرتے تو دین اسلام ' ج جنگ جدال مین ختم ہوجاتا ورنہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ امام حسن علیہ السلام اپنے اور اپنے باپ اور اپنے بہائی کے دشمن جانی سے صلح کرتے۔ مگر آتش فتنہ وفساد کے ٹہنڈا کرنے کو صلح کی تہی تاکہ دین اسلام برپا رہہوا ور یہ حجت تا بہ قیامت قایم رہے۔ کہ باوجود دست برداری پہر بہی ظالمون کے دل سے دشمنی کم نہوئی اور نوبت شہادت امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام پہونچی اور اسیطرح دیگر امام زہر سے شہید کئے گئے۔
۱۲- تاریخ ابن خلکان فی ترجمہ ابوعبدالرحمن نسائی۔ وَأُخْرِجَ إِلَى دِمَشْقَ فَسُئِلَ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَمَا رُوِيَ مِنْ فَضَائِلِهِ فَقَالَ أَمَا يَرْضَى أَنْ يَخْرُجَ مُعَاوِيَةُ رَأْسًا بِرَأْسٍ حَتَّى يُفَضَّلَ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى مَا أَعْرِفُ لَهُ فَضِيلَةً إِلَّا لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَكَ وَكَانَ يَتَشَيَّعُ فَمَا زَالُوا يَدْفَعُونَ فِي خُصْيَتِهِ حَتَّى أَخْرَجُوهُ مِنَ الْمَسْجِدِ۔
امام نسائی کو شامیون نے بوجہ اظہار فضائل حضرت علی علیہ السلام مار ڈالا۔ اور امام نسائی نے کہا کہ معاویہ اگر آتش نار سے نجات پاوے تو غنیمت جانو اور اوسکے حق مین فضیلت کیا ہوگی۔
امام نسائی اصحاب ستہ مین سے ہین اور اہل سنت انکو افضل العلماء کہتے ہین امام نسائی کو معاویہ کی نجات کا بہی یقین نہ تہا اور رکہتے تہے کہ معاویہ مین کوئی فضیلت

نہ تھی۔ انکے بھی خلاف مولوی محمد جہانگیر خانصاحب معاویہ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اور اونکو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ دوسرے رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ جسنے دشمنی کی علی سے وہ میرا دشمن ہے اور میرا دشمن دشمن خدا ہے۔ اور علی پر جو لعنت کرے وہ علی کا دشمن ہے۔ پس حضرت علی اور اولاد حضرت علی پر لعنت کرنا معاویہ کا۔ اور کل مسلمانوں کو حکم لعنت دینا ثابت ہے پس دشمن خدا کو رضی اللہ عنہ کہنا اور نیک اعتقاد اونکے ساتھہ رکھنا اونہیں لوگونکا کام ہے جو بظاہر اقرار اسلام کریں اور دلسے توحید اور نبوت کے منکر ہوں۔ تیسرے شامیونکا بغض محتاج ثبوت نہیں کہ امام نسائی کو فضائل حضرت علی بیان کرنے پر قتل کیا جسکے خوف سے سب لوگ ساکت تھے اور شیعوں کو تقیہ کرنا پڑا تھا اور جو لوگ تقیہ کو برا کہتے ہیں وہ بطیب خاطر شامیوں کے شریک ہو گئے تھے اور حضرت علی اور اولاد حضرت علی پر لعنت کیا کرتے تھے اور اس رسم نے یہانتک استحکام پایا کہ اب تک اہل سنت شیعونسے معترض ہوتے ہیں جب وہ مجالس میں فضائل حضرت علی بیان کرتے ہیں اور بمقابلہ فضائل حضرت علی کے اہل سنت فضائل شیخ عبدالقادر جیلانی بیان کرتے ہیں اور مصائب آل رسول بیان کرکے جو شیعہ گریہ و زاری کرتے ہیں اوسکے جواب میں اہلسنت مجالس رقص و سرود برپا کرکے حال و قال میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور جسطرح شیعہ بزم عزا کو داخل عبادت کہتے ہیں اوسکے مقابلہ میں اہل سنت مجلسہ حال و قال کو کہ جسمیں رقص و سرود ہوتا ہے داخل عبادت تبلاتے ہیں۔

۱۲۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۸۔ وَاَخْرَجَ السِّلَفِیُّ فِی الطُّیُوْرِیَّاتِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ سَئَلْتُ اَبِیْ عَنْ عَلِیٍّ وَمُعَاوِیَةَ فَقَالَ اَعْلَمُوْا اَنَّ عَلِیًّا کَانَ کَثِیْرَ الْاَعْدَاءِ فَفَتَّشَ لَهٗ اَعْدَاءُهٗ عَیْبًا فَلَمْ یَجِدُوْا فَجَاءُوْا اِلٰی رَجُلٍ قَدْ حَارَبَهٗ وَقَاتَلَهٗ فَاَطْرُوْهُ کَیْدًا مِنْهُمْ۔

حضرت علی علیہ السلام کے دشمن کثرت سے تھے اور دشمنون نے چاہا کہ کوئی عیب تلاش کرکے لگاوین مگر کچھہ نہ پایا اس عداوت کا نتیجہ یہہ ہوا کہ صفین مین براہ مکر و دغا بازی خونریزی کی نوبت پہونچی۔

تاریخ الخلفا کی معتبری کو تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بہی تسلیم کر چکے ہین۔ پس واقعہ مندرجہ تاریخ مذکور سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن بکثرت تھے اور متلاشی تھے کسی عیب کے کہ اونپر لگایا جاوے جب کچھہ نہ پایا تو حضرت عمر نے بہی ایک عیب لگا دیا کہ حضرت علی مین خوش طبعی اور حرص خلافت زیادہ ہے اسلئے وہ قابل خلافت نہین ہین جیسا کہ تنقیح نمبر پنجم مین ظاہر کیا گیا ہے پس یہ امر محتاج ثبوت نرہا کہ حضرت علی علیہ السلام بوجہہ کثرت دشمنان خلافت سے محروم کئے گئے۔ اور حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہوئے اور انجام اوسکا براہ دغابازی و مکر جنگ صفین کی خونریزی ہوئی اور بانی اس خونریزی کے حضرت عمر ہوئے نہ حضرت علی علیہ السلام کو خلافت سے بوجہہ دشمنی محروم کرتے نہ نوبت جنگ صفین و معرکہ کربلا کی پہونچتی نہ ایک مذہب اسلام کے مختلف مذہب قائم ہوتے۔ پس یہہ دشمنی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھہ نہین تہی بلکہ دین اسلام کے ساتھہ تہی اسیواسطے بارہا رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ علی کا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن دشمن خدا ہے اور جسنے جنگ کی علی سے اوسنے جنگ کی مجھہ سے اور جسنے ایذا دی علی کو اوسنے ایذا دی مجھے اور جسنے لعنت کی علی پر اوسنے مجھہ پر لعنت کی اور میرا لعنت کرنیوالا کافر ہے۔ ان احادیث کی نقل دیگر تنقیحات مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے کی گئی ہے۔ پس بار بار اس تاکید سے آنحضرت کی غرض یہہ تہی کہ دین اسلام مین اختلاف نہ پڑنے پاوے اگر خاندان نبوت مین خلافت رہیگی تو دین مین اختلاف نہ پڑنے پاویگا۔ مگر افسوس ہے کہ امت نے حکم

خدا و حکم رسولخدا کی نافرمانی کی اور اسلام کی قوت اور شوکت کو طمع دنیا مین پڑکر برباد کردیا جسکے سبب سے ایک مذہب مختلف فرقون مین تقسیم ہوگیا۔

مین سخت متعجب ہون کہ اہل سنت کے معتبر علما لکھ رہے ہین کہ وفات رسولخدا کے بعد اہلبیت رسولخدا صلعم کے مخالف اصحاب نے اتفاق کرلیا تھا کہ حکومت خاندان رسالت سے علحدہ کرلیجاوے اور حضرت علی مرتضی تک خلافت نہ پہونچنے پاوے اور خاندان رسالت سے حکومت نکالنے اور حضرت علی مرتضی کو خلافت سے محروم کرنے کی غرض سے اہلبیت رسول کو سخت ایذا پہونچائی گئی اسپر بھی اہل سنت اہلبیت رسول کے ایذا رسانون کو مومن اور پیشوا دین بتلاتے ہین اور اسپر آمادہ بجنگ وجدال ہوتے ہین اور اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور خوف قیامت سے بالکل نہین ڈرتے اور اس بات کا خیال نہین کرتے کہ خاندان رسالت سے جو براہ دشمنی حکومت نکالی گئی اوسکا انجام اختلاف مذہبی ہے مگر اسپر بالکل خیال نہین کرتے چنانچہ میرے اس بیان کی تائید مین مسعودی کی مروج الذہب مین روایت مندرجہ ذیل قابل غور ہے۔

مروج الذہب مسعودی صفحہ ۱۶۶ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم ۔ وَقَالَ الْمِقْدَادُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُوذِيَ بِهِ أَهْلُ هَذَا الْبَيْتِ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَمَا أَنْتَ وَذَاكَ يَا مِقْدَادُ فَقَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّهُمْ لِحُبِّ رَسُولِ اللهِ وَأَنَّ الْحَقَّ مَعَهُمْ وَفِيهِمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَعْجَبُ مِنْ قُرَيْشٍ وَأَنْتَ تَطَوُّلُهُمْ عَلَى النَّاسِ بِفَضْلِ أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلَى نَزْعِ سُلْطَانِ رَسُولِ اللهِ بَعْدَهُ مِنْ أَيْدِيهِمْ أَمَا وَايْمُ اللهِ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَوْ أَجِدُ عَلَى قُرَيْشٍ أَنْصَارًا لَقَاتَلْتُهُمْ كَقِتَالِي إِيَّاهُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ترجمہ۔ اور کھڑے ہوئے حضرت مقداد اور فرمانے لگے کہ وفات رسول اللہ صلعم کے بعد جیسی ایذا انکے اہلبیت کو دی گئی اونکے مانند کوئی بشر مبتلاء ایذا

نہین ہوا۔ پس کہا عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت مقداد سے کہ تم کو ان امور مین کیا دخل ہے۔ جواب دیا حضرت مقداد نے کہ قسم ہے خدا کی ہم اہلبیت رسول کو بوجہہ محبت رسول خدا صلعم دوست رکہتے ہین یہ لوگ حق کے ساتہہ ہین۔ اور حق بیچ انکے ہے اے عبدالرحمٰن تعجب ہے قریش سے کہ تو غلبہ دے رہا ہے غیروںکو خاندان رسالت پر اور تملوگون نے اتفاق کر لیا ہے اسبات پر کہ وفات رسول اللہ کے بعد سلطنت خاندان رسالت سے نکال لو۔ اے عبدالرحمٰن قسم ہے خدا کی کہ اگر مجھکو انصار و معین ملتے تو مین قریش سے اوسیطرح جدال و قتال کرتا جیسا کہ رسول خدا کے ہمراہ رہکر جدال و قتال قریش کے ساتہہ کیا تہا۔ اس مقام پر حجت الاسلام امام غزالی کی روایت بہی قابل غور ہے جسکو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ مین نقل کیا ہے۔

۱۳۔ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۰۵۔ مَاذَکَرَہُ الْغَزَالِیُّ اَنَّہٗ لَمَّا انْقَرَضَ عَہْدُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَہْدِیِّیْنَ اَفْضَتِ الْخِلَافَۃُ اِلٰی قَوْمٍ تَوَلَّوْھَا بِغَیْرِ اسْتِحْقَاقٍ وَّ لَا اسْتِقْلَالٍ بِعِلْمِ الْفَتَاوٰی وَالْاَحْکَامِ فَاضْطُرُّوْا اِلَی الْاِسْتِعَانَۃِ بِالْفُقَہَآءِ وَ اِلَی اسْتِصْحَابِہِمْ فِیْ جَمِیْعِ اَحْوَالِہِمْ وَقَدْ کَانَ بَقِیَ مِنَ الْعُلَمَآءِ مَنْ ھُوَ مُسْتَمِرٌّ عَلَی الطِّرَازِ الْاَوَّلِ وَمُلَازِمٌ صَفْوَ الدِّیْنِ وَکَانُوْا اِذَا طُلِبُوْا ھَرَبُوْا وَ اَعْرَضُوْا فَرَاٰی اَہْلُ تِلْکَ الْاَعْصَارِ عِزَّ الْعُلَمَآءِ وَ اِقْبَالَ الْاَئِمَّۃِ عَلَیْہِمْ مَعَ اِعْرَاضِہِمْ فَاشْرَاَبُّوْا لِطَلَبِ الْعِلْمِ تَوَصُّلًا اِلٰی نَیْلِ الْعِزِّ وَدَرْکِ الْجَاہِ فَاَصْبَحَ الْفُقَہَآءُ بَعْدَ اَنْ کَانُوْا مَطْلُوْبِیْنَ طَالِبِیْنَ وَ بَعْدَ اَنْ کَانُوْا اَعِزَّۃً بِالْاِعْرَاضِ عَنِ السَّلَاطِیْنِ اَذِلَّۃً بِالْاِقْبَالِ عَلَیْہِمْ۔

حجت الاسلام امام غزالی سے حجت البالغہ مین روایت ہے کہ جب زمانہ خلفاء راشدین کا ختم ہوگیا اور خلافت آگئی اوس قوم مین کہ جنکو کچھہ استحقاق نہ تہا اور علم

احکام واقضا ء علما ء اونکو حاصل نہ تہا۔ بس وہ خلفا ء مضطرب ہوکر طالب اعانت فقہا ء کے ہوئے اور باقی رہا علم علما ء مین مثل طور وطریق صحابہ کے عمل حدیث پر بدون قیاس کے اور اوس زمانہ کے علما ء نے دیکہا کہ عزت ودولت خلفا ء کی رضامندی پر ہے پس واسطے خوشنودی خلفا ء غیر مستحقین کے مسائل مین قیاس داخل کردیا تاکہ بحث اور تقریر کو گنجایش ملے۔

یہ شہادت ایک بہت بڑے عالم مذہب اہل سنت امام غزالی کی ہے کہ جو مذہب اہل سنت مین محبت الاسلام ہین۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علما ء نے واسطے حصول عزت و دولت خلفا ء کے رضامند کرنے کو مسائل مین قیاس داخل کرکے تقریرین کرنا شروع کین اور غیر مستحقین کو واسطے خوشنودی خلفا ء وقت کے مستحق ثابت کرنا شروع کردیا۔ انہین عالمون نے بذریعہ قیاسات فرقہ ناصبی ومعتزلہ وماتریدی کو تبدیل نام کرکے سنت الجماعت نام رکہا اور قیاسات کے ذریعہ سے اسقدر اسلام مین تغیر پیدا کردیا کہ عوام الناس حق و باطل مین تمیز نہین کرسکتے گمراہی مین پڑے ہوئے ہین اور انہین قیاسات نے اختلاف مذہبی کو ترقی دی اور جب لوگون کو اپنے عالمون کی تقریرون مین بذریعہ قیاس بحث کی گنجائش ملی تب ہر شخص کو حوصلہ پیدا ہوگیا کہ جو دل مین آتا ہے قرآن اور حدیث کے معنی پیدا کرکے جاہلون کو گمراہ کرتا ہے انہین خوشامد کرنیوالے عالمون کے قیاسات نے دوازدہ امام کو معطل کردیا تہا اور خلقت کو اونکی جانب رجوع نہ ہونے دیا تہا اور خود امام بنے اور امام بنکر عزت اور دولت حاصل کی اور اس عزت اور دولت نے ہر شخص کو دعوی امامت وولایت بنادیا چنانچہ فرقہ اہل سنت مین ہر قوم کے لوگ بکثرت امام بن گئے اور مذہب حنفی وشافعی وحنبلی ومالکی جاری ہوگئے ہین اور پیری اور مریدی کے گہر گہر چرچے پہیل گئے۔ رقص وسرود کی محفلین بے تکلف جاری

ہوگئیں یہ سارا نتیجہ انہیں قیاسات کا ہے جو حضرت علی اور اولاد حضرت علی کے حقوق کو ثابت نہیں ہونے دیتا اور غیر مستحقین کے خلافت کا عوام کو معتقد اور پیرو بنائے ہوئے ہے ۔

جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے بھی اپنے اونہیں بزرگون کی تقلید مین قیاس سے کام لیا ہے انوار الہدےٰ مین جو ثبوت خلافت بلا فصل کے دلائل قرآن اور حدیث سے لکھے گئے ہین اون ثبوتون کی تردید مین تو کوئی تاویل بھی نہ کرسکے مگر حسب منتقدا خود قیاس کو وسعت دیکر قیاسی دلائل پر بلا کسی ثبوت کے ہر کے مذہب سنت کے حق ہونیکا دعوےٰ کردیا ہے اور شیعون کو گالیان سنادی ہین ۔

۱۵۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۷ ۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَ قَدْ اَخْرَجَهُ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْكَنْجِيُّ الشَّافِعِيُّ مُحَدِّثُ الشَّامِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَخْرَجَهُ الْحَافِظُ الْيَمَنِيُّ عَنْ عَمْرِو الْاَسْلَمِيِّ وَاَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارٍ وَاَخْرَجَهُ الْخَطِيْبُ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ۔

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص لعنت کرے علی پر او سنے لعنت کی مجھ پر ۔

۱۶۔ ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۳۲ ۔ عَنْ عَلِيٍّ فَقَالَ لَقَدْ عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ اَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ ۔

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ یا علی دوست تمہارا مومن ہے اور دشمن تمہارا منافق ہے

۱۷۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۱۱۷ ۔ وَاَخْرَجَ اَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ مَنْ اٰذٰى عَلِيًّا فَقَدْ اٰذَانِيْ وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ فَقَدْ اَحَبَّ اللهَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللهَ ۔

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جسنے ایذا دی علی کو اوسنے ایذا دی مجھکو اور جسنے محبت کی علی سے اوسنے محبت کی مجھ سے اور محبت کی خدا سے اور جسنے دشمنی کی علی سے اوسنے دشمنی کی مجھ سے اور دشمنی کی خدا سے۔

۱۸- قولہ تعالیٰ - اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ

اَخْرَجَ الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّیْنِ الزَّرَنْدِیُّ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلْعَمْ لِعَلِیٍّ ھُوَ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ رَاضِیْنَ مَرْضِیِّیْنَ وَیَاْتِیْ عَدُوُّکَ غِضَابًا مُقْمَحِیْنَ فَقَالَ مَنْ عَدُوِّیْ قَالَ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْکَ وَلَعَنَکَ

حافظ جمال الدین آیہ مذکورہ کی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ جسوقت نازل ہوئی یہ آیہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ یا علی اس آیہ سے مراد تم اور تمہارے شیعہ ہین بروز قیامت شیعہ تمہارے مسرور آوینگے اور دشمن تمہارے غصہ ور رنج کی ہین آوینگے۔ اور دشمن تمہارے وہ ہین جو تمسے تبرا کرتے ہین اور تمپر لعنت کرتے ہین۔

۱۹- ملل نحل شہرستانی صفحہ ۹۰- فَمَنْ اَنَّ الْاِمَامَۃِ تَثْبُتُ بِالْاِتِّفَاقِ وَالْاِخْتِیَارِ قَالَ بِاِمَامَۃِ کُلِّ مَنِ اتَّفَقَتْ عَلَیْھَا الْاُمَّۃُ جَمَاعَۃٌ مُعْتَبَرَۃٌ مِّنَ الْاُمَّۃِ اِمَّا مُطْلَقًا وَاِمَّا بِشَرْطِ اَنْ یَّکُوْنَ قُرَشِیًّا عَلٰی مَذْھَبِ قَوْمٍ فَقَالَ بِاِمَامَۃِ مُعَاوِیَۃِ وَاَوْلَادِہٖ وَبَعْدَھُمْ بِخِلَافَۃِ مَرْوَانَ وَاَوْلَادِہٖ -

امام ابو الفتح عبد الکریم شہرستانی کتاب ملل ونحل مین لکھتے ہین کہ امام مقرر ہوتا ہے اتفاق اور اختیار سے اور ہر شخص کی امامت قبول کی گئی ہے اجماع امت کے سبب سے اسلئے امامت معاویہ و یزید پسر معاویہ اور اونکے بعد امامت مروان واولاد مروان بہی واجب التسلیم ہے۔

۲۰- دیوان حضرت علی علیہ السلام صفحہ ۱۳۹- اَقْبِرْ تَبْکُوْ وَلَا اَدْرِیْ مُعَاجِ یَا

اَلْخَنْزِيْرُ الْمَيْنُ الْعَتِلُ الْعَاوِيَةُ سَوْفَ يَهْوِيْ بِهِ فِي النَّارِ اُمُّ هَاوِيَةٌ + جَاوَبَهٗ فِيْهَا كِلَابٌ عَاوِيَةٌ

ان اشعار میں حضرت علی علیہ السلام نے امیر معاویہ کو ناری و سگ کہا ہے۔

۲۱- شرح ابن الحدید معتزلی - جلد دوم صفحہ ۳۴۲ - وَمِنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَطْلُعُ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِيْ يُحْشَرُ عَلٰى غَيْرِ مِلَّتِيْ فَطَلَعَ مُعَاوِيَةُ وَمِنْهَا الْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ الْمَرْفُوْعُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ مُعَاوِيَةَ فِيْ تَابُوْتٍ مِنْ نَارٍ فِيْ دَرْكٍ مِنْ جَهَنَّمَ يُنَادِيْ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يُقَالُ لَهٗ آلْاٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ هٰكَذَا ذَكَرَهُ الطَّبَرَانِيُّ —

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ معاویہ کی موت غیر شریعت پر ہوگی یعنی مسلمان فوت نہوگا - اور یہہ حدیث مشہور اور مرفوع ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ معاویہ ایک صندوق آتشی میں طبقہ جہنم میں ہوگا اور چلاویگا یا حنان یا منان پس ملائکہ جواب دینگے کہ اب خدا کو پکارتا ہے تونے خدا کی نافرمانی کی اور تو مفسدین میں سے تھا اور اسی سزا کے لائق ہے - اور اسیطرح یہہ ذکر کیا ہے طبرانی نے -

۲۲- دمیثر المهدیہ صفحہ ۵۷ - وَفِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ قُتِلَ حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ الْكِنْدِيُّ وَخَمْسَةٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِاَمْرِ مُعَاوِيَةَ كَانُوْا رُفَقَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ الخ

سنہ ۵۱ھ ہجری میں حجر ابن عدی اور پانچ کس اصحاب رسول اللہ صلعم بجرم رفاقت علی بحکم معاویہ قتل ہوئے -

ملاں جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ذرا توجہ فرمائے کہ آپکے اور آپ کے ہم مذہبوں اور آپکے پیشوا و خلیفہ برحق حضرت معاویہ کے نزدیک دشمنی حضرت علی و دشمنی اولاد علی تو باعث ثواب ہے - اگر ثواب نہوتا تو حضرت علی و اولاد علی پر اسّی برس تک لعنت نہوتی - اصحاب رسول اللہ رفاقت حضرت علی میں قتل نکئے جاتے ابن ملجم کی تلوار سے حضرت علی شہید نہوتے امام حسن علیہ السلام کو زہر نہ دیا جاتا

امام حسین علیہ السلام مثل گوسفند ان قربانی ذبح نکئے جاتے گو سفندان قربانی کو تو وقت ذبح دانہ و پانی بھی دیدیتے ہین ۔ مگر حسین تو تین دن کے بھوکے اور پیاسے ذبح کئے گئے ۔ حسین ہی کے ذبح پر اکتفا نہین کیا گیا ۔ بلکہ شش ماہہ بچہ علی بھی نشانہ تیر بنا یا گیا ۔ یہہ انتہائے دشمنی ہے ۔ بھلا یہہ دشمنی تو آپ نے اور آپ کے پیشوایان دین نے داخل خطاء اجتہادی فرمائی جس خطاء اجتہادی کا مطلب آجتک کوئی ذی فہم نہ سمجھا نہ آپ کے پیشوا نے اس خطاے اجتہادی کی آجتک توضیح کی ۔ آپنے کوئی توضیح فرمائی مین اس خطاء اجتہادی کی توضیح کا بڑا مشتاق ہون آپ کے اور آپ کے مذہبی عالمون کی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ ذرا اس خطاء اجتہادی کی توضیح تو کردیجئے کہ خطاء اجتہادی کسکو کہتے ہین اور معاویہ مجتہد کیونکر ہے اور مجتہد اور خلیفہ و امام مین کیا فرق ہے اور ہر ایک کا جداگانہ منصب درکام کیا ہے ۔ اور شخص واحد مین یہ تینون اوصاف کیونکر جمع ہوسکتے ہین کہ زمانہ واحد مین وہ مجتہد بھی سمجھا جاوے اور امام بھی مانا جاوے اور خلیفہ بھی قرار پاوے ۔ لیکن آپ اصحاب رسول اللہ کو بلا تخصیص عامتًا قابل درود قرار دیتے ہین تو یہہ پانچ صحابہ جو بجرم رفاقت حضرت علی بحکم معاویہ قتل ہوئے جسکا ذکر سیرۃ المحمدیہ سے نقل کیا گیا انکے قتل کا بھی کوئی مواخذہ امیر معاویہ سے ہوگا یا نہین اگر امیر معاویہ ان اصحاب کے خون سے بھی آپکے اور آپ کے ہم مذہبون کے نزدیک قابل رحمت اور لائق درود ہین تو شیعہ جن اصحاب پر تبرا کرتے ہین تو آپ کے مذہبی اصول کے مطابق تو شیعہ بھی قابل رحمت ہین ۔ کیونکہ جب قتل اصحاب قابل رحمت قرار پایا تو وہ اصحاب جو برا کہنے کے لائق ہین انکا برا کہنا تو بدرجہ اولیٰ قابل رحمت قرار پاویگا دوسرے یہ بات تبلادیجیے کہ ابو شحمہ خلف حضرت عمر خلیفہ دوم بہیرا ہی امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام سے بعوض خون

عثمان لڑے اور حضرت علی علیہ السلام قتل ہوئے تو ابو تحمہ کا شمار ناجیون مین ہو
یا ناریون مین اور جو لوگ برفاقت امیر معاویہ حضرت علی و لشکر علی علیہ السلام سے
ہاتھ سے قتل ہوئے وہ سب ناجی تھے یا ناری کیونکہ جناب رسالت مآب صلعم کی حدیث
معتبر ہے کہ جو لڑے علی سے وہ دوزخی ہے مسلم جلد دوم صفحہ ۳۰۹ عَنِ الْاَحْنَفِ
بْنِ قَیْسٍ قَالَ خَرَجْتُ وَاَنَا اُرِیْدُ ھٰذَا الرَّجُلُ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرَۃَ فَقَالَ
اَیْنَ تُرِیْدُ یَا اَحْنَفُ قَالَ قُلْتُ اُرِیْدُ نَصْرَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَعْنِیْ
عَلِیًّا قَالَ فَقَالَ لِیْ یَا اَحْنَفُ اِرْجِعْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِذَا تَوَجَّہَ
الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ — یہ حدیث صحیح مسلم سے
نقل کی گئی ہے جو اہل سنت مین قرآن کے بعد اعلیٰ و افضل سمجھی جاتی ہے۔ اس
حدیث سے ثابت ہے کہ علی سے لڑنیوالا اور علی کی تلوار سے جو قتل ہو وہ دوزخی ہے
اس بارہ مین مولوی صاحب کیا ارشاد فرماتے ہین کہ جو اصحاب بہمراہی حضرت عائشہ
جنگ جمل مین حضرت علی علیہ السلام کی تلوار سے قتل ہوئے اور جو اصحاب جنگ صفین
مین بہمراہی امیر معاویہ حضرت علی علیہ السلام کی تلوار سے قتل ہوئے وہ سب ناری
تھے یا ناجی اور یہی اصحاب اہل سنت کے نزدیک قابل درود سمجھے جاتے ہین۔ یا
وہ اصحاب دوسرے تھے۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۱۷۲۔ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ
بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِعَلِیٍّ
اِنَّکَ تُقَاتِلُ عَلَی الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتَ عَلٰی تَنْزِیْلِهٖ ۔ یہ حدیث مستند و صحیح ہے
کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ یا علی تم لڑوگے موافق تنزل قرآن کے۔
پس اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام جو حضرت عائشہ اور معاویہ سے
لڑے موافق تنزل قرآن یعنی حسب فرمان آلہی لڑے۔ اور جو شخص اپنے مخالف سے
فرمان آلہی کے موافق لڑتا ہے اوسکا مقابل مخالف خدا اور مخالف رسول سمجھا جاتا ہے

پس حضرت عائشہ کے شریک ہوکر طلحہ و زبیر و دیگر اصحاب جو لڑے وہ کس وجہ سے خدا اور رسول خدا کے مخالف نہ سمجھے جاویں اور حضرت معاویہ و ہمراہیان حضرت معاویہ جو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑے وہ کونسی وجہ سے خدا اور رسول خدا کے مخالف نہ سمجھے جاویں۔ مین مستدعی ہون کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے دیگر ہم مذہب اسکی توضیح تو کر دین تاکہ اونکے پیشوایان کا حال علانیہ ناواقفوں پر ظاہر ہو جاوے پوشیدہ نہ رہنے پاوے۔

مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰ - عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لِعَلِیٍّ وَ فَاطِمَۃَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ اَنَا حَارِبٌ لِمَنْ حَارَبَھُمْ وَ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَھُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جو لڑے علی و فاطمہ و حسن و حسین سے اوس سے مین لڑنیوالا ہون اور جو صلح کرے علی و فاطمہ و حسن و حسین سے اس سے مین صلح کرنیوالا ہون - یہ حدیث ترمذی سے نقل ہوئی ہے اور ترمذی بھی ایک کتاب ہے صحاح ستہ کی جو بعد از قران قبول کیجاتی ہے - اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ارشاد فرماوین کہ حضرت عائشہ و دیگر اصحاب رسول جو ہمراہی حضرت عائشہ حضرت علی علیہ السّلام سے لڑے اور حضرت معاویہ و دیگر اصحاب و مسلمان جو ہمراہی حضرت معاویہ حضرت علی علیہ السلام سے لڑے یہ سب لوگ اس حدیث صحیح کے مطابق رسول اللہ صلعم سے لڑنے والے قرار پاوینگے یا نہین اور رسول اللہ سے لڑنا کام کافر کا ہے یا مسلمان کا سورۂ احزاب - اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا - ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ ایذا دیتے ہین اللہ اور اوسکے رسول کو لعنت کی ہے اللہ نے اونکو دنیا اور آخرت مین اور تیار کیا ہے واسطے اونکے عذاب خوار کرنیوالا -

مسند احمد بن حنبل مِنْ طُرُقٍ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ

أيها الناس من آذى عليًا بعث يوم القيامة يهوديًا أو نصرانيًا۔
فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص ایذا دیگا علی کو اوسنے ایذا دی مجھے اور ایذا دہندہ میرا و علی کا مبعوث ہوگا بروز قیامت یہودی اور نصرانی۔ مشکوٰۃ و ترمذی و ازالۃ الخفا و تاریخ الخلفا ان سب معتبر کتب اہل سنت مین یہ حدیث درج ہے ۔۔

اب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے دیگر ہم مذہب ارشاد فرمائین کہ حضرت عائشہ و دیگر اصحاب ہمراہیان حضرت عائشہ و حفصہ یہ و دیگر اصحاب ہمراہیان حضرت معاویہ جو حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اور ماٹھاون برس کامل حضرت علی علیہ السلام پر علانیہ لعنت کرتے رہے اس سے حضرت علی علیہ السلام کو ایذا پہونچی یا مسرت اور حضرت علی کا ایذا پہونچانیوالا رسول خدا اور خدا کا ایذا دہندہ قرار پایا یا نہین اور یہہ لوگ حضرت علی کے ایذا دینے والے قیامت مین یہود و نصاری کے ساتھہ مبعوث ہونگے یا نہین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھہ مبعوث ہونیوالا کافر قرار پاویگا یا نہین۔ دوسرے عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن زبیر اور سعد ابن ابی وقاص وغیرہ نے جو بیعت حضرت علی سے انکار کیا اور بیعت نہ کی ان لوگون کے بیعت نہ کرنے سے حضرت علی علیہ السلام کو ایذا پہونچی۔ یا مسرت۔ تیسرے جن لوگون نے حضرت علی علیہ السلام کو ایذا پہونچائی اور رنج دیا دربارہ عدم حصول خلافت یہ سب لوگ خدا اور رسول خدا کی ایذا دہندہ قرار پاوینگے یا نہین اور آیت مذکورہ مین خدا اپنے اور اپنے رسول کے ایذا دینے والون کو دنیا اور آخرت مین لعنتی قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ لوگ عذاب محنت مین مبتلا ہون گے۔ تو کسان مذکورہ بالا خدا اور رسول خدا کے ان احکام کے مطابق لعنتی اور ناری کیون نہ قرار

وئے جاوین۔ مین اور بہت لوگ اسکے جواب شافی کے منتظر ہین۔

مین نے جو واقعات اہل سنت کی معتبر کتابون سے اس تنقیح مین لکھے ہین اونپر نمبر شمار لکھدیا ہے جس غرض کے ظاہر و ثابت کرنے کو مین نے واقعات مذکورہ کی نقل کی ہے اوسکی کیفیت نمبروار ذیل مین ظاہر کرتا ہو۔

۱۔ واقعہ نمبر ایک سے امیر معاویہ پر ہمیشہ طمع خلافت کا غالب رہنا ثابت ہوتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اسی طمع سے امیر معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھہ جنگ لوردشمنی کرکے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کی۔

۲۔ واقعہ نمبر ۲ و نمبر ۳ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ نے بجبر لوگون کو منع کیا کہ جو روایت موافق مذہب حضرت علی کے ہو اوسپر نہ کوئی عمل کرے نہ موافق مذہب حضرت علی کے کوئی روایت کرے اور جو کوئی فضائل حضرت علی و اولاد علی بیان کرے اوسکے عوض حضرت علی و اولاد علی پر تبرا و لعن کرایا جاوے اس سے ثابت ہے کہ مذہب حضرت علی دوسرا تھا اور مذہب معاویہ دوسرا پس جو لوگ خلافت معاویہ کے مطیع اور معتقد ہین اور معاویہ کی فضیلت کے قائل اور اونکو امام برحق تسلیم کرکے رضی اللہ عنہ کہتے ہین وہ معاویہ کے مذہب اور معتقد قرار پاوینگے نہ حضرت علی کے اور معاویہ کے مذہب کا نام ناصبی تھا یعنی دشمن علی اسلئے فرقہ ناصبی یہی فرقہ اہل سنت قرار پاویگا جو معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہین نہ کوئی دوسرا فرقہ اور مذہب حضرت علی کا وہ فرقہ پیرو سمجھا جاویگا جو مذہب معاویہ کا مخالف ہو اور مذہب معاویہ کا مخالف فرقہ شیعہ ہے جو مذہب حضرت علی کا معتقد اور پیرو سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ واقعہ نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱۰ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام پر خود بھی لعن کرتے تھے اور اونکے حکم

سے دنیا کے کل مسلمان باستثنار فرقہ شیعہ نماز جمعہ کے ہر خطبہ مین لعن کرتے تھے اور
امام حسن علیہ السّلام کی مصالحت پر بہی معاویہ نے لعن کرنا نچہوڑا دوسری بات
یہ ثابت ہوتی ہے کہ جب حضرت علی اور اولاد علی پر لعن کیجاتی تہی تو عثمان کے
حق مین اوسوقت دعا کیجاتی تہی پس یہ لعن بوجہہ خون عثمان و دشمنی کے سبب اٹہاون
برس کامل جاری رہی اور اسی فرقہ کا نام ناصبی مشہور رہوا جو باطاعت معاویہ بوجہہ
دشمنی خاندان نبوت حضرت علی و اولاد علی پر لعن کرتے تہے جو اب از نام سنت والجماعت
نامزد ہین۔

۴۔ ان واقعات سے یہ بہی ثابت ہے کہ ۳۵ھ ہجری سے جب فرقہ ناصبی و معتزلہ
و شیعہ کی تفریق شروع ہوئی اوسوقت باہمی عداوت کا آغاز ہوا اور ۴۱ھ ہجری مین اوس
عداوت کی امیر معاویہ نے شیعونکے قتل اور غارت گری کا حکم دیکر مستحکم کردیا۔ جو
آجتک قائم ہے اور جو حکم امیر معاویہ نے شیعون کے قتل اور غارتگری کا اور ملازمت
سے موقوف کردینے کا اور انعام اور اکرام نہ دینے کا جاری کیا تہا اوس حکم کی
پیروی آجتک اہل سنت کرتے چلے جاتے ہین۔ کوئی دوسرا فرض ادا ہو یا نہو۔ مگر
حضرت معاویہ کی اس سنت کو ضرور ادا کرتے ہین اور جسطور سے ممکن ہوتا ہے شیعون
کے ضرر اور نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہین کرتے اور اپنی حکومتون اور ریاستون
مین ہرگز ہرگز شیعونکو نوکر نہین رکہتے۔ چنانچہ ریاست ٹونک و ریاست
بہوپال اسکے شاہد حال ہین۔ جہان شیعہ بہ تقیہ داخل ہوکر مشکل سے نوکر ہوئے
اور اس تقیہ نے اون شیعون کی اولاد کو بالکل فرقہ نواصب کا شریک و
ہم عقیدہ وہم خیال بنا دیا اور ان صاحبان تقیہ کو بعد مرگ بہی نواصب ہی کے
عقیدہ کے مطابق غسل وکفن و دفن نصیب ہوا۔ اس قسم کے تقیہ کرنیوالے شیعونکا
حال بہی سخت افسوس کے لائق ہے جو محض ملازمت کے واسطے اسقدر تقیہ کرتے ہین۔

کہ اونکی موت بھی خراب ہوتی ہے اور اونکی اولاد بھی برباد ہوتی ہے۔ اور سب سے زیادہ افسوس مجھکو ایک ذی علم شیعہ پر ہے کہ جو اپنے کو بنی فاطمہ کہتے ہین اور کسی ہندو کے مطبع مین سنیون کی کتابین ترمیم کر کے چھپوایا کرتے ہین اور خوف قیامت کی مطلق پرواہ نہین کرتے۔

۵۔ واقعہ نمبر ۷ و نمبر ۱۰ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ کو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اسقدر دشمنی تھی کہ وفات امام حسن علیہ السلام سے معاویہ اور اہل شام کو از حد خوشی ہوئی اور تکبیرین کہین۔ اور شہادت امام حسین علیہ السلام سے یزید پسر معاویہ کو خوشی ہوئی تھی۔ اور مقلدان امیر معاویہ و یزید ابتک ان دونون امامون کی شہادت کو باعث خوشی قرار دیتے ہین اور خوشی کرتے ہین اور یوم شہادت کو ضرور عمدہ عمدہ پارچہ زیب تن کرتے ہین اور خوشبو لگاتے ہین اور ناچ و تماشہ بغرض ادائی سنت یزید و معاویہ دیکھتے ہین جیسا کہ تنقیح نمبر پنجم مین تصریح کی گئی ہے اس خوشی کا سبب یہی ہے کہ یوم شہادت امام حسین علیہ السلام کو یزید نے خوشی کی تھی اور خلافت یزید کو اہل سنت تسلیم کرچکے ہین اسلئے اپنے خلیفہ یزید و معاویہ کی سنت کو ادا کرتے ہین۔ اور جسطرح امیر معاویہ اور اونکے لشکر کا حضرت علی علیہ السلام کی عیب جوئی مین مصروف رہتے تھے اسیطرح مقلدان امیر معاویہ محبان علی کی عیب جوئی مین مصروف رہتے ہین اور جب کچھہ نہین پاتے تو حسب تقلید بزرگان خود مندرجہ واقعہ نمبر ۱۲ لغایت ۱۸ ناد ہلین کر کے اولاد علی پر الزام لگاتے ہین اور محبان علی کو گالیان دیتے ہین۔

۶۔ واقعہ نمبر ۱۲ و نمبر ۲۲ سے ثابت ہے کہ پانچ شخص صحابہ رسول سے بوجہہ رفاقت حضرت علی مع حجر بن عدی کی و امام نسائی بوجہہ اظہار فضائل حضرت علی کے قتل ہوئے۔ یہ انتہائے عداوت ہے۔ اور مقلدان معاویہ و یزید ابتک اون لوگون کی ایذا رسانی اور نقصان پر آمادہ رہتے ہین جو مجالس مین فضائل حضرت

علی بیان کرتے ہین ۔قتل کا موقع تو بوجہ حکومت برٹش گورنمنٹ حاصل نہین ہوتا مگر گالی گلوج دھینگا مشتی مین نالشات عدالت مین ان مجالس کو بدعت سیئہ کہنے مین لوگو نکو ترغیب ودیکر شرکت مجالس سے روکنے اور منع کرنے مین کوتاہی بہی نہین کرتے ۔

۷۔ واقعہ نمبر ۱۳ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن بہت تہے اور واسطے محرومی خلافت کے بظاہر عیب تلاش کرتے تہے مگر عیب تو کوئی نہ پاسکتے تہے ۔ البتہ اس عداوت کے نتیجہ مین براہ مکر ودغا با جنگ صفین واقع ہوئی اور اسی دشمنی کے سبب حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو باستثنا ر معدودے چند کسینے قبول نہ کیا ۔ اور چند صاحبون کی اعانت سے کار خلافت کا اجرا غیر ممکن تہا پس امت نے امام وقت اور خلیفہ مطلق علی ابن ابیطالب سے روگردانی کرکے اپنی مرضی سے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور جن مسلمانون نے نافرمانی کی حکم خدا اور حکم رسول کی اور دشمنی کی حضرت علی اور اولاد علی کے ساتھہ اونہین مسلمانون کو آجکل مسلمان ہونے کا دعوی ہے اور اپنے مذہب کا نام سنت والجماعت رکہا ہے گویا کہ اسلام کا دار ومدار دشمنی حضرت علی پر رکہا گیا ہے ۔

۸ ۔ واقعات نمبر ۲ ونمبر ۱۲ ونمبر ۱۴ سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ کے حق مین کوئی فضیلت ثابت نہین ہوئی اور رسول خدا کی حدیث مستند سے بحوالہ طبری ثابت کیا گیا ہے کہ امیر معاویہ غیر مسلم فوت ہونگے اور آتش دوزخ مین جلائے جاوینگے پس مولوی محمد جہانگیر خانصاحب ودیگر اہل سنت کا یہ عذر کہ معاویہ نے وقت وفات توبہ کی مخالف ہے حکم رسول اللہ صلعم کے اور اس عذر سے رسول خدا صلعم کی پیشینگوئی کی تکذیب ہوتی ہے اور تکذیب رسول بجز منکرین توحید ونبوت کے کوئی مسلمان نہین کرسکتا لہذا امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا خدا اور رسول خدا کی نافرمانی ہے ۔

اور سب سے اول جسنے نافرمانی کی وہ شیطان تھا اور اسی نافرمانی کے سبب لعنتی ہوا

۹ - واقعہ نمبر ۱۴ سے ثابت ہے کہ احکام الٰہی و احادیث رسالت پناہی کے صحیح و صاف مطالب بذریعہ تاویلات جو تبدیل کئے جاتے ہین وہ خلفاء ثلثہ و خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کی اون عداوتون کے پوشیدہ کرنے کو کہ جن عداوتون کے سبب حضرت علی علیہ السّلام خلافت سے محروم کئے گئے قتل کر گئے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا امام حسین علیہ السلام تہ تیغ کئے گئے تاکہ عوام مین اضطراب پیدا نہو اور خلفاء غیر مستحقین کی خلافت کو زوال نہ پہونچے چنانچہ ان عداوتون کے اور حق تلفیون کے پوشیدہ کرنیکو قیاس ہر مسئلہ مین علمانے داخل کرکے بحث اور تقریرون مین گنجائش پیدا کی اور اسطرح ہر دین کی اوس حقیقت کو جو مدار علیہ نجات سمجھا جاتا تھا پوشیدہ کیا اور مذہب کی اصلی بنیاد کو مٹا دیا اوسیکی پیروی آجتک علماء اہل سنت کرتے چلے جاتے ہین تاکہ مذہب اہل سنت مین زوال نہ آنے پاوے۔

چنانچہ شرح عقائد نسفی مین اہل سنت کیواسطے مندرجہ ذیل حکم جاری کیا گیا ہے۔

وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ لَمْ يَكُنْ مِنْ نِزَاعٍ فِي الْخِلَافَةِ فَمُحَامِلٌ وَتَأْوِيلَاتٌ فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ إِنْ كَانَ مِمَّا يُخَالِفُ الْأَدِلَّةَ الْقَطْعِيَّةَ فَكُفْرٌ۔

خطاء صحابہ اگر باعث لعن و طعن ہو تو لازم ہے کہ تاویل کرکے صحابہ کو لعن طعن سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ اگرچہ وہ تاویل قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔ اس حکم کے مطابق اہل سنت نے اپنے ذمہ واجب کر لیا ہے کہ جن اصحاب کو خدا دوزخی کہتا ہے اور جن اصحاب کی شان مین آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ملائکہ دوزخ مین لیجاوینگے اون صحاب کی خطاؤنکو بہانہ کرکے جہوٹ بول کے پوشیدہ کرو تاکہ وہ لوگ لعنت سے اور طعن سے محفوظ رہین۔ پس اہل سنت اصحاب دوزخی کو (بوجہ اعتقاد یا بوجہ اسکے کہ وہ انہین کی اولاد مین سے ہین) جو خصل المہ اعلیٰ قرار دیتے ہین۔ طرفداری

کے سبب دراست بازی کے باعث۔ اگر واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام نہوتا تو مذہب اسلام اس دنیا سے گم ہوجاتا۔ مگر واقعہ شہادت نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا اور کنارہ پر لگا دیا۔

۲۔ واقعہ نمبر۹ اسے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جسطرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان خلیفہ رسول اللہ تھے اوسیطرح امیر معاویہ و یزید بھی خلیفہ رسول اللہ تھے اور جسطرح مسلمانوں نے بوجہ عداوت حضرت علی علیہ السلام کی جانب رجوع نہ کیا اور اپنی مرضی سے اول خلیفہ بنایا حضرت ابوبکر کو۔ ان کے بعد حضرت عمر کو اونکے بعد حضرت عثمان کو اسیطرح مسلمانوں نے امیر معاویہ و یزید کو بھی خلیفہ بنایا تھا۔ کوئی فرق تعین خلافت حضرت ابوبکر امیر معاویہ و یزید میں ظاہر نہیں ہوتا۔ جسطرح خلافت حضرت ابوبکر پر اجماع اور بیعت ہوئی اوسیطرح خلافت امیر معاویہ پر اجماع اور بیعت ہوئی اور جسطرح خلافت عمر پر اجماع اور بیعت ہوئی بذریعہ ولیعہدی حضرت ابوبکر اسیطرح خلافت یزید پر اجماع اور بیعت ہوئی بوجہ ولیعہدی معاویہ کے کوئی فرق نہ تھا۔ پس اہل سنت کا اصول اجماع امت کے خلاف خلفاء ثلثہ کو راشدین کہنا ایک فعل عبث ہے اور بات بنانی ہے۔ چنانچہ واقعات مندرجہ ذیل سے ثابت ہوگا کہ علماء معتبرین نے خلافت و امامت معاویہ و یزید کو مثل خلافت خلفاء ثلثہ کے تسلیم کیا ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۷۷۸۔ اہل سنت وجماعت را صلح امام حسن دلیل است بر صحت امامت معاویہ۔

حیواۃ الحیوان دمیری صفحہ ۴۳۔ خِلَافَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالُوْا لَمَّا خَلَعَ الْحَسَنُ نَفْسَهُ مِنَ الْخِلَافَةِ ثُمَّ الْأَمْرُ لِمُعَاوِيَةَ وَاسْتَقَامَ لَهُ الْمُلْكُ وَصَفَتْ لَهُ الْخِلَافَةُ وَكَانَ قَدْ

ثُمَّ بُويِعَ يَوْمَ الْقَتْلِ بِاَنَّهُ اَهْلٌ لِذٰلِكَ ثُمَّ اخْتَلَفَ عَلَيْهِ اَهْلُ الْعِرَاقِ اِلٰى اَنْ صَالَحَ الْحَسَنُ ثُمَّ اجْتَمَعَ عَلٰى بَيْعَتِهِ ٭ خلافت امیر المومنین معاویہ ابن ابو سفیان کی جب کہ ترک کیا خلافت کو امام حسن نے اور سپرد کیا معاویہ کو اور ہو گیا معاویہ خلیفہ اور بیعت لی اہل شام سے بہ تحکم اور انکار کیا اوسکی بیعت سے اہل عراق نے (کیونکہ یہ لوگ شیعہ تھے) یہانتک کہ راضی کر دیا اہل عراق کو امام حسن نے واسطے بیعت کے پس اجماع ہو گیا اوپر معاویہ کے

ابو شکور سلمی حاشیہ شرح عقاید نسفی صفحہ ۱۲۲ ۔ وَاَجْمَعْنَا اَنَّ الْخِلَافَةَ لِمُعَاوِيَةَ بَعْدَ عَلِيٍّ وَصَالَحَ مَعَهُ الْحَسَنُ وَتَابَعَ جَمِيْعَ الصَّحَابَةِ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَاَمَّا يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ بِاَنَّ خِلَافَتَهُ كَانَتْ بِاسْتِخْلَافِ مُعَاوِيَةَ وَتَبِعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ فَمِنْ طَرِيْقِ الْقِيَاسِ اِنَّ طَاعَتَهُ كَانَتْ وَاجِبَةً عَلَى الْحُسَيْنِ وَجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَنْ نَقُوْلَ اِنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ عَالِمًا مِنْ غَيْرِ فِسْقٍ وَكَانَتْ فِيْهِ الدِّيَانَةُ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ مُتَدَيِّنًا لَكَانَ لَا يَجُوْزُ الصُّلْحُ مَعَهُ فَلَمْ يُوْجَدْ مِنْهُ سِوَى الْبَغْيِ ثُمَّ عَلِيٌّ صَالَحَ مَعَهُ لِاَنَّهُ كَانَ يَدَّعِي الْحَقَّ وَكَانَ عَادِلًا فِيْمَا بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ بَعْدَ عَلِيٍّ كَانَ اِمَامًا عَادِلًا فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَفِيْ عَمَلِ النَّاسِ اجماع کیا جمیع صحابہ و تابعین و کل مسلمانون نے خلافت و امامت معاویہ پر بعد از علی و صلح امام حسن علیہ السلام کے اور جملہ تابعین و صحابہ و مسلمین نے تابعداری کی معاویہ کی درباب خلافت یزید کے بعضون نے کہا ہے کہ خلافت یزید کی حق تھی اسوجہ سے کہ باستخلاف معاویہ کے تھی اور اطاعت کی صحابہ اور مسلمین نے پس مقتضائے قیاس یہ ہے کہ امام حسین کو اطاعت یزید کی واجب تھی اور اس جگہہ مین کہتا ہون کہ معاویہ عالم غیر فاسق تھا اور اوسمین دیانت تھی اور اگر

دیانت نہوتی ہرگز امام حسن فاسق سے صلح نہ کرتے اور بعد از علی معاویہ امام عادل وصالح ومتقی ہے دین خدا مین۔

یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ علما اہل سنت معاویہ اور یزید کی خلافت اور امامت کو حق سمجھتے تھے اور کل صحابہ اور تابعین نے اور جملہ مسلمانون نے خلافت معاویہ ویزید پر اجماع کرکے بیعت کی اور ہر عالم اہل سنت نے جابجا ذکر معاویہ ویزید بن معاویہ ویزید کو لقب خلیفہ اور امام وامیرالمومنین کے ساتھہ نامزد کرکے لکھا ہے ان دونون کو بادشاہ کے نام سے کسی سنی نے کتاب مین نہین لکھا ہے اگر یہ لوگ پادشاہ تھے اور خلافت ختم ہوگئی تھی عثمان یا امام حسن علیہ السلام پر تو پھر معاویہ اور یزید کے نام سے لقب خلیفہ وامام وامیرالمومنین ساقط ہوکر لفظ سلطان لکھا جانا چاہیے تھا۔ مگر آجتک اہل سنت کی تصنیفون اور تالیفات مین ذکر معاویہ اور یزید مین لقب خلیفہ وامام وامیرالمومنین استعمال ہوتا ہے۔ اور اہل سنت کی کل کتابون سے ثابت ہے کہ زمانہ خلافت معاویہ مین کل اصحاب اور تابعین اور مسلمان معاویہ کو خلیفہ وامام وامیرالمومنین کے لقب سے پکارتے تھے اور اسیطرح یزید کو لقب خلیفہ وامام وامیرالمومنین سے پکارتے تھے لقب سلطان سے کبھی کسی نے معاویہ اور یزید کو نہین پکارا۔ اگر یہہ دونون بقول مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے بادشاہ تھے خلیفہ نہ تھے تو از نام خلیفہ وامام وامیرالمومنین کیون نامزد ہوئے بعد مثل سلاطین اسلام بول از نام سلطان کیون نامزد نہوئے۔ اور بادشاہ کیواسطے اجماع امت اور کہنے بیعت کی کیا ضرورت تھی سلاطین ترکی کیواسطے کبھی اجماع امت اور بیعت نہین ہوئی۔ بلکہ اجماع امت اور بیعت کا طریقہ جاری ہوا ز زمانہ خلافت حضرت ابوبکر سے اور اوسی اصول پر اصحاب وتابعین ومسلمین نے خلافت معاویہ ویزید پر بھی اجماع کرکے بیعت

ہی۔ پس کوئی فرق اور کوئی ا، رابہ الامتیاز درمیان حضرت ابوبکر وحضرت عمر و حضرت عثمان و امیر معاویہ و یزید کے ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ جسکے سبب سے خلفا ثلثہ تو خلیفہ برحق سمجھے جاویں اور معاویہ و یزید بادشاہ خیال کیجاویں اگر بادشاہ ہیں تو حضرت ابوبکر و معاویہ و یزید پانچون مدرجہ مساوی بادشاہ ہیں اور خلیفہ ہیں تو پانچون بدرجہ مساوی خلیفہ ہیں۔ اسکے ثبوت میں ایک تازہ شہادت اور بھی لکھے دیتا ہوں۔ گو اس شہادت کے لکھنے سے طوالت تو ہے مگر میرے فیصلہ کو استحکام ہوتا ہے۔

رُوسا قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ ملک اودھ جو مذہب سنت الجماعت میں سخت متعصب مشہور ہیں انہیں کے جناب مولوی مسیح الدین صاحب جو ایک مشہور رئیس اور مذہب اہل سنت کے ایک مشہور عالم ہیں۔ ایک کتاب از نام تاریخ الخلفا تصنیف فرمائی ہے یہ کتاب اردو زبان میں ہے اور سنہ ۱۳۰۰ھ ہجری میں بار اول طبع ہوئی ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۰ سے عبارت مندرجہ ذیل نقل کیجاتی ہے۔

نقل عبارت مندرجہ کتاب تاریخ الخلفا مصنفہ جناب مولوی مسیح الدین صاحب

ہمارا عقیدہ بتقلید اکثر علماء اہل سنت کے یہ ہے کہ بعد استقرار خلافت کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جب حضرت سبط اکبر حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ وسلام اللہ علیہ نے انکے ہاتھ پر بیعت کی کسی حرکت بد قابل انکار کا اونسے صادر ہونا بروایت صحیح متواتر یا مشہور ثابت نہیں ہے۔ الا دو امر۔ ایک بعد وفات سبط اکبر علیہ السّلام کے یزید کا اپنی حالت حیات میں ولیعہد مقرر کرنا باوصف اوسکے ابتلا کی معاصی میں تو ممکن ہے کہ وہ اونکی حیات میں معاصی کا مرتکب نہو یا محبت فرزندی نے اسکے عیوب سے

نابیناکردیا ہو۔اور دوسرے امر کے ذکر کو ہرگز جی نہیں چاہتا۔ مگر منصب واقعہ نگاری
جو اختیار کیا ہے اسنے اوسکے ذکر پر مجبور کیا ہے یعنی ہماوضہ و بدسلے مین جو سب
اور لعن کی خطبون مین غیر مستحقین پر یعنی علی علیہ السلام پر اور اولاد علی علیہ السلام پر
انہون نے راہ نکالی جو طریقہ سارے خلفا بنی امیہ مین عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ
کے وقت تک جاری رہا البتہ نہایت قابل نفرت وانکار ہے اور ہمکو یقین ہے
کہ وہ اپنے دل مین خوب سمجھتے تہے کہ بموجب مضمون حدیث شریف کے سب
اور لعن غیر مستحق پر خود سابّ اور لاعن پر پلٹ آتی ہے۔ باوصف اسکے شدت
طمع خلافت اور سلطنت اور مصلحت خطائی اوسکی جو اونکی دل مین تہی اوسنے اس
ظاہری غیر قلبی سب و لعن کے عیب سے اونکو اندہا کر رکہا تہا۔ یعنی اونکی سمجہ
یہہ تہی کہ اگر وہ عیوض نہ لے سکے تو اون کے معاون اور انصار مبادا یہہ سمجہین
کہ وہ مستحق سب و لعن کے ہین بخلاف طرف ثانی کے تو سلطنت اور حکومت
مین فتور واقع ہوگا۔ اب یہان ہمکو سخت تعجب ہے کہ جناب امیر المومنین اسد اللہ
الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے کیون سب و لعن اعدا اعنہا لعنین
پر فرمائی فقط۔

مولوی مسیح الدین صاحب کی اس تحریر سے چند باتین ثابت ہوتی ہین۔

۱۔ امیر معاویہ حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام پر خود بہی لعن کرتے تہے اور انہون
نے ہر خطبہ مین اس لعن کی راہ نکالی اور یہ طریق لعن کرنیکا زمانہ خلافت عمر ابن عبد العزیز
تک جاری رہا۔

۲۔ مولوی مسیح الدین صاحب اقرار کرتے ہین کہ امیر معاویہ کا یہ طریقہ قابل
نفرت ہے سو اسی لفظ نفرت کو تبرا کہتے ہین جو شیعہ کرتے ہین اور جب خود
علماء اہل سنت حضرت معاویہ کے ساتھہ اظہار تبرا کرین تو پہر شیعون پر کیون الزام!

دیا جاتا ہے۔

۳۔ معاویہ کا فعل سب ولعن دل سے نہ تہا۔ بلکہ بغرض معاوضہ تہا۔

۴۔ لعن لاعن پر پلٹ آتی ہے۔ اس حدیث سے حضرت معاویہ واقف نہے۔

۵۔ حضرت علی علیہ السلام اپنے اعدا اور مخالفین پر لعن کیا کرتے تہے۔

یہ اقرار مولوی سیج الدین صاحب کا زبان اردو مین ہے اسمین نہ گنجایش تاویل ہے نہ معنی کے تغیر تبدل کا موقع۔ اب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ارشاد فرماوین کہ امیر معاویہ نے جو رسم لعن بعد ہر خطبہ جاری کی تہی اور تمام ممالک اسلام مین یہ طریق بحکم معاویہ جاری رہا اور اس طریقہ لعن مین تمامی اصحاب و انصار وعبداللہ ابن عمر وعبداللہ ابن زبیر وغیرہ نے معاویہ کی شرکت کی تو یہہ لعن معاویہ پر اور شرکا معاویہ پر پلٹی یا نہین پلٹی اگر پلٹی تو لعن کے معنی ہین رحمت خدا سے دور ہونے کے تو ظاہر ہے کہ اس لعن کے پلٹنے سے معاویہ اور اونکے وہ تابعین کہ جنہون نے خلافت معاویہ پر اجماع کیا اور شریک لعن ہوئے لعن کے پلٹنے پر رحمت خدا سے دور ہوکر داخل نار ہوئے یا نہین اور جو لوگ رحمت الٰہی سے محروم ہون وہ رضی اللہ عنہ و رحمت اللہ علیہ کیونکر قرار پا سکتے ہین۔ دوسرے جب حضرت علی علیہ السّلام نے اپنے دشمنون اور مخالفون پر لعن کی تو اون حضرت کے پیرو اور مقلد اور معتقد ہی لوگ قرار پاوینگے جو پیروی کرین اونکے قول اور فعل کی اور دشمنان علی اور اولاد علی پر شیعہ سب ولعن کرتے ہین جو خاص پیروی ہے حضرت علی علیہ السلام کی اسلئے حضرت علی علیہ السّلام کے پیرو اور معتقد بجز فرقہ شیعہ کے کوئی دوسرا فرقہ قرار نہین پا سکتا۔ اور دشمنان علی و مخالفان علی کو رضی اللہ عنہ و رحمت اللہ علیہ اہل سنت کہتے ہین اسلئے اہل سنت کا شمار

دشمنان علی میں ہوگا نہ دوستان علی میں پس اہل سنت کا حضرت علی علیہ السلام
کی دوستی کا اقرار کرنا بظاہر کم علموں اور جاہلوں کو دہوکا دینا ہے یا کچھ اور۔
تیسرے۔ امام سے صدور خطا محال ہے اگر دشمنوں اور مخالفوں پر حضرت علی
علیہ السلام کے لعنت کرنا حکم الہی کے خلاف ہوتا تو وہ حضرت اپنے دشمنوں اور
مخالفوں پر کبھی لعن نہ کرتے پس بموجب پیروی حضرت علی علیہ السلام اگر شیعہ
دشمنان و مخالفان علی و اولاد علی علیہ السلام پر جو سو لعن کرتے ہیں اسمیں
قباحت کیا ہے۔ چوتھے مولانا عبدالعزیز شاہ صاحب محدث دہلوی کتاب
سرالشہادتین میں لکھتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام کو یزید نے زہر دلوایا۔
اور امام حسن علیہ السلام زمانہ حیات حضرت معاویہ میں زہر سے شہید ہوئے ہیں
جسکی خوشی میں امیر معاویہ اور اہل شام نے تکبیریں کہیں اور معاویہ نے کہا کہ ایک
چنگاری تھی وہ خاموش ہو گئی اور اقرار کیا کہ بنی فاطمہ کی موت سے میرے
قلب کو راحت ہوتی ہے۔ اس علم پر جو معاویہ نے یزید کو وصیہد کیا ہ سارے
ثبوت دشمنی علی و اولاد علی کے ہیں یا دوستی علی و اولاد علی کے اور دشمن علی
رسول اللہ کا اور خدا کا دشمن ہے یا نہیں اور دشمن خدا و دشمن رسول کافر
ہوتا ہے یا مومن رضی اللہ عنہ۔ پس جس قسم کی دوستی معاویہ اور اہل شام کو
حضرت علی اور اولاد علی کے ساتھہ تھی اوسی قسم کی دوستی اہل سنت کو حضرت
علی اور اولاد علی کے ساتھہ ہے چونکہ مذہب اہل سنت کا طبعی ہے جو ہجرت رسول
خدا صلعم کے سو اسو برس کے بعد دوسری صدی ہجری میں جاری ہوا ہے۔
جب اونکے پیشواؤں پر الزام دشمنی ثابت ہونے لگتا ہے تو حالت اضطراب
میں ونکی کشتی پرتیار ہو جاتے ہیں جواب دینے کی تو قدرت نہیں رکھتے
حالت اضطراب میں جو کچھ منہہ میں آتا ہے کہدیتے ہیں اور جو خیال پیدا ہوتا ہے

لکہدیتے ہین آیندہ اور گذشتہ کا مطلق خیال نہین رکہتے۔ نہ اصول معینہ کا لحاظ رکہتے ہین۔ پس اس تنقیح کے فیصلہ مین مجہکو اسباب کی ظاہر کرنے مین اور فیصلہ دینے مین کچہہ بہی تامل نہین۔ کہ معاویہ اور یزید علی اور اولاد علی علیہ السلام کے قلبی دشمن تہے اسلئے اونکے مقلد بہی جو اونکی امامت اور خلافت کو حق جانتے ہین اور اونکو رضی اللہ عنہ کہتے ہین یقیناً خاندان نبوت کے قلبی دشمن ہین اور دشمنان حضرت علی کا دشمن خدا اور دشمن رسول ہونا مین اسکے قبل احادیث نبوی سے ثابت کرچکا ہون اور آیات قرآنی سے ظاہر کرچکا ہون کہ اونپر خدا نے دین و دنیا مین لعنت کی ہے اور مستحق عذاب سخت کا فرمایا ہے۔ پس امیر معاویہ کی نسبت اختلاف باہمی کا سبب یہی ہے کہ امیر معاویہ علی و اولاد علی کے دشمن قلبی تہے جیسا کہ مذکورہ بالا وجوہات سے ثابت ہے اور اہل سنت معتقد ہین امیر معاویہ کے اور شیعہ معتقد ہین علی و اولاد علی کے بدینوجہہ ان دونون فرقون کے اعتقادات مین فرق ہے اور شیعہ حق پر ہین۔

تنقیح نمبر ہفتم

باہم خلفاء ثلثہ و حضرت علی و جناب سیدہ اتحاد تہا یا اختلاف اور صدیق اکبر ہونیکا شرف کسکو حاصل ہے

شیعہ اور سنیون کے نزاع باہمی کا تصفیہ اسی ایک تنقیح کے فیصلہ سے ممکن ہے اگر دونون فریق اسپر غور فرماوین۔

تنقیح نمبر دوم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کردیا گیا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم بار بار علی ابن ابیطالب کے حق مین فرماچکے ہین کہ علی بعد میرے ہر مومن اور مومنہ کا والی یعنی آقا و سردار ہے اور جس شخص نے دوست رکہا

علی کو اوسنے دوست رکھا خدا اور رسول خدا کو اور جسنے بغض رکھا علی سے اوسنے بغض کیا خدا اور رسول خدا سے۔ علی امیر المومنین و امام المتقین و گمراہون کے راہ بتانے والے ہیں۔ علی کا مونھہ دیکھنا داخل عبادت ہے۔ علی بہترین خلق ہین۔ اور تمام امت سے افضل ہین اور نور سے پیدا ہوئے ہین۔ اور گناہون سے طیب وطاہر ہین۔ اور شک کرنیوالا کافر ہے۔ کل انبیا اقرار توحید باریتعالیٰ و اقرار نبوت محمدؐ صلعم و اقرار ولایت علی پر مبعوث برسالت ہوئے اور تنقیح نمبر چہارم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کردیا گیا ہے کہ پروردگار عالم نے علی و فاطمہ وحسن وحسین کی محبت کل امت پر واجب کی ہے۔ اور علماء معتبرین اہل سنت نے اقرار کیا ہے کہ ان چارون بزرگون کا رتبہ تمام خلقت سے اعلیٰ اور افضل ہے اور اونکے واسطے بہت بڑا شرف یہ ہے کہ ہر نماز مین ہر مسلمان اقرار توحید و اقرار نبوت کے بعد اول جناب محمدؐ پر درود بھیجتا ہے اور اونکے بعد آل محمدؐ پر یہ شرف نہ کسی اصحاب کو حاصل ہوا نہ ازواج کو نہ کسی دوسرے مسلمان کو۔ پروردگار عالم نے ان چارون بزرگونکا بذریعہ آیہ تطہیر طیب وطاہر و معصوم ہونا ظاہر کردیا۔ جناب رسالت مآب صلعم نے امت کو وصیت کی کہ قرآن اہلبیت اپنے تمہارے درمیان چھوڑتا ہون انکی فرمانبرداری کرنا اور جو شخص اسے روگردانی کریگا دوزخ مین جاویگا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ میرے اہلبیت مثل کشتی نوح کے ہین جو شخص سوار ہوا یعنے جسنے اطاعت کی اور فرمانبرداری کی وہ نجات پاویگا اور جسنے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا یعنی نجات سے محروم ہوا۔ پھر فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ اہلبیت میرے باعث امان دنیا ہین۔ یعنے میرے بعد اگر میرے اہلبیت دنیا مین نرہین تو امن خلائق قائم نرہت اور اہلبیت کی تخصیص آنحضرت نے علی و فاطمہ وحسن وحسین کے ساتھہ الفاظ صاف

وصریح بین کردی ہے کہ جس مین تجانش بث و گنجانش تاویل بہی باقی نہین ہے اور
بجز ان چارون بزرگون کے کسی پانچوین کو داخل اہلبیت نہ فرمایا۔ اور تنقیح نمبر
پنجشم مین اہل سنت کی معتبر کتابون سے ثابت کردیا گیا ہے کہ فرمایا جناب
رسول خدا صلعم نے کہ مین ڈرانے والا خلق کا ہون اور علی ہادی امت ہین۔
علی ساتھہ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھہ علی کے ہے یعنی مطابق قرآن کے
بجز علی کے کوئی دوسرا امت کی رہنمائی نہین کرسکتا اور رتبہ قرآن کا اور علی کا
برابر مساوی ہے۔ پہر فرمایا آنحضرت نے کہ علی کا دوست رکہنے والا مومن ہے
اور علی سے دشمنی کرنے والا منافق ہے۔ اور پہر فرمایا آنحضرت نے کہ علی کا دوست
میرا اور خدا کا دوست ہے اور علی کا ایذا دینے والا میرا اور خدا کا ایذا دینے والا ہے
اور میرا اور خدا کا ایذا رسان کافر ہے۔
علی اور فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے فضائل بہت ہی مختصر واسطے تقویت
فیصلہ مین نے لکہدئے ہین ورنہ قرآن اور حدیث سے بکثرت فضائل ان
بزرگون کے ظاہر ہوتے ہین اور معتبرین علماء اہل سنت نے اقرار کیا ہے کہ
مثل ان چارون بزرگون کے کسی اصحاب کو اسلام مین فضیلت حاصل نہین ہے
لہذا بموجب ارشاد خدا و رسول خدا ہر مسلمان پر واجب ہوئی اطاعت و فرمانبرداری
علی و فاطمہ و حسن و حسین کی یہانتک کہ جن لوگون کے ساتھہ علی و فاطمہ و حسن و حسین اتحاد
کرین اور جسکو اچہا جانین ہم پر بہی واجب ہے کہ اوسکو اچہا کہین اور اوسکی فرمانبرداری
دل و جان سے کرین۔ اور یہی شرط اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے اور جس
کسی سے علی و فاطمہ و حسن و حسین نفرت کرین اور جسکو برا جانین اور جسکو اپنا دشمن
سمجہین ہم پر بہی واجب ہے کہ اوس سے نفرت کرین اوسکو برا جانین اور
بوجہہ دشمنی علی و فاطمہ و حسن و حسین اوسکو دشمن خدا اور دشمن رسول سمجہکر اوسکو

منافق سمجھیں اور ان کے مسلمان ہونیکا یقین نہ کریں۔ اس اعتقاد کا مخالف محب علی یا محب اہلبیت نہیں قرار پا سکتا۔ بلکہ ایسے لوگوں کا شمار منافقوں میں ہوگا۔ اس معاملہ میں مولوی جہانگیر خان صاحب کی تحریرات مندرجہ ذیل قابل غور ولائق فیصلہ ہیں۔

۱۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۳۸۔ حضرت فاطمہ نے حضرت ابو بکر خلیفہ برحق کے عذر معقول کو بدل و جان قبول فرمایا اور فوراً اس تبری کو اپنے سینہ رحمت گنجینہ سے نکال ڈالا۔

۲۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۳۔ اقرار فضیلت سیدۃ النساء کا کمال عذر خواہی حضرت صدیق اکبر کی ہے اسپر بھی کینہ رکھنا جناب معصومہ کا محض خلاف شان معصومیت و رحمت کے ہے۔ اور یہ بات بھی دور از قیاس ہے کہ خاتون جنت نے تھوڑی سی حرث دنیا کے لئے اسقدر رنج کیا ہو کہ تا زندگی دور رہنا۔

۳۔ کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۴۔ باوصف علم حق بجانب ہونے خلیفہ برحق کے سیدہ نے (یعنی جناب فاطمہ نے) اپنے سینہ رحمت گنجینہ سے کیوں نہ صاف کیا کیونکہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے کینہ رکھنا کفر ہے۔

۴۔ تذکرۃ الخلفاء صفحہ ۶۷۔ جب حضرت علی نے سنا کہ جملہ مسلمانوں نے حضرت ابو بکر کی بیعت پر اتفاق کیا نہایت ہی شتابی کے ساتھ اپنے دولت خانہ جنت آشیانہ سے باہر تشریف لائے سوائے تہہ بند شریف کے کوئی پارچہ بدن اقدس پر نہ تھا چنانچہ اوسی حالت میں آنجناب نے صدیق اکبر کی خدمت میں پہنچکر فرط شوق سے بیعت کی۔

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی تحریرات سے چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

۱۔ یہہ کہ حضرت ابو بکر نے جناب فاطمہ کی رضامند کرنے کو عذر خواہی کی اس سے

ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو- جناب فاطمہ کی ناراضی کو محرومی نجات کا باعث سمجھتے تھے کیونکہ جناب رسول خدا کی یہہ حدیث متفق علیہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص ایذا پہونچاتا ہے فاطمہ کو وہ ایذا پہونچاتا ہے مجھکو- اور رسول اللہ کے ایذا رسان کے واسطے سورہ احزاب مین صاف حکم ہے کہ وہ دوزخی ہے-

۲- جناب فاطمہ کو مولوی صاحب ممدوح نے معصومہ لکہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سنت بہی جناب فاطمہ کا معصوم ہونا تسلیم کرتے ہین اور جب جناب سیدہ معصوم قرار پائین تو علی و حسنین کا معصوم ہونا بہی ثابت ہو گیا کیونکہ یہہ چارون بزرگ ایک آیہ تطہیر کے ذریعہ سے معصوم ہوئے ہےہ- اور معصوم سے صدور خطا محال ہے-

مولوی صاحب ممدوح نے واقعہ صفائی حضرت ابو بکر و جناب فاطمہ بالکل غلط لکہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتابون سے بالکل ناواقف ہین مین اوسکے ثبوت مین صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی تحریر ذیل مین نقل کرتا ہون جس سے ثابت ہو گا کہ کہ جناب فاطمہ تا دم مرگ حضرت ابو بکر سے ناراض رہین اور حضرت علی علیہ السّلام کو مانعت فرمائی تہی کہ میرے جنازہ پر ابو بکر نہ آنے پاوین نہ نماز جنازہ پڑہنے پاوین -اور مولوی صاحب ممدوح نے بیعت حضرت علی علیہ السلام کا حال بہی تمامی معتبرین علمار اہل سنت کے اقرارون کے خلاف لکہا ہے- روضۃ الصفا مین ایسا کوئی ذکر نہین ہے- بلکہ صاحب روضۃ الصفا واعثم کوئی و کامل ابن اثیر وغیرہ کل علما، معتبرین بالاتفاق اسبات کو کہتے ہین کہ جب سب اصحاب و انصار دست ابو بکر پر بیعت کر چکے تو سب کے بعد حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے طلب ہوئے آپنے مجلس حضرت ابو بکر مین پہونچکر بیعت سے انکار کیا اور دعویدار

خلافت ہوئے اور حضرت ابوبکرنے بغیر لینے بیعت کے حضرت علی علیہ السلام کو واپس جانے دیا۔ اسکا مختصر حال تنقیح نمبر پنجم میں کیا گیا ہے اور صحیح مسلم وصحیح بخاری میں بھی جو اہل سنت میں بعد قرآن کتب معتبر تسلیم کیجاتی ہیں یہی اقرار کیا گیا ہے جو میں نے لکھا البتہ تعین خلافت حضرت ابوبکر کے چھہ ماہ کے بعد حضرت علی علیہ السلام کا بیعت کرنا ظاہر کیا گیا ہے۔

عبارت صحیح مسلم وصحیح بخاری کی یہہ ہے۔

صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۱ عَنْ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اِنَّ فَاطِمَةَ اَرْسَلَتْ اِلَى اَبِي بَكْرٍ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَاعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَبٰى اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَدْفَعَ اِلٰى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا اَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ جِهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اِسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ اَبِيْ بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْاَشْهُرَ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنِ ائْتِنَا وَلَا يَاْتِنَا مَعَكَ اَحَدٌ كَرَاهِيَةَ لِحُضُوْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَمَا عَسٰى هُمْ اَنْ يَفْعَلُوْا اِلَيَّ وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اِلَى الْاٰخِرِهٖ۔

بخاری جلد ششم صفحہ ۴۰۳ مین بہی بجنسہ بشرح صدر تحریر ہے۔
حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے تین شے کے استدعا کی اول میراث۔ دوم زمین فدک۔ سوم خمس۔ حضرت ابوبکر نے ان تینون شے کے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم کل گروہ انبیا ترکہ نہین چہوڑ جاتے ہین۔ بلکہ مال صدقہ یعنی خیرات ارباب مستحقین کا ہے یہہ سنکر جناب فاطمہ غضبناک ہوئین اور ہجران کیا اور حضرت ابوبکر سے گفتگو ترک کردی اور تا وقت وفات خود حضرت ابوبکر سے ناراض رہین اور گفتگو نہ کی اور زندہ رہین وفات رسول اللہ کے بعد چہہ ماہ تک اور دفن کیا انکو بوقت شب اونکے شوہر علی ابن ابیطالب نے اور جناب فاطمہ نے منع کردیا تہا کہ میرے جنازہ پر ابوبکر نہ آنے پاوین اور نماز جنازہ نہ پڑہنے پاوین اور تا زمانہ حیات جناب فاطمہ حضرت علی علیہ السلام کا وقار اور وجاہت تہی اور وفات جناب فاطمہ کے بعد لوگون کے رُخ اون حضرت کی جانب سے برگشتہ ہوگئے۔ پس حضرت علی نے اوسوقت مین پیام صلح کیا اور اوسوقت تک حضرت علی علیہ السلام نے بیعت نہ کی تہی جب حضرت علی علیہ السلام نے واسطے صلح کے پیغام بہیجا حضرت ابوبکر کے پاس کہ تم تنہا میرے پاس آؤ دوسرا کوئی تمہارے ساتہہ نہ آوے یعنے مجہے کراہیت ہے ملاقات سے حضرت عمر کے یہ سنکر حضرت عمر نے قسم کہائی خدا کی اور منع کیا حضرت ابوبکر کو کہ تنہا نہ جاؤ مگر اس بات کو حضرت ابوبکر نے قبول نہ کیا اور تنہا گئے پاس علی ابن ابیطالب کے۔ اور فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر سے کہ اتنے روز تک مین نے بیعت سے اسلئے انکار کیا کہ خلافت مین میرا حق ہے یہ سنکر حضرت ابوبکر آبدیدہ ہوے پہر فرمایا اون حضرت نے کہ وعدہ بیعت بروز فردا رہے۔

صحیح مسلم اور بخاری سے زیادہ معتبر کوئی کتاب اہل سنت مین نہین ہے
پس روایت صحیح مسلم و صحیح بخاری سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب فاطمہ تا دم
مرگ حضرت ابو بکر سے ناراض رہین اور کبھی ہمکلام نہوئین اور اسقدر بیزار
تہین کہ وصیت کر مرین کہ میرے جنازہ پر حضرت ابو بکر نہ آنے پاوین نہ نماز جنازہ
پڑہنے پاوین لیکن مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اپنے مذہب کی معتبر کتابون کے
بہی خلاف کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۲۰ مین تحریر فرماتے ہین کہ باہم جناب فاطمہ
حضرت ابو بکر کے صفائی ہو گئی اب نہ معلوم کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اس
معاملہ مین کاذب ہین یا مسلم اور بخاری کاذب ہین اسکا فیصلہ خود مولویصاحب
ممدوح کردین شیعہ تو ہر حال مین ڈگری پاوینگے خواہ مسلم و بخاری کاذب قرار
دیئے جاوین یا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کاذب قرار پاوین۔
کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب مسلم و بخاری سے تو ثابت ہو گیا کہ جناب
فاطمہ تا دم مرگ حضرت ابو بکر سے ناراض رہین تو بر بنا اس ثبوت کہ حضرت
ابو بکر رسول اللہ صلعم کے ایذا دہندہ قرار پاوین گے یا نہین اور رسول کا
ایذا دہندہ احکام الٰہی و احادیث رسالت پناہی کے مطابق زمرہ مومنین مین
شمار ہو گا یا زمرہ منافقین مین اور منافق ناجی ہوتا ہے یا ناری اسکا فیصلہ آپ
خود کردین مین اس فیصلہ کا بدل مشتاق ہون۔ دوسرے یہ بہی تحریر فرمائے کہ
آپنے جو کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۴ مین تحریر فرمایا ہے کہ جناب فاطمہ نے حضرت
ابو بکر کے کینہ کو دل سے کیون نہ نکالا کیونکہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے
کینہ رکھنا کفر ہے۔ تو اب فرمائیے کہ جناب فاطمہ حق پر تہین یا حضرت ابو بکر۔ اگر
حضرت ابو بکر خلیفہ برحق تہے تو انکے مسلمان صادق ہونے مین جائے گفتگو
نہی۔ ایسی حالت مین بقول آپ کے جناب فاطمہ پر الزام کفر عائد ہوتا ہے

کیونکہ اونہون نے حضرت ابوبکر سے افضل مسلمان کے ساتھہ تین دن سے زیادہ
کینہ رکہا اور اوسی حالت کینہ مین دنیا سے بدل مسلم و بخاری قضا فرما گئین اور اگر جناب سیدہ
حق پر تھین تو حضرت ابوبکر مسلمان نہین قرار پا سکتے اگر وہ مسلمان ہوتے تو جناب فاطمہ اونسے
ہرگز کینہ نہ رکھتین کیونکہ بقول آپکے مسلمان کے ساتھہ تین دن سے زیادہ کینہ رکہنا کفر ہے
اب فرمائیے کہ ہم پیروی جناب فاطمہ کی کرین یا حضرت ابوبکر کی مگر مولوی صاحب جو شخص
کہ بنظر نجات عقبیٰ دین اسلام کو اختیار کئے ہوئے ہے اور اسلام کو حق جانتا ہے وہ تو جناب
فاطمہ کی پیروی کریگا جنکی محبت پروردگار عالم نے تمام امت پر واجب کی ہے اور
رسول خدا نے مرتبہ جناب فاطمہ کا قرآن کے مساوی تبلا دیا ہے اور جنکے نام پر بعد ہر
نماز کے آخر تشہد مین درود پڑہنے کا حکم ہے اور جنکی پیروی کی رسول خدا صلعم نے
وصیت کی ہے۔ بمقابلہ جناب فاطمہ کے حضرت ابوبکر کی پیروی کوئی مسلمان ایماندار
نہین کر سکتا۔ کیونکہ نہ حضرت ابوبکر کی محبت مثل جناب فاطمہ امت پر واجب کی گئی
نہ حضرت ابوبکر کا رتبہ مثل جناب فاطمہ رسول خدا نے مساوی قرآن ظاہر کیا نہ
حضرت ابوبکر کیواسطے مثل جناب فاطمہ ہر نماز مین تشہد کے اخیر پر درود پڑہنے
کا حکم دیا۔ نہ رسول خدا صلعم نے مثل جناب فاطمہ کے حضرت ابوبکر کی پیروی
کے واسطے امت کو وصیت کی۔ نہ حضرت ابوبکر کی ایذا رسانی سے جناب رسولخدا
کو ایذا پہونچتی ہے جیسا کہ جناب فاطمہ کی ایذا سے رسول خدا کو ایذا پہونچتی ہے
لہذا اس بنا پر شیعونکو مین ڈگری اسبات کی دیتا ہون کہ جناب فاطمہ کی پیروی
رسولخدا کی پیروی کے برابر ہے کچھہ فرق نہین اور جسقدر کینہ اور نفرت جناب
فاطمہ کو حضرت ابوبکر کے ساتھہ تادم مرگ رہا اوسیقدر کینہ و نفرت ہر مسلمانکو حضرت
ابوبکر کے ساتھہ رکہنا چاہیئے۔ کیونکہ جس شخص کے ساتھہ جناب فاطمہ کو اسقدر کینہ
و نفرت ہو کہ نماز جنازہ تک کی اجازت ندین اوس شخص کی فرمانبرداری کرنا یا اوس

شخص کو اپنا پیشوا بنانا دشمنان جناب فاطمہ کا کام ہے کسی مومن مسلمان کا کام نہیں ہے۔

تیسرے صحیح مسلم وصحیح بخاری کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے تا یوم وفات جناب فاطمہ حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور تاریخ حصول خلافت حضرت ابوبکر کے چھ ماہ کے بعد جناب فاطمہ نے وفات پائی۔ پس چھ ماہ تک تو حضرت علی علیہ السلام کے بیعت نہ کرنے کا اقرار مسلم وبخاری کو بھی ہے اور اہل سنت میں مسلم اور بخاری سے زیادہ معتبر کوئی دوسری کتاب نہیں ہے مگر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اپنی کتاب تذکرۃ الخلفا کے صفحہ ۹۷ میں مسلم اور بخاری کے بھی خلاف تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اوسی روز خبر بیعت سنکر حضرت علی علیہ السلام کو واسطے بیعت کے اس درجہ اضطراب ہوا کہ جسم اطہر کو پارچہ چادر سے بھی پوشیدہ نہ کیا اور نہ برہنہ تن صرف تہ بند باندھے ہوے مجلس خلیفہ میں پہونچے اور بڑے اشتیاق کے ساتھ بیعت کی۔ اب نہ معلوم کہ اس واقعہ نویسی میں مسلم وبخاری کاذب ہیں یا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کاذب ہیں بہرحال انمیں سے کوئی نہ کوئی ضرور کاذب ٹھہریگا اور شیعوں کو دو ڈگری ملیگی۔ اس کا فیصلہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے اور افسوس ظاہر کیا جاتا ہے کہ اہل سنت کو کسدرجہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی ہے کہ بنظر توہین یہانتک لکھدیا کہ مجلس خلیفہ وہ حضرت بکمال ذلت اور رسوائی کے ساتھ برہنہ واسطے بیعت کے تشریف لے گئے حالانکہ مسلم وبخاری وتمامی علماء معتبرین اہل سنت بالاتفاق اقرار کررہے ہیں کہ جب کل مہاجر وانصار دست حضرت ابوبکر پر بیعت کرچکے تو حضرت علی علیہ السلام واسطے بیعت کے طلب کئے گئے اور اون حضرت نے بیعت سے انکار کیا اور

فرمایا حقدار خلافت میں ہوں اور بغیر کرنے بیعت کے واپس چلے آئے جیسا [illegible]
حال تنقیح نمبر مجسم میں لکھا گیا ہے۔ ان معتبر اقراروں کے خلاف مولوی محمد
جہانگیر خان صاحب نے ایک جدید اجتہاد اجرا فرمایا ہے کیوں نہو۔ اگر پدر
نتواند پسر تمام کند۔ امیر معاویہ کے اجتہاد نے تو آل رسول کی دشمنی کو اسقدر
ترقی دی کہ ہر مسجد میں علی اور اولاد علی علیہ السلام پر قبل ذکر الٰہی علانیہ لعنت ہونے
لگی اب دیکھیں کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اجتہاد کونسا رنگ پیدا کرتا ہے
چونکہ صحیح مسلم اور بخاری کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ وفات جناب سیدہ کے بعد لوگوں
کے رخ حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے برگشتہ ہوگئے تھے۔ اور جو وجاہت اور
وقار ان حضرت کا حیات جناب سیدہ میں تھا وہ بعد وفات جناب سیدہ باقی نرہا
لہذا بمجبوری جناب امیر کو صلح کرنی پڑی۔ کیونکہ چھ ماہ تک آپ بغیر کرنے بیعت کے
ایک حال پر قائم رہے اور امت پر اپنا استحقاق خلافت ظاہر کرتے رہے جب
باستثنار چند کس کے امت نے خلیفہ برحق کیجانب رجوع نہ کیا تو بمقتضائے
مصلحت وقت آپ کو صلح کرنی پڑی اگر صلح نہ کرتے تو جسقدر خونریزی قتل حضرت
عثمان کے بعد ہوئی اور جنگ جمل و جنگ صفین و واقعہ کربلا کی نوبت پہونچی یہ نوبت
زمانہ خلافت حضرت ابوبکر ہی میں پہونچ جاتی۔ اور امام وقت کا کار منصبی یہی ہے
کہ مصلحت وقت کا خیال رکھے اسیکا نام تقیہ ہے۔ پس جس مصلحت سے جناب
رسول خدا صلعم نے کفار مکہ کے ساتھ صلح کی تھی اوسی مصلحت سے حضرت علی علیہ السلام نے
حضرت ابوبکر کے ساتھ صلح کی۔ اور جس مصلحت سے رسول خدا صلعم بارہ برس کامل وعظ
و پند کرتے رہے اور کفار مکہ جو ظلم کرتے تھے اونکو برداشت فرماتے تھے
مگر آمادہ بجنگ نہوے۔ اوسی مصلحت سے حضرت علی علیہ السلام سب کچھ دیکھتے
تھے مگر ساکت تھے آمادہ بجنگ نہوتے تھے اور جسطرح جناب رسول خدا صلعم نے کفار مکہ پر

مصلحت وقت دیکھکر جہاد کیا۔ اوسی مصلحت کے مطابق حضرت علی علیہ السلام نے جنگ
جمل و جنگ صفین میں جہاد کیا اور امام حسین علیہ السلام کے واسطے یہی مصلحت تھی
کہ وہ بیعت یزید سے انکار کریں اور اپنی شہادت کو قبول فرماویں اگر ایسا نہ کرتے
تو چراغ اسلام گل ہو جاتا اور کوئی مؤمن اس دنیا میں باقی نہ رہتا اور باب شہادت
مسدود ہو جاتا۔ اور امام حسن علیہ السلام نے جو معاویہ سے صلح کی اوس وقت کی مصلحت
وہی تھی۔ اول تو آپ کے لشکر کے لوگ خالصاً للّٰہ آپ کی امانت پر مستعد نہ تھے
دل اونکے حصول عیش دنیا کی جانب مائل تھے اور زبان سے اقرار فرمانبرداری امام
حسن علیہ السلام کا کرتے تھے۔ دوسرے اگر امام حسن علیہ السلام صلح نہ کرتے تو
عوام کے نزدیک ثابت ہو جاتا کہ فرزند رسول نے بطلب ریاست و خواہش دنیا
ہزارہا مسلمانوں کا خون کرا دیا۔ اور اس صلح سے ظاہر کر دیا کہ حضرت علی علیہ السلام
کی جنگ واسطے قیام دین اسلام کے تھی تاکہ اسلام میں مذہبی اختلاف باقی نہ رہے اور
ایماندار و نیز یہ بات ثابت ہو جاوے کہ مخالفان علی جو علی کے ساتھ جنگ کرتے
ہیں دشمن ہیں خدا اور رسول خدا کے اور اس اظہار سے غرض یہ تھی کہ خلق اللہ مکر
اور فریب میں آکر مخالفان علی کے اعتقادات کے پیرو نہو جاوے اور سزاوار
آتش دوزخ نہ بنجاوے اور جبکہ حضرت علی علیہ السلام کی جنگ سے یہ بات
مثل روز روشن ظاہر ہو چکی تھی کہ جو لوگ جنگ جمل میں ہمراہی حضرت عائشہ
و جنگ صفین میں ہمراہی امیر معاویہ اس جناب سے لڑے وہ سب دشمنان علی
و دشمنان خدا و رسول خدا ہیں اور نجات عقبیٰ سے محروم ہیں تو پھر مکرر اس اظہار کی
ضرورت باقی نہ رہی تھی کہ امام حسن علیہ السلام امیر معاویہ سے جنگ کرتے۔
امام حسن علیہ السلام دیکھتے تھے کہ معاویہ نے علانیہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ برا
دشمنی جنگ کی اور کل مسلمان واقف ہوگئے کہ امیر معاویہ و طرفداران امیر معاویہ

بوجہ دشمنی جناب امیر دشمن خدا و دشمن رسول ہو گئے اور یہ سب دوزخی ہیں یہ بہی لوگوں کی رغبت جانب معاویہ سے ان لوگوں کے دلوں میں محبت اسلام و اعتقاد رسول بالکل نہیں اگر اب دوبارہ امیر معاویہ کے ساتھ جنگ کیجاوے گی تو بجز خونریزی کے نتیجہ کچھ بہی نہ نکلے گا اور امت کو اسبات کا یقین ہو جائیگا کہ بنظر حصول سلطنت یہ جنگ کیجاتی ہے نہ بغرض تقویت دین۔ اگر دین اسلام کی کوئی اصلیت ہوتی تو فرزند رسول بغرض حصول سلطنت جنگ نہ کرتے اس مصلحت کے مطابق امام حسن علیہ السلام کو صلح کی ضرورت ہوئی تاکہ عوام پر ظاہر ہوجاوے کہ اہلبیت رسول طمع دنیا سے بری ہیں ان کے دلوں میں خواہش سلطنت کا کوئی اثر نہیں اگر سلطنت کی خواہش ہوتی تو باوجود موجود ہونے ادائے ظاہری کے امام حسن علیہ السلام صلح نہ کرتے بلکہ اہلبیت رسول کی جنگ یا صبر بغرض تقویت دین و بقاء اسلام کے واسطے ہے چنانچہ امام حسن علیہ السلام کے صلح کرتے ہی لوگوں نے دست امیر معاویہ پر بیعت کرنی شروع کردی اور دل دنکے جو مائل تہے جانب معاویہ وہ ظاہر ہو گیا۔

اور معتقدان حضرت معاویہ آج تک اس صلح کی خوشی کا اظہار کرتے چلے جاتے ہیں جسکے سبب سے ہر مومن دشمنان حضرت علی کو پہچان لیتا ہے اور واقف ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ بوجہ اعتقاد امیر معاویہ علی و اولاد علی کے دشمن ہیں۔ اور اس دشمنی کے سبب نجات عقبی سے محروم ہیں۔ اس واقفیت پر بہی جو لوگ بلا سبب ناری ہونا قبول کریں تو اسمیں مومنین کو کیا ضرر ہے ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے۔ البتہ مومنین پر اسقدر واجب ہے کہ ہر زمانہ میں ان واقعات کا بنظر اشاعت اشاعت دین اظہار کرتا ہے تاکہ قیامت میں کسیکو یہ عذر باقی نہ رہجاوے کہ ہم ان حالات سے واقف نہ تہے۔ اور اسی واسطے

امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت قبول کی۔ پس اگر امام حسن علیہ السلام صلح نکرتے اور امام حسین علیہ السلام شہید نہوتے تو فرقہ ناری وفرقہ ناجی کی تمیز دشوار ہوجاتی پانچوین مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کتاب الظہار الحق صفحہ ۵۸ مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت عمر کو اہلبیت کے ساتھہ متعلق کینہ نہ تہا۔ اس کینہ کے بڑے بڑے زبردست ثبوت تومین لکہنا نہین چاہتا کیونکہ اونکے پڑہنے سے اہل سنت کو رنج ہوگا اور یہ رسالہ بنظر اظہار حق تحریر کیا جاتا ہے نہ بنظر رنج رسانی لہذا ثبوت کینہ کے واسطے مین اسی پر اکتفا کرتا ہون کہ مسلم وبخاری کی روایت مذکورہ بالا سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کو واسطے صلح کے تنہا بلایا تہا اور حضرت عمر کی ملاقات سے انکار کرکے کراہت ظاہر کی تہی اور حضرت عمر سے حضرت ابوبکر کو تنہا جانے سے بہ قسم منع کیا اگر حضرت عمر کو کینہ تہا تو حضرت ابوبکر کو تنہا جانے سے کیون منع کیا اور حضرت علی گر حضرت عمر کو فتنہ پرداز نہ سمجھتے تہے تو اونکی ملاقات سے ہمراہی ابوبکر کراہت کیون ظاہر فرمائی اس اظہار کراہت کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی نے حضرت ابوبکر کو بغرض صلح طلب کیا تہا اونکو خیال تہا کہ اگر حضرت عمر ہمراہ آوینگے تو کوئی فتنہ برپا کردینگے اور صلح ہونے نہ دینگے اور یہ دلیل باہمی رنج وکینہ کی ہے نہ اتحاد باہمی کی۔

چھٹے یہ بات باقرار مسلم وبخاری ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو کاذب گنہگار وخیانت کرنیوالا وغادر یعنی بدعہد جانتے تہے۔ جسکا ذکر بخاری جلد دوم صفحہ ۲۵۸۔ ومسلم جلد دوم صفحہ ۹۰ مین موجود ہے بنظر اختصار صرف صحیح مسلم کی روایت ذیل مین نقل کیجاتی ہے۔ جو کچھہ مسلم نے لکہا ہے وہی بخاری بہی لکہتا ہے۔

مسلم جلد دوم صفحہ ۹۰۔ باب النبی عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ فَجَاءَ یَرْ

فَهَلْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ
وَسَعْدٍ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ فَأْذَنْ لَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ
قَالَ نَعَمْ فَأْذَنْ لَهُمَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ
هٰذَا الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ قَالَ فَقَالَ الْقَوْمُ أَجَلْ يَا أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ وَأَرِحْهُمْ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ يُخَيَّلُ لِي
أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوا قَدَّمُوهُمْ لِذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدَا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ
الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ
لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ
فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ قَالَا نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ اللّٰهَ
كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ بِبَيْتِكُمْ أَمْوَالَ بَنِي النَّضِيرِ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَأْثَرَ عَلَيْكُمْ وَلَا
أَخَذَهَا دُونَكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَأْخُذُ نَفَقَةَ سَنَةٍ ثُمَّ
يَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ الْمَالِ ثُمَّ قَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَ
الْأَرْضُ أَتَعْلَمُونَ ذٰلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ نَشَدَ عَبَّاسًا وَعَلِيًّا بِمِثْلِ مَا نَشَدَ
بِهِ الْقَوْمَ أَتَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ
أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ فَجِئْتُمَا تَطْلُبُ مِيرَاثَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ
وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
إِنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ وَأَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللّٰهِ وَ
وَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ فَرَأَيْتُمَانِي كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
إِنِّي لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ إِلٰى آخِرِهِ۔

حضرت عباس اور حضرت علی باہمی جھگڑا کے فیصلہ کو حضرت عمر کے پاس بزمانہ خلافت حضرت عمر گئے اور دونوں صاحبوں نے حضرت عمر سے کہا کہ ہم دونوں کے باہمی جھگڑہ کا فیصلہ کردو۔ پس کہا حضرت عمر نے حضرت علی و حضرت عباس سے کہ جب فوت ہوئے رسول اللہ اوسوقت کہا حضرت ابوبکر نے کہ مین ولی رسول اللہ ہوں اوسوقت تم دونوں ابوبکر کے پاس آئے اور تم اے عباس اپنے بھتیجے کے مال سے ترکہ مانگتے تھے اور علی اپنی زوجہ کا ترکہ مانگتے تھے جواب مین ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہین چھوڑتے جو کچھہ چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے۔ تمنے اے عباس اور علی نے ابوبکر کو جھوٹا اور گنہگار اور غدار یعنی بدعہد ظلم کرنیوالا ہیوفا اور خائن یعنی خیانت کرنے والا جانا۔ پہر وفات پائی ابوبکر نے اور مین ولی رسول اللہ و ولی ابوبکر ہوا تمنے مجھکو بھی جھوٹا اور گنہگار اور غدار اور خیانت کرنیوالا جانا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ مین اور ابوبکر دونوں راست باز اور تابع حق ہین۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو دروغگو اور گنہگار اور غدار یعنی بدعہد ظلم کرنیوالا بیوفا اور خائن یعنی خیانت کرنیوالا جانتے تھے جسکا اقرار خود حضرت عمر نے کیا ہے اور جس اقرار کا ثبوت صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے صاف طور پر ہوتا ہے اور مذہب اہل سنت مین صحیح مسلم اور صحیح سے زیادہ معتبر کوئی دوسری کتاب نہین ہے۔ اور حضرت علی حضرت عمر کو اور حضرت ابوبکر کو راستباز نجانتے تھے۔ جس سے چند امر ثابت ہوتے ہین۔ اوّل یہ کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب و دیگر اہل سنت جو عام طور پر کہتے ہین کہ باہم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اتحاد قلبی تہا اور ایک دوسرے کا معین اور مددگار رہتا اور یہ چارون

آپس میں یار تھے اور انمیں دلی دوستی تھی اس قول کو ہم صحیح سمجھیں یا حضرت عمر کے قول کو صحیح سمجھیں اگر مولوی صاحب ممدوح و دیگر اہل سنت کا یہ دعوی صحیح ہے تو حضرت عمر کا اقرار غلط قرار پاتا ہے اور مسلم اور بخاری پر الزام کذب عاید ہوتا ہے جنہوں نے حضرت عمر کی نسبت اقرار غلط کا اتہام کیا اور اگر حضرت عمر راستباز ہیں اور مسلم اور بخاری نے اقرار صحیح کی نقل کی ہے تو مولویصاحب ممدوح معہ دیگر اپنے ہم مذہبوں کاذب ٹھہرتے ہیں اب مولویصاحب ممدوح جسکا کاذب ہونا قبول فرماویں ہم اوسی کو کاذب جانیں۔ اگر مولویصاحب ممدوح اپنا اور اپنے ہم مذہب اہل سنت کا کاذب ہونا تسلیم کرینگے تو تمام افعال واقوال اہل سنت کے بعد از باطل ہو جاوینگے اور اونکے نتیجہ بیان کی ضرورت ہوگی۔ تو اس نتیجہ بیان میں مولویصاحب اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کونسا مذہب اختیار کرینگے اس ارادہ کو بھی ظاہر فرما دیں۔ اور اگر حضرت عمر کے اس اقرار سے کہ حضرت علی نے اونکو اور حضرت ابو بکر کو دروغگو اور گنہگار اور غدار اور خائن کہا انکار کریں گے تو مسلم اور بخاری کاذب قرار پاوینگی اور کتب ہائے صحیح مسلم و صحیح بخاری قابل اعتبار نہ رہینگی اور بر بنا ء عقاید شیعہ خلافت خلفاء ثلثہ سے انکار کرنا پڑیگا اور مذہب شیعہ قبول کرنا ہوگا۔ بہرحال مسلم و بخاری اہل سنت کی کتب مسلمہ ہیں جنکا رتبہ بعد قرآن سمجھا جاتا ہے۔ ان کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت علی۔ حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو دروغگو اور گنہگار اور غدار اور خائن جانتے تھے۔ تو حضرت علی کے اس تصدیق کے خلاف معتقدان حضرت علی خلفاء ثلثہ کے خلیفہ برحق اور امام واجب الطاعت ہونے کو کب قبول کر سکتے ہیں۔ اور جو لوگ حضرت علی کے اس ارشاد سے منحرف ہو کر خلفاء ثلثہ کے صادق القول اور بے گناہ اور راستباز ہونے کو قبول کرتے ہیں اور

اونکو خلیفہ برحق جانتے ہین وہ حضرت علی کی تکذیب کرنیوالے ہین اور قول حضرت علی کی تکذیب بجز دشمنان حضرت علی کوئی ایماندار نہین کرسکتا کیونکہ مراتب حضرت علی اس تنقیح کے ابتدا مین تحریر ہوچکے ہین ایسے مراتب کا برگزیدہ اور جلیل الشان معصوم بزرگ اپنے منہہ سے کوئی لفظ غلط نہین نکالا کرتا۔

پس ان وجوہ سے مین کہہ سکتا ہون کہ حضرت علی علیہ السلام جسکو کاذب کہین وہ یقیناً کاذب ہے اور جبکہ خود حضرت عمر اقرار کرتے ہین اور اوس اقرار کو بخاری ومسلم سے معتبر عالمون نے قلمبند کیا ہے۔ اسمین کرنا شک باقی رہگیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کاذب خیانت کرنیوالا اور غدار اور گنہگار کہا۔ اسلئے ہر مومن مسلمان حضرت ابوبکر وحضرت عمر کے کاذب وخائن وغادر وگنہگار ہونے مین بلاحجت وتکرار فرمانبرداری کریگا۔

قول حضرت علی کے نہ اعتقاد اہل سنت کی کیونکہ اہل سنت کے پیشواے دین ورہنما حضرت ابوبکر وحضرت عمر ہین۔ تو جس مذہب کے پیشوا جناب مظہر العجائب علی ابن ابیطالب کے قول کے مطابق کاذب وخائن وغادر وگنہگار ہون وہ مذہب کیونکر ناجی قرار پاسکتا ہے۔

ساتوین۔ روایت مذکورہ سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابوبکر بغرض صلح تنہا حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے بیعت کو وعدہ فردا پر ٹالا۔ بیعت نہین کی اور قیاس یہی اسبات کو قبول نہین کرتا کہ جن لوگون کو حضرت علی علیہ السلام کاذب غادر خائن وگنہگار بتلا دین اونکی بیعت بھی کرین ان الزامات کا دھبہ مٹانیکے واسطے حضرت ابوبکر وحضرت عمر کے معتقدین نے غلط مشہور کرادیا کہ بعد چھہ ماہ بیعت کرلی۔ صحیح اسیقدر ہے کہ بتقیہ صلح کرلی تھی وہی صلح از راہ بیعت مشہور کیگئی جیسا کہ معاویہ نے مشہور کیا تھا کہ تخلیہ مین امام حسین علیہ السلام

یزید کی بیعت کرلی۔

آٹھوین۔ فرضی طور پر یہ بھی قبول کرلیا جاوے کہ بوجہ عدم رجوع امت و عدم موجودگی یا در و معین مسلحتاً جناب امیر نے بیعت بھی کرلی ہو تو اس بیعت سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو کوئی فخر حاصل نہین ہوسکتا جبکہ حضرت علی علیہ السلام باواز بلند فرماوین کہ حضرت ثلثہ نے بلا استحقاق خلافت پر قبضہ اور لیا بلکہ ناحق میرے ساتھہ عداوت کی اور میری اطاعت و فرمانبرداری سے برگشتہ ہوے چنانچہ اون حضرت نے اعداے دین کی شکایت مین جو کلمے اپنی زبان مبارک سے فرماے ہین وہ ذیل مین نقل کئے جاتے ہین۔

حضرت علی علیہ السلام کے مصنفہ اشعار مندرجہ ذیل تاریخ ابوالفدا و سیرۃ المحمدیہ سے نقل ہوئے ہین اور یہ دونون کتابین اہل سنت کے معتبر [illegible] لمون کی مصنفہ ہین۔

وَفِی الْقُرْاٰنِ اَلْزَمَهُمْ وِلَائِی
قرآن مین میری محبت لازمی تبلائی گئی ہے

وَاَوْجَبَ طَاعَتِی فَرْضًا بِعَزْمٍ
اور واجب کردی گئی ہے میری اطاعت اور فرمانبرداری

کَمَا هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اَخُوْهُ
جیسا کہ ہارون موسیٰ کے بھائی ستھے +

کَذَالِكَ اَنَا اَخُوْهُ وَذَاكَ اِسْمِی
اسیطرح مین جناب محمد صلعم کا بھائی ہون +

لِذَالِكَ اَقَامَنِی لَهُمْ اِمَامًا
اور مقرر کیا مجھکو آنحضرت نے امام امت

وَاَخْبَرَهُمْ بِهِ بِغَدِیْرِ خُمٍّ
اور خبر دی میری امامت کی بروز غدیر خم

فَوَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ ثُمَّ وَیْلٌ
افسوس اور پھر افسوس ہے اور پھر افسوس ہے

لِجَاهِلِ طَاعَتِی وَمُرِیْدِ هَضْمِی
اون لوگون پر جو انحراف کرتے ہین میری اطاعت سے اور ارادہ کرتے ہین میری بربادی کا

وَوَیْلٌ لِلَّذِیْ یَشْقٰی سَفَاهًا
اور افسوس ہے اون لوگون پر جو اپنی بدبختی و بدنصیبی سے

یُرِیْدُ عَدَاوَتِی مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ
ارادہ کرتے ہین میری عداوت کا بلا قصور +

سَبَقْتُكُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا
مقدم ہوں میں اسلام میں سب سے
وَاَوْجَبَ لِیْ وَلَایَتَهٗ عَلَیْكُمْ
اور واجب کر دی ولایت میری سب پر
وَاَوْصَانِی النَّبِیُّ عَلَی اخْتِیَارٍ
اور وصیت کی نبی نے میرے مختار رہنا کی
اَلَا مَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ بِهٰذَا
خبردار ہو جاؤ جو چاہے ایمان لائے میرے وصی مختار ہونے پر

غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِیْ
اس وقت سے کہ میں بالغ ہوا تھا
رَسُوْلُ اللّٰهِ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ
رسول اللہ نے بروز خم غدیر
لِاُمَّتِهٖ رِضًا مِنْكُمْ بِحُكْمِیْ
اپنی امت کو در رضامندی اپنے
وَاِلَّا تَلِیْمَتْ کَمَدًا اَنِیْمِ
اور جو کوئی ایمان نہ لاویگا وہ ہلاک ہوگا ساتھ رو سیاہی کے

کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲۲۔ رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُوْ رَسُوْلِهٖ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُهَا بَعْدِیْ اِلَّا کَاذِبٌ مُفْتَرٍ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِیْنَ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ میں صدیق اکبر ہوں اور جو شخص بعد میرے صدیق اکبر ہونیکا دعوی کرے وہ کاذب اور مفتری ہے۔ اور نماز پڑھی میں نے ہمراہ رسول اللہ صلعم سب کے قبل۔

تاریخ خمیس شیخ حسین دیار بکری جلد دوم صفحہ ۲۷۰۔ وَعَنْ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ النَّبِیِّ اَنَّهٗ قَالَ الصِّدِّیْقُوْنَ ثَلَاثَةٌ حَبِیْبُ بْنُ مُرِیِّ النَّجَّارِ مُؤْمِنُ اٰلِ یٰسِیْنَ الَّذِیْ قَالَ یَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ وَحِزْقِیْلُ مُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ الَّذِیْ قَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَعَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ الثَّالِثُ وَهُوَ اَفْضَلُهُمْ۔ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ فِی الْمَنَاقِبِ۔
فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ صدیق اس دنیا میں تین ہیں اول حبیب نجار مومن آل یسین دوم حضرت حزقیل مومن آل فرعون سوم حضرت علی ابن ابیطالب

اور علی صدیق ثالث اور دونوں صدیقوں سے اعلی اور افضل ہیں۔

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور کل فرقہ اہل سنت حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر کہتے ہیں اور علی ابن ابیطالب فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر میں ہوں اور بجز میرے جو شخص صدیق اکبر ہونیکا دعوے کرے وہ کاذب اور مفتری ہے جناب امیر کے اس ارشاد کی تصدیق جناب رسول خدا صلعم کی حدیث سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس دنیا میں صدیق تین ہیں ایک حبیب نجار دوسرے حضرت حزقیل تیسرے علی ابن ابیطالب جبکہ حسب ارشاد رسول خدا صلعم کے بجز ان تین صاحبان موصوف کے کسی چوتھے کا صدیق ہونا ثابت نہیں تو پھر صدیق چہارم حضرت ابوبکر کیونکر صدیق ہوگئے۔ اور حضرت ابوبکر کا دعویدار صدیق ہونا اور اہل سنت کا حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر بنانا ارشاد نبوی کے خلاف ہے یا نہیں اور تکذیب کرنیوالا ارشاد نبی کا کافر ہے۔ پس اہل سنت کا فرقہ ناجی ہونا کسطرح تسلیم کے لائق نہیں ہوسکتا حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اشعار مذکورہ میں فرمایا ہے کہ بروز غدیر خم رسول خدا صلعم نے مجھکو امام بنایا اور امت کو میری اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس جگہہ حدیث غدیر کی نقل بھی کردوں کیونکہ اس حدیث کو اس کلام سے تعلق ہے گو اس حدیث کی نقل جناب مولوی شیخ احمد صاحب اپنی تصنیفات میں بالتصریح کرچکے ہیں مگر بوجہ تعلق ضروری میں بھی ذیل میں نقل کئے دیتا ہوں مشکوۃ صفحہ ۵۵۵ و ۵۵۵ میں امام احمد ابن حنبل و ترمذی سے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے

وَعَنْ بَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فَقَالَ

لَہٗ ھَنِیْئًا لَکَ یَا بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلَا کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

روایت ہے براء ابن عازب وزید ابن ارقم سے کہ جب فروکش ہوئے رسول اللہ صلعم ہمراہ امت غدیر خم پر آ فرمایا تہ علی ابن ابیطالب کا ہاتھ پکڑا یا کہا اے لوگو کیا تم نہیں جانتے کہ میں اعلیٰ اور افضل ہوں ہر ایک مومنین سے سب نے کہا ہاں پھر فرمایا کہ کیا میں تمہارے نفسوں سے افضل وبہتر نہیں ہوں سب نے اقرار کیا کہ ہاں پھر یہ فرمایا کہ الٰہی جسکا میں آقا ہوں اسکا یہ علی آقا ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اے خدا دشمن رکھ اسکو دشمن رکھے علی کو بعد اسکے ملاقات کی حضرت عمر نے علی علیہ السلام سے اور کہا کہ مبارک ہو تم کو اے علی کہ ہوگئے تم آقا میرے اور آقا کل مومنین ومومنات کے۔

چونکہ جنید واقعات متعلق اسکے مجتہد ذکر کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام عدم حصول خلافت سے شاکی تھے اور بعض کتابوں سے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ زبان عربی میں ہیں عربی عبارتوں کی نقل سے بلاسبب طوالت ہوتی ہے لہذا ترجمہ ان عبارتوں کا ذیل میں لکھے دیتا ہوں اصل عبارتیں اصل کتابوں میں ناظرین ملاحظہ فرمالیں میں ہر کتاب کا نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۱۹-۲۰ بعد استقرار خلافت سقیفہ بنی ساعدہ کے حضرت علی علیہ السلام طرف روضہ اقدس رسولخدا صلعم کے اشارہ کرکے فرماتے تھے اور وہ آیہ جو حضرت ہارون نے وقت صعود کوہ طور دانحراف قوم سامری کے پڑھا تھا تلاوت فرماتے تھے کہ آپ کی امت نے مجھے کمزور کردیا اور قریب ہے کہ مجھے قتل کریں اور افسوس کہاں ہیں جعفر اور کہاں ہیں حمزہ آ چکے روز نامہ اسباب میں علی کا حال مشہور ہے اور اہل عرب بعد وفات رسول خدا صلعم تا

۲۵ ہجری علی علیہ السلام سے منحرف اور روگردان رہے - اور بہت کم لوگ ایسے تھے کہ جنکو اوس جناب کے ساتھہ بغض نہ تہا -

شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۵۰۹ - روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ظلم قریش کی شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدایا قریش نے مجھکو حق سے باز رکہا اور خلافت کو مجہہ سے غصب کیا اور مجہپر ظلم کیا -

شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۲۸۳ - حضرت سلمان اور زبیر اور بعض انصار کی خواہش تھی کہ بیعت کریں علی سے اور جب بیعت ابوبکر کی ہوگئی تو سلمان نے صحابہ سے کہا کہ اجماع و بیعت مین تمنے خطا کی اور اے صحابہ تمنے مرد پیر کو اختیار کرکے خطا کی درباب ایجاب بیعت اہلبیت رسالت کے اور اگر اونکو تعین کرتے ہرگز اختلاف واقع نہوتا -

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۹۶ - زمانہ خلافت حضرت علی علیہ السلام مین شہر کوفہ مین لوگ جمع ہوے واسطے اداے نماز تراویح ماہ رمضان حضرت علی علیہ السلام نے لوگونکو تہدید کی اور منع فرمایا کہ یہہ فعل خلاف سنت ہے بعضون نے ترک کیا پس امام حسین مسجد مین تشریف لاے اور محراب کے نزدیک رہ تھا اور جب نمازیون نے دیکھا با آواز حزین اور دردناک سے پکارا کہ اے عمر اسوقت کہان ہو

شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۵۸۴ - زبیر کی روایت دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی و حضرت عثمان کے قلبی نہ تھی - بلکہ ظاہری آمد و رفت تھی - اور دربردہ رنج و ملال تہا -

کامل ابن الاثیر جلد دوم صفحہ ۲۸ - فی قصۃ الشوری - حضرت عمر اپنی وصیت مین کہتے ہین کہ حضرت عثمان ضعیف الرائے ہین اور حضرت علی تیز ذہن اور بہترین ہادی

ہیں اور جب حضرت مقداد نے واسطے انعقاد بیعت حضرت علی کے مجمع کیا پس
قوم کو طمع خلافت پیدا ہوئی اور کلام تند اور گفتگوے طویل شروع ہوگئی حضرت
عمار نے کہا کہ حضرت علی کی بیعت کرو مقداد نے کہا بیچ چشم ابن ابی شرح نے کہا کہ
بیعت حضرت عثمان کی کرو۔ اور سوقت بنی ہاشم اور بنی امیہ میں تقریرین بہت بڑہین
عمار نے کہا اے گروہ مسلمین افسوس ہے کہ خلافت کو تم لوگ خاندان نبوت سے
نکالتے ہو۔ اتنے میں ایک مرد قبیلہ بنی مخزوم کا بولا اے پسر زن فربہ یہ تیری
باتین عداوت آمیز ہین حضرت علی علیہ السلام نے ایک خطبہ صحیح پڑہا اور فرمایا
کہ اگر رسول اللہ صلعم اجازت دیجاتے ترمین ضرور تو سب پہ شمشیر نکالتا اور کوئی
شخص قبل میرے دعوت رسالت مین شریک نہوا اور رحم رسول سے مجھے زیادہ کوئی
شخص قریب تر نہین ہے سنو میرے کلام کو اور قریب ہے کہ تم دیکھو گے کہ یہہ
اہل مجمع ایک دوسرے پر تلوارین نکالین گے اور پیشوا اہل ضلالت و اہل جہالت
کے ہون گے۔ کامل ابن اثیر سنت الجماعت مذہب کا عالم ہے جسکی کتاب سے
عبارت مذکورہ ترجمہ ہوئی اور اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگون
نے مجمع کرکے حضرت عثمان کی خلافت کو قبول کیا انہین لوگون کی نسبت
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تہا کہ یہ لوگ اہل ضلالت اور اہل جہالت کے پیشوا ہونگے
پس حضرت عثمان و طرفداران حضرت عثمان اہل سنت کے پیشوا ہین اور جو لوگ
حضرت علی علیہ السلام کے معتقد ہین وہ اس ارشاد کے مطابق اہل سنت کو ضرور فرقہ
جہالت و ضلالت مین شمار کرین گے لیکن مخالفان علی فرقہ اہل سنت کو جو کچھہ سمجھین
وہ سمجھین اسمین کسی ایماندار کا کچھہ ضرر نہین۔

تاریخ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۵۰۳ و تفسیر محی الدین ابن العربی فی تفسیر سورۃ الاخلاص
و شرح تجرید قوشجی صفحہ ۴۰۳ و شرح ابن میثم صفحہ ۹۴۔ ابن خلکان و ابن العربی و

شارح قوشجی و ابن عبداللہ و ابوعلی جبائی و ابن الخشاب و ابن شبیب نحوی و مولوی ولی اللہ محدث دہلوی اقرار کرتے ہیں کہ خطبہ شقشقیہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

أَمَا وَاللهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ مَحَلِّي مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَى يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ وَلَا يَرْقَى إِلَيَّ الطَّيْرُ فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا وَطَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحًا وَطَفِقْتُ أَرْتَئِي بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بِيَدٍ جَذَّاءَ أَوْ أَصْبِرَ عَلَى طَخْيَةٍ عَمْيَاءَ يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ وَيَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ فَرَأَيْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا أَحْجَى فَصَبَرْتُ وَفِي الْعَيْنِ قَذًى وَفِي الْحَلْقِ شَجًا أَرَى تُرَاثِي نَهْبًا حَتَّى مَضَى الْأَوَّلُ لِسَبِيلِهِ فَأَدْلَى بِهَا إِلَى فُلَانٍ بَعْدَهُ ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْأَعْشَى شَتَّانَ مَا يَوْمِي عَلَى كُورِهَا وَيَوْمُ حَيَّانَ أَخِي جَابِرٍ فَيَا عَجَبًا بَيْنَا هُوَ يَسْتَقِيلُهَا فِي حَيَاتِهِ إِذْ عَقَدَهَا لِآخَرَ بَعْدَ وَفَاتِهِ لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَيْهَا فَصَيَّرَهَا فِي حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ يَغْلُظُ كَلْمُهَا وَيَخْشُنُ مَسُّهَا وَيَكْثُرُ الْعِثَارُ فِيهَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْهَا فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَإِنْ أَسْلَسَ تَقَحَّمَ فَمُنِيَ النَّاسُ لَعَمْرُ اللهِ بِخَبْطٍ وَشِمَاسٍ وَتَلَوُّنٍ وَاعْتِرَاضٍ فَصَبَرْتُ عَلَى طُولِ الْمُدَّةِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ حَتَّى إِذَا مَضَى لِسَبِيلِهِ جَعَلَهَا فِي جَمَاعَةٍ زَعَمَ أَنِّي أَحَدُهُمْ فَيَا لِلَّهِ وَلِلشُّورَى مَتَى اعْتَرَضَ الرَّيْبُ فِيَّ مَعَ الْأَوَّلِ حَتَّى صِرْتُ أُقْرَنُ إِلَى هَذِهِ النَّظَائِرِ لَكِنِّي أَسْفَفْتُ إِذْ أَسَفُّوا وَطِرْتُ إِذْ طَارُوا فَصَغَى رَجُلٌ بِضِغْنِهِ وَمَالَ الْآخَرُ بِصِهْرِهِ مَعَ هَنٍ وَهَنٍ إِلَى أَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ

نافجاً حضنیه بین نثیله ومعتلفه وقام معه بنو امیة یخضمون مال
الله خضم الابل نبتة الربیع الی ان انتکث علیه فتله واجهز علیه
عمله وکبت به بطنته فما راعنی الا والناس الیّ کعرف الضبع
ینثالون علیّ من کل جانب حتی لقد وطئ الحسنان وشق عطفای
مجتمعین حولی کربیضة الغنم حتی اذا نهضت بالامر نکثت طائفة
وفسقت اخری ومرقت اخرون ففسق ان امر ربه کانهم لم
یسمعوا کلام الله سبحانه حیث یقول تلک الدار الآخرة نجعلها
للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین
بلی والله لقد سمعوها ووعوها ولکنهم حلیت الدنیا فی اعینهم وراقهم
زبرجها اما والذی فلق الحبة وبرأ النسمة لولا حضور الحاضر
وقیام الحجة بوجود الناصر وما اخذ الله تعالے علی العلماء
ان لا یقاروا علی کظة ظالم ولا سغب مظلوم لالقیت حبلها
علی غاربها ولسقیت آخرها بکاس اولها ولالفیتم دنیاکم هذه عندی
کعفطة عنز۔

ترجمہ حسب محاورہ اردو۔ قسم ہے خدا کی کہ خلیفہ ہوئے ابو بکر درانحالیکہ وہ جانتے تھے
کہ خلافت میں میرا حق بمنزلہ قطب نسبت سنگ آسیا کے ہے (یعنی وفات رسول خدا صلعم
کے بعد بجز میرے کوئی دوسرا شخص مستعد خلافت نہ تھا اور جسطرح چکی میں ایک آہنی کیل لگائی
جاتی ہے کہ جس پر چکی کا بالائی پاٹ گردش کرتا ہے مگر میخ استقلال کے ساتھ اپنے
مقام پر قائم رہتی ہے اگر میخ آہنی نہو تو چکی بیکار رہے۔ اسیطرح خلافت کا تعلق
میرے ساتھ ہے کہ بغیر میرے خلیفہ ہوئے دین اسلام میں خرابی واقع ہو گی اور
امت گمراہ ہو جاویگی) اور وہ یہ [illegible] فیوض علم میرے دریا طبعی میں ہوں سے

شارح قوشجی و ابن عبداللہ و ابوعلی جبائی و ابن الخشاب و ابن شبیب نحوی و مولوی ولی اللہ محدث دہلوی اقرار کرتے ہیں کہ خطبہ شقشقیہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

أَمَا وَاللهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ مَحَلِّي مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَى يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ وَلَا يَرْقَى إِلَيَّ الطَّيْرُ فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْباً وَطَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحاً وَطَفِقْتُ أَرْتَئِي بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بِيَدٍ جَذَّاءَ أَوْ أَصْبِرَ عَلَى طَخْيَةٍ عَمْيَاءَ يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ وَيَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ فَرَأَيْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا أَحْجَى فَصَبَرْتُ وَفِي الْعَيْنِ قَذًى وَفِي الْحَلْقِ شَجًى أَرَى تُرَاثِي نَهْباً حَتَّى مَضَى الْأَوَّلُ لِسَبِيلِهِ فَأَدْلَى بِهَا إِلَى فُلَانٍ بَعْدَهُ ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْأَعْشَى شَتَّانَ مَا يَوْمِي عَلَى كُورِهَا وَيَوْمُ حَيَّانَ أَخِي جَابِرٍ فَيَا عَجَباً بَيْنَا هُوَ يَسْتَقِيلُهَا فِي حَيَاتِهِ إِذْ عَقَدَهَا لِآخَرَ بَعْدَ وَفَاتِهِ لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَيْهَا فَصَيَّرَهَا فِي حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ يَغْلُظُ كَلْمُهَا وَيَخْشُنُ مَسُّهَا وَيَكْثُرُ الْعِثَارُ فِيهَا وَالِاعْتِذَارُ مِنْهَا فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَإِنْ أَسْلَسَ تَقَحَّمَ فَمُنِيَ النَّاسُ لَعَمْرُ اللهِ بِخَبْطٍ وَشِمَاسٍ وَتَلَوُّنٍ وَاعْتِرَاضٍ فَصَبَرْتُ عَلَى طُولِ الْمُدَّةِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ حَتَّى إِذَا مَضَى لِسَبِيلِهِ جَعَلَهَا فِي جَمَاعَةٍ زَعَمَ أَنِّي أَحَدُهُمْ فَيَا لَلَّهِ وَلِلشُّورَى مَتَى اعْتَرَضَ الرَّيْبُ فِيَّ مَعَ الْأَوَّلِ حَتَّى صِرْتُ أُقْرَنُ إِلَى هَذِهِ النَّظَائِرِ لَكِنِّي أَسْفَفْتُ إِذْ أَسَفُّوا وَطِرْتُ إِذْ طَارُوا فَصَغَى رَجُلٌ لِضِغْنِهِ وَمَالَ الْآخَرُ لِصِهْرِهِ مَعَ هَنٍ وَهَنٍ إِلَى أَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ

اور میرا مرتبہ کمال اسقدر بلند ہے کہ خیال بشری تا ننک پہونچ نہیں سکتا [illegible]
کہ انتہائے بلندی تک پرندہ نہین پہونچ سکتا۔ اور مین نے چشم پوشی اور سکوت
کیا نزاع خلافت مین اور غور کرتا تھا اس امر کیطرف کہ بحالت عدم موجودگی
معین وانصار کے آمادہ بجنگ ہون یا صبر کرون اس زمانہ پُر آشوب و فتنہ
وفساد مین صبر اسدرجہ سخت نظر آتا تھا کہ جسمین کم سن بوڑہا ہو جاتا ہے
اور جوان ضعیف و ناتوان ہو جاتا ہے اور مومن کو اس صبر مین قربت الٰہی
نصیب ہوتی ہے۔ پہر مین نے صبر کرنا افضل سمجہا اور صبر کیا کہ جسکے سبب سے
آنکہون مین کہٹک اور حلق مین زخم ہو گیا اور دیکہتا رہا اپنی میراث کو لٹتا ہوا
یہانتک کہ گذرا اول (یعنی فوت ہوے حضرت ابو بکر اور ختم ہوا زمانہ خلافت
اول کا) اپنے راستہ سے اور پہر جہکا یا اول نے فلانے کیجانب اپنے بعد۔
(یعنے مقرر ہوئی خلافت حضرت کی بعد وفات حضرت ابو بکر بحکم حضرت ابو بکر) اور
مثال دی آنحضرت نے قول اعشی کی۔ کہ کسقدر فرق ہے روز سرگردانی سے پشت
ناقہ پر اور روز مصیبت حیّان بہائی جابر سے۔ تعجب ہے اوسکی (یعنی حضرت
ابو بکر کی) دو حالتون کے اوپر کہ اپنی زندگی مین اول طالب معافی ہوا اور مقرر
کر گیا دوسرے کے واسطے اپنی وفات کے بعد (یعنی وقت حصول خلافت حضرت
ابو بکر نے معافی چاہی کہ مجہسے قبول خلافت مین خطا ہوئی اور قریب مرگ
وصیت کر دی کہ میرے بعد حضرت عمر خلیفہ ہون) ان دونون نے پستان شیر خوار
کو خوب چوسا (یعنے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے دل بہر کر عیش خلافت و حظ
خلافت کو حاصل کیا) اور حالت خشونت مین خلافت کو چہوڑا۔ جسکا زخم
سخت تہا اور خشونت مین بہرا ہوا تہا۔ یعنے سخت مزاج و زود رنج و غصہ ور
جیسا کہ سوار کسی سرکش و بے محنت جانور کا خوفناک رہتا ہے اسلئے کہ اگر

ناقہ کی مہار کھینچتا ہے تو ۔۔۔ کے ٹوٹنے کا ڈر ہے اور ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تو بے قابو ہو جائیگا اندیشہ ہے قسم ہے خدا کی ایک مین ہی نہین بلکہ کل امت اس وحشت اور تلون اور زبان درازی کے معترض تھے (جناب امیر نے یہ الفاظ زمانہ خلافت ثانی کے سختیون اور تلون اور زبان درازی کے بارہ مین ارشاد فرماے ہین کہ اگر مین صبر و سکوت کے ساتھہ دیکھتا رہتا تو اسلام برباد ہوتا تھا اور دخل دیتا تھا تو فتنہ و فساد پیدا ہوتے تھے) پس صبر کیا مین نے طول مدت (یعنے خلافت ثانی کے زمانہ دراز پر) اور سخت محنت پر (یعنے اس زمانہ دراز مین جو حفاظت شریعت مین حضرت علی نے محنت گوارا فرمائی اوسکی نسبت آپ فرماتے ہین کہ مین نے اس سخت محنت پر بھی مدت دراز تک صبر کیا) یہانتک کہ جب گذر راہ (یعنی فوت ہوے خلیفہ ثانی) مقرر کر گئے ایک جماعت کو اور اونکے زعم مین اوس جماعت مین ایک مین بھی شمار کیا گیا (یعنے وقت موت خلیفہ ثانی نے تعین خلافت کے واسطے چند لوگ نامزد کئے ا۔۔ مین حضرت علی کو بھی شمار کیا تھا جو کہ در اصل خلیفہ برحق تھے) خدایا تو بچا آفتون اور شوری سے کیا شک ہوا تھا اوسکو یعنی خلیفہ ثانی کو مجھہ سے ساتھہ اول کے (یعنے حضرت ابو بکر کے) کہ ملایا گیا ان سے لیکن مین شریک ہوا اونکے ساتھہ جب اونہون نے پست پروازی کی اور بلند پروازی کی اونکے ساتھہ جب اونہون نے بلند پروازی اختیار کی (یعنی وقت تعین خلافت ثالث مجھکو اہل شوری کے ساتھہ شریک ہونا پڑا اور کوئی برتاو مخالفت کا مین نے نہین کیا) پھر مائل ہوا ایک شخص اپنے کینہ کیجانب (یعنی سعد جسکا باپ وقاص ۔۔۔ جو ۔ مین حضرت علی کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا) اور مائل ہوا دوسرا رشتہ دامادی کیجانب۔

(یعنی عبدالرحمن بن عوف) اور مقرر ہوا تیسرا قوم ثالث سے (یعنے حضرت عثمان

باتفاق سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن بن عوف خلیفہ مقرر ہوئے)
اور اوسکے ساتھ بنی امیہ او رکھانے لگے مال خدا کو بے انتہا مانند اون
شتر ونکے جو موسم بہار مین سبزہ کو کہاتے ہین یہانتک کر ٹوٹ گیا رشتہ خلافت
اور اوسکا عمل در آمد اوسکے قتل کا باعث ہوا۔ پہر جمع ہوا میرے گرد انبوہ کثیر لوگ
آتے تہے میرے پاس پے در پے اور استقرار انبوہ ہوا کہ حسنین لوگون سے
پانون کے نیچے دب گئے اور میرا پیرہن دونون جانب سے چاک ہو گیا اور ہر طرف
سے واسطے بیعت کے لوگ مجھ پر گرنے لگے۔ پہر مین جب سب کے اصرار پر
خلافت کے لئے مستعد اور حکمران ہوا تب ایک گروہ نے پیمان شکنی کر کے شکست
بیعت کی اور دوسرے گروہ نے نافرمانی کی اور منحرف ہو گئے حکم خدا سے
گویا اونہون نے کلام الٰہی کو سنا ہی نہ تہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ دار آخرت ہم
کرینگے اونکے لئے جو نہین چاہتے ہین بلندی زمین مین۔ اور نہین چاہتے فساد
کرنا اور انجام نیک متقی پرہیز گارونکا ہے۔ ہان خدا کی قسم تحقیق کہ سنا ہے
اس آیت کو اور یاد بہی کیا ہے لیکن دنیا آنکھون مین پیاری نظر آئی اور اوسکی
زینت نے اونکو فریفتہ کیا۔ قسم اوسکی جسنے دانہ کو شق کر کے درخت پیدا کیا اور
انسان اور حیوان کے جسم مین جان ڈالی۔ اگر مسلمین کے رجوع ہونے اور
مددگارون کے میسر آنے سے مجہپر حجت قائم نہوتی تو منصب خلافت کو اوسکے
حال پر چہوڑ دیتا۔ کیونکہ پروردگار عالم نفوس زاکیہ اصفیا کو تکلیف ساتہ اسکے
نہین دیتا ہے کہ راضی نہون سیر نکرین جفاکارون کی سیری اور مظلومون کی گرسنگی پر
اور سکوت اور صبر کرنا قتل اول کے زمینی حکومت ظاہری کو اختیار نہ کرتا۔ اگر ایک
گروہ مسلمین کا میرا مددگار نہو جاتا اور جسطرح عہد خلیفہ اول مین صبر کر کے
گوشہ نشین ہوا تہا اوسی طرح قتل خلیفہ سیوم کے بعد بہی صبر و سکوت کرتا اور حکومت

ظاہری کو اختیار نہ کرتا۔
یہانتک جناب امیر نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا کہ ناگاہ ایک شخص
آیا اور اوسنے ایک خط جناب امیر کو دیا آپ پڑھنے لگے اور خطبہ ناتمام رہگیا۔
جب آپ خط پڑھ چکے تو ابن عباس نے کہا کہ آپ نے اپنے بیان کو جہان سے
ناتمام چھوڑا ہے ختم فرمادین۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ہیہات یا ابن عباس
تلک شقشقۃ ہدرت ثم قرت یعنے وہ ایک شقشقہ تھا کہ ظاہر ہوا اور پھر تھم گیا
اب اوسکا اثر باقی نہ رہا۔ ابن خشاب بڑا ظریف اور خوش طبع تھا۔ ابن ابی الحدید
کہتا ہے کہ سنہ ۶۰۳ ہجری مین ابوالخیر واسطے نے مجھسے کہا کہ مین نے اس خطبہ
کو ابی محمد عبد اللہ ابن احمد معروف با بن الخشاب کے سامنے پڑھا پس جب مین
پہونچا اس مقام پر جہان ابن عباس نے درخواست کی تھی جناب امیر سے کہ جو باقی
رہگیا ہے اوسکو بھی ارشاد فرمائی تو ابن الخشاب کہنے لگے کہ اوسوقت
اگر مین ہوتا تو ابن عباس سے عرض کرتا کہ تمہارے ابن عم کے دلمین باقی کیا
رہ گیا ہے جو بیان کرین جو کچھ دل مین تھا وہ سب کہہ چکے اب سوال کیا کرتے ہو۔
ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ مین نے ابوالخیر سے کہا کہ اس خطبہ کو حضرت کی جانب
منسوب کرتے ہین جواب دیا ابوالخیر نے کہ واللہ مین نے اس خطبہ کو اون
کتابون مین دیکھا ہے جو سو برس پیشتر پیدائش شریف الرضی کے تصنیف
ہوئی تھین اور اکثر فقرات اس خطبہ کے تصانیف ابی القاسم بلخی پیشوا اہل بغداد
مین دیکھے گئے اور ابی جعفر کی کتاب الانصاف مین اس خطبہ کو مین نے دیکھا جو
شریف رضی کے قبل فوت ہوچکا ہے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ صحابہ نے
مجھکو خلافت سے اور میراث باغ فدک سے محروم کیا۔ اور مین نے اس
ظلم کو برداشت کرکے صبر کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سزاوار خلافت حضرت

علی علیہ السلام تھے اور وہ بوجہ دشمنی اصحاب خلافت سے محروم کئے گئے۔ پس جن لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو بوجہ دشمنی خلافت سے محروم کیا۔ اون دشمنان علی کا پیشوا بنانا اور اس دشمنی کو داخل دوستی کرنا دشمنان خدا اور دشمنان رسول اللہ کا کام ہے۔ کسی ایماندار کا۔ کیوں جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اگر حضرت علی علیہ السلام نے شوق و محبت و رضامندی کے ساتھہ خلفا ثلثہ کی بیعت کی تھی تو یہ اپنی زبان مبارک سے یہ کیوں فرمایا کہ میں خلافت سے محروم کیا گیا اور میں نے اس مصیبت میں صبر کیا اور خلیفہ تھے حضرت ابو بکر اونکے بعد حضرت عمر اونکے بعد حضرت عثمان۔ جبکہ حضرت ابو بکر برضامندی حضرت علی علیہ السلام خلیفہ ہوئے تھے اور اون حضرت نے کمال شوق کے ساتھہ اونکی بیعت کی تھی تو پھر خلافت حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان حضرت علی علیہ السلام کیواسطے باعث مصیبت کیوں ہوئے۔ اور صبر کس بات کا کرنا پڑا۔ اسے بڑھ دشمنی کرتا ہے کہ جسکا حق چھپایا جاوے اور وہ انصاف سے نا امید ہو۔ دوسرے جناب امیر نے جو اپنے اشعار میں فرمایا ہے کہ مجھکو رسول خدا نے بروز غدیر خم اپنے حکم سے امام بنایا تھا۔ مگر میرے ساتھہ بے قصور عداوت کیجاتی ہے اور میرے قتل کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ یہ شکایت کن لوگوں کی ہے۔ کیوں جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب آپ حضرت علی علیہ السلام کو امام برحق جانتے ہیں یا نہیں۔ اگر صادق جانتے ہو تو آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ حدیث خم غدیر در بارہ خلافت و امامت حضرت علی علیہ السلام کے ہے کیونکہ خود وہ جناب فرماتے ہیں کہ بروز غدیر خم مجھکو رسول خدا صلعم نے امام مقرر کیا ہے اور جب حدیث غدیر سے ثابت ہو گیا کہ حضرت علی السلام کو رسول اللہ نے امام مقرر کر دیا تھا تو پھر خلافت خلفا ثلثہ کی باطل ہو جائیگی اور مذہب اہل سنت کی بنیاد باقی نرہے گی۔ اور اگر حضرت علی علیہ السلام

کو آپ (نعوذ باللہ) کاذب جانتے ہیں۔ تو یہ علامت دشمنی کی ہے اور دشمن علی خدا کا اور رسول خدا کا دشمن قرار پائیگا اور خدا کا دشمن اور نافرمانبردار کافر ہے دوسرے اگر باہم خلفوسے ثلثہ و اصحاب کے اور حضرت علی علیہ السلام کے دوستی اور محبت اور صفائی ہوتی تو وہ جناب اونکے ظلم کے شاکی نہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ بجز اہلبیت کے اور کوئی معین و مددگار میرا نظر نہیں آتا۔ پس جن لوگوں نے اونسے روگردانی کی اور حقوق اونکے غصب کئے اونکو قابل ہدایت سمجھنا اور اپنا پیشوا بنانا کسی اہل خدا کا کام نہیں ہے۔ اور اگر ایمان اسی کا نام ہے کہ مخالفان علی رحمت اللہ علیہ کیسے ہما دین اور پیشوا اور دین بناتے جاویں تو ایسے اسلام سے تو یہود و نصاریٰ ہی بدرجہا اعلیٰ اور افضل ہیں۔ اس بارہ میں شیعہ کیا بیجا کہتے ہیں۔ اور کون سی وجہ ان مذہبی ثبوتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے کہ جسکے سبب سے شیعہ پیشوایان اہلسنت کے معتقد بنکر اپنی عاقبت خراب کریں

تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۹۲ ۔ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَرُوِّيْنَا مِنْ وُجُوْهٍ اَنَّهُ لَمَّا احْتَضَرَ الْحَسَنُ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا اَخِيْ اِنَّ اَبَاكَ اسْتَشْرَفَ لِهٰذَا الْاَمْرِ فَصَرَفَهُ اللّٰهُ عَنْهُ وَوَلِيَهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ اسْتَشْرَفَ لَهَا وَصُرِفَتْ عَنْهُ اِلٰى عُمَرَ ثُمَّ لَا يَشُكُّ وَقْتَ الشُّوْرٰى اِنَّهَا لَا تَعْدُوْهُ فَصُرِفَتْ اِلٰى عُثْمَانَ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بُوْيِعَ عَلِيٌّ ثُمَّ نُوْزِعَ حَتّٰى جُرِّدَ السَّيْفُ فَمَا صَفَتْ لَهٗ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَرٰى اَنْ يَّجْمَعَ اللّٰهُ فِيْنَا النُّبُوَّةَ وَالْخِلَافَةَ فَلَا عَرَفْتُكَ مَا اسْتَخَفَّكَ سُفَهَاءُ الْكُوْفَةِ فَاَخْرَجُوْكَ

روایت کی ابن عبد البر نے چند راویوں کے بیان سے کہ جب قریب ہوا وقت وفات حضرت امام حسن علیہ السّلام کا تو آپ نے فرمایا اپنے بھائی امام حسین علیہ السّلام سے کہ اے برادر باپ ہمارے افضل تر تھے واسطے نصب خلافت کے

لیتی ۔۔۔ منصب خلافت مین حضرت ابو بکر نے اور خلیفہ بنے اور اونکے
بعد حضرت عمر اور اونکے بعد حضرت عثمان اور بعد قتل عثمان جب بیعت ہوئی حضرت
علی علیہ السلام کے تو نزاع پیدا ہوئی اور نوبت بہ تلوار کشی پہونچی اور مین دیکھتا
ہون کہ ہم اہلبیت مین نبوت و خلافت جمع ہوتی معلوم نہین ہوتی ۔
کیون جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب تاریخ الخلفا کی معتبری کا تو آپکو بہی اقرار ہے
اور یہ روایت اوسی تاریخ الخلفا مین نقل کی گئی ہے اب یہ تو فرمائیے کہ آپ
امام حسن علیہ السلام کو راستباز سمجہتے ہین یا نہین ۔ اگر آپکے نزدیک امام
حسن علیہ السلام راستباز تہے تو امام حسن علیہ السلام تو صاف طور پر ارشاد فرما تے
ہین کہ سزاوار خلافت حضرت علی علیہ السلام تہے مگر تصرف کیا خلافت مین اول
حضرت ابو بکر نے اونکے بعد حضرت عمر نے اوسکے بعد حضرت عثمان نے تو اس سے
ثابت ہے کہ حق علی کو بلا استحقاق خلفا ثلثہ نے لیا ۔ اوسکے بعد آپ فرماتے ہین
کہ قتل عثمان کے بعد جب حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بیعت کی نوبت پہونچی تو لوگون
نے ایسا تنازع برپا کیا کہ نوبت بہ تلوار کشی پہونچی اس بیان سے ظاہر ہے کہ آپ
شاکی اونہین اصحاب رسول کے تہے کہ جنکے سبب سے جناب علی علیہ
السلام حکومت ظاہری سے محروم کئے گئے اور تنازعہ برپا ہو کر نوبت
بہ تلوار کشی پہونچی ۔ پس جبکہ فرزند رسول کے ارشاد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے
کہ سزاوار خلافت جناب امیر تہے اور خلفا ثلثہ نے بلا استحقاق خلافت مین
تصرف کیا تو اس سے الزام غصب خلافت محتاج ثبوت نرہا ۔ اور شیعہ اس
دعوے مین راستباز قرار پاسے کہ حضرت علی علیہ السلام بلا فصل خلیفہ برحق یعنے
نائب رسول تہے اور آپکا بیان اس بارہ مین غلط ثابت ہوتا ہے کہ حضرت
علی علیہ السلام نے خلفا ثلثہ کی بیعت بڑے اشتیاق اور کمال عقیدت کے

ساتھ ہی اگر اسکی نفی اصل ہوتی تو فرزند رسول خلفاء ثلاثہ کی خلافت پر
افسوس ظاہر نہ کرتے اور سزاوار خلافت حضرت علی علیہ السلام کو نہ تبلاتے
اب دیکھیں کہ فرزند رسول کی صداقت میں آپ کیا فرماتے ہیں کیونکہ آپ نے
امام حسن علیہ السلام کی مدح اسوجہسے زیادہ کی ہے کہ امیر معاویہ کو انہوں نے
خلافت سپرد کردی جسکے سبب سے اہل سنت کو حصول عیش وعشرت کے واسطے
آزادی مل گئی۔ اسوجہ سے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ یاد رکھیں کہ ہم مذہب امام
حسن علیہ السلام کے اس ارشاد کو تو بدل تسلیم فرما دیجئے اور اس تسلیم سے
باہم آپکے اور شیعوں کے کوئی نزاع باقی نہ رہ جاویگی۔ وَاَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِیُّ
اَنَّ الْحَسَنَ جَاءَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَ هُوَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اَنْزِلْ
عَنْ مَجْلِسِ اَبِیْ فَقَالَ صَدَقْتَ وَاللّٰهِ الْمَجْلِسَ اَبِیْکَ روایت کی دارقطنی نے کہ ایکروز
امام حسن علیہ السلام تشریف لائے نزد حضرت ابوبکر اور وہ منبر رسول اللہ پر بیٹھے
خطبہ پڑھ رہے تھے فرمایا امام حسن علیہ السلام نے کہ اترے میرے باپ کے
منبر پر سے پس کہا ابوبکر نے کہ سچ فرمایا آپ نے قسم خدا کی یہ جگہہ آپ کے
باپ کی ہے۔

اگر حضرت ابوبکر خلیفہ برحق تھے تو پھر امام حسن علیہ السلام کے اس ارشاد کو حضرت
ابوبکر نے کیوں تسلیم کیا کہ یہ منبر آپ کے باپ کا مقام نشست ہے اور بقسم اسکو
تصدیق کیا ہے جس سے حضرت علی علیہ السلام کا خلیفہ رسول ہونا اقرار حلفی
حضرت ابوبکر سے ہی ثابت ہے۔

اصابہ ابن حجر عسقلانی باب الحا رابع السین فی ترجمۃ الحسین صفحہ ۲۸۲ وَقَالَ یَحْیٰی بْنُ
سَعِیْدِ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ حَدَّثَنِی الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ
اَتَیْتُ عُمَرَ وَ هُوَ یَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَصَعِدْتُ اِلَیْهِ فَقُلْتُ اَنْزِلْ

عَنْ مِنْبَرِ اَبِیْ وَاذْهَبْ اِلٰی مِنْبَرِ اَبِیْكَ فَقَالَ عُمَرُ لَمْ یَكُنْ لِاَبِیْ مِنْبَرٌ وَاَخَذَ وَاَجْلَسَنِیْ مَعَهٗ ایکروز امام حسین علیہ السّلام حضرت عمر کے پاس آئے اوسوقت حضرت عمر منبر پر بیٹھے خطبہ پڑھ رہے تھے امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین بے محابہ منبر پر چڑھگیا اور کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اوترا اور اپنے باپکے منبر پر جا کہا حضرت عمر نے کہ میرے باپ کا کوئی منبر نہ تھا پھر بٹھا لیا نزدیک اپنے۔

اس واقعہ سے بخوبی ثابت ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے صاف طور پر حضرت عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اوتر یعنے خلافت رسول سے دست بردار ہی کر دے اور اپنے باپ کے منبر پر جا یعنے اپنے باپ کے جانشین بنو کیونکہ جانشینی پیغمبر کے سزاوار اونکے اہلبیت ہین اسکے جواب مین حضرت عمر نے کہا کہ کوئی منبر میرے باپکا نہ تھا یعنے میرے باپ کسی مسند حکومت یا نبوت کے مالک نہ تھے کہ مین اونکا جانشین بنتا مقام غور ہے کہ جن لوگون کی خلافت سے علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام انکار کرین اور جن لوگونکو مستحق خلافت قرار ندین اون لوگون کی خلافت کو ایماندار کیونکر تسلیم کر سکتے ہین اور شیعہ جو خلافت خلفاء ثلثہ کے منکر ہین وہ پیروی کرتے ہین علی و امام حسن امام حسین علیہم السّلام کی اس تعلیم کو ابن سبا یہودی کی تعلیم قرار دینا دشمنان آل رسول کا کام ہے کیا علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام بھی بتعلیم ابن سبا یہودی خلافت خلفاء ثلثہ کو باطل بتلاتے ہیں کیونکہ جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنے اظہار الہدی کے صفحہ ۱۸۵ مین تحریر فرمایا ہے کہ جسطرح انسان پر اطاعت خدا و رسول کی فرض ہے اوسیطرح اطاعت خلفاء اربعہ کی فرض ہے اب بتلائے کہ خلفاء ثلثہ سے تو حسب روایات مذکورہ بالا علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو رنج تھا اور حضرت نبی کے چارون بزرگ خلافت خلفاء ثلثہ کو باطل قرار دیتے تھے۔

اور روایت صحیح مسلم و صحیح بخاری سے کہ جسکی نقل کی گئی ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام

حضرت ابوبکر وحضرت عمر کو دروغ گو گنہگار غادر اور خیانت کرنیوالا جانتے تھے جسکا خود اقرار حضرت عمر نے کیا ہے تو ایسے لوگوں کی اطاعت اگر مثل اطاعت خدا اور رسول فرض ہے تو علی وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السّلام کے (نعوذ باللہ) دروغ ہونے کا بھی آپ اعتقاد رکھتے ہونگے - لیکن جن لوگوں کو حضرت علی علیہ السّلام دروغ گو گنہگار غادر خائن کرنیوالا کہیں ان لوگوں کو شیعہ کیونکر راستباز اور پیشوا اے دین تسلیم کریں کیونکہ شیعہ معتقد ہیں حضرت علی علیہ السلام کے بدیں وجہ وہ دشمنان علی کی اطاعت اور فرمانبرداری حرام جانتے ہیں -

رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے اہلبیت کے تابع رہنا بعد میرے اور اہلبیت کی تخصیص کردی ہے علی وفاطمہ وحسن وحسین کے ساتھ جسکا ثبوت تنقیح نمبر چہارم میں لکھا گیا ہے اور نمبر اصیاط حدیثیں ذیل میں بھی لکھے دیتا ہوں جن سے ثابت ہوگا کہ رسول خدا صلعم نے حکم اطاعت اہلبیت دیا ہے - خلفاے ثلثہ کی اطاعت کہیں واجب نہیں کی ہے -

مسند احمد بن حنبل -

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ كُنْتُ اَنَا وَعَلِيٌّ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ اللّٰهُ اٰدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ قَسَّمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ جُزْئَيْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَجُزْءٌ عَلِيٌّ تَمَامُ الْخَيْرِ فَفِيَّ النُّبُوَّةُ وَفِيْ عَلِيٍّ الْخِلَافَةُ - فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے ہم میں اور علی چودہ ہزار برس قبل خلقت آدم سے عالم نور میں بحضور پروردگار عالم موجود تھا جب آدم کو خدا نے پیدا کیا اس نور کے دو حصے ہوئے ایک ٹکڑا میں ہوں اور دوسرا ٹکڑا علی بن ابی طالب ہیں میں سرفراز ہوا منصب نبوت پر اور علی منصب خلافت پر -

جس کتاب سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے وہ کتاب اہل سنت کی معتبر کتاب ہے

جبکے مصنف امام احمد ابن حنبل ہیں۔ اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں اول
کہ رسول خدا صلعم اور علی مرتضیٰ نور واحد سے پیدا ہو چودہ ہزار برس پیشتر پیدائش آدم علیہ
السلام سے یہ دونوں صاحب عالم نور میں موجود تھے دوسرے جناب محمد مخصوص ہوئے واسطے نبوت
کے اور علی واسطے خلافت کے پس جب کہ حضرت علی علیہ السلام خلافت کے واسطے مخصوص
تھے تو خلافت خلفائے ثلثہ کیونکر قابل تسلیم ہو کر اطاعت اور پیروی اونکی مثل خدا و رسول خدا
کے بقول مولوی محمد جہانگیر خان صاحب واجب سمجھی جاوے پس جسطرح مسلمانوں کی ایک بڑے
گروہ نے حضرت علی علیہ السلام پر اوٹھارہ برس تک لعنت کی اور کفار بت پرستی کرتے
ہیں اور ان افعال کو اونکے فاعل بہتر و واجب جانکر مرتکب ہوتے اور رہوتے ہیں۔
اسیطرح اگر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہب اطاعت و پیروی
خلفائے ثلثہ کی بہی واجب جانیں تو اونکو اپنے فعل کا اختیار رہے لیکن کوئی ایماندار
اسلام قبول کرکے حضرت علی علیہ السلام کے خلاف تو ہرگز پیروی نہ کریگا۔
کتاب المناقب ابن المؤید موافق ابن احمد عَنْ سَلْمَانَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی
عَلَی النَّبِیِّ وَاِذَا الْحُسَیْنُ عَلٰی فَخِذِہٖ یُقَبِّلُ عَیْنَیْہِ وَیَلْثِمُ فَاہُ وَ ھُوَ یَقُوْلُ اَنْتَ
سَیِّدٌ اِبْنُ سَیِّدٍ وَاَخُوْ سَیِّدٍ اَبُوْ السَّادَۃِ اَنْتَ اِمَامٌ اِبْنُ الْاِمَامِ اَخُوْ الْاِمَامِ
اَبُوْ الْاَئِمَّۃِ اَنْتَ حُجَّۃٌ اِبْنُ حُجَّۃٍ اَخُوْ حُجَّۃٍ اَبُوْ حُجَجٍ تِسْعَۃٍ مِنْ صُلْبِکَ تَاسِعُھُمْ قَائِمُھُمْ
جناب رسول خدا صلعم امام حسین علیہ السلام کو زانون پر لئے ہوئے تھے اور
چشم و لب کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم سید ابن سید برادر سید پدر سید
وامام ابن امام برادر امام پدر امام اور تم حجت ابن حجت برادر حجت پدر حجت اور
نو حجت خدا تمہارے صلب سے پیدا ہونگے نویں اونمیں سے قایم ہیں۔
جن بزرگون کو رسول خدا صلعم سردار امت اور امام یعنے پیشوا امت اور
حجت خدا یعنے رکن دین فرمادیں اونکے خلاف خلفائے ثلثہ کی امامت کیونکر تسلیم

ہو سکتی ہے ۔

جو خلفاء ثلثہ کی پیروی واطاعت مثل خدا و رسولخدا واجب سمجھی جاوے ۔

از صحاح جوہری باب الیاء فصل الواو ۔ وَاَخْرَجَ اَبُوْ سَعْدٍ وَالْمَلَائِکَۃُ فِی سِیْرَتِہٖ اِنَّہٗ صلعم قَالَ اِسْتَوْصُوْا بِاَھْلِبَیْتِیْ خَیْرًا فَاِنِّیْ اُخَاصِمُکُمْ عَنْھُمْ غَدًا وَمَنْ اَکُنْ خَصِیْمَہٗ اَخْصِمَہٗ وَمَنْ اَخْصِمَہٗ دَخَلَ النَّارَ وَاِنَّہٗ قَالَ مَنْ حَفِظَنِیْ فِیْ اَھْلِبَیْتِیْ فَقَدِ اتَّخَذَ عِنْدَ اللّٰہِ عَہْدًا وَاَخْرَجَ الْاَوَّلُ اَنَا وَاَھْلِبَیْتِیْ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاَغْصَانُھَا فِی الدُّنْیَا فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ وصیت کرتا ہوں تمہارے درمیان میں واسطے اہلبیت کے کہ زیر فرمان اونکے رہیو ورنہ بروز قیامت تم سے میں مخاصمہ کرونگا اور جس سے میں مخاصمہ کرونگا وہ داخل نار کیا جاویگا اور پھر فرمایا کہ جو شخص میری محبت واطاعت کرے بہ نظر محبت اہلبیت کے گویا اوسنے اطاعت قرآن کی میں اور اہلبیت ایکدرخت ہیں جنت میں اور شاخیں اوسکی دنیا میں ہیں جو شخص چاہے تمسک کرے اوس شاخ سے اور وہ راہ راست پر چلا ۔ جناب رسول خدا کی اس وصیت کی نافرمانی سب سے اول حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان نے کی کہ اہلبیت رسول کی فرمانبرداری کو ترک کرکے خود خلیفہ بنے اور اہلبیت رسول کو فرمانبردار بنانے کے واسطے بیعت طلب کی اور رسول خدا فرماچکے ہیں کہ جو شخص میرے اہلبیت کے زیر فرمان رہیگا میں اوس سے قیامت میں مخاصمہ کرونگا اور جس سے میں مخاصمہ کرونگا وہ داخل نار ہوگا ۔ پس فرمانبرداری کیسی بلکہ خلفاء ثلثہ نے اہلبیت رسول کو فرمانبردار بنانے کے واسطے بیعت طلب کی اور انکار بیعت کی سبب آمادہ قتل ہوئے ۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ افسوس ہے اون لوگوں پر جو انحراف

کرتے ہین میری اطاعت ۔ سے اور ارادہ کرتے ہین میری بربادیکا اور افسوس ہے
اون لوگو نپر جو ارادہ کرتے ہین میرے عداوت کا بلا قصور اور رنجیدہ کیا جناب سیدہ کو اور
اس رنج کے سبب ترک کلام کیا جناب سیدہ نے حضرت ابوبکر سے اور تادم مرگ رنجیدہ
رہین ایسے ہی نافرمانون سے رسول خدا نے قیامت مین مخاصمہ کرنے کو فرمایا ہے ایسے لوگون کی
اطاعت اور پیروی بجز دشمنان آل رسول کے کوئی ایماندار نہین کر سکتا ۔
وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فَخَبَرَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْنَا الْحِکْمَۃَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَفِیْ
خَبَرٍ حَسَنٍ اَلَا اِنَّ عَیْبَتِیْ وَکَرِشِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَالْاَنْصَارُ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ
وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ کَرِشُ الرَّجُلِ عِیَالُهٗ فُلَانٌ عَیْبَتِیْ فُلَانٌ اِذَا کَانَ
مَوْضِعَ سِرِّهٖ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ ہمارے اہلبیت مین دانائی
وحکمت ہے اور وہ محل اسرار ہمارے ہین اونکو پکڑے رہو ۔ رسول خدا صلعم
تو فرماتے ہین کہ اہلبیت ہمارے محل اسرار ہین اونمین دانائی اور حکمت ہے اونکو
پکڑے رہو اونکی اطاعت اور فرمانبرداری کرو ۔
اونکی اطاعت برابر ہے اطاعت قرآن کی اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
اور اونکے ہم مذہب اہل سنت کہتے ہین کہ اطاعت اور پیروی کرو خلفاء ثلثہ کی
مثل اطاعت خدا اور رسول خدا کے اس تنازعہ سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ رسول
خدا صلعم کے ارشاد کے مخالف مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اور اونکے
ہم مذہبونکا اعتقاد ہے پس جو لوگ کہ اسلام کے پیرو و معتقد ہین وہ تو
حکم رسول خدا صلعم کی پیروی کرینگے جنکا کہ کلمہ پڑہتے ہین ۔ اور جو لوگ
مخالف اسلام ہین اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب
اہل سنت کا کلمہ پڑہتے ہین وہ لوگ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے
ہم مذہب اہل سنت کے حکم کی پیروی کرین گے ۔

چونکہ اہل سنت کی معتبر کتابوں سے کہ جنکی نقل اسکے قبل تنقیح ہذا میں کی گئی ہے و نیز اقرار سعدالدین تفتازانی و صاحب شرح فقہ اکبر معتبرین علماے اہل سنت سے کہ جنکو اقرارات کی نقل تنقیح نمبر چہارم میں کی گئی ہے ثابت ہے کہ باہم حضرت علی علیہ السلام و خلفاء ثلثہ کینہ و رنج تھا صفائی نہ تھی اور جناب سیدہ حضرت ابوبکر سے ناراض و رنجیدہ فوت ہوئیں اور اصحاب نے حضرت علی علیہ السلام سے بمطلب ریاست و حکومت دشمنی و کینہ کیا اور جب اکبر علی علیہ السلام تھے اہل سنت بوجہ خصومت آل رسول حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر کہہ کر حکم جناب رسالتمآب صلعم سے بھی منکر ہوتے ہیں اور حکم جناب امیر سے بھی انحراف کرتے ہیں اور خوف قیامت سے بالکل نہیں ڈرتے اگر مذہب اسلام کو صحیح سمجھتے اور روز قیامت کو حق جانتے تو رسول خدا صلعم کے ایسے صاف و صریح احکام سے منحرف ہو کر دشمنان آل رسول کی شرکت اختیار نہ کرتے۔ لہذا اس تنقیح کے فیصلہ میں مجھکو اس راے کے ظاہر کرنیکی ضرورت ہوئی کہ جو لوگ خلفاء ثلثہ کے معتقد اور پیرو ہیں وہ دل سے حضرت علی علیہ السلام کے ضرور مخالف ہیں گو بظاہر کم علموں اور جاہلوں کے تسکین قلب کے واسطے دوستی کریں۔ اور جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کے معتقد اور پیرو ہیں وہ خلفاء ثلثہ کے یقیناً مخالف ہیں گو بظاہر انکار مخالفت کریں مگر یہ انکار کسی حالت میں معتبر نہیں قرار پا سکتا۔

تنقیح ہشتم

گروہ اسلام میں آل رسول کا معتقد اور پیرو کونسا فرقہ ہے۔

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب سوالات جواب تنقیح کے طلب ہیں اور کتاب تذکرۃ المصنفا

صفحہ ۱۷۲ مین درج ہمین قابل غور ہین۔
مولوی صاحب ممدوح نے تذکرۃ الخلفا صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱ مین گیارہ طعن حضرت علی علیہ السلام کی ذات پاک پر کئے ہین اور ہر طعن کا جواب شیعون سے چاہا ہے اگرچہ اس قسم کے سوالات کے جواب بکثرت شیعہ دے چکے ہین اور طعن ہاے مندرجہ تذکرۃ الخلفا کا جواب بہی غالبًا کوئی شیعہ ضرور لکہے گا میرا منصب جواب لکہنے کا نہین ہے کیونکہ مین نے درمیان دونون فریقون کے انصافًا فیصلہ کرنے کا وعدہ کیا ہے تاہم مجوز کا یہ فرض تو ضرور ہے کہ وہ واقعات اسلام کی تصریح کر دے تاکہ ناواقفون کے خیال یکسو ہو جاوین اور اونکو اسلام کی حقیقت معلوم ہو جاوے۔ لہذا اول مین گیارہ طعن مندرجہ تذکرۃ الخلفا صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱ کی نقل ذیل مین کرتا ہون اوسکے بعد اپنی راے ظاہر کرونگا۔

نقل عبارت تذکرۃ الخلفا۔ حضرات شیعہ اپنی یادس تاریخ سے جسکو وہ بہت درجہ مستند و معتمد سمجہے ہون امورات ذیل کا جواب دین۔

۱۔ حضرت اسد اللہ الغالب ابن ابیطالب مظہر العجائب والغرائب نے کتنے ملک کفار اشرار کے فتح کئے۔

۲۔ امیر باذل نے جو مال و منال کہ راہ خدا یا اپنے اہل بیت یا صفاین صرف کیا آیا وہ کمسو نہ تہا یا مغتنمہ خلفاء ثلثہ۔

۳۔ امام المومنین حیدر کرار غیر فرار نے کتنے کروڑ کفار فجار کو مسلمان با ایمان کیا

۴۔ صفدر نامدار لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار نے کتنے مدعیان نبوت و طالبان رسالت کذاب کو مثل قوم عاد تباہ و برباد و ہلاک کیا۔

۵۔ دستور المعظم سند یافتہ آسمانی دستار بند غدیر نے کس حد تک روئے

زمین پر اسلام کو شائع و ذائع فرمایا۔
۶۔ امامت دستگاہ و لایت پناہ نے کتنے ہزار مساجد تعمیر فرمائیں۔
۷۔ شجاع بے مثال نے کتنے مرتبہ کافران روم و شام و گبران عجم ایران کو شکست فاش دی۔
۸۔ مستحق خلافت بلافصل کے زمانہ عدالت نشانہ مین امن جانی و مالی و اصلاح دینی و دنیوی بندگان خدا کو حاصل تھے یا اونکے زمانہ مین ہو۔ معاذ اللہ قابلیت امامت کی نہ رکھتے تھے۔
۹۔ ذٰلِكَ قَوْمٍ هَادٍ۔ کے وقت مین خارج ناصبی سبائی مذہب حادث ہوئے یا کسی اور زمانہ مین۔
۱۰۔ حاجت روائی دوجہان نے با این ہمہ قدرت و مقدرت کیون مال و منال غنیمت ناجائز مجاہدین کسریٰ و قیصر پر تصرف کیا۔
۱۱۔ جناب امیر المومنین نے باوصف طاقت ید اللّٰہی و قوت نامتناہی کے کیون اپنی عمر عزیز کو تقیہ مین نہایت ہی ذلت و خواری سے ضائع کیا اگر یہ فعل اتیح نبص آسمانی مستحسن و مفترض تھا تو پھر اکثر مقامات پر جوہر ذوالفقار کے دکھانا کیا معنی۔
پس یہ امر مفروضہ خواہ بطمع جاہ و مناصب خواہ بغرض شوکت خلافت مبنی بر خطا و قصور رہے یا اور کیا فقط تمام ہو سے طعن مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کے ان سوالات مین اول یہ امر استفسار طلب ہے کہ یہ گیارہ سوال ہین
یا حضرت علی علیہ السلام کی ذات پاک پر طعن کئے گئے ہین۔ اگر در حقیقت یہ سب سوال ہین تو انکا جواب استقدر کافی ہے کہ سائل نے اپنے سوالات مین حضرت علی علیہ السلام کا اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب امیر باذل امام المومنین کرار غیر فرار صفدر نامدار لافتی الا علی دستور المعظم امامت دستگاہ و لایت پناہ

شجاع بے مثال مستحق خلافت بلافصل صاحب رداء دوجہان امیر المومنین
ہونا تسلیم کر لیا ہے کیونکہ ان کل سوالات میں حضرت علی علیہ السلام کے اسم مبارک
پر یہ جملہ لقب سائل نے تحریر فرمائے ہیں۔ پس جبکہ حضرت علی علیہ السلام کو سائل
ان جملہ اوصاف مذکورہ کا سزاوار سمجھتا ہے اور اسی وجہ سے نام علی کو اوسنے ان
اوصاف مندرجہ سوالات خود کیا ہے۔ اور اسپر اوسکا دلی اعتقاد ہے تو ضرورت
جواب کی باقی نہیں رہی۔ کیونکہ اگر باہم سنی اور شیعہ کے نزاع ہے تو صرف
اسی بات کا کہ حضرت علی علیہ السلام باوصاف مذکورہ خلیفہ بلافصل ہیں یا خلیفہ
چہارم اوسکا اقرار سائل نے ان سوالات میں کر لیا۔ احتیاج جواب باقی نہ رہی
اور اگر اوصاف مذکورہ سائل نے بطور طعن لکھے ہیں تو ان مطاعن کا جواب
شیعوں سے کیوں چاہا جاتا ہے کیونکہ سائل نے کتاب اظہار الہدیٰ صفحہ ۴۴ میں
شیعوں کی نسبت لکھا ہے کہ مذہب شیعہ ابن سبا کا اسی پر مبنی ہے کہ پیرایہ دشمنی
میں اصحاب باصفا پر تبرا کرنا اور پیرایہ دوستی میں آل عبا کو برا کہنا۔ جبکہ
سائل کے نزدیک شیعہ خلفاء ثلثہ اور آل عبا دونوں کے دشمن ہیں کسی کے ظاہر
دشمن ہیں اور کسیکے باطن دشمن ہیں تو دشمنوں سے طالب جواب ہونا ایک
جاہل اور کم فہم کا کام ہے۔ اگر سائل جاہل و کم فہم ہے تو اوسکی تحریر و تقریر دونوں
غیر معتبر ہیں اور اگر سائل درحقیقت فرقہ اہل سنت کا عالم مستند ہے کہ جسکے سبب
سے بہ لقب مولوی مشہور ہیں اور مولوی لکھے جاتے ہیں تو اونکے ان گیارہ مطاعن
سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اور اونکے ہم مذہب حضرت علی علیہ السلام کے
دشمن ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کے امیر المومنین امام المتقین امامت دستگاہ
ولایت پناہ شجاع مستحق خلافت اسد اللہ الغالب امیر بازل امام المومنین کرار
غیر فرار صفدر نامدار سزاوار لافتیٰ و ستودہ المعظم ابی ہی امت ہونے سے منکر ہیں۔

اور حضرت علی علیہ السلام کے ان اوصاف کا منکر یقیناً دشمن علی و دشمن خاندان نبوت ہے کیونکہ یہ کل اوصاف حضرت علی علیہ السلام کے احکام الٰہی و احادیث رسالت پناہی سے ثابت ہیں جنکی نقل اہل سنت کی معتبر کتابوں سے تنقیحات نمبر دوم و سوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم میں کیگئی ہے اور خود اقرار مولوی صاحب ممدوح سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا معتقد اور پیرو فرقہ شیعہ ہے اور اسی فرقہ شیعہ میں اولاد علی و بنی فاطمہ شامل ہیں اور فرقہ اہل سنت معتقد اور پیرو مخالفان حضرت علی کا ہے اور اوسمیں مخالفان علی کی اولاد فرقہ اہل سنت میں شامل ہے کیونکہ اگر فرقہ شیعہ معتقد اور پیرو اور اولاد علی میں داخل نہوتا تو اوصاف حضرت علی اور منصب حضرت علی اور استحقاق خلافت حضرت علی کا ثبوت شیعوں سے طلب ہوتا یہ عام دستور ہے کہ بزرگ توم کے اوصاف اور فضائل اور استحقاق کا ثبوت مخالف لوگ اوسی قوم سے طلب کرتے ہیں جو قوم اوس بزرگ کی معتقد اور پیرو ہوتی ہے ۔ مثلاً قوم نصاری جناب محمد صلعم کو نبی برحق نہیں جانتے اور دین اسلام کی مخالف ہیں اسواسطے آنحضرت کے نبی برحق ہونے اور اسلام کے مذہب حق ہونے کا مسلمانوں سے ثبوت طلب کرتے ہیں کیونکہ مسلمان آنحضرت کی نبوت کے معتقد ہیں اور مذہب اسلام کو حق جانتے ہیں ۔ ایسا ثبوت نصاری اپنے ہم قوم نصرانیوں یا یہودیوں سے طلب نہیں کرتے کیونکہ نصاری اور یہود تو آنحضرت و دین اسلام کے مخالف ہیں ۔ اسیطرح فضائل علی و مراتب علی کا ثبوت مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے شیعوں سے طلب کیا نہ سنیوں سے اگر شیعہ معتقد و پیرو حضرت علی علیہ السلام کے نہوتے تو اوسنے مراتب و فضائل حضرت علی کے ثبوت اہل سنت طلب نہ کرتے اور اگر اہل سنت حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام کے محب اور پیرو اور معتقد ہوتے تو فضائل حضرت علی علیہ السلام و مراتب حضرت علی کے منکر نہوتے اور در باب مراتب حضرت علی و

فضائل حضرت علی شیعون سے ثبوت طلب نہ کرتے۔ اہل سنت کے ان مطاعن سے
صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ اہل سنت یقیناً حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہین
اور شیعہ معتقد و پیرو مخلص صادق حضرت علی علیہ السلام کے ہین بدین وجہ شرف
حضرت علی علیہ السلام کے واسطے مقرر ہے کہ ہر نماز مین خاتمہ تشہد پر بعد رسول علی و اولاد
پر درود پڑہا جاوے اور کہ نواہر اس کا شیعہ بدل و جان کرتے ہین اور جب نام حضرت علی یا اولاد
علی کا لیتے ہین یا لکہتے ہین تو ضرور درود پڑہتے ہین ان وجوہات سے بڑا نادر پر واجب ہے کہ
دشمنان حضرت علی کے مقابلہ مین فضائل و مراتب و منصب حضرت علی علیہ السلام کو قرآن اور حدیث سے
ثابت کر دے شاید دشمنان حضرت علی متوجہ ہو کر دشمنی حضرت علی کو ترک کر کے راہ راست اختیار کر لیوین
تو اس سے زیادہ کوئی دوسرا کام نیک نہین ہے لہذا مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے مطاعن
کی نسبت اپنی راے کو واسطے فوائد خاص و عام کے ذیل مین تحریر کرتا ہون۔

ان گیارہ مطاعن مذکورہ بالا مین مبتدا تو ہے مگر خبر بالکل نہین نکلتی۔ بدین وجہ کل
سوال سائل کے غلط ہین جواب دینے کے لائق نہین۔

سائل استفسار کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کتنے ملک کفار کے فتح کئے۔
راہ خدا مین اور اپنے اہلبیت مین جو مال صرف کیا وہ کسوبہ ذاتی تہا یا یہ مال وہ
تہا جو خلفاے ثلثہ نے لوٹ مین حاصل کیا تہا کتنے کفاروں کو مسلمان کیا۔ کتنے
مدعیان نبوت کو تباہ و برباد کیا۔ کس حد تک اسلام کو شائع کیا۔ کسقدر مساجد تعمیر
کین۔ کئے مرتبہ کافران روم و شام کو شکست فاش دی زمانہ خلافت حضرت
علی علیہ السلام مین خانہ خدا کو امن حاصل ہوا یا نہین۔ اور مذہب نواصب
وخوارج وسبائی اسی زمانہ مین پیدا ہوا یا نہین۔ لوٹ کے ناجائز مال پر کیون
صرف کیا۔ حالت تقیہ مین کمال ذلت و خواری کے ساتہ کیون بسر کی۔

ان اعتراضات سے یا ان مطاعن سے یا ان سوالات سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ

سائل کی غرض کیا ہے۔ قیاساً اسقدر کہا جا سکتا ہے سائل کا مطلب شاید ان
سوالات سے یہ ہو کہ جو شخص زیادہ ملک فتح کرے مال غنیمت حاصل کرے۔
کفار کو مسلمان کرے۔ مدعیان نبوت کو تباہ و برباد کرے۔ اسلام کو تمام دنیا
میں شائع کرے مسجدیں تعمیر کرے۔ کافران روم و شام کو شکست فاش دے
وغیرہ وغیرہ وہ رسول اللہ کا خلیفہ برحق ہو سکتا ہے۔ نہ معلوم کہ سائل نے
اس اصول کو کہاں سے اخذ کیا ہے۔ قرآن الٰہی واحادیث رسالت پناہی
میں تو اس قسم کے شرائط خلیفہ برحق کے واسطے قائم نہیں ہوئے ہیں۔
نہ کوئی ایسا حکم قرآن مجید واحادیث رسول اللہ میں پایا جاتا ہے کہ جسپر امت
اجماع کرے وہی خلیفہ رسول تسلیم کیا جاوے۔ اور اگر بفرض محال یہہ
اصول تسلیم کیا جاوے تو امت نے یزید کی خلافت پر بھی اجماع کیا تھا۔ پھر
حال کے سنت جماعت یزید کے خلیفہ برحق ہونے سے کیوں انکار کرتے ہیں حالانکہ
ان کے معتبر عالموں نے اسی بنا پر خلافت یزید کو تسلیم کیا ہے چنانچہ
ابو شکور سلمی و صاحب شرح فقہ اکبر و عبداللہ ابن عمر و حجۃ الاسلام امام
غزالی وغیرہ معتبرین علماء اہل سنت کے اقرار تنقیح نمبر پنجم میں نقل کئے گئے ہیں۔
دوسرے محمود غزنوی اور نادر شاہ نے ملک بھی بہت فتح کئے کفار کو بھی بکثرت قتل
کیا اور کفاروں کو مسلمان بھی کیا اور زیادہ تر انہیں بادشاہوں نے تمام
دنیا میں اسلام کو شائع کیا اور مال غنیمت بھی بکثرت حاصل کیا تو بر بنا
اس اصول کے ان بادشاہوں کو خلیفہ برحق قبول کرنا چاہئے۔ مولوی
جمال الدین صاحب مرحوم بالقابہ نے ریاست بھوپال میں بکثرت مسجدیں تعمیر
کیں ہیں اسقدر مسجدیں تو خلفائے ثلثہ کے زمانہ میں تعمیر بھی نہیں ہوئیں تو مولوی
جمال الدین صاحب مرحوم بھی خلیفہ برحق قبول کئے جاویں۔ جبار راجہ

بلونت سنگہ صاحب بہادر بالقابہ راجہ بدوم ریاست بہرتپور نے خاص بہرتپور مین ایک عمدہ اور بڑی مسجد اپنی حیات مین تعمیر کروائی تہی تو برنبا ر اس اصول سے مہاراجہ بہرتپور کو بہی خلیفہ برحق تسلیم کرنا ہوگا اور بہی اہل ہنود نے مسجدین تعمیر کیںا ہین اونکو بہی خلیفہ برحق تسلیم کرنا ہوگا ۔ شاہ زنجبار نے زنجبار مین بہت مسجدین تعمیر کین تہین اور وہ فرقہ خوارج مین سے ہین اونکو بہی خلیفہ برحق تسلیم کرنا ہوگا ۔ حال مین باہم زار روس و سلطان اسلام بول جنگ عظیم ہوئی تہی جس جنگ کے سپہ سالار عثمان پاشا تہے ۔ زار روس نے روم و شام پر فتح پائی کیونکہ روم و شام دونون ملک معتبر منہ سلطان اسلام بول ہین تو زار روس کو بہی خلیفہ برحق قبول کرنا پڑیگا ۔ خلفائے ثلثہ کی محبت مین واسطے اثبات خلافت کے اہل سنت عجیب کشمکش مین پڑے ہوے ہین اور حالت اضطراب مین جو چاہتے ہین کہنے لگتے ہین اور لکہنے لگتے ہین انجام پر غور نہین کرتے ۔ مذہب اسلام اس دنیا مین ممالک کفار کے فتح کرنے یا کسیکو تباہ و برباد کرنے یا مال غنیمت حاصل کرنے ۔ یا کفار روم و شام کو شکست دینے یا مسجدین تعمیر کرنے کے واسطے قائم نہین ہوا ہے نہ رسول خدا ان اغراض کے پورا کرنے کو مبعوث برسالت ہوئے بلکہ واسطے رہنمائی و ہدایت خلائق کے مبعوث برسالت ہوے تہے ۔

اور جو ہدایت و رہنمائی رسول خدا نے خلائق کو کی اوس ہدایت و رہنمائی کے مطابق راہ راست پر امت کے قائم رکہنے کے واسطے خلیفہ رسول کی ضرورت تہی ۔

اور جو جہاد زمانہ آنحضرت مین ہوئے وہ بنظر حفاظت جان و مال مسلمانان کے ہوے تہے جسکی توضیح تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے ۔ اور خلافت رسول کے قابل وہ شخص قرار پاتا ہے جو افضل الامم ہو اور اوس سے زیادہ عالم اور فقیہہ اور مسئلہ دان اور راز آگہی اور احکام قرآن و احکام رسول سے زیادہ

عالم و واقف کار امت مین کوئی دوسرا اوسکا مقابل نہ نکلے اور احکام الٰہی و احکام رسول کی فرمانبرداری مین وہ پس و پیش نکرے - چنانچہ افضل الامم ہونا حضرت علی علیہ السلام کا اور امیر المومنین و امام المتقین و کرار غیر فرار ہونا حضرت علی علیہ السلام کا خود رسول اللہ نے امت پر ظاہر کر دیا ہے جن احادیث نبوی سے علی علیہ السلام کا افضل الامم امیر المومنین امام المتقین کرار غیر فرار ہونا ثابت ہے اون احادیث کی کتب ہائے معتبر اہل سنت سے تنقیحات نمبر اول و دوم و سوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم مین جابجا نقل کر دی گئی ہے اور ثابت کر دیا گیا ہے شرف حضرت علی کو کہ اونکی محبت پروردگار عالم نے تمامی امت پر واجب کر دی ہے - اور ہر نماز میں اونپر درود پڑھنے کا حکم ہے اور معتبرین اہل سنت نے ان سب باتوں کا اقرار کیا ہے جنکے اقرار ونکے نقول بھی تنقیحات مذکورہ مین لکھدی گئی ہے - اب اگر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کے نزدیک اونکے مطاعن لاجواب ہون اور حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت و سخاوت و اشاعت دین و فتوحات ملکی و کفار ونکا مسلمان نہ کرنا و مدعیان نبوت کا تباہ و برباد نہ کرنا اسبات کی دلیل سمجھی جاوے کہ حضرت علی علیہ السلام قابل خلافت نہ تھے - یا اونکی خلافت قابل تسلیم نہین تو یہ اعتراض اونکا خدا اور رسول خدا پر وارد ہوتا ہے جنہون نے حضرت علی علیہ السلام کو قابل درود قرار دیا جنکی محبت امت پر واجب کی جنکو افضل الامم کہا جنکو امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین یعنی گمراہون کے رہنما کہا جنکے چہرہ پر نظر کرنا داخل عبادت کیا جنکا رتبہ ہادی قرآن تبلایا جنکے مظہر العجائب و الغرائب ہونے کو امت پر ظاہر کیا - شیعون پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا کیونکہ شیعہ فرمانبرداری کہتے ہین خدا اور رسول خدا کی - اور فرمانبردار پر واجب نہین اسبات کا اعتراض کرنا کہ حضرت

علی علیہ السلام نے نہ کوئی ملک فتح کیا نہ کفار کو قتل کیا نہ مال غنیمت حاصل کیا۔ نہ مسجدیں تعمیر کیں نہ مدعیان نبوت کو تباہ و برباد کیا۔ یہ کل فضائل تو خلفاء ثلثہ میں تھے وہ اس شرف سے کیوں محروم رکھے گئے اور بلا وجہ یہ شرف حضرت علی علیہ السلام کی نسبت کیوں بیان کئے گئے۔

میری رائے میں مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اپنے کل مطاعن و اعتراضات ایک عرضی میں لکھکر بغداد شریف روضہ شیخ عبدالقادر جیلانی پر بھیجکر جواب منگالیں تو بہت مناسب ہے کیونکہ گلدستہ کرامات میں اونکے ہم مذہب عالم لکھہ چکے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے شیخ عبدالقادر سے فرمایا تہا کہ اے فرزند تم اس دنیا میں اور آخرت میں میرے وزیر ہو اسکی نقل تنقیح نمبر دوم میں کی گئی ہے۔ پس شیخ عبدالقادر صاحب وزارت حسب دلخواہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ضرور جواب دینگے۔ میں چاہتا ہوں کہ دو واقعہ بطور مختصر ذیل میں بطور نمونہ لکھدوں کہ جنکے ملاحظہ سے حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت اور سخاوت اور فرمانبرداری وغیرہ کا اظہار ہوجائے اور مولوی صاحب ممدوح نے جو طعن کئے ہیں اونکی بے ادبی اور خاندان رسالت کے ساتھ دشمنی مخفی نہ رہے۔

میں اس مقام پر جنگ خندق کی لڑائی سے عمرو ابن عبدود کی لڑائی کا خلاصہ اشارتاً لکھتا ہوں اس واقعہ سے سنی و شیعوں کی کوئی کتاب خالی نہیں ہے میں صرف نتیجہ نکالنے کے واسطے اس لڑائی کا مختصر حال لکھتا ہوں۔

جنگ خندق میں عمرو ابن عبدود لشکر کفار سے نکلکر مسلمانوں کے مقابلہ جنگ کو آیا اور بآواز بلند مرد مقابل طلب کیا کوئی مسلمان اوسکے مقابلہ کو اوسکے خوف سے نہ گیا کیونکہ عمرو ابن عبدود رستم زمانہ تہا اوسکی جنگ آزمائی اور بہادری اور جوانمردی سے سب مسلمان واقف تھے۔ اور لڑائی کے

وقت عمرو ابن عبدود کا دستور تھا کہ تن تنہا ہزار آدمی سے مقابلہ و مقاتلہ کرتا تھا۔
اور ایک ہاتھ میں تلوار لیتا تھا اور دوسرے ہاتھ میں بجائے سپر کے بچہ شتر کو
لیتا تھا اور سپر بناتا تھا۔
جب کوئی مسلمان اوس سے لڑنے نہ گیا تو جناب رسالت مآب صلعم نے مسلمانوں
کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہے کوئی خدا اور رسول خدا کا دوست کہ اس
دشمن خدا کے شر کو مٹا دے حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں
حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اور سب مسلمان سنتے رہے مگر آنحضرت کو کسی نے جواب
نہ دیا۔ بار دوم پھر عمرو ابن عبدود نے مرد مقابل طلب کیا بجز علی مرتضیٰ کے کوئی
مسلمان واسطے مقابلہ کے آمادہ نہوا اور علی مرتضیٰ نے جنگ کی اجازت چاہی
مگر حضرت نے اجازت نہ دی بار سوم عمرو ابن عبدود نے باواز بلند کہا کہ کیا تم میں کوئی
مرد نہیں ہے کہ میدان میں آوے جناب رسالتمآب نے مسلمانوں کی اور بالتخصیص
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی جانب خطاب کیا کہ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا دوست خدا
اور رسول خدا کا ہے کہ اس دشمن کی شر کو مٹا دے حضرت عمر نے جواب دیا کہ
یا رسول اللہ یہ شخص تنہا ہزار آدمی سے لڑتا ہے اور بچہ شتر کو سپر بناتا ہے ہمکو
اسکے مقابلہ کی طاقت نہیں حضرت علی علیہ السلام نے اس مرتبہ بھی اجازت چاہی
اور اجازت جنگ لی جب حضرت علی علیہ السلام عمرو ابن عبدود کے مقابل ہوئے
تو عمرو نے کہا کہ تم کمسن ہو واپس جاؤ اور ان دو شیخ قریش یعنے ابوبکر و عمر میں
سے کسیکو بھیجو کیونکہ مجھہ سے اور تمہارے باپ سے محبت و سلوک رہا ہے
میں نہیں چاہتا کہ تمہارا خون میرے ہاتھ سے ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے
فرمایا کہ تو مجھکو قتل کرنا نہیں چاہتا لیکن میں تجھکو قتل کرنا چاہتا ہوں سو انجام
اس لڑائی کا یہ ہوا کہ علی علیہ السلام عمرو ابن عبدود کو قتل کر کے بنقیح خدمت

رسول خدا مین واپس آئے۔ اُس وقت فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ بِاللّٰہِ الْمُؤْمِنِیْنَ
الْقِتَالَ بِعَلِیٍّ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔

کفایت کرے اللہ مسلمانون کو لڑائی مین وسیلہ حضرت علی کا واسطے فتح کے اور اللہ عزت والا اور حکمت والا ہے اور یہ بھی جناب رسالتمآب صلعم فرماتے ہے کہ وَقَالَ النَّبِیُّ صلعم
لَضَرْبَۃُ عَلِیٍّ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ۔ ترجمہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایک ضرب علی کی بہتر ہے عبادت ثقلین سے۔

پس جس علی کی شجاعت کا یہ حال ہو کہ لڑائی مین جسکا وسیلہ باعث فتح قرار دیا جاوے اور جسکی ایک ضرب تمام جن وانس کی عبادت سے جناب رسول خدا افضل تبلاوین اوس علی کی شجاعت کا ثبوت مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اہل سنت کے فخر العلما شیعون سے طلب کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب ممدوح اور انکے ہم مذہب حضرت علی کی شجاعت کے منکر ہین اگر منکر نہوتے تو شیعون سے ثبوت طلب نکرتے اور اس کلام سے مولوی صاحب ممدوح اور انکے ہم مذہب قول رسول کے بھی منکر معلوم ہوتے ہین۔ اس صاف اور صریح انکار سے زیادہ اور کیا ثبوت دشمنی علی و دشمنی خاندان نبوت کا ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام کے فرمانبرداری کی یہ کیفیت تھی کہ باوجود کم سنی عمرو ابن عبدود سے رستم زمان پہلوان کے مقابلہ کو بلا خوف و خطر چلے گئے۔ اور نبی کی آواز اول پر آپ نے ارادہ ظاہر کردیا کہ مین حاضر ہون اور سب مسلمان ساکت رہے اور عمرو ابن عبدود کا خوف سب پر طاری تھا پس فرمانبرداری اور شجاعت کا حضرت علی علیہ السّلام کا تمام عمر یہی حال رہا۔ چنانچہ رسول خدا صلعم مبعوث برسالت ہوئے اور اپنی قوم کی دعوت کی اور فرمایا کہ تم سے کون مجھہ پر ایمان لاتا ہے اوس وقت بھی سب سے اول علی علیہ السلام نے عرض کی تھی کہ مین آپ پر ایمان لاتا ہون۔

اور خلفاء ثلثہ کی نافرمانی اور نبوت مین شک کرنا طالب دنیا ہونا رسول خدا سے ہمیشہ جھگڑا و تکرار کرنا۔ احکام رسول اللہ کو رد کر دنیا بے ادبی کرنا تنقیح نمبر پنجم و چہارم مین ذکر کر چکا ہون۔ ایسی ہی لوگون کی نسبت پروردگار عالم نے سورہ محمد مین فرمایا ہے کہ اعمال اونکے باطل ہو جاوینگے بوجہ طلب دنیا و برپا کرنے فتنہ و فساد کے زمین پر و قطع کر دینے قرابتون کے سبب سے اگر خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین ملک بہت سے فتح ہوئے کفار زیادہ مسلمان ہوئے مال غنیمت زیادہ آیا تو یہ کوئی فخر کی بات نہین ہے کیونکہ رسول خدا فرما چکے ہین کہ یہ دین پرونق ہوگا۔ فاسق و فاجر سے اس حدیث کی نقل صحیح بخاری سے تنقیح نمبر سوم مین کی گئی ہے۔
اسلئے فتوحات ملکی تقریر سا ئبہ دلیل خلافت نہین ہو سکتی۔
پس شجاعت حضرت علی و فتوحات حضرت علی سے اہل سنت کی کتابین بھری ہوئی ہین ازالۃ الخلفا کتاب المغازی للواقدی شرح تجرید توضیح تاریخ ابو الفدا سیرۃ الحمدیہ کامل ابن الاثیر وغیرہ مین واقعات جنگ بدر و جنگ احد و غزوہ احزاب و جنگ خیبر و غزوہ حنین مین شجاعت و استقلال و فرمانبرداری حضرت علی علیہ السلام کا حال جو چاہے دیکھ لے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کتاب ازالۃ الخلفا صفحہ ۱۵۲ مین جناب امیر کے امام الاشجعین ہونے کا اقرار کیا ہے اور صفحہ ۲۵۵ مین لکھا ہے کہ جبرئیل امین کو یہ کہتے ہوئے سب مسلمانون نے سنا کہ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ تعجب ہے کہ معتبرین علماے اہل سنت تو حضرت علی کے شجاع بے مثال ہونے کا اقرار کرین جبرئیل امین علی مرتضی کی شجاعت باواز بلند ظاہر فرماوین اور حال کے مذہب سنت والجماعت کے پیشوا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اس سے بھی منکر ہین اور اس انکار پر مسلمان ہونے کا بھی مدعی ہین اور ولاے اہلبیت کا بھی دم بھرتے ہین۔

سخاوت حضرت علی علیہ السلام۔ ثبوت میں صرف ایک واقعہ بطور نمونہ کے دیتا
ہوں ۔
قولہ تعالی ۔ ویطعمون الطعام علی حبہ اس آیت کی تفسیر میں محی الدین ابن العربی
کی تفسیر کے صفحہ ۱۰۶۳ میں لکھا ہے کہ بروایت متواترہ و باجماع مفسرین ثابت
ہوا ہے کہ حسنین ایک مرتبہ بیمار ہوئے تھے حضرت علی علیہ السلام نے نذر مانی
تھی کہ حسنین جب تندرست ہونگے روزہ رکھونگا چنانچہ بعد صحت روزہ
رکھا حضرت علی علیہ السلام نے اور جناب فاطمہ نے اور فضہ نے اور گھر میں کچھ
سامان غذا نہ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام شمعون یہودی کے پاس سے تین صاع
جو قرض لائے اور جناب فاطمہ نے ایک صاع جو اوسمیں پیسکر پانچ گردے روٹیوں
کے پکائے اور وقت افطار ایک ایک روٹی بقدر حصہ مساوی علی و فاطمہ
و حسن و حسین و فضہ کے روبرو رکھی گئی ہنوز نوبت کھانے کی نہ پہونچی تھی کہ ایک
سائل نے دروازہ پر آواز دی کہ سلام ہو تمپر اے اہلبیت محمدؐ۔ میں مسکین ہوں
کچھ مجھکو کھلاؤ بعوض اسکے خدا تمکو مائدہ جنت سے کھلا دیگا یہ سنکر سبنے اپنی
آگے سے پانچوں روٹیاں اوٹھا کر سائل کو دیدیں اور پانی سے روزہ افطار
کیا اور اوس روز بجز پانی کے اور کچھ نہ چکھا۔ پھر دوسرے روز روزہ رکھا
اور اوسیطرح جو کی پانچ روٹیاں تیار ہوئیں جب وقت افطار وہ روٹیاں
سامنے آئیں تو ایک یتیم نے سوال کیا اور وہ پانچوں روٹیاں پھر سائل کو
دیدی گئیں اور بجز پانی کے اوس روز بھی کسی نے کچھ نہ چکھا۔ پھر تیسرے روز
اوسی حالت میں روزہ رکھا اور پانچ روٹیاں جو کی مثل روز اول تیار ہوئیں
وقت افطار ایک قیدی نے سوال کیا وہ پانچوں روٹیاں اوس روز بھی سائل
کو دیدیں اور بجز پانی کے اوس روز بھی کچھ نہ چکھا۔ اوسکی صبح جناب امیر

دست حسنین پکڑ کر حضور جناب رسول خدا صلعم حاضر ہوئے اور حضرت نے ملاحظہ
فرمایا کہ شدت گرسنگی سے اعضا میں رعشہ ہے پس جناب رسول خدا معہ علیؑ و
حسنین خانہ جناب سیدہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ پشت جناب سیدہ خمیدہ ہے
اور محراب سے چسپاں ہے اور آنکھوں میں حلقہ و گڑھے پڑ گئے ہیں کہ نازل ہوئے
جبرئیل اور کہا کہ اے محمد مبارک ہو تمہارے اہلبیت میں لو اور پڑھا سورہ ہل اتی
کو پس تمامی سورہ ہل اتی باتفاق مفسرین اہل سنت شان میں علی و
فاطمہ و حسن و حسنین کے نازل ہوئی ہے۔ جناب امیر کے گھر میں تو ایک روز کی
بھی خورش نہ تھی پھر دولت کثیر کہاں سے راہ خدا میں دیتے جو آتا تھا وہ روز
کے روز راہ خدا میں دیدیتے تھے جو باقی بچتا تھا خود کھاتے تھے اور اپنے اہلبیت
کو کھلاتے تھے آپکے پاس وہ دولت تو کبھی جمع ہی نہیں ہوئی کہ جسکی تو ضیع
کیجاوے کہ جو دولت آپنے راہ خدا میں لٹائی وہ کمسو ہو تھی یا کیسی لیکن راہ
خدا میں اگر ڈکیت یا چور بذریعہ ڈکیتی یا سرقت غیر ذکا مال حاصل کر کے اپنے
بھائی بندوں و مددگاروں میں واسطے استحکام حکومت صرف کریں تو اس سے
سخی یا مستحق خلافت نہیں ہو سکتے بلکہ سخاوت اسکا نام ہے کہ خود بھوکا رہے
اور مساکین کو اپنا قوت بھی کھلا دے اور راہ خدا میں جان و مال سے دریغ
نہ کرے اور گھر میں ایک دن کی خوراک تک نہ نکلے اور یہ کام بجز انبیا و خاتم الانبیا
کے اور حضرت علی اور اولاد علی کے اس دنیا میں کسی سے نہیں ہوا۔
چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخلفا میں امام احمد ابن حنبل سے
روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ ایک روز مجھ پر
اشتہائے بمقام مدینہ غلبہ کیا پس میں گھر سے باہر نکلا کہ مزدوری کر کے کچھ حاصل
کروں پس میں نے سولہ خرمہ پر اجرت مقرر کر کے ایک عورت کو پانی کھینچ دیا۔

اور مزدوری کے عوض لیکر تھی تھی حاضر ہوا اون خرمون ۔ مین نے اور بی بی نے
نوش کیا ۔ حضرت علی علیہ السلام کے فقر و فاقہ کی تو یہ نوبت تھی انکے پاس
دولت دنیا کہان تھی جو لٹاتے اور جو کچھ حاصل ہوتا تھا وہ راہ خدا مین ضرور لٹا
دیتے تھے ۔ پھر صاحب ازالۃ الخلفا بروایت متواترہ لکھتے ہین کہ حضرت علی
علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت مین ایک روز مسجد کوفہ مین منبر پر بیٹھے فرماتے
تھے کہ تم مین کوئی شخص ایسا ہے جو میری اس شمشیر کو خرید کرے اور فرماتے تھے
کہ اگر میرے پاس بقدر قیمت پاجامہ کچھ ہوتا تو مین اس شمشیر کے فروخت کا
ارادہ نہ کرتا ۔ ناگاہ ایک مرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا مین آپ کو قرض دیتا ہون ۔
روایت متواترہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لذات دنیا کو ترک
کر دیا تھا اور فرماتے تھے کہ اے دنیا تو مجھے اشتیاق دلاتی ہے اور غرور کرتی
ہے اسے دنیا تجھسے مجھے کچھ حاجت نہین ۔ مین نے تجھکو تین بار طلاق دی
عیش تیرا ہیت ہے اور خطرہ تیرا کثیر ۔ مال دنیا بے قدر ہے ۔ قسم بخدا میری
نظرون مین دنیا مثل عرق بدن خنزیر کے ہے ۔ حضرت علی علیہ السلام بہت موٹا
پارچہ اور کم قیمت غذا مثل غریبون کے استعمال کرتے تھے ۔ ابن رافع کہتا ہے
کہ ایک روز مین گیا پاس حضرت علی علیہ السلام کے آپ نے ایک جراب مہر بند نکالکر
آگے رکھا اوسمین خشک ٹکڑے نان جو کے تھے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپ
نے مہر کیون کی ہے فرمایا اس خیال سے کہ ہمارے بچے ان ٹکڑون کو مکھن یا روغن
زیت سے لت نہ کردین ۔ اور یہ پوشاک و غذا مخصوص ہے واسطے علی کے
دوسرا اسمین شریک نہین ہے اور نعلین کو اور قمیص کو لیف خرمہ سے مرمت کیا کرتے
تھے اور گوشت بہت کم کہاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے انسان اپنے شکم کو مقابر
حیوان کا نہ بناؤ ۔ ایک روز معاویہ نے ضرار سے کہا کہ میرے سامنے حضرت

علی علیہ السلام کا کوئی وصف بیان کرو ضرار نے کہا قسم بخدا حضرت علی علیہ السلام بڑے شجاع تھے اور حاکم عادل تھے اور علم کو بدرجہ کمال دوست رکھتے تھے اور مجمع حکمت و دانائی تھے اور دنیا کی جانب سے وحشت کرتے تھے اور شب کی تنہائی کو دوست رکھتے تھے اور کارخانہ الٰہی میں بنظر عبرت کثیر الفکر تھے لباس و پوشاک مسکین وضع پہنتے تھے اور حلیم اہلبیت تھے اور اہل دین کی تعظیم کرتے تھے اور مساکین کو پیار کرتے تھے اور کمزور و مجبور کو ناامید نہ کرتے تھے اور بطلان سے نفرت کرتے تھے اور اندھیری راتوں میں بکا و حزین رویا کرتے تھے اور تارک لذات دنیا تھے اور کہتے تھے کہ زاد سفر قلیل ہے اور منزل دنیا دور و دراز ہے ازالۃ الخلفا صفحہ ۲۲ سے یہ واقعہ لکھا گیا ہے۔ پس حضرت علی علیہ السلام کے پاس دولت دنیا کہاں تھی جو لٹاتے جو کچھ اس دنیا سے ملا وہ راہ خدا میں دیدیا۔ جائے دو مال تکسو بہ سمجھا جائے یا نقشہ خلفائے ثلثہ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے طعن وہم میں لکھا ہے کہ حاجت روائے دو جہان نے با این ہمہ قدرت و مقدرت کیوں مال و منال غنیمت ناجائز محاربین گمراہی وقیصر پر تصرف کیا اور طعن یازدہم میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے باوصف طاقت یداللہی و قوت ناانتہائی کے کیوں اپنی عمر عزیز کو تقیہ میں بڑی ذلت و خواری سے ضائع کیا اگر یہ فعل اتباع بنص آسمانی مستحسن و مفترض تھا تو پھر آخر معاملات میں جوہر ذوالفقار کے دیکھنا کیا معنی۔

میں اس تحریر پر بدرجہ غایت افسوس کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اپنی مذہبی کتابوں کو بھی ملاحظہ نہیں فرمایا اول تو تنقیح نمبر سوم میں توضیح کر دی گئی ہے کہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر و حضرت عمر میں جس قدر جہاد ہوئے وہ بحکم حضرت علی علیہ السلام کے ہوئے تھے اسلئے جو مال غنیمت کسرےٰ کی قیمت میں آیا وہ جائز تھا جسکی

تصرف مین کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ لیکن زمانہ خلافت حضرت عثمان وامیر معاویہ مین جو جہاد ہوے وہ ناجائز تھے ان خلافتون مین جو مال غنیمت آیا اوسمین سے خلفاء وقت نے اگر حضرت علی علیہ السلام یا امام حسن علیہ السلام کو کچھ دیا ہو اور وہ صرف مین آیا ہو تو اسمین کوئی قباحت نہین کیونکہ رسول خدا کی اجازت تھی کہ جو کچھ دین لے لینا۔ اس لئے لینے سے رسول خدا کے صرف حکم کی تعمیل ہوئی وہ جہاد جائز نہین ہوگئے۔ چنانچہ کفار کے مال پر شرعاً جب تصرف جائز ہے تو حضرت عثمان اور امیر معاویہ تو کلمہ گو تھے گو افعال اونکے کیسے ہی ہون۔

بخاری جلد ششم صفحہ ۱۲۵ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِىْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِىْ مَوْعِدُكُمُ الْحَوْضِ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ بعد میرے مکروہات تمہارے اوپر گزرینگے پس تم صبر کرنا اوسوقت تک کہ ملاقات کرو میری حوض کوثر پر۔

قسطلانی جلد دہم صفحہ ۳۰۷ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ عَنْ عُمَرَ رَفَعَهٗ قَالَ اَتَانِىْ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ مُفْتَتِنَةٌ مِّنْ بَعْدِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ قَالَ مِنْ قِبَلِ اُمَرَائِهِمْ وَقُرَّائِهِمْ يَمْنَعُ الْاُمَرَاءُ النَّاسَ الْحُقُوْقَ فَيَطْلُبُوْنَ حُقُوْقَهُمْ فَيُفْتَنُوْنَ وَيَتَّبِعُ الْقُرَّاءُ اَهْوَاءَ الْاُمَرَاءِ فَيُفْتَنُوْنَ قُلْتُ كَيْفَ يَسْلَمُ مَنْ سَلِمَ مِنْهُمْ قَالَ بِالْكَفِّ وَالصَّبْرِ اِنْ اُعْطُوا الَّذِىْ لَهُمْ اَخَذُوْهُ وَاِنْ مُنِعُوْهُ تَرَكُوْهُ۔

فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ خبر دی مجھکو جبرئیل نے کہ بعد تمہارے فتنہ برپا کرے گی اور وہ لوگ امراء و قراء ہین (یعنی فتنہ برپا کرنے والے لوگ دنیا دار ہون گے یعنے امیر و قاری قرآن جو لوگ قرآن کو بقرات تو پڑہینگے او سپر عمل نہ کرینگے) وہ

وہ لوگ اہلبیت رسول کا حق چھین لیوینگے اور وقت دعوے وطلب حق اہلبیت پر ظلم کرینگے اور تابع ہوا و دنیا کے ہوں گے۔ پس چاہیئے کہ مومن اس حال میں سکوت اور صبر کریں اور جو دیوے لیویں اور جو منع کریں ترک کریں۔

یہ دونوں حدیثیں اہل سنت کی معتبر کتابوں سے نقل ہوئی ہیں جن سے صاف طور پر ثابت وظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے بذریعہ وحی الٰہی امت کو خبردار کر دیا تھا کہ بعد وفات امت فتنہ برپا کریگی اور حقوق اہلبیت کو غصب کریگی اور وقت طلب حقوق ظلم کریگی چنانچہ بعد وفات رسول خدا صلعم کے اصحاب رسول خدا صلعم نے جو کچھ کیا اسی فتنہ وفساد کی بابت یہ خبر ہے اور رسول اللہ صلعم نے اپنے اہلبیت کو حکم صبر دیا تھا بدیں وجہ حضرت علی علیہ السلام نے جوہر ذوالفقار نہیں دکھائی اگر جوہر ذوالفقار دکھاتے تو رسول خدا کی نافرمانی ہوتی اور دین اسلام میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا اور اس فتنہ وفساد کے بانی حضرت علی علیہ السلام قرار پاتے لہذا جناب امیر نے صبر وسکوت کیا اور صاحبان حکومت نے جو کچھ دیا لے لیا اور جو کچھ پوچھا بتلا دیا کیونکہ رسول خدا نے یہی حکم دیا تھا کہ جو کچھ دیں لے لینا اور یہی کام امام وقت کا ہے لیکن قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت رجوع ہوئی اور امت نے طالب رہنمائی ہو کر بیعت کی اور قوت ظاہری پیدا ہو گئی اسوقت باغیان اسلام کو جوہر ذوالفقار دکھا دئے اگر جوہر ذوالفقار نہ دکھائے جاتے تو خلافت شریعت باغیوں کے عملدرآمد کا مواخذہ ذمہ امام وقت کے ہوتا۔
اور جب بیعت کرنے والے آپکے معین ومددگار و آپکی اعانت سے دست بردار ہوئے آپ نے بھی سکوت اختیار کیا۔
یہی کام امام وقت کا ہے جو قابل طعن نہیں ہے۔ لیکن علی علیہ السلام کی دشمنی سے لوگ کبھی دست بردار نہیں ہوئے وہ دشمنی

ابتک چلی جاتی ہے اب اگر حضرت علی علیہ السلام زندہ نہیں ہیں کہ اونکا پیچھا چھوڑا
جاوے تو ذات حضرت علی علیہ السلام پر طعن کرنے سے دشمن باز نہیں آتے۔
فاضل جلیل القدر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب پیشواے مذہب سنت والجماعت
نے طعن پنجم میں تحریر فرمایا ہے کہ دستور اہل اسلام ہند یا قسم آسانی و دستاربندی غیره
ذکس حتک سلام کرتا ہے وذا ائع فرمایا۔ اس مقام پر لفظ دستاربند قابل غور ہے
یہ مولوی صاحب ممدوح کا قومی محاورہ ہے۔ ہندوستان میں اقوام کنجڑہ و قصاب
و نوربانف و نداف و نیچہ بند و علاقہ بند و تارکش و دوکنی و چرم سار
وغیرہ میں دستور ہے کہ بجاے متوفی کے اوسکے وارث کے ساتھ رسم دستاربندی
ادا کیجاتی ہے۔ لہذا اس مقام پر مولوی صاحب ممدوح نے حدیث غدیر کی تحقیق
میں اپنی قومی محاورہ کا استعمال کیا ہے۔ غنیمت ہے کہ اونہوں نے اسی
طعن پر کفایت کی اونکے پیشوا اونہوں نے تو رسول خدا صلعم پر اس حدیث غدیر
کی دشمنی میں حملہ کیا تھا جسکا ثبوت واقعہ مندرجہ ذیل سے ہوگا۔
سورة المعارج ۔ سَاَئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۔ سیرة الحلبیہ صفحہ ۲۹۳ ۔ وَذَكَرَ
الْحَلَبِيُّ هٰهُنَا حَدِيْثًا وَهُوَ اَنَّهٗ لَمَّا شَاعَ هٰذَا الْخَبَرُ بَلَغَ الْحَارِثَ ابْنَ
النُّعْمَانِ الْفِهْرِيَّ فَجَاءَ عِنْدَ النَّبِيِّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ اَمَرْتَنَا
... اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ ثُمَّ لَمْ تَرْضَ بِهٰذَا حَتّٰى رَفَعْتَ بِضَبْعَيِ ابْنِ
عَمِّكَ فَفَضَّلْتَهٗ وَقُلْتَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فَهٰذَا
شَيْءٌ مِنَ اللّٰهِ اَوْ مِنْكَ فَاحْمَرَّتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ اِنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ وَلَيْسَ مِنِّيْ قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَامَ الْحَارِثُ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ
كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَرْسِلْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ فَوَاللّٰهِ مَا بَلَغَ
بَابَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى رَمَاهُ اللّٰهُ بِحَجَرٍ مِنَ السَّمَاءِ فَوَقَعَ عَلٰى رَاْسِهٖ فَخَرَجَ مِنْ دُبُرِهٖ

ب فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ - وَكَانَ
ذٰلِكَ الْيَوْمُ الثَّامِنَ عَشَرَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ -
ناقب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ صفحہ ۲۷ - وَنَقَلَ الْاِمَامُ اَبُوْ اِسْحَاقَ الثَّعْلَبِيُّ
رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ اَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ سُئِلَ عَنْ
قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ فِيْمَنْ نَزَلَتْ فَقَالَ لِلسَّائِلِ
لَقَدْ سَاَلْتَنِيْ عَنْ مَسْاَلَةٍ مَا سَاَلَنِيْ اَحَدٌ عَنْهَا قَبْلَكَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ
عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اٰبَائِهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
لَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا كَانَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ نَادَى النَّاسَ فَاجْتَمَعُوْا فَاَخَذَ
بِيَدِ عَلِيٍّ وَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فَشَاعَ ذٰلِكَ وَطَارَ
فِي الْبِلَادِ وَبَلَغَ ذٰلِكَ الْحَارِثَ ابْنَ النُّعْمَانِ الْفِهْرِيَّ فَاَتٰى رَسُوْلَ
اللّٰهِ عَلٰى نَاقَةٍ لَهٗ فَاَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ وَنَزَلَ عَنْهَا وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَمَرْتَنَا
عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ نَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ فَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَاَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ خَمْسًا فَقَبِلْنَاهُ وَاَمَرْتَنَا
بِالزَّكٰوةِ فَقَبِلْنَا مِنْكَ وَاَمَرْتَنَا اَنْ نَّصُوْمَ فَقَبِلْنَاهُ وَاَمَرْتَنَا
بِالْحَجِّ فَقَبِلْنَاهُ ثُمَّ لَمْ تَرْضَ بِهٰذَا حَتّٰى رَفَعْتَ بِضَبْعَيِ ابْنِ
عَمِّكَ تُفَضِّلُهٗ عَلَيْنَا فَقُلْتَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فَهٰذَا
شَيْءٌ مِّنْكَ اَمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ النَّبِيُّ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ اِنَّ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَوَلَّى الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ
يُرِيْدُ رَاحِلَتَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ -
اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مَا يَقُوْلُ مُحَمَّدٌ حَقًّا فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ فَمَا وَصَلَ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ حَتّٰى رَمَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

بحجر سقط علیٰ ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل اللہ عزوجل سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج ۔
مجمع البیان صفحہ ۳۴۴ ۔ و تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲ و تفسیر ملا ابو السعود جلد ہشتم صفحہ ۲۹۲ مین بھی یہ واقعہ اسیطرح درج ہو جیساکہ مذکور ہو

خلاصہ ترجمہ روایات مذکورہ

بتواتر روایات و باجماع مفسرین یہ آیہ حق مین حارث بن نعمان فہری کے مقام غدیر خم مین نازل ہوئی ۔ اصلیت نزول اس آیہ کی یہہ ہے کہ حارث نے سوال کیاکہ یا رسول اللہ آپ نے واسطے نماز و حج و جہاد کے حکم دیا ۔ ہم لوگون نے سب قبول کیا اسپر بھی آپکا جی نہ بھرا اور آپ نے اپنے بھائی ابن ابیطالب کو جانشین و ولیعہد مقرر ... آیا یہ فعل آپ نے بموجب وحی الٰہی کیاہے یا اپنی طرف سے جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ بحکم خدا کیا ہے اسپر حارث نے کہا کہ اگر آپ راست گو ہین تو خدا اوس شخص پر سنگریزہ نازل کرے راوی کہتاہے کہ قسم بخدا حارث تا باب مسجد نہ پہونچا تھاکہ بوجہ انکار و ولایت غدیر خم کے سنگریزہ عذاب آسمان سے اوسکے دماغ پر گرا اور براہ مبرز نکل گیا اور حارث ہلاک ہوگیا بعدہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ایک سائل نے سوال کیا نبی سے عذاب نازل ہونے کا ۔

یہ حارث فہری بھی اصحاب رسول اللہ مین سے تھا مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اونکے ہم مذہب جو اصحاب رسول پر بوجہ دشمنی علیؑ درود بھیجنے کے عادی ہین اور لکھا کرتے ہین کہ اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ تو غالباً یہ درود اونکا حارث بن نعمان فہری کی ارواح کو بھی پہونچا یا جاتا ہوگا کیونکہ یہ بھی

تو اصحاب رسول تہا اور جبکہ کوئی اصحاب اس درود سے مستثنی نہین کیا جاتا تو حارث بن نعمان فہری کی ارواح کا اس درود سے مستثنی رہنے کی کوئی وجہ مولویصاحب ممدوح نے اور اونکے ہم مذہبون نے ظاہر نہین فرمائی جو قابل اطمینان ہو۔ پس مذہب اہل سنت کا اصول یہ ہے کہ دشمنان رسول و دشمنان علی و منافقان دین کو ضرور شامل درود کرتے ہین اور پیشوا اپنے دین جانتے ہین اس مقام پر یہ بات بہی قابل غور ہے کہ اہل سنت حدیث غدیر کو ثبوت خلافت جناب امیر کی دلیل نہین گردانتے اس حدیث کو تو قبول کرتے ہین مگر کہتے ہین کہ یہ حدیث دربارہ تعین خلافت نہین ہے اگر یہ قول اونکا صحیح ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ حارث بن نعمان فہری نے رسول خدا سے سوال کیا کہ آپ نے جو اپنا جانشین اور ولیعہد اپنے بہائی علی ابن ابیطالب کو مقرر کیا اپنی مرضی سے یا بحکم خدا حضرت نے جواب دیا کہ بحکم خدا اگر یہ حدیث دربارہ تعین خلافت و جانشینی و ولیعہدی حضرت مرتضی علی نہ تہی تو پہر حارث بن نعمان فہری نے ایسا سوال رسول اللہ سے کیون کیا اور رسول اللہ نے تسلیم کرکے یہ جواب کیون دیا کہ مین نے بحکم خدا علی کو اپنا جانشین و ولیعہد مقرر کیا ہے بلکہ یہ جواب دیتے کہ مینے اپنا ولیعہد و جانشین مقرر نہین کیا ہے بلکہ اظہار فضیلت کیا ہے۔ چنانچہ جب رسول خدا صلعم حج آخری ادا کرکے مدینہ کو واپس جانے لگے تو مقام خم غدیر مین بحکم الہی حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین و ولیعہد بنایا اور تمام امت کو آگاہ کر دیا نقل حدیث غدیر نمبر ہفتم مین کی گئی ہے یہ امر اون اصحاب کو ناگوار معلوم ہوا جو منتظر وفات رسول تہے اور چاہتے تہے کہ وفات رسول کے بعد حکمرانی کرین اور فتنہ فساد برپا کرین جسکی خبر پروردگار عالم نے سورہ محمد مین دی ہے ان مدعیان خلافت و حکومت نے

جب دیکھا کہ رسول خدا نے علی بن ابی طالب حضرت علی علیہ السلام کو اپنا
جانشین و ولیعہد بنا دیا تو آتش حسد اونکے دلون مین مشتعل ہوئی حارث فہری
تو اپنا حسد ظاہر کرکے عذاب الہی مین گرفتار رہوا۔ لیکن دیگر مدعیان نبوت نے
اپنا غم کینہ پوشیدہ رکھا اور باہم مشورہ کیا قتل رسول اللہ کا چنانچہ جب رسول خدا
علی علیہ السلام کی جانشینی اور ولیعہدی کے حکم کو امت پر ظاہر کرکے مقام خم غدیر
سے جانب مدینہ روانہ ہوے تو مقام تبوک سے رسول اللہ نے اپنے ہمراہی قافلہ
کو حکم دیا کہ تم لوگ راہ صحرا سے جاؤ اور رسول اللہ نے بذات خاص راہ عقبہ
اختیار کی صرف عمار بن یاسر و حذیفہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ تھوڑی راہ طے کی تھی کہ یکایک
ایک جماعت عقب رسول اللہ سے ظاہر ہوئی رسول اللہ نے غصہ ہو کر حذیفہ
سے فرمایا کہ اس جماعت کو واپس کرو حذیفہ کے ہاتھ مین ایک محجن یعنے ڈنڈا
تھا۔ اوس ڈنڈے کو روے رواحل جماعت مذکورہ پر مارنا شروع کیا منافقونکو
گمان ہوا کہ رسول اللہ اونکی مکاری اور ارادہ سے واقف ہو گئے۔ یہہ
سمجھکر فرار ہو گئے۔ رسول اللہ نے حذیفہ سے دریافت کیا کہ اس جماعت کو تمنے شناخت کیا
حذیفہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جماعت مذکور کی سواری کے جانور ون مین سے چند جانور مین نے
شناخت کئے ہین لیکن منافقون کے منہہ بند ہے ہوئے پوشیدہ تھے شب تاریک مین
اونکو شناخت نہ کر سکا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ نے اسید بن حضیر سے کہا کہ یا اخی
تمکو کچھہ معلوم ہے کہ شب کو منافقون نے کیا ارادہ کیا تھا وہ چاہتے تھے کہ عقب سے مجھپر
حملہ کرکے ہلاک کر دین اسید نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر ارشاد ہو تو منافقون کے سر کاٹکر
حاضر کردون رسول اللہ نے فرمایا کہ اے اسید مین اسکام کو مکروہ جانتا ہون اگر منافقون
کے سر کاٹے جاوینگے تو لوگ کہینگے کہ محمد نے اپنے اصحاب کو قتل کرنا شروع کیا اسکے بعد
رسول اللہ نے اون اصحاب منافق کے نام حذیفہ کو تبلاے اور بجز حذیفہ کے کوئی دوسرا

متصل وہ منافقین کے نام سے آگاہ نہین کیا گیا۔ چنانچہ اس واقعہ کی نسبت سورۂ توبہ مین ذکر موجود ہے جسکی تصریح تفسیر معالم التنزیل بغوی صفحہ ۴۱۲ و ۴۱۳۔ و احیاء العلوم غزالی جلد چہارم صفحہ ۴۰۸ و سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۵۶ ۳ و تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷ و تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۱۴۱ و سیرۃ الحلبیہ جلد سوم صفحہ ۲ مین مفصل درج ہے لیکن منکرون اور دہوکا دینے والونکے دغا اور فریب سے ناواقفون کے بچنے کے لئے شواہد النبوت ملا جامی صفحہ ۱۰۸ سے مندرجہ ذیل عبارت کی نقل بنظر تصدیق کلام خود لکھے دیتا ہون اور جن تفسیرونکا نام تمہید صفحہ مین لکھہ چکا ہون اونمین جو چاہے دیکھہ لے مولانا جامی اہل سنت مین ولی اللہ مانے جاتے ہین اونکی تحریر مندرجہ ذیل واسطے شہادت کے کافی ہوگی۔

شواہد النبوت ملا جامی صفحہ ۱۰۸۔ در وقت مراجعت از تبوک جمعی از منافقان اتفاق کردند کہ رسول اللہ را از عقبہ بیندازند شب بود کہ بعقبہ رسیدند رسول فرمود کہ ہمہ قوم از راہ وادی روند و خود تنہا طریق عقبہ اختیار کرد ہیچ کس را رخصت اتباع نداد و مہار شتر خود در دست عمار بن یاسر و حذیفہ را از براے سوق ناقہ تعیین کرد بدین طریق بر راہ عقبہ میرفتند ناگاہ جمعی از عقب پیدا شدند رسول حذیفہ را فرمود کہ باز گردد ایشان را باز گردان حذیفہ در دست محجنے داشت بے محابا محجن را بر روے رواحل ایشان زدن گرفت منافقان را گمان آن شد کہ رسول اللہ بر کید ایشان اطلاع یافتہ زود از عقبہ فرود آمدند رسول از حذیفہ پرسید کہ ہیچکس را ازین گروہ شناختی گفت یا رسول اللہ راحلہ فلان و فلان را شناختم اما ہمہ روے ہاء خود بستہ بودند و شب تاریک بود ایشان را نیکو نشناختم چون از عقبہ گذشتند و صبح دمید رسول اسید بن حضیر را گفت یا ابا یحییٰ میدانی کہ شب منافقان چہ اندیشہ کردہ بودند میخواستند کہ در شب مرا از عقبہ

با ندا از ندا اسید گفت بفرمائے یا رسول اللہ تا سر ہائے منافقان را بی الحال بہ
حضرت تو بیارم گفت اے اسید مکروہ میدارم کہ مردم گویند چون منقضی شد محمد
قتل اصحاب خود آغاز کرد اسید گفت ایشان از اصحاب تو نیستند فرمود کہ اظہار شہادت
میکنند و خداتعالی مرا از قتل اہل شہادت نہی کردہ است بعد ازان رسول نام ہائے
انجماعت را با حذیفہ گفت و گفت خدائے تعالی مرا از نماز گزاردن برایشان نہی
کردہ است ۔ اس مقام پر یہ بات قابل یاد دلانی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے
بہی خلفائے ثلثہ کے نماز جنازہ ادا نہین کی اگر حضرت علی علیہ السلام نے خلفاء ثلثہ
کے جنازہ پر نماز پڑہی ہو تو مولوی محمد جہانگیر خانصاحب یا اونکے ہم مذہب تبلا دین
پس رسول خدا کو اصحاب منافق کے نماز جنازہ کی ممانعت ہوئی تہی اگر خلفاء ثلثہ منافق
نہ تہے تو حضرت علی علیہ السلام نے اونکے جنازہ پر نماز کیون نہ پڑہی ۔
انہین اصحاب منافق پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور انکے ہم مذہب درود بہی
پڑہتے ہین اور انہین کی فضیلت کا اقرار بہی کرتے ہین اور انہین کا اقتدا
بہی کرتے ہین اب مین مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اور اونکے ہم مذہبون سے
استفسار کرتا ہون کہ وہ براہ مہربانی یہ تو تبلا دین کہ حدیث غدیر دربارہ خلافت
و امامت و ولیعہدی حضرت علی علیہ السلام کے نہین ہے تو پہر حارث فہری کو حسد
کس بات کا پیدا ہوا جو رسول اللہ سے شکایت کی اور اپنے حق مین بد دعا کر کے
مورد عذاب الہی ہوا دوسرے وہ اصحاب کون سے تہے کہ عقبہ مین آنحضرت پر
حملہ آور ہوئے تہے اور یہ حملہ آوری بوجہ بغض و کینہ حضرت امیر علیہ السلام تہی یا کچہ
اور اور اسی وجہ سے تہی کہ آنحضرت نے خلافت علی کو ظاہر کر دیا و امامت کو حکم
فرمانبرداری دیا یا کوئی دوسری وجہ تہی ۔ اور یہ اصحاب حملہ کنان وہی لوگ ہتے
کہ جو زینہ بر طلب ریاست و حکومت فتنہ و فساد پیدا کرنے والے تہے اور

قرابتون کو اس طرح ہین منقطع کرنیوالے ہے کہ جنکا ذکر سورہ محمدؐ مین ہے یا کوئی دوسرے۔ اور یہ حملہ کنان وہی اصحاب تھے کہ جو وفات رسول خدا صلعم کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے منحرف ہوگئے اور حدیث غدیر کے مطابق خلافت حضرت علی کے تسلیم کرنیوالے نہ تھے۔ بلکہ خلافت پر خود متسلط ہوگئے یا کوئی دوسرے اور یہ حملہ کنان وہی اصحاب تھے کہ جو طالب بیعت تا ترجناب فاطمہ کی بربادی کو گئے تھے جسکا ذکر تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ... ین ہے یا کوئی دوسرے

حدیث غدیر مین اہل سنت عجیب عجیب تاویلین کرتے ہین جن تاویلون کو دیکھکر ہر ایک ذی فہم اس بات کی شہادت ادا کرسکتا ہے کہ دنیا مین بجز اہل سنت کے کوئی دوسرا مذہب ایسا نہوگا کہ دانستہ حق سے روگردانی کرے اور دشمنیکا شتی کو اصول ایمان اور ذریعہ نجات قرار دے۔ لہذا عوام الناس کے اطمینان کے واسطے مین ایک مین ثبوت ذیل مین لکھتا ہون تاکہ اوسکو پڑھ کر ہر شخص کو اس بارہ مین سبہہ نرہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خود جناب رسالتمآب صلعم اپنا خلیفہ اور وصی اپنی حیات مین مقرر کرچکے تھے۔

سورہ شعرای۔ قَالَ اَلَّذِیْنَ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ۔

تفسیر معالم التنزیل زاد بغوی۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُنِیْ اَنْ اُنْذِرَ عَشِیْرَتِیَ الْاَقْرَبِیْنَ فَضِقْتُ بِذَالِكَ ذَرْعًا وَعَرَفْتُ اَنِّیْ مَتٰی اُنَادِیْهِمْ بِهٰذَا الْاَمْرِ اَرٰی مِنْهُمْ مَا اَكْرَهُ فَصَمَتُّ عَلَیْهَا حَتّٰی جَاءَ نِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِلَّا تَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ یُعَذِّبْكَ رَبُّكَ فَاصْنَعْ لَنَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَاجْعَلْ عَلَیْهِ رِجْلَ شَاةٍ وَامْلَاْ لَنَا عُسًّا مِنْ لَبَنٍ ثُمَّ اجْمَعْ لِیْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

حَتّٰی اَبْلَغَہُمْ مَا اُمِرْتُ بِہٖ فَفَعَلْتُ مَا اَمَرَنِیْ بِہٖ ثُمَّ دَعَوْتُہُمْ لَہٗ وَہُمْ یَوْمَئِذٍ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا یَزِیْدُوْنَ رَجُلًا اَوْ یَنْقُصُوْنَہٗ فِیْہِمْ اَعْمَامُہٗ اَبُوْ طَالِبٍ وَحَمْزَۃُ وَالْعَبَّاسُ وَاَبُوْ لَہَبٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا اِلَیْہِ دَعَانِیْ بِالطَّعَامِ الَّذِیْ صَنَعْتُہٗ فَجِئْتُ بِہٖ فَلَمَّا وَضَعْتُہٗ تَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ جِذْیَۃً مِّنَ اللَّحْمِ فَشَقَّہَا بِاَسْنَانِہٖ ثُمَّ اَلْقَاہَا فِیْ نَوَاحِی الصَّحْفَۃِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا بِاسْمِ اللّٰہِ فَاَکَلَ الْقَوْمُ حَتّٰی مَا لَہُمْ بِشَیْءٍ حَاجَۃٌ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ الرَّجُلُ الْوَاحِدُ مِنْہُمْ لَیَاْکُلُ مِثْلَ مَا قَدَّمْتُ لِجَمِیْعِہِمْ ثُمَّ قَالَ اسْقِ الْقَوْمَ فَجِئْتُہُمْ بِذٰلِکَ الْعُسِّ فَشَرِبُوْا حَتّٰی رَوَوْا جَمِیْعًا وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنْ کَانَ الرَّجُلُ الْوَاحِدُ مِنْہُمْ لَیَشْرَبُ مِثْلَہٗ فَلَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ یُّکَلِّمَہُمْ بَدَرَہٗ اَبُوْ لَہَبٍ فَقَالَ سَحَرَکُمْ صَاحِبُکُمْ فَتَفَرَّقَ الْقَوْمُ قَبْلَ اَنْ اُکَلِّمَہُمْ فَعُدْ لَنَا مِنَ الطَّعَامِ مِثْلَ مَا صَنَعْتَ ثُمَّ اجْمَعْہُمْ فَفَعَلْتُ ثُمَّ جَمَعْتُہُمْ فَدَعَانِیْ بِالطَّعَامِ فَقَرَّبْتُہٗ فَفَعَلَ کَمَا فَعَلَ بِالْاَمْسِ فَاَکَلُوْا وَشَرِبُوْا ثُمَّ تَکَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَقَدْ اَمَرَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ اَدْعُوْا اِلَیْہِ فَاَیُّکُمْ یُوَازِرُنِیْ عَلٰی اَمْرِیْ ھٰذَا وَیَکُوْنُ اَخِیْ وَوَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْکُمْ فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ عَنْہَا جَمِیْعًا فَقُلْتُ وَاَنَا اَحْدَثُہُمْ سِنًّا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَنَا وَزِیْرُکَ عَلَیْہِ قَالَ فَاَخَذَ بِرَقَبَتِیْ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا اَخِیْ وَوَصِیِّیْ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْکُمْ فَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا فَقَامَ الْقَوْمُ یَضْحَکُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ لِاَبِیْ طَالِبٍ قَدْ اَمَرَکَ اَنْ تَسْمَعَ لِعَلِیٍّ ـــ

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم صفحہ ۲۶۳ و تاریخ اسمٰعیل ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۱۶ و سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۸۰ و مجمع البیان صفحہ ۱۸۲ میں بھی مثل تفسیر معالم التنزیل کے آیہ مذکورہ کی تفسیر میں یہ روایت معتبر تحریر ہوئی ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی کتاب مسند میں

مثل تفسیر معالم التنزیل کے نقل کی ہے ۔
ترجمہ آیت فرمایا خدا نے کہ اے محمد صاب علانیہ دعوت اسلام کرو اور اپنے قرابت
مندان کو تبلیغ رسالت کرو۔ باتفاق مفسرین و ارباب سیر و مورخین کے
ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے تمامی اولاد عبد المطلب کو حضرت ابوطالب کے
گھر مین جمع کیا جنکی تعداد چالیس یا پینتالیس نفر تھی ۔ انمین زن و مرد دونون شریک
تھے اور ان سب کے واسطے کہانا پکایا گیا اور کہا کہ بسم اللہ کہا و بس سبھون نے
کہایا اور سیراب و آسودہ ہوے ۔ اوسوقت فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اللہ نے
مجھے خلق پر مبعوث کیا اور تم لوگون پر مخصوص کیا اور تلاوت کی آیہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ
الْاَقْرَبِیْنَ ۔ اور فرمایا آنحضرت نے کہ مین دعوت کرتا ہون کہ تم لوگ اقرار کرو کلمہ
طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اور فرمایا کہ تم مین کون ہے جو ایجاب کرے
اس امر مین اور اعانت کرے میرے قیام نبوت اور رسالت مین کسی نے جواب
نہ دیا لیکن حضرت علی علیہ السلام فوراً اٹھ کہڑے ہوگئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
مین قبول کرتا ہون آپ کی اعانت اور اقرار کرتا ہون کلمہ طیبہ کا ۔ فرمایا نبی نے
کہ بیٹھ جاؤ تم میرے بھائی و وزیر و وصی و وارث و خلیفہ میرے ہو بعد میرے
اسیر ساری قوم نے ہجوم کیا حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین
کمسن ہون قوم کے بزرگون کے سامنے مین آپ کی وزارت کرونگا پس رسول اللہ
نے گردن علی کی پکڑ اور قوم کو دیکھا کر کہا کہ یہ علی میرا بھائی و وصی و خلیفہ میرا
ہے اسکا حکم مانو اور اطاعت اسکی کرو ۔ پس قوم مضحکہ کرتی تھی اور بطور طعن کے
لوگ کہتے تھے کہ اے ابوطالب تمہارے بھتیجے نے کہا ہے کہ تم اپنے پسر کی
فرمانبرداری کرو ۔ اس حدیث مین دعوت نبوت و دعوت امامت و خلافت
توام ہوئی ۔

یہ تو حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ بلافصل ہونے کی واضح دلیل ہے اسمین تو کوئی تاویل بھی نہین ہوسکتی۔ قبول کرنا نہ کرنا اہل سنت کے اختیار مین ہے۔ ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے۔ جب جناب رسول خدا صلعم نے مبعوث برسالت ہوکر اول اپنے قرابتداروں کی دعوت بحکم خدا کی تو قوم نے آنحضرت کے دعوی نبوت پر مضحکہ کیا اور خلافت علی پر طعن کیا اور بطور طعن ابوطالب سے کہا کہ اپنے فرزند کی تابعداری کرو۔ اسی طرز پر ہمارے مولوی محمد جہانگیر خان صاحب بھی خلافت علی پر طعن کرتے ہین اور بطور طعن کے لکھتے ہین کہ دستور المعظم سند یافتہ آسمانی و دست رشید غدیر نے کس حد تک اسلام کو شائع کیا۔ اس طعن کے وزن اور کفار قریش کے طعن کے وزن مین سرمو فرق نہین۔ اور یہ مقام شکایت نہین کیونکہ علی علیہ السلام کی خلافت پر ابتدا سے قوم ہی کے لوگ طعن کرتے رہے ہین اور قوم ہی کے لوگون نے ہمیشہ بغض و حسد کیا ہے تو جب رسول خدا صلعم کے ارشاد کا اثر گمراہون پر نہ ہوتا تھا تو میرے فیصلہ کا اثر گمراہون پر کیا ہوگا۔ امام حسین علیہ السلام بآواز بلند فوج یزید سے کہتے تھے کہ اے گمراہو تم کیا کرتے ہو مجھکو اور میرے رتبہ کو پہچانو اور میرے قتل سے باز آؤ ورنہ قیامت پچھتاؤ گے۔ چونکہ علی و اولاد علی کی دشمنی دلونمین بھری ہوئی تھی لہذا امام کے کلام نے اونکے دلون پر کچھ اثر نہین کیا حالانکہ ساری فوج یزید اپنے کو مسلمان کہتی تھی اور صوم و صلوۃ کی پابند تھی مگر فرزند رسول کے قتل کو عین شریعت کی فرمانبرداری جانتے تھے۔ تو جب فرزند رسول کے کلام نے گمراہون پر کوئی اثر نکیا تو میرا یہ فیصلہ اون گمراہون کے دلونپر کیا اثر کرسکتا ہے کہ جنکے دلون مین علی اور اولاد علی کی دشمنی بھری ہوئی ہے البتہ جو لوگ ناواقفیت کے سبب دھوکے مین اگر فرقہ گمراہان مین

شامل ہیں اور نجات عقبیٰ سے دل سے طالب گار رہیں اوسکے واسطے یہہ فیصلہ میرا ضرور فائدہ مند ہوگا۔ سب سے زیادہ مجھکو تعجب اسبات کا ہے کہ زناکار اگرچہ ارادتاً زنا کرتا ہے اور ہدایت اور رہنمائی سے بھی عادتاً زناکو ترک نہیں کرتا۔ لیکن جب کوئی ایماندار اوسکو نصیحت کرتا ہے تو وہ شرمندہ ہوکر یا تو سرنگون ہوجاتا ہے یا توبہ کرتا ہے۔ مگر اوسکی غیرت، اسکی شرافت اوسکی اصالت اوسکو اسبات پر آمادہ نہیں کرتی کہ وہ اپنے ناصح کی مقابلہ میں بیحیائی وبے شرمی وبے غیرتی کو کلام میں لائے۔ براہ سینہ زوری مقابلہ کرے اور کہے کہ زنا کرنا شرعاً جائز ہے۔ لیکن دشمنان خاندان رسالت کو میں اس سینہ زوری کا عادی دیکھتا ہوں۔ جبکہ فرزند رسول پر عبد اللہ ابن زیاد نے بحکم یزید فوج کشی کی تو جو شخص استفسار کرتا تھا کہ یہ فوج کسی کسپر ہے تو اہل فوج جواب دیتے تہے کہ ایک خارجی نے خلیفہ رسول یزید ابن معاویہ پر خروج کیا ہے اوسکے مقابلہ کو یہ فوج جاتی ہے پس یزید کے فرمانبردار اور معتقد خلافت جو لوگ تہے وہ فرزند رسول کو بوجہ مخالفت یزید غیر مسلم اور خارجی کہتے تہے اور دشمنان فرزند رسول کو مسلمان اور متقی اور حافظ قرآن اور ایماندار بتلاتے تہے اوسی رسم ورواج کے مطابق دشمنان علی ومنکرین خلافت علی اپنے فرقہ کو مسلمان کہتے ہیں اور اولاد علی و دوستان علی و معتقدان علی و محبان علی کو غیر مسلم کہتے ہیں اور لفظ رافضی سے منسوب کرتے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۔

تنقیح نمبر نہم

آیات قرآنی واحادیث نبوی کے شیعہ منکرین جیساکہ

الزامات سے ▬ ہونے کا حق پیدا ہو جو الزامات کہ عقاید شیعہ مطابق اور نیز عاید ہوتے ہوں اور ان الزامات کو اہل سنت داخل توہین نہ گردانیں کیونکہ شیعہ اپنے مذہبی مصنف کی نسبت جو کچھ چاہیں کہہ سکتے ہیں اہل سنت کو اوس توہین کے دعوے کا حق پیدا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے جبکہ تمامی معتبر ہیں اہل سنت اپنی کتابوں میں اون احادیث نبوی کی نقل کر رہے ہیں کہ جن احادیث سے حضرت علی علیہ السلام کا افضل الامم امیر المومنین امام المتقین گمراہوں کے رہنما ہادی امت خلیفہ بلافصل ہونا ثابت ہوتا ہے جنکی نقل مرقع مجموع تنقیحات سابق و تنقیح ہذا میں اسکے قبل کی گئی ہے ان احادیث کے خلاف خلفاء ثلثہ کو علی علیہ السلام پر معترض صاحب جو فضیلت دیتے ہیں اس سے وہ اور اونکے مذہب احادیث نبوی کے منکر قرار پاتے ہیں یا نہیں۔ تیسرے جبکہ اہل سنت کی معتبر کتب مثل تفسیر معالم التنزیل و تاریخ ابو الفدا و سیرۃ المحمدیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ وقت بعثت بحکم آیہ قَالَ الَّذِيْنَ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ رسول خدا صلعم نے علی علیہ السلام کی نسبت صاف فرمایا کہ یہ ہے میرا وارث اور میرا خلیفہ اور میرا وصی بعد میرے اس حدیث نبوی کے مخالف جو خلفاء ثلثہ کی خلافت تسلیم کیجاتی ہے اس سے احادیث رسول اللہ کے منکر شیعہ قرار پاتے ہیں یا سنی۔ چوتھے۔ پروردگار عالم سورہ محمد میں اکثر اصحاب محمد صلعم کی منافقت کو ظاہر فرماتا ہے اور احادیث رسول خدا سے ثابت ہے کہ اکثر اصحاب داخل دوزخ ہونگے اور اہل سنت و معترض صاحب اون دوزخی اصحاب کو قابل درود قرار دیتے ہیں اور اونکے فضائل کے قائل ہیں تو اس نافرمانی کے سبب اہل سنت منکر آیات قرآنی و احادیث نبوی قرار پاوینگے یا شیعہ۔ پانچویں۔ آیہ متعہ کے شیعہ منکر ہیں یا سنی یہ انتہا کی درجہ کا مشتی ہے کہ احکام قرآنی و احادیث نبوی سے بوجہ محبت خلفاء ثلثہ

اہل سنت منکر بھی ہوتے ہیں اور اپنا الزام شیعوں پر لگاتے ہیں - بڑے شرم
اور افسوس کی بات ہے -

اعتراض دوم کی تکذیب تو خود معترض صاحب ہی کے اعتراض سے ہوتی ہے -
معترض صاحب لکھتے ہیں کہ شیعہ مراتب علی کو رسول خدا کے برابر جانتے ہیں اور کتب
شیعہ میں فضیلت رسول خدا کی تمامی مخلوق سے اعلیٰ و افضل مرقوم ہے جبکہ کتب
شیعہ میں فضیلت رسولخدا کی تمام مخلوق سے اعلیٰ و افضل ہونیکا اقرار درج ہے
تو اسکے خلاف علی علیہ السلام کا ہمرتبہ رسول ہونا معترض صاحب نے شیعوں کے
کون سے اقرار سے حاصل کیا ہے شیعہ رسول اللہ کے اور علی علیہ السلام کے رتبہ
میں اسقدر فرق جانتے ہیں جتنا فرق کہ رتبہ بادشاہ اور وزیر میں ہوتا ہے -
چنانچہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے
ہیں میں منصب نبوت پر سرفراز ہوا اور علی منصب خلافت پر - اس حدیث
کی نقل تنقیح نمبر ہشتم میں کتاب مسند احمد ابن حنبل سے کی گئی ہے یہ ایک اتہام
ہے شیعوں پر -

نسبت اعتراض سوم حدیث مندرجہ ذیل قابل غور ہے -
کنوز الحقائق حرف الیاء مع الیاء - حُبُّ عَلِيٍّ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَحُبُّ عَلِيٍّ يَأْكُلُ
الذُّنُوبَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ - فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ محبت علی کی بچاتی ہے
آتش دوزخ سے اور محبت علی کی گناہوں کو اسطرح کھا جاتی ہے جسطرح آگ لکڑی کو
کھا جاتی ہے - اور تنقیح نمبر چہارم میں تفسیر آیہ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ کی معتبرین علماے
اہل سنت کی تفسیروں میں حسب احادیث رسول خدا ظاہر و ثابت کر دیا گیا ہے
کہ محبت علی سے نجات حاصل ہوتی ہے اور درجہ شہادت حاصل ہوتا ہے اور
قائل بالایمان مرتا ہے اور محب علی کو ملک الموت و منکر نکیر بشارت جنت

الزامات کے [illegible] پیدا ہونے کا حق پیدا ہو جو الزامات کہ عقاید شیعہ - مطابق اور نیز
عاید ہوتے ہوں اور ان الزامات کو اہل سنت داخل تو ہیں نہ گردانیں کیونکہ شیعہ
اپنے مذہبی مصنف کی نسبت جو کچھ چاہیں کہہ سکتے ہیں اہل سنت کو اوس تو ہین کے
دعوے کا حق پیدا نہیں ہو سکتا - دوسرے جبکہ تمامی معتبر ین اہل سنت اپنی
کتابوں میں اون احادیث نبوی کی نقل کررہے ہیں کہ جن احادیث سے حضرت
علی علیہ السّلام کا افضل الامم امیر المومنین امام المتقین گمراہوں کے رہنما ولی امت
خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت ہوتا ہے جنکی نقل مرقع مو قع تنقیحات سابق و تنقیح ہذا
میں اسکے قبل کی گئی ہے ان احادیث کے خلاف خلفاء ثلثہ کو علی علیہ السلام پر معترض
صاحب جو فضیلت دیتے ہیں اس سے وہ اور انکے مذہب احادیث نبوی
کے منکر قرار پاتے ہیں یا نہیں - تیسرے جبکہ اہل سنت کی معتبر کتب یا سے
تفسیر معالم التنزیل و تاریخ ابو الفدا و سیرۃ المحمدیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ وقت
بعثت بحکم آیہ قَالَ الَّذِیْنَ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ رسول خدا صلعم نے
علی علیہ السّلام کی نسبت صاف صاف فرمایا کہ یہ ہے میرا وارث اور میرا خلیفہ اور
میرا وصی بعد میرے اس حدیث نبوی کے مخالف جو خلفاء ثلثہ کی خلافت تسلیم کیجاتی ہے
اس سے احادیث رسول اللہ کے منکر شیعہ قرار پاتے ہیں یا سنی - چوتھے - پروردگار
عالم سورہ محمدؐ میں اکثر اصحاب محمد صلعم کی منافقت کو ظاہر فرماتا ہے اور احادیث
رسول خدا سے ثابت ہے کہ اکثر اصحاب داخل دوزخ ہوں گے اور اہل سنت و
معترض صاحب اون دوزخی اصحاب کو قابل درود قرار دیتے ہیں اور اونکے
فضائل کے قائل ہیں تو اس نافرمانی کے سبب اہل سنت منکر آیات قرآنی
و احادیث نبوی قرار پاوینگے یا شیعہ - پانچویں - آیہ متعہ کے شیعہ منکر ہیں یا سنی
یہ انتہا کی دہینگا مشتی ہے کہ احکام قرآنی و احادیث نبوی سے بوجہ محبت خلفاء ثلثہ

اہل سنت میں بھی ہوتے ہیں اور اپنا الزام شیعوں پر لگاتے ہیں۔ بڑے شرم اور افسوس کی بات ہے۔

اعتراض دوم کی تکذیب تو خود معترض صاحب ہی کا اعتراض ہو رہی ہے۔ معترض صاحب لکھتے ہیں کہ شیعہ مراتب علی کو رسول خدا کے برابر جانتے ہیں اور کتب شیعہ میں فضیلت رسول خدا کی تمامی مخلوق سے اعلیٰ افضل مرقوم ہے جبکہ کتب شیعہ میں فضیلت رسول خدا کی تمام مخلوق سے اعلیٰ افضل ہونیکا اقرار درج ہے تو اسکے خلاف علی علیہ السلام کا ہمرتبہ رسول ہونا معترض صاحب نے شیعوں کے کون سے اقرار سے حاصل کیا ہے۔ شیعہ رسول اللہ کے اور علی علیہ السلام کے رتبہ میں اسیقدر فرق جانتے ہیں جتنا فرق کہ رتبہ بادشاہ اور وزیر میں ہوتا ہے چنانچہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں میں منصب نبوت پر سرفراز ہوا اور علی منصب خلافت پر۔ اس حدیث کی نقل تنقیح نمبر ہشتم میں کتاب مسند احمد ابن حنبل سے کی گئی ہے یہ ایک اتہام ہے شیعوں پر۔

نسبت اعتراض سوم حدیث مندرجہ ذیل قابل غور ہے۔

کنزالعمال حرف الیاء مع الیاء۔ حُبُّ عَلِیٍّ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَحُبُّ عَلِیٍّ یَاْکُلُ الذُّنُوْبَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ محبت علی کی بچاتی ہے آتش دوزخ سے اور محبت علی کی گناہوں کو اسطرح کھا جاتی ہے جسطرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اور تنقیح نمبر چار میں تفسیر آیہ قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ کی معتبر علمائے اہل سنت کی تفسیروں میں حسب احادیث رسول خدا ظاہر و ثابت کر دیا گیا ہے کہ محبت علی سے نجات حاصل ہوتی ہے اور درجہ شہادت حاصل ہوتا ہے اور کمال الایمان مرتا ہے اور محب علی کو ملک الموت و منکر نکیر بشارت جنت

بتایا کہ مجھکو خلافت کی بالکل خواہش نہین ہے - یہانتک کہ آپنے طلحہ و زبیر سے صاف صاف کہا کہ تم مین سے جسکو خواہش خلافت کی ہو وہ خلافت کو قبول کرے لیکن جب سب نے انکار کیا اور امت نے بہت گھبرا اور از حد مجبور کیا تب آپ نے خلافت کو قبول کیا - اسکے ثبوت مین حضرت عمر کا اقرار کافی ہے کہ انہون نے وقت وفات اپنے عبد اللہ ابن عباس سے کہا تہا کہ علی علیہ السلام کو خلافت کی حرص بہت سب ہے وہ قابل خلافت نہین ہے اسکی مختصر توضیح تنقیح نمبر پنجم مین کیگئی ہے اور اسبات کا تو مولوی محمد جہانگیر خان صاحب نے بہی کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ ۲۹۲ و ۳۰۲ مین اقرار کیا ہے اور کتاب اظہار راہ ہدایت صفحہ ۱۰۰ مین لکہا ہے کہ جب مسلمانون نے جناب امیر کو نہایت پر مجبور کیا تب آپنے بپاس خاطر مسلمانون کے خلافت کو قبول کیا اور خلافت کی حالت مین بہی جناب امیر کی زبان مبارک سے یہی نکلتا تہا کہ خدا کی قسم ہے کہ نہ مجہکو خلافت کی رغبت نہین ہے اور نہ ولایت کی حاجت ہے لیکن تمنے مجھکو بلایا خلافت کی طرف اور باعث ہوے تم میرے لئے خلافت کے - پس وجوہ مذکورہ بالا سے یہ امر قابل توضیح معلوم ہوتا ہے کہ روز وفات رسول اللہ صلعم سے تا یوم تعین خلافت ثالث حضرت علی علیہ السلام کو خواہش خلافت کیوں رہی اور قتل حضرت عثمان کے بعد آپ کے دل سے خلافت کی خواہش کیون جاتی رہی اسکی اصلیت ظاہر کرنے کی غرض سے مندرجہ ذیل تمہید کے لکہنے کی مجہکو ضرورت ہوئی -

جناب رسالت مآب صلعم جس زمانہ مین مبعوث برسالت ہوے تہے وہ زمانہ رسوم جہالت کے سبب پر آشوب ہو رہا تہا شرک و کفر و بت پرستی و حسد و کینہ و بغض و عداوت و ظلم و ستم و طمع و خود غرضی کے سبب لوگون کے دل سیاہ

ہو سب تھے۔ پس اسلام کی برکت سے دو باتیں بہت بڑی بنی آدم کو حاصل ہوئیں
۔ اول ایمان۔ دوم اتفاق۔ اور ان دونوں مراتب کے حصول کا ذریعہ
فرمانبرداری ہے۔ جب بنی آدم نے رجوع کیا محمد صلعم کی نبوت پر تو
حسب ہدایت دعوت اسلام کو قبول کرکے کلمہ توحید پڑھا اوسوقت تو دولت ایمان
حاصل ہوئی۔ اور اس دولت ایمان نے کلمہ گویوں کے دلوں کو جمع کیا
جانب فرمانبرداری۔ اور جب ایک شخص واحد یعنے جناب محمد صلعم کی فرمانبرداری
اختیار کی ہزارہا بنی آدم مختلف الاقوال و مختلف الخیال نے تو اتفاق باہمی کا رتبہ
کل مسلمانوں کو حاصل ہوگیا۔ اور سب کے ایمان کامل ہوگئے۔ پس ایمان سے
تو نجات عقبیٰ حاصل ہوئی۔ اور اتفاق سے سلطنت دنیا مل گئی۔ اور اسلام میں
اگر قسمت غلطی ہیں تو یہی دو باتیں ایک ایمان دوسرا اتفاق۔ اور یہ دو نعمتیں بنا
بنی آدم کو کیونکر حاصل ہوئیں۔ یہ امر قابل غور ہے۔ پروردگار عالم نے
جب آنحضرت کو مبعوث برسالت کیا تو جو لوگ آپکی نبوت پر دل سے ایمان لائے
یہ دونوں شرف انہیں کو حاصل ہوئے۔ اگر پروردگار عالم آنحضرت کو
مبعوث برسالت نفرماتا اور بنی آدم کی مرضی پر اس منصب کو چھوڑ دیتا کہ جسکو
چاہیں اپنی رہنمائی کے واسطے اپنا پیشوا بنالیں تو ایک شخص کے پیشوا بنانے
پر دنیا کے لوگوں کا تا قیامت اتفاق نہوتا۔ بلکہ ہر شخص اپنی اپنی مرضی کا ایک
ایک پیشوا جداگانہ بنانے پر آمادہ ہوجاتا جسکے انجام میں نہ دولت
ایمان نصیب ہوتی نہ آپس کا اتفاق قائم ہوتا۔ پس یہ امر ضروری اور
واجب تھا کہ پروردگار عالم کسی شخص کو بنی آدم کی ہدایت اور رہنمائی کے
واسطے مبعوث برسالت کرے۔ چنانچہ آنحضرت نے مبعوث برسالت ہوکر کوئی کام
ہدایت و رہنمائی کا بلا حکم الٰہی نہیں کیا اور حسقدر احادیث صحیح آنحضرت سے

اون احادیث مین جسقدر روایتین اور احکام ہین وہ سب مطابق حکم الٰہی کے ہین۔
چنانچہ جسطرح آنحضرت خدا کے حکم سے مبعوث برسالت ہوے اوسیطرح آپ کا جانشین
یعنی خلیفہ بھی بحکم الٰہی مقرر ہونیکے لائق تہا کیونکہ نبوت آپ کی ذات پر ختم
ہوچکی تہی۔ آپ کے بعد تاقیامت کوئی دوسرا نبی پیدا ہونیوالا نہ تہا۔
کہ گمگشتہ لوگون کو راہ ہدایت دکہلاتا اور بتلاتا۔ اور جو شریعت کہ آنحضرت
کے ذریعہ سے بنی آدم کو ملی تہی اور جسمین شریعت کے د[illegible]ے امت محمدی کو شرف
ایمان و شرف اتفاق حاصل ہوا تہا اوسمین اختلاف پیدا ہونے دیتا۔
بوجہ خلیفہ رسول کا اس دنیا مین تاقیامت موجود رہنا امر ضروری تہا۔
تاکہ ایمان و اتفاق مسلمانون مین قائم رہے اور گمراہون کی رہنمائی ہوتی رہے
اگر تعین خلافت کا دارومدار امت کی مرضی پر چہوڑا جاتا تو یہ امر محال تہا کہ
کسی شخص واحد کی خلافت پر کل امت اتفاق کرے چنانچہ یوم وفات رسول خدا
صلعم سے تا ایندم کبہی کل مسلمانون نے اتفاق باہمی سے خلیفہ مقرر نہین کیا
حضرت ابوبکر باتفاق طرفداران حضرت عمر خلیفہ بنے اور دوسرے روز صرف اہل
مدینہ کو بلاکر بیعت لی اور ایک نے دوسرے کو بیعت کرتے دیکہکر بیعت کی۔
بیرونجات کے لوگون نے حاکمون کی تہدید و تخویف کے سبب سکوت کیا۔
حضرت عمر حسب وصیت تحریری حضرت ابوبکر خلیفہ ہوے باتفاق امت سے خلیفہ
نہین ہوئے۔ اور حضرت عثمان حسب وصیت حضرت عمر باتفاق و حکم عبدالرحمن
بن عوف و سعد ابن ابی وقاص خلیفہ بنے امت کے اتفاق سے خلیفہ نہین
بنے۔ اور جن لوگون نے بطلب ریاست و حکومت تعین خلافت کا یہہ
دستور نکالا اوسکا انجام یہ ہوا کہ اب کوئی خلیفہ مسلمانون مین نہین ہے کہ جنکا
کہنا کرکے جسکی رہنمائی سے اختلاف نہ باقی رہے۔ اہل سنت اس امر کے

بہت بڑے معتقد ہیں کہ تعین خلافت باختیار امت ہے۔ رسول اللہ نے کسی کو
خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اگر امت کے اختیار سے خلیفہ مقرر ہو سکتا ہو تو پھر انتظار
کس امر کا ہے کسیکو خلیفہ مقرر کیوں نہیں کر لیتے تاکہ نفاق باہمی دور ہو اور اتفاق
ہو جاوے۔ دولت ایمان و شرف اتفاق سے قائم و برقرار رہنے کے لئے جناب رسول
خدا صلعم نے فرمایا تھا (دیکھو شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۴۹) عَنْ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ
اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً ترجمہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے
کہ جو شخص مر گیا اور نہ پہچانا امام وقت اپنے کو پس بہ تحقیق کہ وہ مرا موت کافر کی
زمانہ موجودہ میں جبکہ کوئی امام مذہب اہل سنت میں موجود نہیں تو مثل زمانہ
جاہلیت وہ کافر مرتے ہیں یا نہیں۔ اور جو نفاق کہ باہم مسلمانوں میں بے امام کے
ہونے کے سبب سے یا کسی دوسرے سبب سے اگر کوئی امام موجود ہوتا تو اتفاق
باہمی کو ضرر نہ پہونچتا۔ اسیواسطے رسول خدا صلعم نے اپنی حیات میں علی علیہ السلام
کو امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین یعنے گمراہوں کے رہنما کے لقب سے سرفراز
فرمایا تھا۔ اور بار بار امت پر ظاہر کر دیا تھا کہ علی ہادی امت ہیں علی ساتھ قرآن کے
ہیں اور قرآن ساتھ علی کے ہے۔ علی کا دوست مومن ہے علی کا دشمن منافق ہے
محبت علی امت پر واجب کی امت کو حکم دیا کہ میرے اہلبیت کی فرمانبرداری کرنا۔
نافرمانی کروگے تو گمراہ ہو جاؤگے۔ نصوص حضرت علی علیہ السلام کے حق میں ابتداء
زمانہ میں کہ جب آنحضرت مبعوث برسالت ہوئے تھے فرمایا تھا کہ میرے بعد علی
میرا خلیفہ و وصی و وارث ہے اور وقت رحلت حج آخری بمقام غدیر خم امامت
علی سے امت کو آگاہ کر دیا تھا۔ اسکا سبب یہی تھا کہ امت بعد وفات میرے علی کی
فرمانبردار رہے اور دولت ایمان و شرف اتفاق ضائع و برباد ہونے نہ پاوے
اگر امت بعد وفات رسول خدا صلعم حضرت علی علیہ السلام کو مطیع اور فرمانبردار رہتی

اور جسطرح رسول خدا صلعم کی اطاعت کی تھی اسیطرح بعد از وفات رسولخدا صلعم حضرت علی
علیہ السلام کو اپنا امام اور ہادی دین قبول کرکے پیروی کرتی اور انکے بعد دیگرے دوازدہ امام
کی پیروی کرتی چلی جاتی۔ امت میں کبھی نفاق ہونے پاتا نہ تفرقہ مذہبی کی بنیاد پڑتی
اور دنیا میں کوئی شہر اور قصبہ اور دیہہ باقی نہ رہتا جہاں اسلام کی سلطنت
ہوتی اور رفتہ رفتہ آج دنیا میں بجز اسلام کے کوئی دوسرا مذہب نظر نہ آتا۔ اسیواسطے
وقت تعیین خلافت اول حضرت علی علیہ السلام بار بار کہتے تھے کہ خلافت کو خاندان
رسالت سے نہ نکالو اور میری خلافت کو تسلیم کرو اور وقت تعیین خلافت ثالث
تک آپ برابر دعویدار خلافت رہے اور امت کو اپنی جانب رجوع کرتے رہے
اس دعوے خلافت سے جناب امیر کو حصول سلطنت دنیاوی سے کچھ تعلق نہ تھا۔
نہ آپ بغرض حصول سلطنت دنیاوی دعویدار خلافت ہوئے کیونکہ آپ دنیا کو
طلاق دیچکے تھے اور دنیا سے ہمیشہ وحشت ناک رہتے تھے غذا آپکی نان جو تھی گوشت
بہت کم کھاتے تھے شب کو بہت کم آرام کرتے تھے ایسے عابد و زاہد کو سلطنت سے
کیا واسطہ لیکن دعوے خلافت سے آپکی غرض صرف اسقدر تھی کہ دین میں اختلاف
نہ پڑے اور اتفاق باہمی میں خرابی واقع نہو۔ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر و حضرت
عمر میں اگرچہ شریعت محمدی میں کسیقدر تغیر شروع ہوا۔ حکم متعہ کی منسوخی
بدعت تراویح کی ایجاد ہوئی مگر اس قسم کے تغیر سے زیادہ تر اسلام میں نقص پیدا
نہونے پایا تھا نہ مسلمانوں کے باہمی اتفاق میں کوئی خلل واقع ہوا تھا۔ نہ لوگوں
کے ایمان خراب ہونے پائے تھے یہی سبب تھا کہ وفات حضرت عمر کے بعد حضرت
علی علیہ السلام کو زیادہ اضطراب تھا کہ امت ہر جانب بیجوہ ہو جاوے اور یہ
اضطراب حصول سلطنت کے واسطے نہ تھا بلکہ حفاظت دین اور حفاظت اتفاق مسلمانوں
کے واسطے یہ دعوے اور اضطراب تھا کیونکہ رسول خدا صلعم بحکم الٰہی امت

کی ہدایت و رہنمائی کا بار حضرت علی علیہ السلام پر ڈال گئے تھے اور یہ بھی فرما گئے
تھے کہ اگر امت تمہاری فرمانبرداری نہ کرے اور طمع دنیا میں پھنس جاوے تو تم
صبر کرنا اور جو کچھ دیویں وہ لے لینا۔ لیکن جب بعد وفات حضرت عمر بھی امت
رجوع نہ کی اور حضرت عثمان خلیفہ بن گئے آپ نے صبر او سکوت کیا اور امت کو
امت کے حال پر چھوڑ دیا اور قتل حضرت عثمان کے بعد جب امت نے آپ کی جانب
رجوع کیا تو آپ نے خلافت سے انکار کیا اور سبب اس انکار کا یہ تھا کہ زمانہ
خلافت حضرت عثمان میں قبیلہ بنی امیہ کی گئی ہوئی قوت پھر آگئی تھی اور بنی امیہ
کو پورے طور پر قوت حاصل ہو گئی تھی اور شریعت میں بہت کچھ تغیر و تبدل
پیدا ہو گیا تھا اسلام الٰہی کی ترتیب بھی خلاف تنزل ہو کر ہر چہار جانب تقسیم
ہو چکا تھا۔ ایمان کی بربادی اور اتفاق اسلام کی خرابی کے جو اسباب سامان
حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں پیدا ہو چکے تھے جنکی اصلاح محال تھی اور حضرت
علی علیہ السلام اپنے دشمنوں کے حالات سے آگاہ تھے کہ اب اگر حکومت ظاہری
کو میں اختیار کر لونگا تو انجام اسکا یقیناً خونریزی ہوگا۔ کیونکہ نفاق باہمی
پیدا ہو چکا ہے اور اسلام کی جس برکت نے آیام جاہلیت کی رسم و رواج کو نیست
و نابود کیا تھا وہ رسم و رواج زمانہ جاہلیت کا عہد خلافت حضرت عثمان میں پھر قائم
ہو گیا تھا بدین وجہ حضرت علی نے حکومت ظاہری کے قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔
مگر جب امت نے اشد و اہتمام کیا اور لوگ بکثرت رجوع ہو کر طالب رہنمائی ہوئے۔
تو آپ کو مجبوراً حکومت ظاہری بھی قبول کرنی پڑی۔ کیونکہ وفات
رسول خدا صلعم کے بعد جانشین و قائم مقام یعنے خلیفہ برحق امام امت علی مرتضیٰ تھے
اور امام کا منصب ہے لوگوں کو ہدایت کرنیکا اور راہ راست پر قائم رکھنے کا چنانچہ
تاریخ وفات حضرت عمر تک حضرت علی علیہ السلام امت کو ہدایت کرتے رہے

چنانچہ امت نے خلاف حکم حضرت علی علیہ السلام ابوموسیٰ اشعری کو ثالث مقرر کیا آپ دیکھتے رہے۔ کیونکہ آپ کے پاس کوئی اعانت باقی نہ رہی تھی۔ اور بلا اعانت معقول امام وقت کوئی اصلاح یا رہنمائی نہیں کرسکتا بجز اس کے کہ مصلحت وقت پر نگاہ رکھے اور اسی مصلحت وقت کا نام تقیہ ہے۔ بعد از صلح جنگ صفین آپ کے اختیار میں برائے نام حکومت رہ گئی تھی ورنہ آپ کے معین و مددگار بالکل آپ کے حکم اور اختیار میں نہ تھے۔ اور اسی بے اختیاری کے سبب اور امت کا ظاہری فرمانبردار ہونے کے باعث امام حسن علیہ السلام نے حکومت ظاہری سے انکار کیا اور معاویہ کے ساتھ صلح کرلی۔

پس حضرت علی علیہ السلام نے قتل حضرت عثمان کے بعد جو حکومت ظاہری سے انکار کیا تھا اسکا سبب یہی تھا کہ امت میں اختلاف پیدا ہوچکا تھا ایمان کی حالت خطرناک ہوگئی تھی۔ انجام اسکا خونریزی تھا اور یہ خونریزی دشمنوں کی طعنہ زنی کے واسطے ایک بڑا ذریعہ تھا چنانچہ اسی بنا پر مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کو اس طعنہ زنی کا موقع ملا کہ حضرت علی علیہ السلام کو انتظام ملکی کی لیاقت نہ تھی۔ وہ عاصی اور گنہگار رہے کہ اپنے جمع کئے ہوئے قرآن سے بندگان خدا کو تا قیامت محروم رکھا۔ باغ فدک کو اپنے زمانۂ خلافت میں واگذاشت کیوں نہ کردیا۔ اپنا جمع کیا ہوا قرآن اپنے زمانۂ خلافت میں کیوں نہ جاری کیا۔ وفات رسول خدا کے بعد جو ہر ذوالفقار کیوں نہ دکھائے حالت تقیہ میں ذلت و خواری کیسا تھ کیوں بسر کی۔ اور جب تقیہ مانع جنگ تھا تو جنگ جمل و صفین میں ذوالفقار کیوں کھینچی۔ انہیں الزامات سے محفوظ رہنے کے لئے حضرت علی علیہ السلام کو قتل حضرت عثمان کے بعد حکومت ظاہری سے انکار کرنے کی ضرورت ہوئی تھی لیکن مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کے ان اعتراضات کی نسبت مجھکو حسب ذیل گذارش کرنیکی ضرورت ہے۔

۱۔ وفات رسول خدا صلعم کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے بجنسہ وجود جوہر ذوالفقار نہیں دکھایا۔ اول یہ کہ رسول اللہ صلعم کی اجازت نہ تھی اور فرمان رسول اللہ کے خلاف امام وقت اپنی رائے سے کسی کام کے کرنیکا مجاز نہیں۔ دوسرے آپکا کوئی معین اور مددگار نہ تھا اور بلا اعانت معقول تلوار نکالکر مقابلہ کرنا کام ہے ایک جاہل اور ناسمجھ اور طالب دنیا کا امام کا یہ کام نہیں ہے۔ اگر امام کا یا رسول کا یہ کام ہوتا کہ تلوار کے زور سے لوگوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار کریں تو رسول اللہ صلعم گیارہ برس تک مکہ میں کفار کے جبر و ظلم برداشت نہ کرتے نہ مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کا حکم دیتے نہ خود جانب مدینہ ہجرت کرتے تیسرے اگر حضرت علی علیہ السلام تلوار نکالتے تو دین اسلام میں اور سیونت مخالفت پیدا ہوجاتی اور اتفاق باہمی شکست ہوجاتا۔ اور امام وقت محافظ دین ہوا کرتا ہے نہ مخرب دین پس مصلحت وقت کا نگاہ رکھنا امام وقت کا کام ہے۔ اور سوقت کی یہی مصلحت تھی کہ سکوت کیا جاتا تاکہ دین اسلام میں کوئی خرابی پیدا نہو۔ اور اسی مصلحت وقت کا نام تقیہ ہے جو بار بار شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے بتقیہ صبر کر لی یا بیعت کرلی بات ایک ہے اگر حضرت علی علیہ السلام بتقیہ سکوت و صلح نہ کرتے تو نوبت خونریزی پہونچتی اور یہ بات مشہور ہو جاتی کہ نظر حصول خلافت دنیوی حضرت علی علیہ السلام کے سبب دین میں رخنہ پڑا اور اتفاق باہمی شکست ہوا۔ پس امام کا یہی کام تھا کہ سکوت اور صبر کیا تھا لوگونپر اپنا حق ظاہر کردیا اگر امت رجوع ہو تو انکی اعانت سے مخالفوں کو راہ راست پر قائم کردے اور اگر امت انحراف کرے تو امت کو امت کے حال پر چھوڑ کر تا نرمی۔ بیت کرنے سے باز رہے اور خود صبر و سکوت اختیار کرے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور رسول خدا نے بھی ایسا ہی کیا تھا اسیکا نام تقیہ ہے۔ پس اس تقیہ کے سبب حضرت علی علیہ السلام نے اپنی عمر عزیز کو ذلت و خواری میں تمام نہیں کیا بلکہ فرمان آلہی اور حکم رسالت پناہی پر عمل کیا۔ اور اسطرح شریعت

انتظام و دین اسلام کی حفاظت کی۔

۲۔ جناب امیر کو جب قتل حضرت عثمان کے بعد حکومت ظاہری کا موقع ملا تو دشمنان دین کی بغاوت اور سرکشی نے انتظام ملکی کی فرصت نہ دی۔ اور عبداللہ ابن عباس کے منصوبہ پر امام برحق کیونکر عمل کرسکتے اور امیر معاویہ کے تنزل کا حکم نہ دیتے جبکہ وہ جانتے تھے کہ امیر معاویہ دنیادار آدمی ہیں اور جیش دنیا کے حصول کے لئے شرارت کی فکر میں تھے یہی تامل نہیں کرتے ایسے دنیاداروں کو بنظر تالیف قلوب حکومت دنیا اون کا کام ہے جو دنیا طلب ہوتے ہیں اور سلطنت اور حکومت کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں حضرت علی علیہ السلام کو دنیوی سلطنت و حکومت سے کیا سروکار تھا۔ آپ نے تو حکومت ظاہری صرف حفاظت دین و ایمان و حفاظت اتفاق کے واسطے قبول کی تھی اور یہ دونوں باتیں شریعت کی فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہیں نہ شریعت کی مخالفت سے اور امیر معاویہ مخالف شریعت تھے ایسے لوگوں کو حکومت دینے سے نہ حفاظت ایمان کی ممکن تھی نہ اتفاق اسلام قائم رہ سکتا تھا بجز فتنہ پردازی کے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام کو حکومت اور سلطنت کی رغبت ہوتی تو وقت تعین خلافت ثالث عبدالرحمن بن عوف کے سوال کے جواب میں صاف کہدیتے کہ میں سنت شیخین کی پیروی کرونگا مگر آپ نے ہرگز ہرگز ایسا اقرار نہ کیا۔ کیونکہ اس اقرار سے خلافت ابوبکر و حضرت عمر جائز ہوئی جاتی تھی جو حکم خدا اور حکم رسول کے خلاف تھے اور امام ایسا اقرار کر نہیں سکتا لہذا آپ نے جواب دیا کہ جہانتک ممکن ہے کرونگا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو فعل اونکی شریعت کے مطابق ہیں اونپر تو خواہی نخواہی عمل کیا جاویگا اور جو خلاف شریعت افعال ہونگے اونکا عملدرآمد بند کیا جاویگا۔ کہ آئندہ دین میں رخنہ پیدا نہو۔

۳۔ جب کہ حضرت عثمان نے اپنے زمانہ خلافت میں ترتیب دیکر قرآن مجید لکھوایا جناب امیر نے

شائع کر چکے تھے اور حضرت علی علیہ السّلام نے جو قرآن جمع کیا تھا اوسکو بزمانہ خلافت اول کسی نے قبول نہ کیا تو حضرت علی علیہ السلام اپنے زمانہ حکومت مین اگر اپنا جمع کیا ہوا قرآن شائع کرتے تو اسلام مین اختلاف عظیم پیدا ہوجاتا مخالفان حضرت علی علیہ السّلام تو حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے قرآن پر عمل کرتے اور شیعیان علی حضرت علی علیہ السّلام کے جمع کئے ہوے قرآن پر عمل کرتے۔

اور کلام الٰہی مین اس اختلاف کے ظاہر ہونے سے اختلاف مذہبی کے بانی حضرت علی علیہ السلام قرار پاتے۔ پس حضرت عثمان کے جمع کئے قرآن مین بجبز اسکے کہ اوسکی ترتیب خلاف تنزیل ہے اور کچھہ کم کردیا گیا ہے اور کوئی نقصان نہین سو اس نقصان سے ایمان مین کوئی خرابی پیدا نہین ہوتی بدینوجہ حضرت علی علیہ السّلام کو اپنے جمع کئے ہوے قرآن کی اشاعت کی ضرورت نہین ہوئی۔ ۴۔ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے زمانہ حکومت مین باغ فدک کے واگذاشت کی کیا ضرورت تھی جناب سیدہ اگر زندہ ہوتین تو انکے حوالہ کردیتے جناب سیدہ تو فوت ہوچکی تھین۔ اور جسقدر حکومت ظاہری حضرت علی علیہ السّلام کو حاصل ہوئی تھی اوس اعتبار سے جب باغ فدک آپ کے قبضہ مین آچکا تھا تو اوسکے مالک بجز آپ کے اور آپ کی اولاد کے دوسرا کون تھا۔ کہ جسکو واسطے واگذاشت کیا جاتا لیکن شہادت جناب امیر کے بعد جب معاویہ پوری طور پر باجماع امت خلیفہ ہوگیا تو اوسنے پھر باغ فدک پر قبضہ کر لیا اور بنی فاطمہ نے صبر کیا اسمین حضرت علی علیہ السّلام پر کیا الزام ہے۔

۵۔ جنگ جمل وجنگ صفین مین جوہر ذوالفقار اسوجہ سے دکہلائے کہ ایک جماعت کثیر نے مسلمانون کی آپکی اطاعت وفرمانبرداری قبول کی تھی۔ اس قوت کے حاصل ہوجانے پر امام وقت کو واجب ہوگیا کہ باغیان اسلام کو تسرعت تیغ قائم کرکے مطیع و فرمانبردار بنادیتے تاکہ ایمان ونفاق دنیا مین قائم و برقرار رہے مگر حضرت عمر جو بربادی ایمان وشکست اتفاق کی بنیاد طمع حکومت وسلطنت و دشمنی خدا

علی علیہ السلام کے سبب تو ہمیشہ کے لیے تا ابد قائم ہے اور اسکی اصلاح کسی سے
نہو سکی شراب کا کہنا ہے امیہ نہیں ہے یا عداوت ان کو حضرت عمر کے ساتھ قلبی دشمنی ہے۔ کیونکہ
اختلاف مذہبی کے بانی وہ ہیں۔

تنقیح نمبر یازدہم

انسان سے جو گناہ اور افعال بد صادر ہوتے ہین وہ خدا کی طرف سے ہین یا انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے

اہل سنت اپنے بزرگان دین پیشوایان مذہبی یعنی حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت
عثمان وحضرت معاویہ ویزید ابن معاویہ کی خطاؤن سے تو انکار کرنیکا کوئی موقع نہین پاتے
اور انکی عیب پوشی میں تاویلین کرتے کرتے تھک گئے جب تھک گئے تو ملا علی قاری صاحب
شرح فقہ اکبر وسعد الدین تفتازانی وحجت الاسلام امام غزالی وغیرہ معتبرین علما
اہل سنت نے آخر اتنا مانا ہے کہ صحابہ سے جو خطائین ہوئین اوس سے انکار ہو نہین سکتا۔ مگر
ان عالمون نے یہ رای دی ہے کہ تاویلین کر کے خطاؤن کو پوشیدہ کرنا چاہیے۔ ان عالمون
کے اقوال تنقیح نمبر چہارم وششم مین نقل کئے گئے ہین مجبور ہو کر اہل سنت اس دلیل
پر قائم ہوے کہ نیکی اور بدی جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے انسان اپنے ارادے سے کچھ نہین
کرتا اور اپنے بزرگان دین وپیشوایان دین کی عیب پوشی کا ذریعہ اس سے بہتر اونکو
کوئی دوسرا نظر نہ آیا لہذا اس مسئلہ کی توضیح وتجویز مختصر الفاظون مین کیجاتی ہے۔ اگر بندہ
ذی اختیار پیدا نہوتا اور اپنے ارادہ سے نیکی یا بدی کرنے پر قادر نہوتا تو دوزخ وبہشت کا بنایا
جانا انبیا کو واسطے رہنمائی خلائق کے پیدا کرنا ایک فعل عبث تھا اور پروردگار عالم کی عدالت
قابل اعتراض تھی کہ خود ہی زنا کرادے اور خود ہی سزا دے شراب کی حرمت بھی خلق اللہ
پر ظاہر کرے اور خود ہی شراب پلوادے اور خود ہی نافرمانی مین سزا دے یہ بات خلاف عدالت ہے۔

اسمین شک نہین کہ انسان صاحب قدرت پیدا کیا گیا ہے اور جو کچھ نیکی اور بدی کرتا ہے اپنے
اختیار سے کرتا ہے۔ اسکے ثبوت مین صرف ایک دلیل مندرجہ ذیل کافی ہے۔

جب پروردگار عالم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ملائکہ کو حکم دیا کہ سجدہ کریں چنانچہ سب نے
سجدہ کیا لیکن معلم الملکوت نے نافرمانی کی۔ وہ اس نافرمانی کے سبب رانده درگاہ ہو کر لعنتی ہوا
آدم علیہ السلام کو بہشت کا قیام نصیب ہوا اور حکم ملا کہ جنت مین جس جا چاہو سو کھاؤ مگر
درخت خاص کا پھل نہ کھانا۔ آدم علیہ السلام کو شیطان نے بہکایا اور اغوائے شیطانی سے
آدم نے درخت ممنوعہ کا پھل کھایا اور نافرمانی کی اور اس نافرمانی کے سبب بہشت سے نکالے گئے
اگر انسان ذی اختیار پیدا نہ ہوتا اور نیکی و بدی کی کرنے پر قادر نہ ہوتا تو معلم الملکوت نافرمانی
کے سبب لعنتی نہوتا یعنی رحمت الہی سے محروم ہوتا اور نہ آدم علیہ السلام اس نافرمانی کے
سبب بہشت سے نکالے جاتے یہی ایک دلیل انسان کے صاحب قدرت ہونے کی کافی ہے
اسمین شک نہین کہ انسان کو پروردگار عالم نے اشرف المخلوقات اور صاحب قدرت
پیدا کیا ہے عقل تمیز بصارت سماعت غور و فکر ذائقہ وغیرہ عطا فرما کر ایسا صاحب قدرت بنا دیا
ہے کہ وہ نیکی اور بدی کو بخوبی تمیز کر سکتا ہے اور اسیلئے جزا و سزا نے بہشت و
دوزخ بنایا۔ سزا دوزخ اور جزا بہشت کا دارومدار فرمانبرداری و نافرمانی
پر منحصر کر کے سب سے اول معلم الملکوت کا بوجہ نافرمانی رحمت الہی سے محروم ہونا
اور آدم علیہ السلام کا بوجہ نافرمانی بہشت سے نکالا جانا ظاہر کر دیا تاکہ اولاد آدم سے
جو خلقت پیدا ہو وہ خبردار رہے کہ نافرمانی کا عوض دوزخ ہے۔ آدم علیہ السلام کی نافرمانی
نے اسبات کو بھی ظاہر کر دیا کہ انسان بمقابلہ شیطان کے اس وجہ کمزور ہے کہ شیطان کے
فریب مین فوراً آجاتا ہے۔ اور نفس کی خواہش انسان کو ایسا مقدور نہین دیتی جو انسان
کو شیطان کے مقابلہ مین مجبور کر کے مرتکب گناہ ہونے سے روک دیتی ہے اور اسیوجہ سے
آدم علیہ السلام پہلے شیطان کے دھوکے مین آکر نافرمانی کر چکے جب آدم علیہ السلام

نہ ہونے فرمانبرداری اولاد آدم کا ور ہونا محتاج ثبوت نہ رہا - اور چونکہ فرمانبردار کے واسطے
بہشت اور نافرمان کے واسطے سزا اور دوزخ مقرر ہوئی اور اسی غرض سے دوزخ
اور بہشت بنایا گیا اور انسان کی کمزوری اور شیطان کی قوت ظاہر ہوگئی تو یہ بات
بھی شبہہ نہ رہی کہ باغوائے شیطانی انسان ضرور نافرمانی کریگا جیسا کہ آدم علیہ
السلام نے نافرمانی کی - اور جب کل انسان باغوائے شیطانی ترکب گناہان کبیرہ
ہوئے تو ضرور ہوا کہ کل انسان بوجہ نافرمانی نجات سے محروم ہو کر داخل دوزخ کئے
جاویں کیونکہ کل مسلمان بالاتفاق اسبات کے قائل ہیں کہ بروز قیامت حساب ہوگا
فرمانبردار نجات پا کر داخل بہشت ہوگا اور نافرمانی کرنیوالا داخل دوزخ کیا جاویگا اور
نجات سے محروم رہیگا - اور جب کل انسان بوجہ اغوائے شیطانی گناہ سے محفوظ نہ رہے
تو اس نافرمانی کے سبب اونکا نجات سے محروم رہنا اور داخل دوزخ ہونا محتاج ثبوت نہ رہا
اور جب کل انسان قابل دوزخ قرار پائے تو بہشت کا ہونا بیکار ہو گیا - اور یہہ امر صانع
حقیقی کی قدرت کے خلاف ہے کہ کوئی شے بیکار پیدا کرے - اس مقام پر اہل سنت عاجز
ہو کر کہنے لگتے ہیں کہ اعمال تو ہمارے ہرگز ہرگز قابل نجات نہیں ہیں لیکن خدا کی رحمت سے
امید ہے کہ اگر خدا اپنا رحم کرے تو ہماری نجات کچھ دشوار نہیں - اگرچہ رحمت الٰہی گنہگار
کی نجات کا ذریعہ ہو سکتی ہے - لیکن رحمت الٰہی کی تخصیص مسلمانوں ہی کیواسطے نہیں ہو سکتی
بلکہ یہ دعوی ہر فرد بشر کر سکتا ہے چاہے کافر ہو یا مسلمان مشرک ہو یا بت پرست نصارٰی
ہو یا یہود - اور جب پروردگار عالم گنہگار مسلمانوں کو اپنی رحمت سے نجات دیگا تو کوئی
وجہہ نہیں کہ وہ اپنی رحمت سے بت پرستوں اور کافروں اور مشرکوں کو محروم رکھے
کیونکہ کل انسان بنی آدم ہیں اور سب خدا کے بندے ہیں پس ایک گنہگار بندے کو اپنی
رحمت سے نجات دینا اور دوسرے گنہگار کو رحمت سے مایوس کر کے داخل دوزخ کرنا
خلاف عدالت ہے - اور ایسا خدا قابل پرستش نہیں ہو سکتا جو اپنے ایک گنہگار بندے

اکو تو اپنی رحمت سے نجات دے اور دوسرے گنہگار بندے کو براہ عدالت داخل
دوزخ کرے۔ یا خود ہی اپنے بندوں سے بت پرستی زناکاری شراب خواری خونریزی غارت
قتل غارتگری حرام کاری ظلم ایذا رسانی شرک و کفر کرادے اور عوض ہی ان گناہوں
کے معاوضہ میں ایک بندہ کو براہ عدالت داخل دوزخ کرے اور دوسرے بندے کو
نجات صرف رحمت کے واسطے کوئی ایسا ذریعہ قائم ہو کہ اگر انسان اغوائے شیطانی
سے گناہان کبیرہ کا مرتکب بھی ہو تو اوس ذریعہ پر پیرو ہو کرنے اور استقامت رکھنے سے
گناہ اوسکے معاف ہو جاویں اور نجات اوسکی ہو جاوے۔ لہٰذا پروردگار عالم نے جسطرح
اس دنیا میں ہر شے کی ضد پیدا کی ہے اسیطرح اغوائے شیطانی سے جو لوگ گناہان صغیرہ
و کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور اقتضائے بشریت کے سبب حملہ شیطانی سے بچ نہیں سکتے اونکے
گناہوں کی معافی کے واسطے محبت پنجتن پاک کو پروردگار عالم نے بندگان گنہگار کی نجات
کا ذریعہ قرار دیا ہے جسکی توضیح تنقیح نمبر چہارم میں بتفسیر آیہ قل لا اسئلکم کی گئی ہے اور
جسکا ثبوت اہل سنت کی معتبر کتابوں سے لکھا گیا ہے۔ اسیواسطے محبت پنجتن پاک کو
پروردگار عالم نے خلائق پر واجب کیا کہ اس حکم کی فرمانبرداری بہت سہل ہے اور
ہر شخص ہر حالت میں اور ہر وقت نہایت آسانی کے ساتھ ہر مقام پر اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے
سوتے جاگتے کر سکتا ہے۔ کیونکہ محبت کا تعلق دل سے ہے جب بحکم الٰہی بغرض حصول
نجات انسان رجوع ہوگا طرف پنجتن پاک کے اور اونکو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھے گا تو ضرور
ہے کہ اونکی محبت کو اپنے دل میں جگہ دیگا اور جب اوس محبت کا اثر دل میں مستحکم
ہوگا تو تا دم مرگ زائل نہوگا اور پنجتن پاک کو یہ شرف اسوجہ سے حاصل ہوا کہ صبر
و قناعت و تسلیم و رضا و فرمانبرداری و زہد و تقویٰ و رفاقت و وفاداری میں مثل انکا
از ابتدائے پیدائش دنیا سے آجتک پیدا نہیں ہوا چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے جو شہادت
اپنی قبول کی تحفظ دین و استحکام شرع مبین کے واسطے اور اس شہادت کا مقا

یہ ہوا کہ محبان حسین پر بوجہ محبت حسین اس درجہ رحمت الٰہی نازل ہوگی کہ تمام گناہ صغیرہ وکبیرہ کو پروردگار عالم بخاطر حسین عفو فرماویگا پس نزول رحمت کا یہ سبب ہوگا کہ جس سے عدالت میں کوئی نقص پیدا نہو۔ اور اسی نزول رحمت کا سبب یہ ہے کہ دین اسلام کو پروردگار عالم نے بنی آدم کی ہدایت ورہنمائی کے واسطے اس دنیا میں قائم کیا اور جناب محمد صلعم پر نبوت ختم کی۔ اور ایک شریعت مستقل قائم فرمائی کہ تا قیامت اوسی شریعت پر عملدرآمد کیا جاوے۔ جو کوئی اوس شریعت کی پیروی کرے نجات پاویگا اور منکر شریعت نجات سے محروم ہے۔ اور اوس شریعت کے مطابق ہدایت و رہنمائی کے واسطے آنحضرت مبعوث برسالت ہوئے چونکہ پروردگار عالم آگاہ تہا کہ اغوائے شیطانی کے سبب وفات رسول اللہ کے بعد اصحاب رسول زمین پر طلب ریاست وحکومت فتنہ برپا کرینگے۔ جسکا ذکر سورہ محمد میں ہے اور طمع ذاتی میں پہنسکر لوگ پیشوا بنینگے اور لوگونکو گمراہ کرینگے جسکا ذکر سورہ انعام میں ہے جنکی نقل و توضیح تنقیح نمبر چہارم میں کی گئی ہے۔ لہذا علی واولاد علی علیہ السلام وفات رسول اللہ صلعم کے بعد حافظ شریعت و حافظ دین و پیشوائے امت ورہنمائے خلق بنائے گئے تاکہ ظاہری مسلمان جو اصحاب رسول بنے ہوئے ہیں طمع دنیا میں پڑکر احکام شریعت میں تغیر و تبدل نکرنے پاویں۔ اگرچہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد اصحاب نے طمع دنیا میں پڑکر علی واولاد علی علیہ السلام کو حکومت دنیاسے بالکل معطل کر دیا تہا۔ مگر ان بزرگوں نے صبر اور استقلال کے ساتھ شریعت محمدی میں تغیر و تبدل نہونے دیا یعنے حضرت عمر نے اگرچہ اپنے زمانہ خلافت میں حکم متعہ کے خلاف لوگوں کو متعہ سے منع کیا اور اکثر لوگ تقلید حضرت عمر میں گنہگار ہوئے مگر حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام نے اسقدر حفاظت اور نگرانی شریعت کی کی کہ کوئی آیہ ناسخ آیہ متعہ کا تصنیف نہونے پایا۔ لیکن جب یزید کو امت نے اجماع کرکے خلیفہ مقرر کیا تو اوسنے شراب خواری و زنا و لواطت

وحقیقی بہائی ہیں کا عقدجاری کردیا اور خلاف شریعت خود بہی عمل کرتا تہا اور امت
سے بہی عمل کراتا تہا - مین نے بنظر اختصار اون واقعات کا لکہنا قصدًا ترک کردیا کہ
جو کچہہ خلاف شریعت وفات رسول خدا صلعم کے بعد عملدرآمد ہوا - مجکو صرف نجابت
امت کا اصلی ذریعہ بتلانا منظور رہو لہذا واقعات خلافت یزید کے مختصر بیان کرکے
ذریعہ نجات کو ظاہر کرونگا - اگر واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام کا نہوتا تو زمانہ خلافت
یزید مین تمامی احکام شریعت نیست ونابود ہوجاتے اور امت مرحومہ بدستور سابق رسوم
جاہلیت کی پیرو ہوکر گمراہ ہوجاتی اور جناب محمد صلعم کے بعد چونکہ کوئی دوسرا نبی پیدا ہونیوالا
نہ تہا کہ بنی آدم کی رہنمائی کرتا بذریعہ شہادت حسین شریعت حق کی محافظت اور دین اسلام
کے استحکام اور بندگان خدا کی رہنمائی کا ایک مستحکم ذریعہ قرار پایا جو تا قیامت قایم رہیگا
اور امام حسین علیہ السلام نے حفاظت شریعت اور استحکام دین اور رہنمائے خلائق کے
واسطے اون مصائب کو اپنے اوپر گوارا کیا جو ابتداء پیدایش دنیا سے آجتک بجز حسین
و رفقاء حسین وعزیزان حسین و اہلبیت حسین کسی فرد بشر پر نہین گذرے لہذا پروردگار
عالم نے ان مصائب کا معاوضہ یہ عطا فرمایا کہ جو لوگ شہادت حسین علیہ السلام کو نجات
عقبیٰ کا ذریعہ سمجھکر ذکر مصائب کرتے ہین اور ذکر مصائب سنکر باین خیال گریہ وبکا کرتے
ہین کہ افسوس عاشور محرم کو ہم زمین کربلا پر موجود نہوئے کہ فرزند رسول کی
اعانت کرتے اس خیال کے سبب تمامی گناہ اونکے عفو ہوتے ہین اور رحمت
الٰہی اونپر نازل ہوتی ہے اور وہ نجات پاتے ہین اور فشار قبر اور عذاب برزخ
اور منازل پل صراط کی مشکلات اور قیامت کے مواخذہ سے وہ محفوظ ہوکر داخل
جنت ہوتے ہین اسوجہہ سے کہ جس دین اور جس شریعت کے استحکام کے واسطے امام حسین
علیہ السلام نے مصائب عظیم گوارا کرکے درجہ شہادت قبول کیا اور یہ شہادت باعث
شفاعت امت ہوئی یا وصف حسین کی عدم اعانت کے سبب جو لوگ نالہ وفریاد کرتے

ہین اور افسوسناک ہوتے ہین وہ باغ اسلام کے تر و تازہ رکھنے والے ہین اور وہی لوگ اصلی مسلمان اور امام حسین علیہ السّلام کے محب اور جناب محمد صلعم کی امت ہین اور انہین کی شفاعت کیواسطے امام حسین علیہ السّلام نے شہادت قبول فرمائی بذریعہ محبان حسین بعوض خون حسین صرف محبّت حسین کے سبب ہر مواخذہ سے پاک صاف ہوکر بوجہ نزول رحمت الٰہی نجات پاوینگے۔ پس رحمت الٰہی کے واسطے سبب کی ضرورت ہے اور نزول رحمت کا سبب ظاہری یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام بعد امام حسن علیہ السّلام کے اس دنیا مین محافظ شریعت و محافظ دین اسلام تھے اس محافظت مین آپنے اپنی جان اپنا مال اپنے عزیز اپنے رفیق یہانتک کہ اپنا شش ماہہ بچہ بھی خدا مین نظر کردیا اور انواع اقسام کے مصائب برداشت کئے تین روز کی بھوک پیاس مین گلا کٹایا۔ اور مطلق اضطراب نہوا ایسی فرمانبرداری اپنے معبود کی ابتدا پیدایش دنیا سے آجتک کسی بندہ خدانے نہین کی معاوضہ اس فرمانبرداری کا یہ ہوا کہ جو شخص دل سے حسین علیہ السلام کی محبّت کریگا اوسپر رحمت الٰہی نازل ہوگی اور بوجہ رحمت الٰہی کل گناہان صغیرہ و کبیرہ بوجہ محبت حسین کے معاف ہونگے اور وہ نجات پاکر داخل جنت ہوگا اور امام حسین علیہ السّلام کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اونکی محبّت باعث نزول رحمت قرار پائے کہ جس سے تمامی گناہان کبیرہ و صغیرہ اونکے معتقدین کے عفو ہوجاتے ہین پس نزول رحمت کے واسطے کسی ایسے سبب معقول کی ضرورت ہے کہ جس سے عدالت الٰہی مین نقص بھی واقع نہو اور گنہگار بسبب رحمت الٰہی مستحق نجات بھی ہوجاوے اور بہشت کی پیدائش فعل عبث نہ ٹھہرے۔ امام حسین علیہ السّلام کے مصائب اور شہادت کے معاوضہ مین رحمت الٰہی کا نزول گنہگاران امت پر ہوگا اور یہ سبب نزول رحمت کا مخالف عدل نہین اہل سنت جو دعوی نجات کا دار و مدار رحمت الٰہی پر کرتے ہین اوسکے واسطے کوئی سبب معقول بیان نہین کرتے۔ اور اگر کہتے ہین تو اسیقدر کہ بوجہ اقرار توحید و نبوت اور ہونے

قاتلان حسین و دشمنان و دیگر ہنے کلمہ کے خدا اپنے حبیب کے تصدیق مین اپنی رحمت سے بخشدیگا کیونکہ کلمہ گو کی نجات کا وعدہ ہے۔ مگر یہ عذر اگر قابل قبول سمجھا جاوے تو قاتلان حسین
اور دشمنان آل رسول بھی قابل نجات قرار پاوینگے۔ اور خارجی ناصبی رافضی کل فرقہ ہای
اسلام قابل نجات ہوجاوینگے کیونکہ مسلمانون کے کل فرقہ کلمہ گو ہین تو اس حالت مین رسول
خدا صلعم کی وہ حدیث جو متفق علیہ ہے کہ میری امت مین بہتر فرقہ ہونگے اونمین سے ایک
ناجی ہوگا باقی بہتر فرقہ دوزخ مین جاوینگے باطل ہوجاویگی۔ دشمنان آل رسول کی
اور دشمنان آل رسول دوزخی ہونے کی اور اصحاب رسول کے دوزخ مین جانیکی جو قرآن
مین اور احادیث رسول اللہ صلعم مین خبر ہے اونکی تکذیب لازم ہوجاویگی۔ اصلی حقیقت اہل
سنت کے اس ...ہو کا کہانے کی یہ ہے کہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد جب لوگون نے انحراف
کیا حضرت علی علیہ السلام سے تو بعض لوگون کے دلونمین محرومی نجات کے خدشات پیدا ہونے لگے
لہذا اونکے تالیف قلوب کے واسطے بے سروپا قصہ بنائے گئے حدیثین تصنیف ہوئین۔ مگر خیریت
ہوئی کہ ان قصون کے بنانے والے۔ احادیث کے تصنیف کرنیوالے جاہل تھے۔ انجام پر غور
نکرتے تھے دفع الوقتی کے واسطے جو دل مین آتا تھا رسول اللہ کی جانب منسوب کرکے
... لیتے تھے۔ اسیواسطے حکم ہے کہ جو حدیث احکام قرآن کے مخالف ہو اوسکو جھوٹا سمجھنا
چاہیے اور اوسپر عمل نہ کرنا چاہیے۔ اب مین امام حسین علیہ السلام کی واقعات شہادت ذیل
مین نقل کرتا ہون جنکو ملاحظہ سے ثابت ہوگا کہ شہادت امام مظلوم کے واقعات بیان
کرنے سے امت کو کسقدر فائدہ پہونچتے ہین۔ اور اس شہادت امام مظلوم مین باہم
شیعہ و سنیون کے امور مابہ النزاع کیا ہین۔ اول اونکی تشریح ذیل مین کیجاتی ہے
۱- اہل سنت کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت اس غرض سے ہوئی ہے کہ جناب
رسول خدا صلعم کی ذات پاک مین کل کمالات موجود تھے مگر کمال شہادت آپ کو حاصل نہوا
تھا لہذا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اس غرض سے ہوئی کہ جناب رسالتمآب صلعم کو

رتبہ شہادت بھی حاصل ہو جاوے۔ اسکی تصریح سر الشہادتین مصنفہ شاہ
عبد العزیز صاحب محدث دہلوی مین موجود ہے اور ہندوستان کے کل اہل سنت
اسی فتوے کے مقلد ہین۔ اور شیعہ کہتے ہین کہ یہ شہادت بغرض شفاعت امت ہوئی ہے۔
۲۔ اہل سنت کہتے ہین کہ مجلس عام مین ذکر قید و مصائب اہلحرم کے بیان کرنے سے خاندان
نبوت کی توہین ہوتی ہے اور شیعہ اسکو باعث نجات سمجھتے ہین۔
۳۔ اہل سنت مجالس عزا مین کو بدعت سیئہ قریب بمجوسیہ متعلقہ زنانہ قرار دیتے ہین اور
لنہا ما الہدی مین مرقوم ہے کہ یہ دن برکت والا ہے اس دن خوشی کرنا چاہئے نہ غم اور شیعہ
مجالس عزا کو عبادت کہتے ہین اور عاشورہ محرم کو غم کرنا باعث ثواب آخرت بتلاتے ہین۔
لہذا بیانات مذکورہ کے فیصلہ کو امور تنقیح حسب ذیل قائم کئے جاتے ہین۔ ۱۔ اگر تقیہ جائز تھا
تو پھر امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیون کیا جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب
کا اعتراض ہے۔
۲۔ جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت باعث نجات [illegible] ہے تو اس کی خوشی مین شادی کرنی
چاہئے یا غم۔ ۳۔ مجالس عزا کو بدعت سیئہ کہنے اور شرکت مجالس کی ممانعت سے مولوی محمد جہانگیر خان
صاحب کی کیا غرض ہے۔ ۴۔ عاشورہ محرم یوم خوشی ہے جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کا عقیدہ ہے
یا روز مصیبت جیسا کہ مولوی شیخ احمد صاحب کا اعتقاد ہے۔
۵۔ حسین علیہ السلام نے نہم محرم کو ایک شب کی مہلت کیون لی اگر واقعہ شہادت بہم پہونچ کر ہو جاتا تو
کیا حرج تھا۔ ۶۔ ایک شب کی حیات باقیماندہ کے واسطے حالت تشنگی و گرسنگی مین قاسم ابن حسن
کا عقد کیون کیا گیا۔
۷۔ بروز شہادت امام حسین علیہ السلام نے صدائے استغاثہ کیون بلند کی تھی۔ ۸۔ اگر مقدر یہ
تھا تو امام حسین علیہ السلام مثل شش ماہہ کو لشکر مخالف کے روبرو کس غرض سے لائے تھے۔
۹۔ کیا مجلس عام مین قید اہلحرم و مصائب اہلحرم کے بیان کرنے سے خاندان نبوت کی توہین

ہوتی ہے یا یہ تذکرہ بلا منشاء رہنمائی ہے۔

۱۰- امام حسین علیہ السلام کی شہادت شفاعت امت کے واسطے تھی یا رسول خدا کو رتبہ شہادت حاصل ہونے کو۔ ۱۱- اسمٰعیل علیہ السلام کے حکم ذبح اور بجائے انکے گوسفند کی قربانی میں مصلحت الٰہی کیا تھی اور دوام کیواسطے حیوانوں کی قربانی کس غرض سے مقرر ہوئی۔

۱۲- مجموعہ توراۃ کتاب یسعیاہ باب ۵۳- میں کس بزرگ کے بے جرم و خطا ذبح ہونیکا تذکرہ ہے اور اس شہادت کا کیا نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے۔

تنقیح دوازدہم

اگر تقیہ جائز تھا تو امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیوں کیا جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اعتراض ہے

اول تو بہ تقیہ نہ علی علیہ السلام نے بیعت کی نہ امام حسن علیہ السلام نے بیعت کی بلکہ مصلحت وقت یہی تھا کہ صلح کر لیجائے کیونکہ صلح نہ کرنے سے دین اسلام میں رخنہ پڑتا تھا اور چراغ اسلام گل ہوا جاتا تھا- لہٰذا حضرت علی علیہ السلام نے بھی اور امام حسن علیہ السلام نے بھی صلح کی نہ بیعت اس صلح کا نام اسوجہ سے بیعت رکھا گیا ہے کہ اس صلح کی نسبت دونوں بزرگوں نے منبر و غیر منبر پر کہہ کر اعلان کیا تھا اور تقیہ کہتے ہیں مصلحت وقت پر عمل کرنے کو اور تقیہ اوس وقت کیا جاتا ہے کہ جب کوئی مددگار نہو- اور تقیہ کی زیادہ ضرورت تحفظ جان و مال و تحفظ ایمان کے واسطے ہوا کرتی ہے اگرچہ راویوں کے اختلاف نے دربارہ بیعت ضرور شک پیدا کر دیا ہے تاہم یہ امر محتاج ثبوت نہیں رہا کہ تاریخ تعین خلافت حضرت ابو بکر کے چھ ماہ کے بعد بوجہ وفات جناب سیدہ حضرت علی علیہ السلام نے صلح یا بیعت کی غرض کر لی کیونکہ

کی تو اس بیعت سے نقصان کیا ہوا بلکہ دین اسلام کی حفاظت ہوئی کیونکہ صلح یا بیعت
نہ کرنے سے زمانہ خلافت حضرت ابوبکر ہی میں نوبت بہ تلوار کشی پہونچ جاتی اور اوسی
زمانہ میں پنجتن پاک کا خاتمہ ہوجاتا اور اس دنیا میں محافظ شریعت و محافظ دین
کوئی باقی نہ رہتا اور اس خونریزی کے سبب لوگ شریعت کے تغیر و تبدل میں بغرض جیسی
ہوشی مطلق دریغ نہ کرتے اور چراغ اسلام گل ہوجاتا ۔ بدیں وجہ باقتضاء مصلحت وقت صلح کر لی گئی
اب یہ صلح چاہے داخل بیعت کیجاوے یا داخل صلح سمجھی جاوے بہرحال حضرت علی علیہ السلام نے جو
کچھ کیا بہ تقیہ کیا نہ برضا و رغبت اگر برغبت کرتے تو اوسی روز کرتے کہ جس روز حضرت ابوبکر
کی کل مسلمانوں نے بیعت کی تہی ۔ لیکن بخاری و مسلم کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ
وفات جناب سیدہ حضرت علی علیہ السلام کی وجاہت لوگوں کی نظروں میں کم ہوگئی تہی جسکی وجہ
سے حضرت علی علیہ السلام کو مجبوراً صلح یا بیعت کرنی پڑی یہی درا صل کا نام تقیہ ہے کہ جس کام کو کرنے
کو جی نہ چاہے اور مجبوراً وہ کام کرنا پڑے ۔ اگر حضرت علی علیہ السلام اعتقاداً صلح یا بیعت کرتے تو
زمانہ خلافت حضرت عمر میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو جہوٹا اور گنہگار اور دغا باز اور خائن نہ کہتے
جسکا اقرار خود حضرت عمر نے کیا ہے اور جو مسلم و بخاری سے میں پہلے نقل کرچکا ہوں ۔ اور امام حسن
علیہ السلام کی صلح بہی بر اہ تقیہ بوجہ مجبوری تہی کیونکہ آپکا کوئی معین نہ تہا اور جو لوگ آپ
کے معین ظاہر تہے انکا دلی حال میدان کربلا میں ظاہر ہوگیا کہ بحکم عبید اللہ ابن زیاد بطمع
جاہ و مناسب امام حسین علیہ السلام کو انہیں لوگوں نے شامیوں کے شریک ہو کر قتل کر ڈالا
اور یہ ظاہر ہے کہ آپنے اس خونریزی کا نتیجہ سمجھ لیا تہا کہ شریعت اسلام برباد ہوگی اور دین اسلام گم
ہوجاویگا ۔ اگر آپ برضا و رغبت صلح کرتے تو صلحنامہ میں شرائط امن و حفاظت شیعیان علی و
اہلبیت رسول اللہ کا معاویہ سے اقرار نہ کراتے ۔ ان شرطوں سے غرض آپکی یہی تہی کہ اہلبیت
رسول و دوستان حضرت علی کو امن حاصل ہو جاوے تاکہ شریعت اسلام و دین اسلام کی
حفاظت تا قیامت قائم رہے ۔ کیونکہ اوس وقت تک شریعت میں کوئی تغیر و تبدیل ہونے نہیں پایا تہا

اور اس جنگ کا انجام یہ نظر آتا تہا کہ اہلبیت رسول و دوستان حضرت علی مین
سے کوئی باقی نہ بچتا سب تہ تیغ ہوجاتے اور شریعت مین تغیر تبدیل ہوجاتا لہذا امام
حسن علیہ السلام کا بہ تقیہ صلح کر لینا مصلحت وقت کے سبب ایک ضروری تہا۔
لیکن امام حسین علیہ السلام اگر بتقیہ بیعت یزید کی کرتے تو دین اسلام اس دنیا مین
باقی نہ بچتا کیونکہ یزید نے خلیفہ ہونے کے ساتھہ ہی شریعت مین علانیہ تغیر شروع کردیا
تھا اور شراب خواری اور سود خواری اور زنا اور لواطت اور حقیقی بہائی بہن کا عقد رائج
کردیا تہا اگر امام حسین علیہ السّلام بہ تقیہ بہی بیعت کر لیتے تو جسطرح اہلسنت نے
بہ تبعیت شیخین متعہ کو حرام اور تراویح کو جائز اور بہ تبعیت امیر معاویہ بسم اللہ کا
با آواز بلند نہ پڑہنا و بوسہ رکن یمانی و زکوٰۃ و فطرہ بوزن تمر شامی و نماز چاشت
و نماز اشراق کو اختیار کیا ہے اور دوازدہ امام سے کتب صحیحین مین روایات کا لکھنا
متروک کیا ہے اسیطرح یزید کی جاری کی ہوئی ان سنتون پر بہی مسلمان قایم ہوجاتے
چہار قسم شراب خواری و سود خواری و زنا و لواطت و حقیقی بہائی بہن کا عقد یزید نے
جاری کیا تہا۔ اور جسطور پر امام حسن علیہ السّلام کی صلح کو معاویہ کی خلافت و امامت
کی صحت کی دلیل گردانتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر معاویہ فاسق ہوتا تو امام حسن
کبہی صلح نہ کرتے اور اس خوشی مین امام حسن علیہ السّلام کی تہ سے شد ومد کے ساتہہ اہلسنت
نے شاد صفت کرکے رسول اللہ کے نام سے ایک حدیث بہی تصنیف کردی کہ رسول خدا نے
فرمایا تہا کہ میرا یہہ فرزند مسلمانون کی دو بڑے گروہون مین صلح کرادیگا اسیطرح خلافت
یزید کے حق ہونیکی بہی دلیل امام حسین علیہ السلام کی بیعت سے پیش کرتے اور کہتے کہ اگر یزید
امام فاسق ہوتا تو امام حسین فاسق کی بیعت کبہی نہ کرتے اور بر بنا اس دلیل کے مثل
سنت شیخین و سنت معاویہ کے سنت یزید کی تبعیت مین بہی اہل سنت کو دریغ نہ ہوتا اور زنا و
لواطت و شراب خواری و سود خواری و حقیقی بہائی بہن کا عقد اسلام مین جاری ہوجاتا اور شریعت

کا اثر بالکل باقی نہ رہتا۔ بدیں وجہ امام حسین نے یزید کی بیعت بہ تقیہ بھی نہ کی اور بیعت
سے انکار کیا۔ کیونکہ فاسق و فاجر کی بیعت حرام ہے اور اس بیعت سے چراغ اسلام گل ہوا جاتا
تھا اور آپ کی شہادت نے دین اسلام کو روشن کر دیا۔ اور شریعت کو محفوظ رکھا اور
یہ رونق دین اسلام کی بوجہ خون حسین تا قیامت قائم رہیگی اور شریعت اسلام میں بھی تا
قیامت زوال نہ آنے پائیگا اور تسلا شمی راہ راست حق و باطل میں بآسانی تمیز کر سکینگے
کا۔ پس حضرت علی علیہ السلام و امام حسن علیہ السلام کی صلح یا بیعت بھی بنظر حفاظت دین ہی
اور امام حسین علیہ السلام کا انکار بیعت بھی اسی وجہ سے تھا۔ ہر موقع اور ہر وقت کی مصلحت
جدا ہوتی ہے جیسا وقت اور جیسا موقع ہوتا ہے ویسا عمل کیا جاتا ہے۔ پس حضرت علی و
حسنین علیہم السلام نے جیسا موقع دیکھا ویسا عمل کیا اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور
نہ یہ امر قابل اعتراض ہے۔ فرض کر لیا جاوے کہ میر احمد جب ٹونک گئے تو تقیہ کیا اور جب دہلی گئے
تو تقیہ نہیں کیا اس پر اعتراض کیا ہو سکتا ہے یا یوں کہو کہ میر احمد نے ٹونک میں تقیہ کیا اور
انکے فرزند نے دہلی میں تقیہ نہیں کیا تو اسمیں قباحت کیا ہوئی ٹونک میں مصلحت یہی تھی کہ
تقیہ کیا جاوے اور دہلی میں مصلحت تھی کہ تقیہ نہ کیا جاوے جنکی امامت واجب التسلیم ہوتی ہے
اونکا کوئی فعل اعتراض کے قابل نہیں ہوتا جن لوگوں نے یزید کی خلافت اور امامت پر اجماع
کیا اور یزید کو امام برحق مانا اونکے نزدیک یزید کا کوئی فعل قابل اعتراض نہیں ہو سکتا جیسا کہ عبداللہ
ابن عمر نے اہل مدینہ کو جمع کر کے سمجھا دیا کہ یزید کی اطاعت فرض ہے شکست بیعت مت کرو یہ
بڑا گناہ ہے عبداللہ ابن عمر کے اس قول کی نقل تصحیح نمبر پنجم میں کی گئی ہے۔ یا ابو شکور سلمی کا
قول کہ یزید امام برحق تھا کیونکہ تابعداری کی یزید کی اصحاب رسول اللہ نے اور اوسکی خلافت کو
قبول کیا اسلئے بیعت یزید کی حسین پر واجب تھی یا ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر و صواعق محرقہ
ابن حجر مکی کا قول یا احیاء العلوم میں حجۃ الاسلام امام غزالی کا قول کہ یزید مومن تھا اور
خلافت اوسکی حق تھی ان علماء معتبرہ سنیہ کے اقوال تصحیح نمبر پنجم میں لکھے ہوئے ہیں اور جو تمام

شیخ عبد القادر جیلانی صاحب مصنف غنیۃ الطالبین تحریر فرماتے ہیں کہ خَرَجَ الحُسَیْنُ عَنِ المَدِیْنَۃِ
وَدَخَلَ الشَّامَ وَقُتِلَ الحُسَیْنُ عَنْ سَیْفِ جَدِّہٖ یعنے حسین مدینہ سے نکلے اور طرف شام کے روانہ
ہوئے اور اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہو گئے۔

مطلب اسکا یہ ہے کہ خلیفہ رسول قائم مقام رسول ہوتا ہے اور خلیفہ کا فعل برابر ہوتا ہے
فعل رسول کے پس جسطرح اجماع امت سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و عثمان خلیفہ برحق
ہوئے اسیطرح اجماع امت سے یزید بھی خلیفہ برحق ہوا اور امام حسین نے جو یزید کی بیعت سے
مخالفت کی یہ مخالفت ایسی سمجھی جاویگی کہ گویا رسول [illegible] صاحب قیامت کی اور اسی مخالفت
کے سبب حسین تلوار یزید سے قتل ہوئے تو اسکو ایسا سمجھنا چاہیے کہ گویا تلوار رسول سے
قتل ہوئے کیونکہ تلوار خلیفہ و حکام خلیفہ و تلوار رسول بحکم رسول برابر مساوی ہوتا ہے۔

پس جو لوگ کہ خلافت و امامت یزید کے برحق جاننے والے ہیں انکے نزدیک افعال یزید پر
اعتراض نہیں ہو سکتے مثلاً امام حسن علیہ السلام برادر امام حسین علیہ السلام [illegible] امام حسین علیہ
السلام کے افعال پر اعتراض ہونگے [illegible] پیشوایان
یزید کے امور دنیا میں مخالف تھے اور جو لوگ معتقد [illegible] امام حسین علیہ السلام کے ہیں وہ امام
حسین علیہ السلام و برادر امام حسین علیہ السلام [illegible] امام حسین علیہ السلام کے افعال کو بنیاد دین اور
ایمان سمجھتے ہیں انکے تقیہ کرنے یا نکرنے پر اعتراض نہیں کر سکتے بلکہ یزید و پیروان یزید و پیشوایان
یزید کے ہر فعل پر اعتراض کرینگے ایسے اعتراضات فریقین کے واسطے قابل حکایت نہیں ہو سکتے
جو جسکا مخالف ہوتا ہے اسپر وہ اعتراض کرتا ہے چاہے وہ اعتراض حق ہو یا غلط پس امام حسین علیہ السلام
کے تقیہ بیعت نکرنے کا یہ سبب ہے جو لکھا گیا اور شیعہ اس معاملہ میں صادق القول ہیں مولوی محمد
جہانگیر خانصاحب کے یہ اعتراض کہ اگر تقیہ جائز تھا تو امام حسین علیہ السلام نے بتقیہ بیعت کیوں
نہ کرلی جیسا کہ حضرت علی نے کی تھی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے لہذا میں اس تنقیح کو بحق شیعان علی
فیصل کر کے شیعوں کو ڈگری دیتا ہوں کہ شیعہ ہر کام میں فرمانبرداری کرتے ہیں احکام خدا و رسول کا

رسول کی اور پیروی کرتے ہیں دوازدہ امام اور اہل سنت ہر کام میں دوازدہ امام کے مخالف ہیں تو خلفاء ثلثہ کے پیرو ہیں -

تنقیح نمبر سیزدہم

جبکہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت باعث نجات ہے تو حصول نجات کی خوشی میں شادی کرنی چاہئے یا غم پہر مجالس عزا کے کرنے سے نفع کیا ہے

مجالس عزا کے کرنے سے ایک نفع تو یہ ہے کہ محبان حسین و دشمنان کی شناخت مجلس عزا میں بہ آسانی ہوجاتی ہے - کیونکہ ابتدا سے یہ دستور ہے کہ مجلس عزا میں اول فضائل آل رسول بیان ہوتے ہیں اوسکے بعد مصائب بیان کئے جاتے ہیں حاضرین مجلس میں سے جن لوگونکو آل رسول کے ساتھ حسب فرمان الٰہی قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ولی محبت ہوتی ہے وہ ذکر فضائل سے محظوظ ہوتے ہیں اور ذکر مصائب سنکر گریہ وزاری کرتے ہیں اور جو لوگ شرم و ریا سے بظاہر آل رسول کی دوستی کا اقرار کرتے ہیں تاکہ الزام دشمنی آل رسول سے عام خلائق کے سامنے محفوظ رہیں مگر اونکے دل میں آل رسول کی محبت کا مطلق اثر نہیں ہوتا وہ فضائل آل رسول سنکر مضحکہ کرتے ہیں - اور اون فضائل کو بدعت اور بے اصل سمجھتے ہیں اسوجہ سے اونکے چہرہ پر آثار غیظ و غضب نمودار ہوتے ہیں اور مصائب آل رسول سنکر خندہ زنی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ رونا پیٹنا امر بدعت ہے غرضکہ اون افعال سے بوجہ مجلس عزا حسین علیہ السلام محبان حسین و دشمنان حسین کی شناخت بہ آسانی ہوجاتی ہے اور یہ علامت شناخت کی تاقیامت رہیگی - پس جب اس علامت سے دشمنان آل رسول کی شناخت ہوجاتی ہے تو محبان حسین اونسے نفرت کرتے ہیں اور اونکے افعال و اقوال پر اعتبار نہیں کرتے اور اوسکے عمل زور آور سے تا یوم وفات کامل الایمان رہتے ہیں اور ایمان اوسکا محفوظ رہتا ہے دوسرا فائدہ مجلس عزا حسین علیہ السلام کا یہ ہے کہ پروردگار عالم نے محبت آل رسول امت پر واجب کی ہے

اور علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام اسوقت اس دنیا مین موجود نہین جنکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے سے ہماری حب ولی عقائد ظاہر ہون اور محبت قلبی کا امتحان ہوجائے اور اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب دربارہ محبت آل رسول ایک امر ضروری و لازمی ہے کیونکہ محبت آل رسول ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے لہذا مجالس عزائے حسین مین ہر شخص کو محبت قلبی کے اظہار کا موقع ملتا ہے اور ایک دوسرے کی محبت کی صداقت کا گواہ ہوجاتا ہے اور یہ شہادت بروز قیامت محبان آل رسول کے نفع کا ایک مستوا یہ ہوگی۔ تیسرے اس مجلس عزا سے تاقیامت آل رسول کی یادگاری قائم ہوتی ہے اور ماتم پر یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ فرزند رسول نے ہماری نجات کے واسطے اس دنیا مین مصائب عظیم اوٹھاکر اپنی شہادت قبول کی اور ہماری نجات کے واسطے شدت گرما مین تین روز تک بھوک اور پیاس کی اذیت اٹھائی اپنے بچہ صغیر ششماہہ کو نشانہ تیر ستم کیا علی اکبر سے جوان فرزند ہمشکل نبی کو اپنی آنکھوں سے ذبح ہوتے دیکھا اپنے جوان بھائی عباس علمدار کو جو ثانی حیدر تھے شہید ہوتے دیکھا۔ کمسن بھانجون اور بھتیجون اور جوان بھائیون کو راہ خدا مین ذبح ہوتے دیکھا انصار و رفقا کی شہادت کا صدمہ اوٹھایا۔ اپنی غمخوار بہن جناب زینب خاتون دیاری دختر جناب سکینہ کی جدائی قبول کی مگر راہ خدا مین شہادت سے انکار نہ کیا۔ اور اپنا گلا کٹا دیا۔ جب ان واقعات کو اہل عزا سماعت کرتے ہین تو انکے دلو نمین محبت آل رسول جوش زن ہوتا ہے اور حقیقت اسلام ثابت ہوتی ہے اور اس ذریعہ سے سامعین کو اپنی نجات کا اطمینان ہوجاتا ہے اگر عزاداری امام حسین علیہ السلام کی مجلسین نہون تو ذکر شہادت امام مظلوم ایک فراموش ہوجاتا اور اس ذکر کی فراموشی سے مذہب اسلام بھی اس دنیا سے گم ہوجاتا اسی ذکر شہادت نے مذہب اسلام کے تاراج شدہ باغ کو آجتک سرسبز کر رکھا ہے اور اسیطرح سے تاقیامت سرسبز رہیگا پس شہادت امام حسین علیہ السلام کا یہ ایک ادنی فائدہ ہے کہ اس شہادت کے واقعات ظاہر کرنے کے ذریعہ سے شیعونکا گروہ شریعت اسلام و دین اسلام کی حفاظت کر رہا ہے اور شیعونکا

اس مخالفت سے اہل سنت بہی اسقدر نفع اوٹہا سکے ہین کہ جسطرح آل رسول کی مخالفت
اور ضد مین دشمنان آل رسول نے مذہب اسلام کو ترک نہ کیا بلکہ اس بات کے جاہل
اہلسنت دعویدار ہین کہ اصلی مسلمان ہم ہین اور مذہب اسلام کو ہم اعلان کرتے ہین اور
بعد رسول مقتدا اور فخر امت ہم ہین نہ آل رسول۔ آل رسول نے کونسی مسجدین بنائین
کونسے ملک فتح کئے کتنے کافرونکو قتل کیا کتنے کافرونکو مسلمان بنایا کتنے دعویداران
نبوت کو تباہ و برباد کیا کتنا مال غنیمت حاصل کیا اور اس ضد و دشمنی مین مذہب اسلام نے
ترقی پائی جیسا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا تہا کہ دین کو تقویت پاویگا فاسق و فاجر
سے اس حدیث کی نقل صحیح بخاری سے تنقیح نمبر سوم مین کیگئی ہے اسیطرح ان مجالس عزا
کے ہونے سے اہل سنت شیعون کے ساتہہ دشمنی اور حسد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اصلی مسلمان
ہم ہین شیعہ تو رافضی ہین اور ابن سبا یہودی کے چیلے ہین پس جسطرح پیشوایان اہلسنت
نے آل رسول کی ضد مین اپنے کو اصلی مسلمان اور افضل الامت و فخر امت قرار دیا اور ذکی
اس ضد اور دشمنی نے اسلام کو ترقی دی ہے اسیطرح اہل سنت جو شیعون کے ساتہہ حسد اور
کینہ اور دشمنی کرتے ہین اس ضد مین دین اسلام کو اس دنیا مین قیام ہے اور ترقہ یابی روز
بروز ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر مجالس عزا نہ کیا دین تو اہل سنت کو دشمنی اور بغض اور
کینہ بہی شیعون کے ساتہہ پیدا نہو۔ کیونکہ ہر شے کی ترقی او تنزل کے واسطے ضد کی
ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ زمانہ خلافت بنی امیہ سے لیکر تا اختتام خلافت بنی عباس
شیعہ بے حد و بیحساب قتل ہوئے زندہ دیوارون مین چنے گئے تاہم ان مجالس عزا کے
سبب شیعہ برابر ترقی کرتے چلے جاتے ہین سبب اس ترقی کا یہہ ہے کہ جب مجالس عزا
مین واقعات شہادت بیان ہوتے ہین اور اہل سنت اپنے پیشواؤنکے حالات ظلم اون مجالس
مین سنتے ہین اور اونکو واقفیت ہوتی ہے تو جو لوگ مذہب اسلام کو بنظر نجات قبول کئے ہوئے
ہوتے ہین وہ فوراً شیعہ ہو جاتے ہین اور مجالس عزا مین کثرت سے آنے کی ممانعت نہین ہے بس

اصل میں مجالس عزا دین کی اشاعت کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے اسلئے داخل عبادت سمجھی جاتی ہیں اور ان مجالس میں جب مصائب اہلبیت بیان ہوتے ہیں تو جوش محبت کے سبب نوبت گریہ وزاری پہونچتی ہے کیونکہ شہدائے کربلا پر جو مصائب گذرے ہیں وہ ابتدائے پیدائش دنیا سے آجتک کسی پر نہیں گذرے اور یہ مصائب محض حفاظت دین وحفاظت شریعت کے سبب شہدائے کربلا نے برداشت کئے تھے اور گریہ وزاری ثبوت محبت کی ایک واضح دلیل ہے جو باعث نجات قرار پاتی ہے۔ ان وجوہات سے مجالس عزا کا ہونا اور نوبت گریہ وزاری پہونچنا ضرور ثابت دینی میں سے ہے اور ایمان داروں کی شادی اور خوشی صرف آل رسول کی محبت اور اطاعت اور فرمانبرداری ہے اس محبت واطاعت اور فرمانبرداری میں جو نوبت گریہ وزاری پہونچتی ہے یہی گریہ وزاری مومنین کے واسطے شادی ہے اور یہی گریہ وزاری مومنین کی خوشی ہے اور یہی گریہ وزاری نجات دین ونجات دنیا کا ذریعہ ہے اور اس گریہ وزاری کے سبب دشمنوں کا مضحکہ دشمنوں کا جبر دشمنوں کی ایذارسانی شیعوں کے واسطے باعث فخر ہے اگر شہادت امام حسین علیہ السلام بوجہ حصول نجات باعث شادمانی قرار دیجاوے جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ یوم شہادت روز فرحت اور شادمانی ہے کیونکہ اس روز ایک نبی زادہ کو درجہ شہادت حاصل ہوا تو اس اعتبار سے یزید ولشکر یزید کا شمار محبان آل رسول میں ہوگا کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کی خوشی اور شادمانی یزید اور لشکر یزید وقبیلہ بنی امیہ وفرمانبرداران وطرفداران نے منائی تھی نہ آل رسول ومحبان آل رسول نے۔ پس شہادت امام حسین علیہ السلام کو باعث خوشی وشادمانی قرار دیکر خوشی کرنا دشمنان آل رسول کا کام ہے نہ کسی مومن محب آل رسول کا۔

تنقیح نمبر چہاردہم

مجالس عزا کو بدعت سیئہ کہنے اور ممانعت کرنے

سے مولوی محمد جعفر خانصاحب کی کیا غرض ہے

اصلی حقیقت اسکی یہ ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد لوگوں میں اضطراب پیدا ہوگیا تھا جسکا ثبوت اوس تحریر سے ہوتا ہے جو باہم عبداللہ ابن عمر اور یزید کے ہوئی اور جسکی نقل تاریخ بہادری سے تنقیح نمبر نہم میں کی گئی ہے اور ہر طرف سے لوگ انتقام خون حسین کے واسطے مستعد بجنگ ہوگئے چنانچہ مختار ثقفی کا خروج بہت مشہور ہے جسکی اعانت میں شیعیان علی شریک ہوگئے جاتے ہے اس مختار ثقفی کی نسبت بوجہ محبت امیر معاویہ و یزید اہل سنت الزام ارتداد لگاتے ہیں۔ مختار ثقفی کے خروج نے حکومت یزید کا رنگ بدلدیا۔ چونکہ بعوض خون حضرت عثمان امام حسین علیہ السلام شہید کئے گئے تھے اور دوستیان حضرت عثمان یعنی رؤسا مدینہ و مکہ و دیگر مسلمانان نے اسی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کی اعانت نہ کی تھی کہ اونسے خون حضرت عثمان کا بدلا لیا جاتا تھا۔ اگر حسین علیہ السلام کی اعانت کرتے تو حضرت عثمان کی خلافت کے مخالف قرار پاتے اور حضرت عثمان کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی خلافت سے بھی منکر ہونا پڑتا تھا۔ جنکی اجماع سے یہ ہر سہ حضرات خلیفہ ہے بدیں وجہ سب لوگوں نے سکوت اختیار کیا اور واقعہ شہادت کربلا کا ہوگیا لیکن بعد شہادت جب لوگ انتقام خون حسین پر آمادہ ہوگئے تو تمامی اصحاب و انصار میں اضطراب پیدا ہوگیا اور سب لوگ اندیشہ مند ہوگئے کہ اس شہادت سے خلفاء ثلثہ کی خلافت کا عقد بھی ثابت ہوا جاتا ہے اور کل اصحاب و انصار و تابعین و مسلمین کے ذمہ الزام قتل حسین عائد ہوتا ہے جنکی اجماع سے یزید خلیفہ ہوا اور جنہوں نے خدا اور رسول خدا کے احکام کی مخالفت کرکے تعیین خلافت کے واسطے اجماع امت کی رسم نکالی لیس شہادت امام حسین علیہ السلام کی تشویش میں سب پشیمان تھے اور اس اضطراب و پریشانی کے سبب ہر شخص باشندہ اہل شام یزید کو الزام دیتا تھا کہ تونے برا کیا اور ان الزامات کے سبب نحیف مند یزید بھی پشیمان ہوا اور پشیمان ہوکر اہل حرم کو قید سے رہا کرکے باعزاز مدینہ بھیجدیا اور

اور جناب سید الساجدین بھی یزید کے اس پشیمانی کے سبب قتل سے محفوظ رہے
پس واقعات شہادت حسین علیہ السلام بیان ہونے سے اُن اصحاب انصار پر کہ جنہوں
نے خلافت خلفاء ثلاثہ وخلافت امیر معاویہ وخلافت یزید پر اجماع کیا تھا قتل حسین و
اقربا حسین کا الزام عاید ہوتا ہے اور انجام میں سلسلہ بہ سلسلہ یہ الزام قتل کا حضرت
حضرت عمر کے ذمہ عاید ہو جاتا ہے جیسا کہ تحریر یا ہی یزید و عبداللہ ابن عمر مندرجہ تنقیح
پنجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ یزید نے عبداللہ ابن عمر کو صاف لکھا کہ اس قتل کا بانی تیرا باپ
ہے اور لوگوں نے کہا کہ حسین قتل ہوئے بروز شورہ سقیفہ بنی ساعدہ اور یہہ سب
اصحاب انصار و خلفاء ثلثہ و امیر معاویہ پیشوایان اہل سنت سے ہیں چونکہ خون حسین
کا مواخذہ سب کے ذمہ عاید ہوتا تھا اور اس مواخذہ خون کے سبب خلفاء بنی
امیہ و بنی عباس کو اس بات کا ہمیشہ خوف رہا کہ جسطرح مختار ثقفی نے انتقام
خون حسین کے واسطے خروج کیا اور قاتلان حسین کو جا بجا ڈھونڈہ کر قتل کیا اور
طوائف الملوکی ہو گئی مبادا اس ذکر شہادت شہداء کربلا سے مسلمانوں کو
دفعتاً جوش نہ پیدا ہو جاوے اور اس جوش میں مثل خروج مختار ثقفی کے پھر جنگ
نہ شروع ہو جاوے اور طوائف الملوکی پھر نہ ہو جاوے اور اس طوائف الملوکی میں اولاد
حسین جو مسند امامت پہ کبھی باوجود جلوہ افروز ہوتے چلے گئے ہیں خلافت اسلام پر
قابض ہو جاویں اور اسو جہ سے حکومت خاندان بنی امیہ و بنی عباس سے جاتی رہے
لہذا بنظر تالیف قلوب بڑی دانشمندی کے ساتھہ دفعتاً فوقتاً اول مختار ثقفی پر الزام
ارتداد لگایا تاکہ عوام مسلمان اوس سے کنارہ کش رہیں اور اوسکے شریک نہ ہو جاویں
اور پھر تقلید تھی اوس مکر کی جو جنگ صفین میں کلام مجید نیزوں پر بلند کئے گئے تھے
جسکے سبب سے لشکر حضرت علی کے لوگ جنگ سے دستکش ہو کر حکم جناب امیر کی بجا آوری سے

قائم ہوئے اور ایک گروہ خارجی ہو گیا۔ یہ ساری تدبیرین خلفاء بنی امیہ کے استحکام خلافت کے واسطے تھین چنانچہ مختار ثقفی ہی نسبت بہ خوشامد خلفاء وقت کے عالمون نے اسپر اتفاق کیا اور مختار ثقفی کے مارڈالنے پر فتوی دے۔ پہر خلفاء وقت نے وقتاً فوقتاً اماموں کو بہی زہر سے شہید کیا۔ دوسرے عمر ابن عبد العزیز نے اپنے زمانہ خلافت مین رسم لعن کو موقوف کیا جو اٹہاون برس سے حضرت علی و اولاد علی علیہ السلام پر ہر خطبہ جمعہ مین ہوا کرتا تھا اسپر عامہ خلائق مین عمر ابن عبد العزیز کی نیکنامی کو عالمون نے شہرت دی اور آجتک شہرت دیتے چلے جاتے ہین غرض اس شہرت سے یہ تہی کہ لوگونکے دلون مین بنی امیہ کی محبت کو استحکام ہو اور لعن طعن سے باز رہین اور یہ فعل عمر ابن عبد العزیز کا مصلحتاً تہا نہ اعتقاداً اور اسی رسم قدیم کے مطابق بتقلید آبائی اہل سنت آجتک عمر ابن عبد العزیز کی ثنا و صفت کرتے چلے آتے ہین تیسرے مجالس عزا و ذکر شہادت شہداء کربلا کی قطعی ممانعت تہی اوس ممانعت کا سبب ہے کہ مکہ و مدینہ مین بروز عاشورہ آجتک کوئی ذکر نہین کرتا بجز شیعون کے جو مسافرانہ طور پر مخفی اس ذکر کو کر لیتے ہین اور اسی بنا پر ابن حجر مکی نے و حجت الاسلام امام غزالی نے ذکر شہادت شہداء کربلا کو منع کیا ہے اور صاف لکھدیا ہے کہ اس ذکر سے خلفاء کی جانب سے بدظنی و کینہ دلونمین پیدا ہوتا ہے نقل اسکی تنقیح نمبر نہم مین کی گئی ہے اور اکثر علماء اہل سنت اسیطور پر لکہتے چلے آتے ہین پانچوین یہ بہت کوشش کی گئی اسبارہ مین کہ نشان قبر شہداء کربلا نیست و نابود کر دئے جاوین تاکہ ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام فراموش ہو جاوے اور اصحاب و انصار و خلفاء ثلثہ و امیر معاویہ الزام قتل آل رسول مین بدنام نہون مگر یہہ کوشش بہی ضائع ہوئے اور اسی بدنامی سے اپنے پیشوایان دین کو بچانے اور امت کو تسکین دینے کے لئے ابن حجر و حجت الاسلام امام غزالی و ملا علی قاری صاحب شرح فقہ اکبر لکہہ رہے ہین کہ قتل حسین مین یزید کا کوئی قصور نہ تہا یزید مومن تہا خلافت یزید کی حق تہی اور مشیت الہی باعث قتل حسین تہی ان واقعات کی نقل تنقیح نمبر نہم مین کیگئی ہے چونکہ زمانہ شہادت امام حسین علیہ السلام

ہے تاایندم ہر زمانہ مین پیشوایان اہل سنت اس امر مین کوشش کرتے رہے کہ ذکر شہادت حسین علیہ السلام کسیطرح مسدود ہو جاوے کیونکہ اس ذکر سے سامعین کے دلون مین جوش پیدا ہوتا ہے اور اون اصحاب انصار کیجانب سے بدظنی پیدا ہوتی ہے جنہون نے خلافت یزید پر اجماع کیا اور حسین علیہ السلام کی نصرت نہ کی اور اسکے انجام مین خلفاء ثلثہ کا کینہ سامعین کے دلو مین مستحکم ہو جاتا ہے چونکہ وہ زمانہ حکومت خاندان بنی امیہ و بنی عباس کا تھا بدین وجہہ عامہ خلائق مطیع اور فرمانبردار خلافت وقت کی تھے اور علمائے دین بغرض حصول عزت و دولت خلفائے وقت کی فرمانبرداری اور خوشامد کو دین و ایمان سمجھتے تھے لہذا واسطے استحکام سلطنت خلفائے بنی امیہ و بنی عباس علماء دین ہر زمانہ مین کچھہ نہ کچھہ بات بنا کر مسلمانونکو ذکر شہادت شہدائے کربلا سے وقتاً فوقتاً ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہین اور رفتہ رفتہ اس رسم ممانعت کو استحکام ہو گیا اور اسی رسم معینہ کے مطابق اپنے باپ دادون کی تقلید مین اب بھی اہل سنت ذکر شہادت شہدائے کربلا سے ممانعت کرتے ہین اور مجالس شہدائے کربلا کو بدعت سیئہ بتلاتے ہین اور قریب بکفر کہتے ہین حالانکہ اب اسوقت کرنے سے کوئی نقصان اہل سنت کا نہین ہوتا کیونکہ نہ اب خلافت بنی امیہ کی باقی ہے نہ بنی عباس کی کہ جسکو ذکر شہادت شہدائے کربلا سے ضرر پہونچتا ہو صرف رسم معینہ کی تقلید مین اہل سنت بلا ضرورت اور بلا سبب ممانعت کرتے ہین اور آمادہ جنگ و جدال ہوتے ہین اور انجام پر غور نہین کرتے کہ اس ممانعت کے سبب دشمنان آل رسول مین اونکا شمار ہو جاتا ہے اور اس ممانعت سے نہ کوئی نفع ہے نہ اب اس ممانعت کی ضرورت ہے پس یہ ممانعت اہل سنت کی نافہمی کے سبب تقلیداً ہے نہ ضرورتاً و شرعاً۔

تنقیح نمبر ۱۵ پانزدہم

عاشورۂ محرم یوم خوشی ہے جیسا کہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب
کا عقیدہ ہے یا روز مصیبت جیسا کہ مولوی رشید احمد صاحب کا اعتقاد ہے

اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جب روز عاشور محرم کو امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے آسمان
سے خون برسا جنات کے نالہ و شیون کی صدا آتی تھی ہر کلوخ کے نیچے سے خون تازہ نکلتا تھا
صدا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا وَ ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا ہر چہار جانب بلند تھی جسکا اقرار شاہ
عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب سر الشہادتین میں کیا ہے اہل حرم میں نالہ و
شیون بپا تھا بی بیوں نے سر کے بال کھولدیے تھے سر پر خاک پڑی تھی اپنے وارثوں
کے غم میں بی بیاں منہ پر طمانچے مارتی تھیں سینہ کوٹتی تھیں سر پیٹتی تھیں اسطرف تو اہل حرم
میں ماتم حسین ہوتا تھا اور اہل حرم لوٹے جاتے تھے اور اسیر کئے جاتے تھے اور مصائب شدید
مبتلا تھے اور اسطرف فوج یزید میں قتل حسین کی عید تھی عبید اللہ ابن زیاد کا دربار اور شہر کوفہ
مثل یوم عید آراستہ کیا گیا تھا اور دربار یزید اور شہر شام میں جشن تھا اور آپس میں ملتے
تھے اور خوشی کرتے تھے اور وہ لوگ کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا یزید کے ساتھ شریک
جشن تھے۔ پس جو لوگ کہ خلافت یزید کے مطیع اور فرمانبردار تھے اور خلافت یزید کو
حق جانتے تھے وہ لوگ یزید کی پیروی میں یوم عاشور محرم کو یوم عید اور یوم جشن اور یوم خوشی
قرار دیتے ہیں اور جو لوگ معتقد و پیرو علی و اولاد علی علیہ السلام کے ہیں اور امام حسین علیہ
السلام کو اپنا پیشوا جانتے ہیں وہ لوگ بروز عاشور محرم مصائب شہدائے کربلا و مصائب اہل حرم
یاد کر کے ماتم کرتے ہیں سر و پر خاک اڑاتے ہیں سینہ و سر پیٹتے ہیں نالہ و شیون کرتے ہیں
اور قاتلان حسین سے اپنی نفرت ظاہر کرتے ہیں چنانچہ اسی غم میں جناب سید الساجدین
چالیس سال کامل روئے ہیں جسکے سبب سے آنکھوں میں حلقہ پڑ گئے تھے۔ خلافت یزید کے بعد
سو برس تک خلافت خاندان بنی امیہ و بنی عباس میں رہی اور ہر زمانہ میں بہ تقلید یزید
یوم عاشور محرم یوم سعد یوم عید و یوم جشن قرار پاتا رہا اور خلفاء وقت کی خوشامد کے
سبب عالموں نے بھی یوم عاشور محرم کے فضائل بیان کر کے اس دن کو باعث سرور
و باعث خوشی قرار دیا تھا۔ چنانچہ جناب غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھی اپنی

کتاب غنیۃ الطالبین مین یوم عاشور محرم کو یوم فرحت و سرور لکہا ہے اوسی تقلید
یزیدمین جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب بہی کتاب اظہار الہدیٰ کے صفحہ ۸۳ مین
اس یوم عاشور کو یوم عید اور باعث خوشی قرار دیتے ہین چنانچہ مولوی صاحب ممدوح
کے کلمات مندرجہ اظہار الہدیٰ صفحہ ۸۳ سے بجنسہ ذیل مین نقل کرکے اوسکی توضیح کیجاتی
ہے تاکہ ہر شخص مولویصاحب موصوف کی آراء اور اعتقادسے آگاہ ہوجاوے ۔

اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ جب مسلمان محرم کا چاند دیکہین اس ماہ کو متبرک سمجہین ۔ اس

توضیح یعنے مقصود مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا ۔	ماہ محرم مین یزید نے خون حضرت عثمان کا بدلا امام حسین علیہ السلام سے لیا ہے اور یزید کو اس مہینہ مین فتح نصیب ہوئی ہے اسلئے اس

مہینہ کو متبرک سمجہنا چاہیے اسواسطے کہ اسی مہینہ مین ذلت اور رسوائی نصیب ہوئی پہر اس سے
زیادہ اور کونسا مہینہ مبارک ہوگا کہ دشمنان یزید تہ تیغ ہوے اونکے حرم رسوا کئے گئے ۔

اصل عبارت کتاب اظہار الہدیٰ عاشورہ کے دن روزہ رکہین نوافل پڑہین غسل کرین طعام مسکین
محتاجونکو فی سبیل اللہ صدقہ دین اور باہم مسلمانون سے ملین ۔ توضیح بروز عاشور غسل کرنیکی ہدایت
اسواسطے کی ہے کہ اوسروز شہداء کربلا کو پانی میسر تہا ۔ لہذا فتح یزید کی خوشی مین بلا ضرورت بہی بروز
عاشور غسل کرنا چاہیے جیسا کہ بروز عید غسل کرتے ہین تاکہ یوم عاشور کا روز عید و روز سرور ہونا ظاہر ہو اور
معتقدین حسین علیہ السلام کو معلوم ہوجاوے کہ اونکے امام کو بروز عاشور ایک جام آب میسر نہ تہا کہ حلق
اپنا تر کرتے مگر معتقدان یزید کو مسبطرح بروز قتل حسین بکثرت پانی میسر تہا اوسی طرح اونکی تقلید مین اونکی
مقلدونکو ابتک اسقدر پانی میسر ہے کہ بروز عاشور ایک مشک پانی سے بلا ضرورت بہی غسل
کرتے ہین ۔ اور روزہ رکہنیکی ہدایت اسواسطے ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو بروز عاشور
بہی روزہ میسر نہوا کیونکہ بعد ظہر قبل از عصر آپ شہید ہوچکے تہے اور روزہ ختم ہوتا ہے شام کو نہ
آپنے روزہ کی نیت کی تہی کیونکہ روزہ ہوتا ہے چار پہر کا نہ چوبیس پہر کا آپ پر تو تین روز سے آب
و دانہ بند تہا اور جب تک ایک روزہ افطار نہو خواہ صرف پانی سے یا پانی و دانہ دونون سے

اسکو نیت افطار روزہ مین زرق ہ قید موجود ہے اوسوقت تک دوسرا روزہ ضرور نہین ہوتا
مگر معتقدان یزید کو جسطرح بروز قتل حسین اطمینان حاصل تہا اور فتح یزید کی نیت سے روزہ
نذر رکہا تہا اوسکی تقلید مین روزہ رکہنا امر ضروری قرار دیا جاتا ہے تا کہ سنت یزید پوری
طور پر ادا ہوجاوے اور علماء دین سے ملنے کی اور آپسمین مسلمانونکے ملنے کی ہدایت سے
یہ مطلب ہے کہ جب تک مسلمان عالمون سے نہین ملتے باہم معانقہ نہین کرتے یوم عید کی
فضیلت ظاہر نہین ہوتی چنانچہ بروز عید جو مسلمان باہم معانقہ کرتے ہین اس معانقہ سے غرض
ہے اظہار مسرت کہ خدا نے ہمکو روز عید اس دنیا مین نصیب کیا کیونکہ یوم عید مسلمانونمین باہم ملا
کرتے ہین اور عاشورہ محرم کی برکت اور یوم عید اور یوم خوشی کے اظہار کی نیت سے معانقہ
باہمی کی مولوی صاحب ہدایت فرماتے ہین اور صدقہ دینے کی ہدایت بہی اسی غرض سے
ہے کہ بروز عید صدقہ دینا لوازمات عید مین سے ہے اور اس صدقہ دینے سے اہلبیت رسول کی
محتاجی اور یزید و معتقدان یزید کی دولتمندی و فرخشی اور شہادت و فتح یزید کی خوشی کا اظہار
ہوتا ہے۔ اصل عبارت کتاب الظہار الہدی۔ اور ان اعمال بد کو بچین۔ مثل مرثیہ سننے
سینہ کوٹنے سر پیٹنے سر کہولنے بہس اوڑانے ماتم کرنے نذر حسین سبیل رکہنے فاقہ سے مرنے یا
برہنہ پہرنے زمین پر بیٹھنے وغیرہ سے۔ توضیح۔ چونکہ عاشورہ محرم فتح یزید کا دن ہونیکے
سبب یوم خوشی و یوم فرحت ہے دوستان یزید کے واسطے اسلئے مولویصاحب ہدایت
فرماتے ہین کہ اس خوشی کے دن مرثیہ سننا نچاہیئے کیونکہ مرثیہ کے معنی لغت مین لکہے
ہین اوصاف مردہ کے اسطرح بیان کرنا کہ سننے والونکو رحم آوے۔ اور جو مرثیے پڑہے
جاتے ہین اونمین بہی شہداء کربلا کے وہ اوصاف درج ہوتے ہین کہ جنکی سماعت سے دلون
مین درد پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ شہداء کربلا بوجہ انکار بیعت یزید شہید ہوے اونکے اوصاف
بیان کرکے لوگون کے دلونمین درد پیدا کرنا داخل مخالفت یزید ہے کہ جسکی امامت اور
خلافت پر اصحاب تابعین نے اجماع کرکے قبول کیا تہا بدینوجہ مولوی صاحب مرثیہ کی سماعت

سے ممانعت فرماتے ہین تاکہ سامعین کا شمار مخالفان یزید و مخالفان اصحاب و تابعین مین ہوجا
اور جبکہ یوم عاشور مولوی صاحب کے نزدیک یوم فرحت و سرور ہے تو بروز عید حالات حسینیہ
حالات رنج و غم کی سماعت سے خوشی مبدل بہ غم ہوجاتی ہے اور یہ امر داخل بدشگونی ہے
اور سینہ کوٹنے اور سر پیٹنے اور سر کہولنے اور بہس اوڑانے اور ماتم کرنے اور
پا برہنہ پہرنے اور زمین پر لیٹنے سے مولوی صاحب ممدوح اسواسطے ممانعت فرماتے ہین کہ
اِن افعال سے دشمنان یزید کی تقلید ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہل حرم نے سر کے بال کہولے
تہے سر و پیر خاک اوڑائی تہی غم حسین مین سینہ کوٹا تہا سر پیٹا تہا ماتم کیا تہا زمین
پر سوئے تہے اور جناب سید الساجدین پا برہنہ کربلا سے کوفہ تک اور کوفہ سے شام
تک گئے تہے اور یہہ لوگ خلیفہ یزید کے دشمن تہے پس دشمنان خلیفہ کی تقلید
کرکے سنت خلیفہ کا ترک کرنا داخل عمل بد ہے اور نذر حسین سبیل رکہنے سے
اسواسطے ممانعت فرمائی ہے کہ حسین علیہ السلام دشمن یزید تہے اور یزید نے اونپر
پانی بند کیا تہا پس محبت حسین مین حسین کی تشنگی یاد کرکے سبیل رکہنا اور پانی پلانا
سنت خلیفہ یزید کی تکذیب کا باعث ہے اسلئے یہ عمل بد ہے اور فاقہ کشی سے اسوسطے
ممانعت فرماتے ہین کہ حسین علیہ السلام بوجہ دشمنی یزید حالت فاقہ مین فوج
یزید کے ہاتہہ سے ذبح ہوئے ہین اور اہلبیت حسین کو بہی دشمنی یزید کے
سبب بمعاوضہ مصائب حضرت عثمان نوبت فاقہ کی پہونچی تہی۔
پس بروز عاشورہ فاقہ کرنا حسین علیہ السلام کی تقلید ہے اور خلیفہ
یزید کے دشمن کی تقلید کرنا سنت خلیفہ کے خلاف ہے اسلئے یہہ فعل داخل
عمل بد ہے۔
اصل عبارت اظہار الہدیٰ کیون کہ یہ دن (یعنی عاشور محرم) قدیم سے برکت
والا ہے اکثر انبیا اولیا کی اسیدن ہیچ و غم معدوم ہوئے ہین اور فضل خدا سے

اونکو بڑے بڑے درجے ملے ہین چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا اسیدن قبول ہوئی تہی اور حضرت موسٰی علیہ السلام نے اسیدن فرعون کے ظلم سے نجات پائی تہی اور اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بہی اسیدن جودی پہاڑ پر ٹہیری تہی۔

توضیح۔ اس عبارت سے میرے نزدیک صاف صاف یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جناب مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کا اصل مطلب یہ ہے کہ جسطرح یوم عاشور کو انبیا اور اولیا کے رنج وغم دور ہوے اسیطرح یوم عاشور محرم کو یزید کے بہی رنج و غم دور ہوئے اور خامہ پنجتن سے اوسکو استحکام حکومت کا اطمینان ہوا۔

اور جسطرح انبیا و اولیا کو بروز عاشور محرم بڑے بڑے درجے فضل خدا سے ملے اوسیطرح یزید کو بہی حسین علیہ السلام کے مقابلہ مین درجہ فضیلت بوجہ فتح حاصل ہوا اور جسطرح آدم علیہ السلام کی دعا بروز عاشور قبول ہوئی اسیطرح یزید کی دعا بہی قبول ہوئی اور یزید نے فتح پائی۔ بدینوجہ یہہ دن بڑی برکت والا ہے لہذا اسدن خوشی کرنا چاہیے نہ رنج تاکہ خلیفہ یزید کی پیروی مین فرق نہ آوے اور جسطرح بروز عاشور محرم یزید نے جشن اور خوشی کی اوسیطرح اوسکے مقلد بہی جشن اور خوشی مین مصروف رہین۔

اصل عبارت کتاب اظہار الہدی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بہی بطریق قدیم اسیدن درجہ مظلومیت اور شہادت کا حاصل کیا اوسکا سبب یہہ تہا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے فضل سے تمام مراتب اپنے محبوب پاک (یعنی جناب محمد صلعم) کو عطا کئے تہے صرف مرتبہ شہادت کی کمی تہی وہ بہی حضرت حسین کی شہادت کے سبب پوری کردی۔

توضیح۔ اسلام مین شہادت کا بڑا درجہ ہے لہذا اوس درجہ شہادت کو مولوی صاحب ممدوح نے حسین علیہ السلام کی ذات سے علیحدہ کرکے اس رتبہ ؓ کو رسول اللہ

صلعم کی ذات میں شامل کردیا تاکہ رسول اللہ صلعم کی عظمت قائم رہے اور حسین علیہ السلام اس عظمت سے علیحدہ کر دئے جاوین۔ اگر رسول خدا صلعم کی عظمت سے انکار کیا جاتا تو پہر مقلدان یزید کو نہ مسلمان بنے کا حق باقی رہتا نہ یزید خلیفہ رسول قرار پاتا اسواسطے درجہ شہادت کا مرتبہ تو ذات رسول خدا صلعم مین شامل کردیا گیا رہگئے امام حسین علیہ السلام اونکے ذمہ بغاوت یزید کا جرم عاید کرکے فتوی دیدیا گیا کہ قتل الحسین بسیف جدہ اگر یہ رتبہ شہادت امام حسین علیہ السلام کی ذات مین قائم رکہا جاتا تو یزید مع اون سب اصحاب اور مسلمانون کے کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا تہا بزمرہ قاتلان حسین شمار کئے جاتے۔

اسواسطے حسین علیہ السلام کی ذات سے درجہ شہادت علیحدہ کرلیا گیا مین اسکی توضیح انشاءاللہ تقسیم نمبر بیست ودوم مین کرونگا۔

پس جو لوگ خلافت یزید کو حق جانتے ہین اور یزید کے مقلد و پیرو ہین وہ تو یوم عاشور محرم کو یوم عید و یوم فرحت و خوشی جانتے و مانتے ہین اور جو لوگ مقلد و پیرو امام حسین علیہ السلام و اولاد امام حسین علیہ السلام و اہلبیت امام حسین علیہ السلام ہین وہ لوگ یوم عاشور محرم کو یوم رنج و غم و یوم مصیبت جانتے و مانتے ہین پس باہم سنی و شیعون کے دربارہ یوم عاشورا اختلاف باہمی کا یہ سبب ہے جو ظاہر کیا گیا۔

پوشیدہ نرہے کہ یوم عاشور محرم ضرور ہمیشہ سے یوم عید کلان تہا لیکن جبکہ یوم عید بوجہہ شہادت فرزند رسول یوم غم و یوم ماتم ہوگیا اور بجائے وہ عید عاشور کے پروردگار عالم نے عشرہ ذیحجہ کو یوم عید مقرر فرمایا۔ پس عید عشرہ ذیحجہ معاوضہ ہے عید عشرہ محرم کا مین اسکی توضیح انشاءاللہ تقسیم نمبر بست و دوم مین کرونگا۔

تنقیح نمبر شانزدہم

امام حسین علیہ السلام نے نہم محرم کو ایک شب کی مہلت کیوں لی اگر واقعہ شہادت نہم ہی کو ہوجاتا تو کیا ہرج تھا

اس مہلت سے امام حسین علیہ السلام کی اصلی غرض ہدایت اور رہنمائی تھی جو تا قیامت امت محمدی کے استحکام ایمان کے واسطے ایک بڑا ذریعہ ہے اور اس مہلت لینے کے چند سبب تھے جنکی تصریح ذیل میں کیجاتی ہے اور ان سببوں کا جو نتیجہ ظاہر ہوا وہ نتیجہ امت کے واسطے ہدایت و رہنمائی ہے۔

اول یہ کہ امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد کو طلب کر کے اوس سے کہا کہ اے بدبخت تو مجھ سے مقاتلہ کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں اور کسکا بیٹا ہوں آیا خدا سے نہیں ڈرتا اور قیامت پر اعتقاد نہیں رکھتا میری طرف چلا آ کہ سعادت ابدی تجھکو حاصل ہو اور عذاب آخرت سے تجھکو نجات ملے۔ عمر سعد نے امام علیہ السلام کی اس ہدایت کو قبول نہ کیا اور کہا کہ مجھکو خوف ہے کہ ابن زیاد میرا گھر لوٹ لے میرے مزروعات کو چھین لے میرے عیال و اطفال کو تباہ و برباد کرے اس ہدایت سے امام علیہ السلام کی یہ غرض تھی کہ امت خبردار رہے کہ طمع دنیا کے سبب انسان اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہے مگر ترک دنیا اختیار نہیں کرتا۔ پس ایمانداروں کے واسطے یہ ایک عمدہ ہدایت ہے کہ جیسے یا ورکھنے سے ایماندار شخص دنیا سے نفرت کرتا ہے اور کسیکے بہکانے سے علاوہ راست کو نہیں چھوڑتا جب حضرت نے دیکھا کہ میری نصیحت کا کوئی اثر عمر سعد پر نہیں ہوتا تب آپنے فرمایا کہ اے عمر سعد اگر تو اس بات پر رضامند نہیں ہوتا کہ میری اطاعت کرے

تو مجھے مزاحمت نہ کریں کہ میں اپنے وطن کو چلا جاؤں اور گوشہ نشینی اختیار کرکے
عام مسلمانوں کے مانند اپنی زندگی بسر کروں اور اگر ابن زیاد کو میرے وطن کی سکونت
ناگوار ہو تو میں یزید کے ممالک مقبوضہ کی سکونت ترک کرکے کسی دوسری
حکومت میں چلا جاؤں اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو مجھکو یزید کے پاس جانے دو میں
یزید سے فیصلہ کر لونگا۔ چنانچہ عمر سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ اے ابن زیاد
امام حسین علیہ السلام کی یہ استدعا یقیناً تیری خوشی کا باعث ہوگی۔ اور اگر تو
امام حسین علیہ السلام کی اس استدعا کو قبول کریگا تو امت محمدی کو نفع حاصل
ہوگا۔ ابن زیاد نے عمر سعد کو اس تحریر کے جواب میں لکھا کہ میں نے تجھکو واسطے صلح
کے نہیں بھیجا ہے بلکہ اس واسطے بھیجا ہے کہ امام حسین علیہ السلام سے یزید کی بیعت
لی اگر بیعت سے انکار کریں تو مع انکے ہمراہیوں کے انہیں قتل کر۔ اگر تو اس
کام کے انجام میں پس و پیش کرتا ہے تو فوج کی سرداری شمر کے سپرد کردے
یہ خط ہفتم محرم کو بعد ظہر عمر سعد کے پاس شمر لیکر آیا۔ امام حسین علیہ السلام کی یہ
نصیحت اور استدعا اس غرض سے تھی تاکہ خلق اللہ پر روشن ہو جاوے
کہ امام حسین علیہ السلام خواستگار سلطنت نہ تھے بلکہ گوشہ نشینی کے مستدعی تھے لیکن
یزید نے اور ابن زیاد نے حسین علیہ السلام کو بوجہ دعوے سلطنت شہید نہیں کیا
بلکہ بوجہ عداوت قتل حضرت عثمان شہید کیا اگر بوجہ دعوے سلطنت قتل کرتے تو
آب و دانہ بند کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ آب و دانہ کا بند کرنا عوض تھا انکا جو حضرت
عثمان پر مصریوں نے پانی بند کیا تھا۔ دوسرے اسباب کا ظاہر کرنا منظور رہتا
مگر عمر سعد کی خواہش تو ضرور تھی کہ باہم امام حسین علیہ السلام و ابن زیاد و یزید کے
صلح ہو جاوے اور خون حسین کا مواخذہ میری گردن پر نہ ہو۔ مگر حکومت رے کی
طمع اسکے ارادے کو پورا نہ ہونے دیتی تھی۔ اور اس حال سے واقف ہو کر لوگ

عبرت پکڑیں اور جنہوں نے بسبب دنیا کی امید پر دین کو برباد نہ کریں۔
پس شمر نے ابن زیاد کا نامہ بہم محرم کو بعد ظہر عمر سعد کو دیا اور کہا کہ تو اگر ابن زیاد کے حکم پر عمل نہیں کرتا تو حکومت فوج کی میرے سپرد کر۔ یہ سنکر عمر سعد نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فرزند رسول کے قتل کی تیاری کر۔ پس اشقیاء کوفہ و شام بعزم جدال جانب خیمہ حسین علیہ السلام روانہ ہوئے اوسوقت امام مظلوم پیش خیمہ سر بزانو بیٹھے تھے اور غنودگی طاری تھی۔ شمر نے قریب لشکر امام مظلوم پہونچکر آواز دی کہ جعفر و عباس و عثمان فرزندان جناب امیر کہاں ہیں پس جناب عباس معہ برادران خود قریب شمر آئے اور فرمایا کہ ہمسے کیا چاہتا ہے۔ شمر نے کہا کہ تمہاری والدہ میرے قبیلہ سے ہیں اسواسطے میں تم کو امان دیتا ہوں یہ سنکر جناب عباس و برادران حضرت عباس نے فرمایا کہ خدا تجپر اور تیری امان پر لعنت کرے تو ہم کو امان دیتا ہے اور فرزند رسول خدا کو امان نہیں دیتا۔ جب لشکر کا خروش زیادہ ہوا جناب زینب خاتون نے امام حسین علیہ السلام کو بیدار کیا اور امام مظلوم سے نے حضرت عباس سے فرمایا کہ اے برادر تم جاؤ اور لشکر مخالف سے دریافت کرو کہ اس یورش سے تمہارا مطلب کیا ہے حضرت عباس نے مخالفین سے استفسار کیا مخالفین نے جواب دیا کہ ہمکو ہمارے امیر عبیداللہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ تم سے یزید کی بیعت لیں۔ اگر بیعت سے انکار کرو تو تم کو پاس ابن زیاد کے لے چلیں۔ اگر جانے سے انکار کرو تو تمسے جنگ کریں۔ جناب عباس نے فرمایا کہ صبر کرو میں تمہارا پیغام اپنے امام سے کہتا ہوں۔ جناب عباس نے لشکر یزید کا پیغام امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ لشکر یزید سے ایک شب کی مہلت طلب کرو اور لڑائی کل پر موقوف رکھو۔ جب حضرت عباس نے لشکر یزید سے مہلت ایک شب کی طلب کی تو سرداران لشکر یزید نے

مہلت دینے سے انکار کیا اوسوقت لشکر یزید مین خروش بلند ہوا اگر تمسے کوئی کافر
مہلت مانگتا تو تم مہلت دیتے مگر جگر گوشہ رسول تمسے ایک شب کی مہلت مانگتے ہین
اور تم انکار کرتے ہو اوسوقت عمر سعد نے اپنی لشکر مین آواز دی کہ ہمنے ایک شب کی
مہلت حسین اور اصحاب حسین کو دی۔

پس اس طلب مہلت کا سبب اول یہ تہا کہ خلق اللہ پر روشن ہوجاوے کہ
یزید و قبیلہ بنی امیہ و طرفداران یزید کو امام حسین علیہ السلام اور آل رسول و اولاد
علی کے ساتھ اسدرجہ عداوت تہی کہ قتل حسین مین عجلت کرتے تہے اور عذر بیعت
ایک بہانہ تہا قتل حسین کا اور حضرت عباس و برادران حضرت عباس سے
امان دینے پر تو اشقیا رضامند تہے مگر حسین علیہ السلام کے قتل مین عجلت کرتے تہے
۲۔ دوسرا سبب اس مہلت کا یہ تہا کہ آپکی شہادت کے واسطے یوم عاشور محرم
مخصوص تہا اور عاشورہ محرم کا دن ہمیشہ سے یوم عید کا یہ روز عید بوجہ شہادت
امام حسین علیہ السلام روز مصیبت و روز غم قرار دیا گیا تہا کیونکہ اسدن دنیا سے
پنجتن پاک کا خاتمہ ہونیوالا تہا اور بجائے اس عید کے عشرہ ذیحجہ کا دن یوم عید
مقرر ہوا جسکی توضیح واقعات قربانی اسمعیل علیہ السلام مین کیجاویگی پس جبکہ یوم عاشور
مخصوص تہا واسطے شہادت کے تو نہم محرم کو اگر حسین علیہ السلام مہلت بہی نہ طلب
کرتے تو بہی اوس روز کسی قسم کا جدال و قتال نہوتا۔ مہلت طلب کرنا ایک اسباب
ظاہری مین سے تہا اور اس سے غرض یہ بہی تہی کہ ارادہ اور شقاوت اشقیا و امت
کی ظاہر ہوتا کہ مسلمانون کی آیندہ نسلون مین یہ واقعہ یادگار رہے کہ جسطرح اشقیا
امت قتل حسین پر آمادہ و مستعد تہے اسیطرح ان اشقیا کی اولاد اور انکے متعلقین ذکر
حسین اور مجالس عزاء حسین کی مسدودی مین تا قیامت آمادہ و مستعد رہینگے اور
جسطرح نصیحت امام حسین علیہ السلام کا اثر عمر سعد اور لشکر یزید پر نہوا اسیطرح

حسین کی نصیحت کا اثر بہی اولاد بنی امیہ و مقلدان بنی امیہ پر (کہ جو نسلاً بعد نسلٍ بطناً بعد بطنٍ دشمن حسین و دشمن خاندان رسالت ہین) نہوگا۔

۳۔ اور تیسرا سبب اس طلب مہلت کا یہہ تہا کہ اوسوقت تک امام حسن علیہ السلام کی وصیت کی تعمیل و تکمیل نہین ہوئی تہی اوسکی بجا آوری باقی تہی یعنے امام حسن علیہ السلام نے وصیت کی تہی دربارہ عقد جناب قاسم کے چنانچہ حصول مہلت کے بعد شب عاشور کو امام حسین علیہ السلام نے حضرت قاسم کا عقد جناب فاطمہ کبریٰ کے ساتہہ کر کے امام حسن علیہ السلام کی وصیت کی تعمیل کردی۔ اگر نہم محرم کو آپ شہید ہوجاتے تو وصیت امام حسن علیہ السلام کا بار آپ کے ذمہ باقی رہجاتا۔ اور یہہ امر شان امامت کے خلاف تہا کیونکہ امام اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو کر سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

۴۔ چوتہا سبب یہہ تہا کہ آپ کو اپنے فرزندان اور عزیزون اور رفیقون کو وداع کرنا تہا۔ اسلئے کہ فوج مخالف مین بائیس۲۲ ہزار آدمی آمادہ قتل تہے اور آپ کے ساتہہ صرف بہتر مرد تہے جنمین صرف چند آدمی جوان تہے باقی کم سن بچے اور ضعیف العمر لوگ تہے یہہ لوگ فوج مخالف کے مقابلہ مین کسیطرح فتحیاب نہین ہوسکتے تہے اور فوج مخالف کے لوگ صرف قتل حسین کے خواہان تہے نہ کسی عزیز یا انصار کے پس ایک اپنی جان کی حفاظت کے واسطے اسقدر بیگناہون کو قتل کرانا خلاف عدالت تہا۔ اور عدالت کا قائم رکہنا امام وقت کے واسطے ایک امر لازمی ہے لہذا اوسکے تکمیل عدالت و اظہار استقلال و اظہار صبر اور اظہار رضامندی از شہادت خود امام حسین علیہ السلام نے شب عاشورہ کو اپنے فرزندون اور عزیزون اور برادرون اور رفیقون کو ایک جا جمع کیا اور فرمایا کہ مین بہترین حمد و ثنا اپنے خدا کی بجا لاتا ہون اور اوسکی حمد ہر سختی و نرمی و بلا پر کرتا ہون۔

یہہ انتہاے فرمانبرداری تھی اور اسی فرمانبرداری کا عوض درگاہ باری تعالی سے
یہ عطا ہوا کہ جو شخص محبت کرے حسین علیہ السلام سے اور اطاعت اور فرمان
برداری کرے حسین علیہ السلام کی ۔ اور اگر اطاعت و فرمانبرداری کا وقت
باقی نرہا ہو تو اظہار اطاعت کرے اور دل و جان سے مستعد رہے اطاعت اور
فرمانبرداری پر اور منتظر وقت رہے ظہور قائم آل محمد صلعم کا وہ شخص بخاطر حسین یقیناً
نجات پاویگا اور کیسا ہی گناہان کبیرہ و صغیرہ مین تبہ ہو مگر بوجہہ خون حسین
پروردگار عالم اپنی رحمت سے تمامی گناہان کو معاف فرما کر بخشدیگا پس یہہ خون حسین
علیہ السلام و فرمانبرداری امام حسین علیہ السلام کا یہ عوض محبان حسین کو ملیگا اور
نزول رحمت الہی کا امت محمدی پر یہ سبب ہوگا اسیواسطے امام حسین علیہ السلام
کی شہادت ضروری اگر یہہ سبب نہوتا تو شہادت کا ہونا ایک فعل عبث تھا ۔ اور جو
لوگ شہادت حسین علیہ السلام کو ذریعہ نجات نہین سمجھتے اونکے نزدیک واقعہ شہادت
ایک امر معمولی تھا ۔ یہی سبب ہے کہ وہ لوگ یزید کے مومن ہونیکے قائل ہین اور یزید کی خلافت
کو حق سمجھتے ہین ۔ پس رحمت الہی سے بلا کسی سبب خاص کے کسیکا نجات
پانا خلاف عدالت ہے ۔ اور جب ایک ذریعہ شہادت حسین علیہ
السلام کا قائم ہوگیا تو نزول رحمت کا سبب ظاہر ہوگیا جسکے سبب سے عدالت
مین بہی کوئی نقص پیدا نہین ہوتا اور رحمت الہی باعث نجات امت عاصی ہی
یقینی ہوگئی قابل اعتراض نہ رہی ۔

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین خداوندا مین تیری حمد کرتا ہون کہ تونے مجھے گرامی
رکھا ۔ قرآن ہمکو تعلیم کیا ۔ اپنا دین ہمین عطا کیا ۔ ہمکو چشم ہاے بینا و گوشہاے
شنوا و دلہاے بانور و ضیا عنایت فرمائے ۔ پس مجھے شکر گزاروں مین
شمار کرنا ۔

امت محمدی کے واسطے یہہ ایک ہدایت و رہنمائی ہے کہ ہر حالت مین صابر و شاکر
رہین اور ایمان پر باستقلال قائم رہین۔ یہی ذکر مجالس عزا مین ہوتا ہے
جو بدعت سیئہ اور قریب بہ کفر بتلائی جاتی ہے۔

پس حمد الٰہی کے بعد امام حسین علیہ السلام اپنے انصار کیجانب متوجہہ ہو کر ارشاد فرمایا
کہ مین اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار و نیکوکار زیادہ کسی کے اصحاب کو نہین جانتا اور
اپنے اصحاب سے پاکیزہ تر و شایستہ تر و حق شناس اور کسیکے اصحاب کو پاتا
ہون خدا تم لوگونکو جزاء خیر میری جانب سے عطا فرمادے۔ سمجھو بالفعل جو مصیبت
نازل ہوئی ہے اوسکو تم مشاہدہ کر رہے ہو اب مین تم کو رخصت کرتا ہون اور
اپنی بیعت تمہاری گردنون سے نکالے لیتا ہون۔ اور تمسے نصرت اور معاونت
اور مرافقت بھی نہین چاہتا ہون اسلئے کہ تم اس گروہ بیشمار سے کہ جسکی کثرت
بہت زیادہ ہے تاب مقاومت نہین لا سکتے اسوقت اندھیری رات ہے جسطرف
چاہو چلے جاؤ کہ اون اشقیا کو مجھسے کام ہے جب مجھے پائینگے اور کسیکو طلب
نکرینگے ایسا صابر و شاکر اور ایسا مظلوم اور ایسا مستقل مزاج جیسا کہ امام
حسین علیہ السلام تہے ابتداء پیدائش دنیا سے آجتک کوئی بشر پیدا نہین ہوا کہ
اپنے مرگ پر رضامند اور خوش تہے اور اپنے اصحاب کو رخصت کرتے تہے اور اپنی
تنہائی اور اپنے مرگ کی مطلق پرواہ نہتہی نہ ایسے باوفا اور فرمانبردار رفقاء
پیدا ہوئے کہ جیسے اصحاب حسین ہے۔

یہہ سنکر حضرت عباس معہ برادران حق شناس اوٹھہ کھڑے ہوئے اور عرض کی
کہ قسم ہے خداے پاک کی ہم آپسے ہرگز جدا نہونگے۔ خدا وہ دن ہمین نہ دکھاوے
کہ بعد آپکے ہم زندہ رہین ہم آپکو چھوڑینگے۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کرنی
سعادت جانتے ہین۔ پس امام حسین علیہ السلام اولاد مسلم بن عقیل کیجانب متوجہ

اور فرمایا کہ شہادت مسلم تمہارے واسطے کافی ہے مین تمکو رخصت کرتا ہون جسطرف چاہو
چلے جاؤ [illegible] اوسوقت وانہون نے جواب دیا کہ اے فرزند رسول خدا لوگ
ہمین کیا کہینگے جبکہ آپ سے بزرگ و سردار و فرزند پیغمبر کی یاری و نصرت کو ترک
کرکے جدا ہو جاوین - بخدا ہم آپ سے جدا نہونگے یہانتک کہ جہان آپ جائین
ہم بھی وہان جائین اور اپنی جان آپ پر فدا کرکے اپنا حق ادا کرین اوس زندگی پر
خدا کی لعنت ہے جو بعد آپ کے باقی رہے - اسکے بعد مسلم بن عوسجہ اوٹھے اور
عرض کی کہ اگر ہم آپ کی نصرت سے دستبردار ہون تو اپنے پروردگار سے کیا
عذر کرین - بخدا ہم آپ سے جدا نہونگے یہانتک کہ اپنے نیزے دشمنون کے سینون مین
لگائین اور جب تک قبضہ شمشیر ہمارے ہاتھ مین ہے آپ کے مخالفون کی جانین نکال
لینگے - اور اگر کوئی حربہ نہوگا جسکی وجہ سے دشمنون سے لڑین تو ہم پتھر اونپر مارینگے
مگر آپ کی نصرت سے دستبردار نہونگے بخدا اگر ہمین معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہونگے اور
ہر مرتبہ جلاکے راکھ ہماری اوڑا دیجاوے گی تب بھی ہم آپ سے جدا نہونگے -
اسکے بعد زہیر بن قین اوٹھے اور کہا کہ سوگند بخدا مین راضی ہون کہ ہزار مرتبہ
قتل ہون اور پھر زندہ کیا جاؤن اور پھر قتل ہون تو بھی ہزار جان سے آپ
پر اور آپکے اہل بیت پر قربان ہو جانے سے انکار نہ کرون -

پس اگر ایک شب کی مہلت امام مظلوم نہ لیتے تو اونکے اصحاب کے یہ ارادے
خلق اللہ پر کیونکر ظاہر ہوتے جو قیامت تک کے واسطے غیرت اور وفاداری اور
فرمانبرداری کا ایک نمونہ ہے اور فرمانبرداری اسکو کہتے ہین کہ باوجود یقین ہوجانے
اس بات کے کہ کل صبح ہم سب تہ تیغ ہوجاوینگے مگر رفاقت و اعانت حسین سے
موہنہ نموڑتے تھے اور باوجود اسکے کہ حسین علیہ السلام اونکو اونکی موت کی خبر دیتے
تھے اور رخصت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ اپنی ہلاکت گوارا نہ کرو مگر

تمکو جزائے خیر دے مین تمسے راضی ہون بمنزلہ ادنی بیعت تمہاری گردنون سے نکالے لیتا
ہون مگر اصحاب حسین کی غیرت اور شجاعت و وفاداری اس امر کو گوارا نہ کرتی
تھی کہ حسین مظلوم کو تنہا نرغۂ اشقیا مین چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاوین —
راضی رہے خدا اصحاب حسین سے جنہون نے تین روز کے بھوک اور پیاس کے
مصائب برداشت کئے اور شدت گرما اور حرارت آفتاب مین بحالت تشنگی و
گرسنگی دشمنان حسین سے لڑے اور جام شہادت نوش کیا مگر جام آب سے اس
دنیا مین محروم رہے۔ ان اصحاب حسین کا واقعہ البتہ قابل ثنا و صفت ہے —
اور مسلمانون کے واسطے تا قیامت باعث رہنمائی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ جو مسلمان راہ خدا مین اس درجہ فرمانبرداری کرے وہی خاصان خدا اور
برگزیدون مین شمار کئے جاتے ہین مگر افسوس ہے اون دشمنان آل رسول پر
کہ جو شہادت حسین علیہ السلام کو ایک معمولی جنگ خیال کرتے ہین اور اون اصحاب
رسول کو برگزیدہ اور خاصان خدا مین داخل کرتے ہین جو حالت اطمینان مین
بوقت جنگ احد رسول اللہ کو دشمنون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو گئے حالانکہ ان
دنون مین نہ کوئی بھوکا تھا نہ پیاسا اور غزوۂ خندق مین عمرو بن عبدود
کے مقابلہ کی کسیکو جرأت نہوئی اور رسول خدا کی نافرمانی کی حالانکہ آب و دانہ
سے سب سیراب تھے پس وہ اصحاب رسول خدا جو ہر جنگ مین رسول خدا کو تنہا
چھوڑ کر فرار ہوتے تھے اور بیعت رضوان کے معاہدہ کی بھی اونکو غیرت نہ تھی ایسے
اصحاب فخر امت و پیشوا امت قرار دئے جاتے ہین — اور اصحاب حسین
جو قابل افتخار اور لایق ثنا و صفت ہین اونکے ذکر سے ممانعت کیجاتی ہے ؎

تعالی اللہ کیا پایا تھے سبط پیغمبر کے — وہ عارف تھے دکھا کر چہرۂ حق ہو گئے تسلیم
بری تھے حب دنیا سے

محامد کے علی کے محبتی اسکے تھے نہ یار ایسے ہر ایک کے یار و یاور میں موافق اور منافق تھے
گر سبط نبی کے ساتھ کیا کیا یار صادق تھے

پس تمامی عزیز و انصار نے اسی طرح کلام کیا اور حضرت نے انکو دعا خیر دی اور فرمایا در انحالیکہ تمنے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو میں نے اپنے اوپر قرار دیا ہے پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ اور درجات رفیعہ نہیں بخشتا مگر اوس شخص کو جو اوسکی راہ میں متحمل مکروہات و شدائد عظیم ہو۔ اور تلخ و شیرین دنیائے فانی بمقابلہ جہان باقی مثل اوس خواب کے ہے کہ کوئی دیکھے اور بیدار ہو جاوے۔ فائز و رستگار وہ شخص ہے جو آخرت میں فائز و رستگار رہے اور شقی و بدبخت وہ ہے جو نعیم باقی آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

۵۔ پانچواں سبب اس ہدایت کا یہ تھا کہ آپ کی شہادت سے خاتمہ پنجتن ہوتا تھا۔ لہذا امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے آپ کو اپنے اصحاب کی غیرت اور رفاقت اور ہمیت اور صبر اور استقلال اور شجاعت اور فرمانبرداری کا ظاہر کرنا منظور تھا تاکہ مومنین واقعات اصحاب حسین کو سنکر غیرت پکڑیں اور مثل اصحاب حسین رفاقت اور فرمانبرداری اور صبر اور شکر اختیار کریں اور دنیائے فانی کی جانب رجوع نہوں اور سب پر ظاہر ہو جاوے کہ اسلام اسکو کہتے ہیں اور مسلمان ہونے کا مطلب یہی ہے جو رفقاء حسین نے کر کے دکھلا دیا جو لوگ مثل رفقاء حسین فرمانبرداری اور اطاعت اور صبر و شکر کو اختیار کرتے ہیں اور طمع دنیا کی جانب راغب نہیں ہوتے وہی اصلی مسلمان ہیں۔ چنانچہ اصحاب حسین کی وفاداری کے ثبوت میں جناب زینب خاتون فرماتی تھیں کہ شب عاشور کو نصف شب کے بعد میں خیمہ عباس میں گئی کہ دیکھوں اسوقت حضرت عباس کس کام میں مشغول ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عباس مع دو زانو حلقہ برادران میں بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں

کہ اے برادران وفادار اگر اجازت دو تو مین تمسے کچھ کہون ۔ پس سب نے باتفاق
عرض کیا کہ جو ارشاد ہوگا بدل وجان قبول کرینگے اور جو گمان آپ کا ہماری
جانب سے ہے وہی کرینگے ۔

پس جناب عباس نے فرمایا کہ اے بہائیو تم دیکھتے ہو کہ فرزند رسول کس مصیبت مین
گرفتار ہے صبح آتش جنگ افروختہ ہوگی سب سے اول میدان جنگ مین جو قدم
بڑہا دے وہ بجز تن بنی ہاشم کے کوئی دوسرا نہو تا خلق خدا کو اسبات کے کہنے کا
موقع نہ ملے ۔ کہ بنی ہاشم نے اپنی زندگی مین اپنے رفقا کو اول میدان
جنگ مین بہیجا کہ اس مصیبت کو جنگ وجدال کی بنی ہاشم سے دور کرین اور خود
بیٹھے رہے ۔ اور رفقاء حسین نہایت مظلوم اور بیکس ہین انصار حسین
سے اول تم بنی ہاشم اپنی اپنی جان فرزند رسول پر قربان کرنا پس تمامی بنی
ہاشم نے اقرار کیا کہ ہم ایساہی کرینگے ۔ راوی کہتا ہے کہ تین شخصون نے
باہم مشورہ کیا تہا کہ جب تک ہم زندہ ہین امام حسین علیہ السلام کو میدان جنگ
مین لڑائی کے واسطے نجانے دینگے ۔ ان تین صاحبون مین سے ایک حضرت
عباس تہے دوسرے حضرت علی اکبر ہم شکل نبی تیسرے قاسم ابن حسن چنانچہ
بعد مشورہ یہ تینون صاحب ایک دوسرے پر اپنی مرگ مین سبقت کرتے تہے ۔
اور ایک خیمہ مین انصار حسین جمع تہے اونکے درمیان حبیب ابن مظاہر نے
خطبہ پڑہا اور درود بہیجا جناب رسول خدا صلعم پر اور انکی آل اطہار پر
اسکے بعد فرمایا کہ اے گروہ انصار ہم اور تم اس دنیا کو طلاق دیکر کسواسطے اس
صحراے کربلا مین آئے ہین خدا تم سب پر اپنی رحمت نازل کرے ۔ اے رفقاے
حسین ہم سب یہان اسواسطے آئے ہین کہ فرزند فاطمہ کی اعانت کرین ۔
اے عزیزو تمہارا امام نرغہ اشقیا مین گہرا ہوا ہے ۔ ابہی ایک دم پنجتن

تین ہی باقی رہ گیا ہے ۔ کل صبح میدان جنگ گرم ہوگا ۔ سب سے اول جو قدم میدان جنگ مین بڑہائے وہ بجز ہمارے اور تمہارے کوئی دوسرا نہو ۔ اسے عزیزو خیال رکہنا کہ تمسے پہلے میدان جنگ مین کسی بنی ہاشم کا قدم نہ بڑہے اور شربت شہادت نوش کرنے مین کوئی بنی ہاشم تمپر سبقت نہ لیجاوے ۔ اور کسیکو سبقت کا موقع نہ ملے کہ اپنی زندگی مین انصار حسین نے سادات کو کہ جو بزرگان دین ہیں انکی زندگی کی امید پر میدان جنگ مین بہیجکر شہید کرا ۔ بلکہ ہم اونکی زندگی مین بہی تا حفاظت مین ذرین ہماری شہادت کے بعد خاندان نبوت کا خدا حافظ و ناصر ہے ۔ پس تمامی انصار نے اقرار کیا کہ ہم ایسا ہی کرینگے اسکے خلاف کوئی نہ کریگا اور ہم سب فرزند فاطمہ کی نصرت کو تیار رہین ۔

پس اصحاب حسین تو فرزند فاطمہ کی نصرت پر اسدرجہ آمادہ و مستعد تہے کہ ایک دوسرے پر مرگ مین سبقت کرتا تہا اور اصحاب رسول خدا مین ایسے اصحاب بہی تہے کہ خود فاطمہ زہرا کو رنجیدہ کرتے رہتے اور اسدرجہ رنجیدہ کیا کہ تا دم مرگ جناب سیدہ ان سے ہمکلام نہوئین اور وہی اصحاب پیشوائے دین مانے جاتے ہین ۔

اصحاب حسین تو حفاظت حسین و نصرت حسین ارادہ کرتے تہے کہ جب تک ہم زندہ ہین حسین علیہ السلام کو میدان جنگ میں نہ جانے دینگے ۔ حالانکہ سب کو اپنی اور اپنے امام کی شہادت کا یقین تہا اور یہ روز عاشورہ جب تک کل اصحاب حسین شہید نہوگئے حسین علیہ السلام کو بذات خود جنگ کرنے کی نوبت نہ آئی اور ایک رفیق دوسرے رفیق کو قتل ہوتے دیکہتا تہا مگر بالکل مضطر نہ ہوتا تہا اور اپنا قدم آگے بڑہاتا تہا اور شہید ہوتا تہا ۔ لیکن رسول خدا صلعم کے مقابلہ مین جو اعدا جنگ کرتے تہے تو باوجود اسکے کہ اصحاب رسول کو نہ صدمہ بہوک ہوتا تہا

نہ صدمہ ہیا مین نہ اپنے قتل کا شمل اصحاب حسین یقین تہا پہر بہی با وجود بیعت رضوان حفاظت رسول سے منحرف ہوکر رسول کو درمیان کفار چہوڑکر فرار ہوجاتے تہے پس جو لوگ اپنے رسول کی حفاظت سے منحرف ہوکر فرار اختیار کرین — اور اپنے رسول کو نرغہ کفار مین چہوڑدین اپنی جان کا راہ خدا مین لالچ کرین — وہ کیونکر پیشوا اور دین قرار پا سکتے ہین پس ان فریقون کے پیرو مقتدا شیخ پیشوا یان کے عیب فرار و نافرمانی کے پوشیدہ کرنے کو مجلس عزا حسین کے کرنے کو اسواسطے بدعت کہتے ہین اور منع کرتے ہین تاکہ مجالس عزا مین اصحاب حسین کی رفاقت اور فرمانبرداری اور غیرت و شجاعت ظاہر ہونے سے ان کے پیشوا اونکی فراری اور نافرمانی باعث ثبوت منافقت قرار نہ پاجاوے حالانکہ ان مجالس سے امت محمدی کو یہ نفع پہونچتا ہے کہ جب واقعات رفاقت و فرمانبرداری اصحاب حسین کو مسلمان سنتے ہین تو شرمندہ ہوتے ہین اور اپنی بے غیرتی پر افسوس کرتے ہین جبکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی نرغہ مین پہنسا ہوا اور کسی بلا مین مبتلا دیکہتا ہے اور اوسکی اعانت سے گریز کرتا ہے تو واقعات اصحاب حسین پر مسلمان کو غیرت دلاتے ہین کہ باہم مسلمانون کے لیے بادیگرے اعانت کرنا چاہیے کہ اصحاب حسین نے یکی بادیگرے اعانت کی اور ایک دوسرے پر اپنے مرنے مین سبقت کرتا تہا — اسیکا نام اسلام ہے اور اسیکا نام اسلام کی فرمانبرداری ہے — نہ یہہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ذلیل اور خوار ہوتے ہوئے دیکہے اور خندہ زنی کرے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ذلت اور رسوائی کا خواہان ہو اور اوسکو باعث فخر سمجہے مجالس عزا کی مسدود ہونے کے یہہ سارے نتیجے ہین کہ مسلمان اسوقت تک بے غیرتی اختیار کرتے چلے جاتے ہین اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا عروج دیکہکر کینہ و حسد

کرتا ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مصیبت کے وقت اعانت نہیں کرتا
بلکہ تمسخر یہ خندہ زنی کرتا ہے ۔

۴ ۔ چوتھا سبب یہہ تھا کہ امام حسین علیہ السّلام کو قاصد صغرا کا انتظار تھا اور امام
وقت کا انتظار عبث نہیں ہوتا ۔ اور قاصد صغرا عاشور محرم کو وارد کربلا ہوا ۔
پس ایک شب کی مہلت امام حسین علیہ السلام نے وجوہات مذکورہ بالا کا نتیجہ ظاہر
ہونے کی غرض سے لی تھی نہ کسی دوسرے سبب سے ۔

تنقیح نمبر شانزدہم

ایک شب کی حیات باقیماندہ کیواسطے حالت تشنگی و گرسنگی مین قاسم ابن حسن کا عقد کیون کیا گیا

یہ عقد امام حسین علیہ السلام نے دنیا کی بے ثباتی اور راہ خدا مین فرمانبرداری کے
ظاہر ہونے کی غرض سے کیا تھا تاکہ امت محمدیہ پر ظاہر ہو جاوے کہ جسطرح
انسان حیات یکصد سالہ مین سب باتیں اطمینان واسطے رضائے الٰہی کے کار دنیوی
کرتا ہے اسیطرح ایک شب کی حیات مین انسان کو دنیوی اور کاموں کو کر لینا
چاہیئے جو ضروری ہین ۔ کیونکہ مومن کے واسطے مدت صد سالہ و مدت یک
شب جو ہے مساوی ہے ۔ جو کام سو برس تک انسان کرتا رہتا ہے وہی کام
ایک شب مین کر سکتا ہے ۔ اگر انسان کو معلوم ہو جاوے کہ کل کے روز
مجھکو سفر آخرت کرنا پڑیگا تو اوسپر واجب ہے کہ اپنی موت سے مضطر و پریشان
نہو بلکہ کمال اطمینان اور شکرگذاری کے ساتھہ امور ضروری کو انجام دے اور
باطمینان اپنے خالق کی عبادت کرے اور کمال استقلال کے ساتھہ سفر آخرت
کی تیاری کرے جیسا کہ حسین علیہ السّلام و اصحاب حسین علیہ السّلام نے کیا ۔

پس حضرت قاسم علیہ السلام کا سبب اول تو وصیت امام حسن علیہ السلام کی بجا آوری تھی
دوسرے امام حسین علیہ السلام کا استقلال اور اطمینان اس عقد سے ظاہر ہوتا ہے
کہ آپ کو کسی قسم کا اضطراب و انتشار نہ تھا بلکہ جو کام کرنے کے تھے اور جنکا کرنا آپکے
اختیار میں تھا ان کاموں کو کمال اطمینان کے ساتھ انجام فرماتے تھے اور اپنے فرض
سے خوش تھے۔ اسیکا نام ثابت قدمی اور رضائے الٰہی کی فرمانبرداری ہے جو تا قیام
امت محمدی کے واسطے ایک ہدایت و رہنمائی ہے۔

تنقیح نمبر ۲۴

بروز شہادت حسین علیہ السلام نے صدائے استغاثہ کیوں بلند کی
اسکے چند سبب ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ امام وقت کا یہ خاص کام ہے کہ وہ بآواز بلند سب کو مطلع کر دے اور بتلا دے
کہ میں کون ہوں تاکہ آئندہ کسی شخص کو اس عذر کا موقع باقی نہ رہے۔ کہ
ہمنے فرزند رسول کو پہچانا نہ تھا دھوکے میں قتل کیا یا دھوکے میں مخالفت کی سا

۲۔ یا کسی کو اس عذر کی گنجائش نہو کہ ہمسے فرزند رسول نے اعانت نچاہی اگر
طالب اعانت ہوتے تو ہم ضرور اعانت کرتے ہمنے یہ سمجھا تھا کہ حسین علیہ السلام کو
اعانت کی ضرورت نہیں ہے یا کسیسے چاہتے آپ اعانت کے طالب نہیں۔

۳۔ اس استغاثہ سے بات ثابت ہو گئی کہ لشکر یزید میں بجز حضرت حُر و فرزند
حضرت حُر و برادر حضرت حر و غلام حضرت حُر کوئی پانچواں شخص ایمان دار مومن
نہ تھا کہ لشکر یزید سے علیحدہ ہو کر فرزند رسول کی نصرت کرتا سب دنیا طلب اور
ظاہری مسلمان تھے اور قرآن مجید کے وہ لوگ حافظ تو تھے مگر عامل نہ تھے۔
یہی سبب ہے کہ شیعوں میں حافظ کم ہوتے ہیں انکا قول ہے کہ عمل کرنا چاہئے

اور جسقدر عمر حفظ قرآن [illegible] مین صرف ۲ وسعہ ر مطالب قرآن سمجھنے مین صرف
کرنا ضروری ہے تاکہ حافظان اہل سنت کے مانند جاہل نرہجاوین کیونکہ قاتلان
شہداء کربلا مین اکثر حافظ قرآن تھے۔ پس حضرت حُر و فرزند حُر و برادر حضرت
حُر و غلام حضرت حُر صداے استغاثہ امام سنکر کانپ گئے اور اس دنیاے بد فنا
پر لعنت کرکے فوج یزید سے علیحدہ ہوے اور حضرت امام پر تیار ہوکر فوج حسینی
مین شریک ہوے اور شربت شہادت نوش فرماکر بہشت برین کو اپنا مسکن
بنایا اور دنیا مین اپنی ایمانداری اور جوانمردی اور رفاقت اور وفاداری
کا ایسا نقش بٹھا گئے جو تاقیامت قائم رہیگا اور ایمانداروں کی ہدایت و رہنمائی کرتے
رہیگا خدا اون سے ہمیشہ راضی رہے۔

۴۔ امام مظلوم کو اس استغاثہ سے ساری دنیا پر یہ بات کا ظاہر کردینا منظور تھا
کہ جسطرح لشکر یزید نے طمع دنیا مین پھنسکر میری اعانت سے کنارہ کشی کی اور میرے
قتل پر آمادہ ہین اور دعوے اسلام بھی کرتے جاتے ہین اسیطرح تاقیامت مسلمانون
مین ایسی ہی بیرحم و سنگدل ظاہر ہوتے رہینگے جو مثل فوج یزید اپنے مسلمان ہونیکا
دعوے تو کرینگے کہ اصل مسلمان ہم ہین اور جسطرح یہ فوج یزید و ہم قوم یزید و
مددگاران یزید و شرکاء یزید نے مسجدین بنائین ملک فتح کئے اسلام کو شائع کیا
اسیطرح ہم بھی کرتے ہین مگر اولاد حسین و اقرباء حسین و محبان حسین و معتقدان
حسین کے قتل و غارتگری و ایذا رسانی و تیغ دری و بربادی کو باعث فخر
سمجھینگے اور مجالس عزاء حسین کو بدعت سیئہ کہینگے اور بدتر از زنا و شرب کفر
بتلائینگے فضائل حسین و مصائب حسین کو مجلس عام مین بیان کرنے سے منع
کرینگے اور اس ممانعت مین کوئی دقیقہ جبر و ظلم کا اوٹھا نہ رکھینگے جیسا کہ یزید
فوج یزید و مددگاران یزید و شرکاء یزید و ہم قوم یزید نے خاندان رسالت

یزید۔ حرمت اولاد حسین علیہ السلام کے اور ایذا رسانی و خاندان رسالت کی بربادی میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اسیطرح یادگاران یزید بھی حسین اولاد حسین و اقربا حسین و محبان حسین و معتقدان حسین و یادگاران حسین کی ہتک حرمت و ایذا اور بربادی و قتل میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھینگے اور جسطرح نعوذ باللہ یزید نے حسین علیہ السلام کو شہید کرکے اور خاندان نبوت کو تباہ و برباد کرکے اپنے مسلمان ہونے اور حافظ قرآن ہونے اور عالم شریعت ہونے اور پابند شریعت و پابند صوم و صلواۃ ہونیکا دعوے کیا اسیطرح یادگاران یزید بھی اولاد حسین و اقربا حسین و محبان حسین و معتقدان حسین و یادگاران حسین کو ایذا بھی پہونچا دینگے اور قتل بھی کرینگے اونکے خاندانونکو برباد بھی کرینگے اور الزام لگا دینگے تبرا کرنیکا اور اسپر بھی مثل فوج یزید اپنے کو اصلی مسلمان پابند شریعت پابند صوم صلواۃ اور حافظ قرآن بھی بتلا دینگے اور خدا سے اور رسول خدا سے بالکل شرم نکرینگے اور غیرت اسلام کو فراموش کر دینگے۔ پس محبت حسین اور دوستی حسین اور اطاعت حسین اور شیعہ حسین ہونیکا وہی شخص دعوے کر سکتا ہے جو حسین کے سبب اس دنیا کے مصائب برداشت کرے اور صابر و شاکر رہے۔ جو لوگ تھوڑی سی طمع پر اپنے استقلال کو چھوڑ دیتے ہیں اور بلا ضرورت محض ایک ذلیل سی ملازمت کے واسطے تقیہ کا بہانہ کرکے مذہب کی تبدیلی پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور تبدیل مذہب کر دیتے ہیں اور تقیہ کی حالت اس درجہ پڑ جاتے ہیں کہ اولاد اونکی گمراہ ہو کر فرقہ نواصب میں شامل ہو جاتی ہے وہ لوگ نہ محبان حسین قرار پا سکتے ہیں نہ وہ لوگ گروہ شیعان حسین میں شمار ہو سکتے ہیں نہ شہادت حسین اونکی نجات کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔

اس صداے استغاثہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جن لوگوں سے

صداے استغاثہ سنی اور دوالستہ اپنے امام کی مدد نہ کی اونکی توبہ آور استغفار بہی قابل قبول نہ ہی کیونکہ ایسے دشمنان خدا کی توبہ اور استغفار اگر قابل قبول قرار پاوے تو شیطان بہی توبہ کرنیکا مستحق قرار پاویگا اور اوسکی توبہ بہی قابل قبول سمجہی جاوے گی

پس امام حسین علیہ السلام کی صداے استغاثہ مضطربانہ نہ تہی بلکہ بغرض اتمام حجت تہی تاکہ خلق اللہ دشمنان آل رسول کی صحبت سے گمراہ نہو جاوے ۔

تنقیح نمبر ۱۹ نوزدہم

اگر مضطرب نہ تہے تو امام حسین علیہ السلام طفل شش ماہہ کو لشکر مخالف کے روبرو کس غرض سے لائے تہے

یہ فعل امام حسین علیہ السلام کا مضطربانہ اور خوف جان کے سبب سے نہ تہا ۔ بلکہ دشمنان آل رسول کی شقاوت قلبی اور دلی دشمنی کے ظاہر کرنے کو تہا کیونکہ اوس زمانہ کے علماء و فقہا و اصحاب و تابعین و مسلمین اکثر بیعت یزید کا گناہ ذمہ امام حسین علیہ السلام عاید کرتے تہے جنکے ثبوت مین ابو شکور سلمی و محبت الاسلام امام غزالی و ابن حجر مکی و صاحب شرح فقہ اکبر کے اقوال تنقیح نمبر پنجم مین نقل کئے گئے ہین اور یہہ لوگ فرقہ سنت الجماعت کے معتبرین علما مین سے ہین پس امام حسین علیہ السلام نے اپنے طفل شش ماہہ کو لشکر اعدا کے سامنے دکہلا کر فرمایا کہ اے قوم اگر تمہارے زعم ناقص مین مین گنہگار ہون تو اس طفل صغیر شش ماہہ نے تو تمہارا کوئی گناہ نہین کیا اسکو تو پانی پلا دو کہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوا جاتا ہے مگر اون ظالمون نے اوس طفل صغیر پر بہی رحم نہین کیا اور نشانہ تیر ستم کر دیا اس فعل سے امام حسین علیہ السلام کے یہہ بات ظاہر ہوتی تہی کہ امام حسین علیہ السلام کی

سیاہ کسی گناہ کے سبب یزید و لشکر یزید و قوم یزید و طرفداران یزید واسطے
قتل کے آمادہ نہین ہوے تھے بلکہ اون لوگون کو خاندان رسالت کے ساتھ
دلی بغض تھا چنانچہ راوی کہتا ہے کہ بروز عاشور محرم مین نے دیکھا کہ جسوقت
حسین علیہ السلام کو دشمنون نے خانہ زین سے زمین گرم پر گرایا تھا سارا بدن
امام مظلوم کا زخمون سے چور چور تھا اور صحرای کربلا کی ریگ گرم پر اون بے شمار
زخمون مین آپ لوٹ رہے تھے اور اشقیا اوس حالت مین بھی آپ پر نیزہ و
شمشیر کے وار لگاتے تھے کہ دفعۃً خیمہ امام کا پردہ اوٹھا اور ایک طفل صغیر چہار سالہ
عبداللہ بن حسن جانب قتل گاہ دوڑتا ہوا بکمال اضطراب و انتشار کے ساتھ چلا جاتا
تھا اور اوسکے عقب مین جناب زینب خاتون خیمہ سے باہر آئین اور چاہتی تھین کہ
اوس طفل صغیر کو پکڑ لین مگر اوس طفل کو صبر و قرار نہ تھا اور کہتا تھا کہ واللہ مین اپنے
عموے نامدار کی مفارقت گوارا نکرونگا تا آنکہ وہ طفل امام کے قریب پہونچا اور
عرض کی کہ اے عم بزرگوار ہم اطفال اور بی بیان آپسے پانی کے طلبگار نہونگے
آپ خیمہ مین تشریف لیچلین آپکے جسم اقدس کو کثرت جراحت کے سبب
اس ریگ گرم پر اذیت ہوتی ہے ناگاہ ابن کعب نے ایک ضربت تلوار کی امام
حسین علیہ السلام پر لگائی اوس بچے نے کہا کہ اے ملعون تو چاہتا ہے کہ میرے
عموے بزرگوار کو قتل کرے اور اوسکی تلوار کا وار اپنے دست راست پر روکا
کہ ہاتھ اوس بچے کا شانہ سے قلم ہو گیا۔ امام مظلوم نے اوس طفل کو زیر بغل لے لیا
اور فرمایا کہ اے فرزند برادر صبر کر اور پروردگار عالم سے اسکی جزا طلب کر پس حرملہ
نے ایک تیر اس طفل کو مارا اور عبداللہ بن حسن آغوش حسین علیہ السلام مین
شہید ہوے جناب خاتون اس حال کے مشاہدہ سے بکمال اضطراب گریہ و
زاری کرتی تھین اور فرماتی تھین کہ اے فرزند کاش مین مردہ ہوتی اے عبد

مجہکو اس حال سے نہ دیکہیں ۔
پس امام حسین علیہ السلام اشقیاء امت کے جبر اور ظلم اور دشمنی کے ظاہر کرنیکو طفل
صغیر کو پیش اعدا لائے تہے تاکہ آیندہ زمانہ میں قاتلان حسین دشمنان آل
رسول کا دعوا اور طرفدارون اور معتقدون کے مقابلہ میں محبان آل رسول
ثبوت کے واسطے اس واقعہ کو ذکر کرینگے جسکو سنکر ایماندارونکو دشمنان آل رسول
سے کمال نفرت پیدا ہوگی اور مخالفان آل رسول کے دہوکون سے
انکے ایمان میں خلل واقع نہوگا ۔ امام حسین علیہ السلام کو نہ اضطراب تہا نہ خوف
تہا جو کچہ آپنے کیا امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے کیا تاکہ مومنین
کے ایمانون میں خلل واقع نہو اور ثابت قدم اس دنیا سے فوت ہون ۔
چنانچہ اسکی شہادت مخالفان کے اقوال سے بہی ہوتی ہے ۔ ایک عیسائی
مورخ مسٹر کاکرن نامی یورپین نے تاریخ چین میں لکہا ہے کہ رستم اور اسفندیار
وغیرہ پہلوانان کا شجاعت کے مثال تسلیم کرنا تاریخ عالم سے ناواقفیت کا باعث ہے
جو لوگ علم تاریخ سے ناواقف ہیں وہ ان لوگون کی شجاعت کا اقرار کرتے ہین ۔
اگر بنی آدم میں کوئی مرد شجاع اور بہادر پیدا ہوا ہے تو وہ حسین ابن علی ہے جسکا
مثل شجاعت اور جوانمردی اور بہادری میں کوئی دوسرا پیدا نہین ہوا ۔
یہہ قول بہت مشہور ہے کہ ایک کے مقابلہ میں دو بہاری ہوتے ہین ۔ مگر حسین کو
کئی قسم کے دشمنونکا مقابلہ تہا اول تین روز کی تشنگی گرسنگی سے دشمن کا مقابلہ
جو انسان کے واسطے سخت ترین دشمن ہے ۔ دوسرے مئی و جون کا مہینہ آفتاب
کی حرارت شدید باد سموم کی شدت جنسے شرارے نکلتے تہے عرب کی گرم ریت
ایک جان کے مقابلہ میں دشمنون کی فوج کثیر جو سب کے سب لہو کے پیاسے تہے
پس ایسے دشمنون کے مقابلہ میں جو شخص مستقل و ثابت قدم رہے اور ذات

باری تعالیٰ پر توکل کرکے مقابلہ اپنے دشمنوں سے کرے وہی شجاع ترین عالم ہے اور ایسا شخص بجز حسین ابن علی کے دوسرا پیدا نہیں ہوا۔ افسوس ہے کہ جس حسین کی شجاعت اور صبر و استقلال کا عیسائی بھی اقرار کریں اسکے صبر و قناعت اور شجاعت کے تذکرونکو وہ لوگ بدعت سیئہ بتلادیں کہ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ +

تنقیح نمبر بستم

کیا مجالس عزاء حسین میں قید اہلحرم و مصائب اہلحرم کے ذکر سے حسب قول اہل سنت خاندان نبوت کی توہین ہوتی ہے یا بقول فرقہ شیعہ یہہ کار باعث ہمتائی ہے

ایک عالم اہل سنت کتاب اسرار الہدیٰ میں مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرماتے ہیں۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہیں ہے کہ اہانت اہلبیت سے خالی ہو۔ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان انیس و دبیر کے اپنے زمانہ میں انگشت نما تھے بلکہ فصاحت و بلاغت میں مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز کسی امیر کی خدمت میں گئے اور عرض کی کہ ایک نئی بندش کا مرثیہ کہکر لایا ہوں۔ امیر نے کہا کہ آپکی والدہ حنیفہ کا مزاج کیسا ہے مرثیہ خوان نے کچھہ جواب نہ دیا پھر ہمشیرہ بارسا کا مزاج پوچھا مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کی مزاج پرسی کی اسپر مرثیہ خوان صاحب بہت غصہ ہوئے۔ امیر نے کہا کہ آپ تو صرف ہمشیرہ و دختر و والدہ ہی کا نام سنکر ازخود رفتہ ہو گئے حالانکہ میں نے انکا نام تک نہیں لیا لیکن جب آپ لوگ سر منبر بیٹھکر اہلبیت رسول اللہ کے اسماء مبارک لیکر توہین کرتے ہو اور مستورات روم و مخدرات حرم رسالتمآب کسقدر تمسے بیزار ہوتی ہونگی نفرین ایسے مشرب پہ جو عزت

رسول اللہ کی توہین کرے۔
اکثر اہل سنت کو مین نے اس قسم کے اعتراض کرتے دیکہا اپنا اسلیے مجھکو اس امر کی توضیح کی ضرورت ہوئی کہ مجلس عام مین اہلحرم کے نام لینے اور اونکے مصائب بیان کرنے سے توہین ہوتی ہے یا یہہ ذکر باعث رہنمائی ہے۔
یہ اعتراض وہی لوگ کرتے ہین جو معتقد اور پیرو ہین دشمنان آل رسول کے اور جنکے باپ دادا یا پیشوا از زمانہ جاہلیت مین قتل دختر کشی کو باعث غیرت و جوانمردی جانتے تہے اور رکہتے تہے کہ دختر کو منسوب کرکے شخص غیر کو۔ دینا کمال شرم اور بڑے غیرت کی بات ہے اور اس جہالت کے خیال بیہودہ کے سبب کمال بے دردی اور بیرحمی کے ساتہ لپنے پارہ جگر کو۔ اپنے ہاتہہ سے ہلاک کرتے تہے۔ مگر اپنے مخالفون کی عفت و عصمت کی بربادی مین مطلق حیا و شرم نہ کرتے تہے اوسی جاہلیت و جفاکاری کا اثر جن لوگون کے دلون مین لپنے باپ دادون یا لپنے پیشواؤن کی تقلید کے باعث اتبک ہے۔ اس ذکر کو باعث توہین قرار دیتے ہین۔ اور اس ذکر کو باعث توہین بتلانے سے مطلب دشمنان آل رسول کا اپنا نزار دون کو دہوکا دینا ہے۔ کم علم اور جاہل آدمی کے سامنے جب کہا جاتا ہے کہ اگر تمہاری دختر یا ہمشیر یا والدہ کا نام مجلس عام مین لیا جاوے اور اونکے مصائب عامہ خلائق کے روبرو ذکر کئے جاوین تو تم کو کسقدر ناگوار ہوگا۔ سو لخدا کی بہو بیٹیوں کا نام لیکر مجلس عام مین جو اونکے مصائب بیان کئے جاتے ہین کیا یہ امر باعث شرم و حیا نہین ہے اور اس اعتراض سے دشمنان آل رسول کا مطلب یہہ ہے کہ جسطور سے ممکن ہو واقعات شہادت و مصائب اہلحرم کا ذکر مسدود ہوجاوے۔ کیونکہ ان تذکرون سے اونکے باپ دادون اور پیشواؤن کی جفاکاری بے دینی دنیا طلبی کا اظہار ہوتا ہے۔ جسکی سماعت سے عامہ خلائق کو نفرت پیدا ہوتی ہے۔

اور دشمنان آل رسول کی اولاد اور انکے معتقدین جو اسوقت اس دنیا مین موجود ہین اپنے باپ دادون اور پیشواؤن کی سفاکی اور جفاکاری اور بددینی اور دنیاطلبی کا حال سنکر شرمندہ ہوتے ہین لہذا غور کرتے ہین کہ ہمارے باپ دادون اور پیشواؤن سے نفرت کرنیوالے دن بدن ترقی پر ہین کسی حیلہ یا بہانہ سے ان تذکرون کو موقوف کرانا چاہتے تا کہ ہمارے باپ دادون اور پیشواؤن کی سفاکیان اور جفاکاریان اور بےدینی و دنیاطلبی کے واقعات لوگون کو فراموش ہوجاوین - چونکہ سرسری ہون یہ اعتراض ناواقفون کے دلون مین شکوک پیدا کرتے ہین لہذا مین اصلیت اسکی ظاہر کرتا ہون تاکہ ہر شخص واقف ہو جائے ر

امام حسین علیہ السلام کی شہادت امت کی رہنمائی اور ہدایت کے واسطے ہوئی تھی نہ کسی ذاتی غرض کے واسطے اور خلق اللہ کی ہدایت اور رہنمائی مین جو ذلت اور مصیبت پیش آتی ہے وہ باعث فخر ہوتی ہے نہ باعث توہین اگر ذکر مصائب اہلحرم باعث توہین ہوتے تو اہل سنت کے نامی گرامی عالم اس ذکر کو اپنے کتابون مین لکھکر شائع نہ کرتے - ذی علم لوگ تو کل واقعات کتابون مین پڑھ لیتے ہین - لیکن مجالس عام مین اون کتابون سے پڑھ کر بیان نہ کئے جاوین تو کم علم اور جاہل ان واقعات سے بےخبر رہین اور دشمنان آل رسول کے ساتھ مخلوط ہو کر نجات سے محروم رہجاوین تعجب ہے کہ اہل سنت مجلس عام مین اہلحرم کا نام لینا تو داخل توہین بتلاتے ہین - لیکن حضرت عائشہ زوجہ رسولخدا کا نام لینے اور لکھنے مین بالکل شرم نہین کرتے - ہر جاہل اور عالم مجمع عام مین مجلس وعظ مین آواز بلند فخریہ کہتا ہے کہ حضرت عائشہ زوجہ محبوبہ رسولخدا - اور لفظ محبوبہ کے کہنے سے مطلق شرم نہین کرتے تمام احادیث اور روایات کا راوی جابجا حضرت عائشہ کو لکھا ہے - اور کل علما و اہل سنت مجلس عام مین آواز بلند

وقت وعظ کہا کرتے ہین کہ یہہ حدیث حضرت عائشہ زبانی منکی اور مجالس میلاد وغیرہ کے جلسے عام مین حضرت عائشہ کی فضیلت مین بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ کے کاندہے پر حضرت عائشہ نے اپنی ٹھوڑی رکھکر تماشہ ناچ کا دیکھا جسکا ذکر مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۵ مین ہے اور قصہ افک کو جو شرم اور غیرت کی بات بطور وعظ مجلس میلاد کے مجمع عام مین فخریہ بیان کیا جاتا ہے اور کتابون مین لکھا جاتا ہے مطلق شرم نہین کرتے حضرت عائشہ نے ... لشکر جرار لیکر حضرت علی کے ساتہہ جنگ کی کیا ان واقعات سے اور حضرت عائشہ زوجہ رسول خدا کا مجمع عام مین نام لینے سے توہین نہین ہوتی۔ اگر اس مقام پر صاحب اسرار الہدی سے کہا جاوے کہ کیون جناب اگر مثل حضرت عائشہ آپ کی زوجہ یا ہمشیر یا دختر یا دیگر کا نام مجمع عام مین لیا جاوے اور کلمات محبوبیت وعشقیہ بیان کئے جاوین اور مثل قصہ افک کوئی تہمت لگائی جائے تو آپ کو غیرت آویگی یا نہین دیکہین حضرت کیا جواب دیتے ہین۔

مجالس عام مین الحمرہ کے واقعات مصیبت اس غرض سے ظاہر کئے جاتے ہین تاکہ ایماندار ونیز ظاہر ہوجاوے کہ اشقیاء امت نے خاندان نبوت پر اسقدر ظلم کئے اور ان سخت ظلمونپر خاصان خدا نے ہماری ہدایت ورہنمائی کے واسطے صبر کیا اور سارے مصائب گوارا کئے مگر ہماری ہدایت ورہنمائی سے غافل نہوئے۔ پس ان تذکرون کے سننے سے سامعین کے دلون مین اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کی جانب سے نفرت پیدا ہوتی ہے کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا۔ اور فرزند رسول مثل گوسفندان قربانی ذبح ہوگیا اور وہ سب دیکہتے رہے اور ... جنہنے مدد نہ کی۔ رسول خدا صلعم کی بہو بیٹیان بے مقنعہ وچادر بلواے عام مین پہرائی گئین اور کسی مسلمان نے امانت

نہ کیا گیا اور اس زمانہ میں بڑے اصحاب رسول اور تابعین اور مسلمین موجود تھے
اون میں سے کسیکو بھی غیرت اسلام نہ تھی کہ حرم کی اہانت کرتے اور اوسکو بلوائی
عام کی رسوائی سے بچاتے۔

اگرچہ شیعوں کا قول ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ نے زہر سے شہید کرایا
مگر اسباب کا تو اہل سنت بھی اقرار کرتے ہیں کہ زمانہ خلافت امیر معاویہ میں
یزید نے امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کرایا جسکا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب
محدث دہلوی نے سر الشہادتین میں بھی لکھا ہے جبکہ تیرہ سو برس سے یہ
واقعہ کتابوں میں درج ہوتا چلا آتا ہے تو کیا اس واقعہ سے امیر معاویہ اور
اصحاب رسول اور تابعین اور دیگر مسلمین کو آگاہی نہوئی ہوگی یہ امر بالکل
خلاف قیاس ہے اور امام حسن علیہ السلام کو جب یزید نے زہر سے شہید کرایا
اور مروان عامل امیر معاویہ نے نعش امام حسن کو روضہ رسول خدا میں دفن
نہونے دیا اور اس حال پر امیر معاویہ نے اوسی یزید قاتل حسین کو اپنا ولیعہد
بنایا اور اصحاب و تابعین سے اوسکی بیعت لی تو اس سے یہ امر محتاج ثبوت نرہا
کہ یزید کی اس حرکت سے کہ اوسنے امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا اور مروان
کی اس حرکت سے کہ اوسنے امام حسن علیہ السلام کو روضہ رسولخدا میں دفن نہونے دیا
اور فساد عظیم برپا کیا امیر معاویہ رضامند تھے اور اونکی رضامندی کا ثبوت
اون واقعات سے بھی ہوتا ہے جو تنقیح نمبر ششم میں ذکر کئے گئے ہیں کہ امیر
معاویہ وفات امام حسن علیہ السلام سے خوش ہوئے اور کہا کہ ایک چنگاری رہی
تھی وہ خاموش ہوگئی۔ اگر امیر معاویہ یزید و مروان کی حرکات مذکورہ سے
ناخوش ہوتے تو مروان کو حکومت سے معزول کرتے اور یزید کی خلافت پر
مسلمانوں سے بیعت نہ لیتے نہ یزید کو خلافت سپرد کرتے پس یزید کے فعل قتل

امام حسن علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے اور اس قتل بیک ظاہر ہونے پر اوسکو
خلیفہ بنانے اور اوسکے واسطے بیعت لینے سے امیر معاویہ مواخذہ قتل امام حسن علیہ
السّلام میں شریک یزید ہیسے ہو جاوینگے اور جب قتل امام حسن علیہ السلام کا مواخذہ
بشرکت یزید امیر معاویہ کے ذمہ عائد ہوا تو قتل امام حسین علیہ السلام و دیگر شہدا کربلا کے
خون کا مواخذہ بھی امیر معاویہ کے ذمہ عاید ہوگا اسوجہہ سے کہ اگر امیر معاویہ
قاتل امام حسن علیہ السلام کو کہ جسکی دشمنی خاندان رسالت کے ساتہہ بوجہہ قتل امام
حسن علیہ السلام ظاہر ہوگئی تہی خلافت کو سپرد نکرتا تو امام حسین علیہ السّلام شہید نہوتے
اور جو لوگ خلافت امیر معاویہ کو حق جانتے ہیں اور جنہوں نے اطاعت اور پیروی
کی امیر معاویہ کی امور دینی میں اور اوسکے رضی اللہ عنہ ہونے کے ابتک
قائل ہیں اور جن لوگوں نے اجماع کیا خلافت یزید پر وہ سب اور انکے مقلد
حسنین علیہم السلام کے خون کے مواخذہ میں بروز قیامت گرفتار عذاب ہونگے
کیونکہ پیشوا قوم کے ظلم اور بددینی کا مواخذہ اوسکے کل مقلدین کے ذمہ رہتا ہے جب
تک اوسکے مقلد اوسکی تقلید سے علحدہ ہوکر اوسکے ساتہہ اظہار نفرت نکریں
اس مقام پر ایک دشمن آل رسول نے جو عالم و فاضل تہا مجھسے بیان کیا کہ امیر
معاویہ کو اسبات کا علم نہ تہا کہ امام حسن علیہ السلام کو یزید نے زہر دیکر شہید کیا
اگر معلوم ہوتا تو کبھی یزید کو خلافت سپرد کرتے نہ یزید کے واسطے بیعت لیتے
لہذا ایسے دشمنان آل رسول کے دہوکوں سے بچنے کے لئے روضۃ الشہدا
مصنفہ ملا حسین واعظ کاشفی کے صفحہ ۱۸۰ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتا
ہوں یہ ملا حسین واعظ مذہب اہل سنت کے ایک معتبر اور مشہور عالم ہیں
جنکی تفسیر حسینی موجود ہے۔

مروان (اسمارا) باد و غلام و سہ کنیزک باشباہم فرستاد و نامہ نوشت کہ البتہ

این زن را پنہان کنید یا نزد ما یا ورا بجائے فرستید کہ کسی نہ بیند و نداند
کہ اگر رمزے ازین قضیہ فاش گردد فتنۂ خفتہ دیگر بارہ بیدار شود و شمشیرہائے
کہ در نیام آرمیدہ از غلاف بیرون آید پس فکر آن باید کرد کہ اسما این راز را
آشکارا نکند و پنہانی ما را بر ملا نیفگند اما چون نامہ اسما بدمشق رسید و خبر
تعزیت شاہزادہ پیشتر ازان رسیدہ بود والی شام (یعنی امیر معاویہ) بفرمود
تا دوکانہا را در بستند و درہائے دروازۂ شہر را سیاہ کرد و خود با ہمہ اعیان
و اعاظم ولایت سیاہ پوشیدہ و سہ شبانہ روز تعزیت بزرگانہ بداشت پس
ازان اسما را طلبید و از کیفیت احوال باز پرسید اسما در انبا و ہرچہ کردہ بود
از اول زہر در طعام کردن تا آخر التماس در آب افگندن بہ تفصیل باز گفت و تقریر
کرد کہ او را بجہت خوشنودی تو و محبت یزید چگونہ بکشتم و خشم خدا و رسول و عذاب
دوزخ اختیار کردم حاکم دمشق (یعنی معاویہ) گفت لعنت خدا بر تو باد از خدا
شرم نداشتی و از غضب رسول وے نہ اندیشیدی و بر گیسوان تافتہ بافتہ
مشکبار عنبر شا را و رحم نہ کردی و از رخسار چون ماہ وے و از روئے سیاہ و حال
تباہ خود با دنیا در وے توجہ لائق مصاحبت یزید باشی تو آخر با جگر گوشۂ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم این نوع معاملہ کردی معلوم ست کہ با یزید چہا کنی فقط
اگرچہ ملا حسین کاشفی نے بوجہ تعصب سنیت امیر معاویہ کا نام لینے مین شرم
کی ہے اور بجائے نام کے والی شام و حاکم شام لکھدیا ہے اور امیر معاویہ کی
تعزیت بزرگانہ کی بہی صفت کی ہے مگر مجہکو ان جہگڑون سے کیا مطلب میری
غرض صرف استقدر ہے کہ معاویہ کو اطلاع تہی کہ یزید نے زہر دلواکر امام حسن
علیہ السلام کو شہید کرایا اور اسما قاتل امام حسن علیہ السلام نے بالفاظ صاف و صریح
معاویہ سے کہا کہ مین نے تیری ہی خوشی کے واسطے زہر دیا ۔ پس تحریر ملا حسین واعظ

سنی المذہب سے اس تحریر کے ساتھ ثابت ہے کہ مروان نے اس خوف سے کہ اسما قتل نہو جاوے اسما کو اپنے غلاموں اور ملازموں کی حفاظت میں نظر بناہ دی امیر معاویہ کے پاس دمشق کو بھیجدیا اور امیر معاویہ نے اوسکی زبان سے سارا واقعہ زہر دینے کا سنکر یزید کے ساتھہ اوسکے عقد سے انکار کیا اور جواب دیا کہ جب تو نے فرزند رسول کے ساتھہ اسدرجہ بیوفائی کی تو یزید کے ساتھہ جو کچھہ بیوفائی نہ کرے وہ کم ہے۔ دیگر علما اہلسنت نے بھی اس واقعہ کو پوشیدہ نہیں کیا ہے اپنی کتابوں میں لکھا ہے بوجہہ اختصار صرف روضتہ الشہدا پر کفایت کی گئی۔

مجالس عام میں اہل حرم کے مصائب بیان کرنے سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور اوس سے امت کو جو کچھہ ہدایت ہوتی ہے اوسکو مختصر طور پر ذیل میں ذکر کرتا ہوں۔

وفات امیر معاویہ کے بعد یزید جب مسند خلافت پر بیٹھا اور مسلمانوں نے اوسکی خلافت پر اجماع کر کے بیعت کی تب یزید نے ولید حاکم مدینہ کو لکھا کہ امام حسین علیہ السلام سے میری بیعت لے اگر بیعت سے انکار کریں سر کاٹ کر بھیجدے۔

امام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ انکار بیعت سے خونریزی ہوگی اور بیعت کرنے سے چراغ اسلام گل ہو جاویگا اور اہل مدینہ یزید کی بیعت کر چکے ہیں یہ میرے خلاف میری اعانت نہ کرینگے لہذا بنظر مصلحت وقت آپ نے زیارت مکہ معظمہ کا قصد کیا۔ کیونکہ مکہ معظمہ جاے امن تھی ہر مسلمان کے واسطے اور مکہ معظمہ میں خونریزی حرام تھی۔

اگرچہ تھوڑی سی طوالت تو ہوگی مگر اس مقام پر میں مختصر طور پر آپ کی روانگی کا حال لکھتا ہوں کہ جسکے پڑھنے سے مجھکو امید ہے کہ مخالفونکے دلمیں کسقدر رحم

آونگا اور وہ نبوریہہ سار او تعہ پڑہ لینگے عبد اللہ ابن سنان کوفی نقل کرتا
ہے کہ اس واقعہ کو مین نے اپنے باپ سے اور میرے باپ نے میرے جد سے سنا ہے
میرا جد بیان کرتا تہا کہ مین اہل کوفہ کا خط لیکر امام حسین علیہ السلام کے پاس
مدینہ مین گیا جب امام حسین علیہ السلام سفر مکہ کے واسطے تیار ہوے تو مین
دیکھنے کے واسطے گیا کہ دیکہون امام کس شان و شوکت سے سوار ہوتے ہین راوی
کہتا ہے کہ جسوقت مین پہونچا مین نے دیکہا کہ امام علیہ السلام ایک کرسی پر بیٹہے تہے
اور جوانان ہاشمی مثل ستارون کے حضرت کے گرد جمع تہے اور چالیس محمل واسطے
سواریون کے تیار تہے۔ کہ ناگاہ ایک جوان خوبرو طویل القامت زنان خانہ سے برآمد
ہوا اور آواز دی کہ اے جوانان بنی ہاشم ہٹ جاؤ اور دو بی بیان باہر تشریف لاتی ہیں
جنکا روئے مبارک اور تمام جسم چادرون سے پوشیدہ تہا۔ اور گرد انکے کنیزین
حلقہ کئے ہوئے تہین۔ پس وہ جوان آیا اور اپنا زانو خم کیا اور دونون
بی بیون کو بازو پکڑ کر محمل مین سوار کیا۔ راوی کہتا ہے کہ مین نے دریافت
کیا کہ یہہ جوان اور یہہ بی بیان کون ہین ایک شخص نے مجھکو جواب دیا کہ یہ جوان قمر
سوار کیا ماہ بنی ہاشم عباس ابن امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہم السلام ہے اور
دونون بی بیان جناب زینب خاتون و جناب ام کلثوم دختران حضرت علی علیہ السلام
ہین۔ اسیطرح جوانان بنی ہاشم نے کمال عزت و حشمت اور پردہ داری کے ساتھہ
بی بیونکو محلون مین سوار کیا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن تو مین نے اہل حرم
کو اس شان و شوکت سے دیکہا۔ لیکن بروز عاشور محرم زمین کربلا پر انہین
بی بیونکو سر و پا برہنہ بے مقنعہ و چادر و زیارد کنان مین نے دیکہا اور جناب زینب
خاتون کو نعش حسین علیہ السلام پر اسطرح گریہ و بکا کرتے سنا۔ نوحہ
ہو ہے گلے سے تمکو لگانے نہ پائی مین ✦ زخمون سے جلتی ریت چہڑا نے نہ پائی مین

افسوس زرزل کا سنانے نہ پائی میں | چادر بدن کے نیچے بچھانے نہ پائی میں
ہی ہے یہ میرے آتے ہی برباد ہو گئی ++
تم ہو گئے شہید میں برباد ہو گئی ++

ہے ہے نہ پھر مدینہ کو جانا ہوا نصیب | صغرا کو پھر گلے نہ لگانا ہوا نصیب
پانی ہوا نصیب نہ کہانا ہوا نصیب | ستر و تن کا داغ اوٹھانا ہوا نصیب
اب دونوں وقت فاتحہ کو کھو جائیگا +
اب کون شمع قبر نبی پہ جلائیگا +

تمسا کوئی غریب نہیں خستہ تن نہیں | مرنے کے بعد گور نہیں اور کفن نہیں
ہے ہے پرائی بستی ہے اپنا وطن نہیں | واقف یہاں کسی سے یہ بیکس بہن نہیں
لاکر کفن پنہانی میں مظلوم بہائی کو
ہوتا اگر وطن تو نکلتے گدائی کو

مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے کتاب اظہار الہدیٰ میں بہت غصہ کے ساتھ لکھا ہے کہ لوگ مرثیہ خوان کذاب کی شاعری کو بہت پسند کرتے ہیں۔ میں حیران تھا کہ مرثیہ خوانوں سے مولوی صاحب کو کیا رنج پہونچا جو انکو کاذب لکہا ہے۔ لیکن مرثیہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا بیانات درد آمیز جو مرثیوں میں لکھے جاتے ہیں انکی سماعت سے لوگوں کو پیشوا یان مولوی صاحب مرحوم سے کینہ و نفرت پیدا ہوتی ہے یہ بات مولوی صاحب کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کی غرض شاید یہ ہے کہ ظلم تو ہوئے مگر اسقدر شدید ظلم نہیں ہوئے جیسا کہ مرثیہ خوان لکھتے ہیں اور پیشوا یان مولوی صاحب کی روح کو شرمندہ کرتے ہیں۔ غرض کہ حسین علیہ السلام چہارم شعبان کو مدینہ منورہ سے کوچ کرکے مکہ معظمہ میں پہونچے لیکن مدینہ میں اصحاب اور تابعین دیکھتے رہے فرزند رسول کی کسی نے اعانت نہ کی۔ اگر اعانت کرتے تو حسین علیہ السلام کو ہجرت کی ضرورت نہوتی

حالانکہ رسولِ خدا نے وصیت بھی واسطے حفاظت آل اور قرآن کو جسکو مولوی صاحب ممدوح نے کتاب تذکرۃ الخلفا صفحہ دوم سطر آخر و صفحہ سوم سطر اول میں تسلیم فرمایا ہے۔ مگر اصحاب و تابعین نے کیا خوب حفاظت و اطاعت آل رسول کی کی اور کیا اچھی فرمانبرداری وصیت رسولخدا کی کہ فرزند رسول سے ترک وطن کرایا۔ اسی اطاعت اور فرمانبرداری کے معاوضہ میں ان اصحاب او تابعین کی مدح و ثنا کرتے ہیں اور قابل درود قرار دیتے ہیں۔ انہیں اصحاب اور تابعین نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ بنایا تھا۔ جو شخص اطاعت اور امامت یزید سے انکار کریگا اسکو ان اصحاب اور تابعین اہل مدینہ کی پیشوائی اور تقدس اور افتخار سے بھی انکار کرنا پڑیگا۔ اور اس انکار سے وہ فرقہ اہل سنت میں شامل نہیں رہ سکتا کیونکہ اس اعتقاد کا آدمی شیعہ کہلاتا ہے۔

شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کتاب سر الشہادتین میں لکھتے ہیں کہ یزید مرد فاسق و شرابی و ظالم تھا بدینوجہ امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید سے انکار کیا اس اقرار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یا تو حسین علیہ السلام حق پر تھے اور اونہوں نے فاسق کی بیعت کو حرام جانکر بیعت سے انکار کیا۔ یا اصحاب و تابعین اہل مکہ و مدینہ و دیگر مسلمان جنہوں نے یزید کی بیعت کرکے یزید کی امامت کو قبول کیا وہ حق پر تھے۔ ان دو فریقوں میں سے ایک کو برحق اور دوسرے کو منافق قبول کرنا پڑیگا۔ دونوں فریق کا حق بجانب ہونا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے جو لوگ حسین علیہ السلام کو حق بجانب قبول کرتے ہیں وہ اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کے منافق ہونے کو بھی قبول کرتے ہیں جنہوں نے اجماع کرکے یزید کو خلیفہ کیا اور یزید کی اطاعت کی اور اوسکو اپنا امام بنایا۔ اور منافق ناجی قرار نہیں پا سکتا نہ زمرہ مومنین میں داخل ہو سکتا ہے اسی فرقہ کا

نام شیعہ ہے جو حسین علیہ السلام کے حق بجانب ہونیکو تسلیم کرکے بیعت کنندگان
یزید کو منافق جانتے ہیں اب میں مولوی محمد جہانگیر خانصاحب سے سوال کرتا ہوں
کہ وہ اور اونکے ہم مذہب اسبات کا جواب دیدیں کہ وہ امام حسین علیہ السلام کو
بمقدمہ انکار بیعت یزید حق پر سمجھتے ہیں یا اون اصحاب اور تابعین اور مسلمین کو حق
بجانب جانتے ہیں جنہوں نے یزید کی بیعت کی اور یزید کو اپنا امام بنایا اگر اون
اصحاب اور تابعین اور مسلمین کا حق بجانب ہونا اہلسنت کے نزدیک قابل تسلیم
ہے کہ جنہوں نے یزید کی بیعت کی اور اوسکو اپنا امام بنایا تو پھر فرقہ اہل سنت
مطیع اور فرمانبردار یزید اور مخالف حسین علیہ السلام قرار پاویگا اور بیعت کنندگان
یزید اور اونکے مطیع اہل سنت کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا جیسا کہ عبداللہ ابن
عمر کا قول تنقیح نمبر پنجم میں قسطلانی جلد دہم صفحہ ۱۶۲ سے نقل کیا گیا ہے کہ عبداللہ
ابن عمر نے یزید کی خود بھی بیعت کی اور اہل مدینہ کو بھی منع کیا کہ شکست بیعت یزید کرنے
دی اور سمجھایا کہ ہمنے دست یزید پر بیعت کی ہے اور یہ بیعت مقبول خدا و رسول
ہے تو اس حالت میں حسین علیہ السلام کا بیعت یزید سے انکار کرنا داخل منافقت
ہوگا۔ اسلئے حسین علیہ السلام کے معتقدین کی دانست میں تو حسین علیہ السلام کا بیعت
نہ کرنا حق بجانب تھا اسلئے ان لوگوں کا حشر تو یقیناً حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگا اور
جو لوگ بقول عبداللہ ابن عمر بیعت یزید کو مقبول خدا و مقبول رسول جانتے ہیں اونکا حشر
یزید کے ساتھ ہوگا اور اونکے نزدیک حسین علیہ السلام کا بیعت یزید سے انکار کرنا
داخل منافقت ہوگا ہوگا۔

اہل کوفہ نے جب سنا کہ حسین علیہ السلام بیعت یزید سے انکار کرتے ہیں اور اہل مدینہ
اونکی اعانت سے کنارہ کش ہیں اور یزید اونکے قتل پر آمادہ ہے تب امام
حسین علیہ السلام کی خدمت میں وافد بھیجے اور خطوط لکھے شاہ عبدالعزیز صاحب

محدث دہلوی سرالشہادتین میں لکھتے ہیں کہ اہل کوفہ نے باہم اتفاق کرکے حسین
علیہ السلام کو لکھا کہ آپ آکے ہمارے پاس ٹھہریں ہم اعانت کو جان و مال سے
حاضر ہیں۔ اور مبالغہ کیا تحریر خطوط میں تا دوسرے روز یک صد و پنجاہ خط لکھے اور
قاصد بھیجے۔

جب حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ میں قیام کیا تو یزید نے اہل شام کا ایک گروہ بہ
بہانہ حج کے بھیجا تاکہ حالت حج میں یا تو امام حسین علیہ السلام کو گرفتار کریں یا
قتل کریں۔ حسین علیہ السلام اس خبر کو سنکر متفکر ہوئے اور حج کو عمرہ کے ساتھ بدل
کر بجانب عراق روانہ ہوئے۔ اس عجلت کا سبب یہ تھا کہ آپ کو اس بات کا اندیشہ
ہوا کہ حالت حج میں اگر اہل شام مجھ پر حملہ کریں گے تو نوبت بخونریزی پہنچیگی اور حرمت
خانہ کعبہ کی میرے سبب برباد ہوگی اور یہ امر شان امامت کے خلاف تھا۔

اور جانب عراق اس وجہ سے روانہ ہوئے کہ اہل عراق نے قاصد بھیجے تھے۔ اور
اعانت کا وعدہ کیا تھا اور کسی جانب سے وعدہ اعانت نہ تھا اور کل مسلمان اطاعت
یزید قبول کر چکے تھے اور حسین علیہ السلام سے کنارہ کش تھے بدیں وجہ آپ کو بجز
عراق کے اور کوئی سمت روانگی کی نظر نہ آئی۔ تاآئندہ کسیکو اس بات کی
کہنے کا موقع نہ ملے کہ اہل کوفہ واسطے اعانت کے جان و مال سے تیار تھے اسپر
بھی حسین علیہ السلام نے انکی اعانت کو قبول نہ کیا اور زبردستی قتل ہوگئے جیسا
کہ حسن علیہ السلام کی نسبت کہا جاتا ہے کہ آپ کی اعانت کو لشکر جرار موجود تھا مگر آپ
کو امیر معاویہ سے صلح کرنا منظور تھا اسلئے صلح کرلی حسن علیہ السلام کے لشکر جرار کی
اعانت کا بھی یہی حال تھا جیسا کہ اہل کوفہ نے اعانت حسین علیہ السلام کا ارادہ
ظاہر کرکے بیوفائی کی۔ اور جیسا حال شہادت حسین علیہ السلام سے ظاہر ہوگیا۔
چنانچہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سرالشہادتین میں لکھتے ہیں کہ سفر

عراق سے حسین علیہ السلام کو منع کیا عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و جابر انصاری و ابوسعید خدری و ابو واقد لیثی نے۔ مگر حسین علیہ السلام نے نمانا اور فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ حرمت خانہ کعبہ ایک مینڈھے کے سبب برباد ہوگی۔ سو کہیں وہ مینڈھا میں نہوں یہ سبب تھا حسین علیہ السّلام کا احتمام حج کے قبل کوچ کرنیکا۔

مولوی محمد کیتہا نگرخاں صاحب نے کتاب اظہار الہدیٰ ۱۳۳۵ھ میں لکھا ہے کہ ہرچند عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر نے و دیگر صحابہ کرام رسول اکرم نے کہ واسطے حج کعبہ تشریف لائے تھے حسین علیہ السّلام کو سفر عراق سے منع کیا۔ اور سمجھایا کہ اہل بیت کو ہمراہ لیکر نجائے اور کوفیان بیوفا کے اوپر ہرگز اعتماد نکیجئے ورنہ جناب کو وہ کم بخت بے حیا سخت ایذا دینگے۔ مگر حضرت امام المتقین نے اصلا ترک عزیمت نفرمائی۔

یاد داشت۔ جب کوفیوں کی بیوفائی اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے پھر امام حسن علیہ السلام کی نسبت کیوں کہتے ہیں کہ آپکی اعانت کو فوج برابر موجود تھی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی کوفیان بیوفا تھے جنکی بیوفائی کے سبب امام حسن علیہ السلام کو امیر معاویہ سے مجبوراً صلح کرنے کی ضرورت ہوئی۔

تحریرات مذکورہ و باقرار علماء اہلسنت یہ بات ثابت ہو کہ اصحاب رسول وقت کوچ امام حسین علیہ السّلام مکہ معظمہ میں موجود تھے اور سب نے حسین علیہ السلام کو عراق جانے سے منع کیا اور کوفیوں کی بیوفائی اور حسین علیہ السلام کی ایذا رسی سے واقف تھے تاہم اعانت فرزند رسول پر کوئی صحابی آمادہ نہوا اور سبنے کنارہ کشی کی اور وصیت رسول خدا پر کسی نے عمل نہ کیا اور فرزند رسول کی حفاظت و اطاعت پر کوئی تیار نہوا اگر حسین علیہ السلام کو اپنی حفاظت کا اطمینان ہوتا ہرگز ہرگز

جانب کوفہ کو کیچ نہ کرتے اہل مکہ: اہل مدینہ کی اس علانیہ بیوفائی اور کنارہ کشی پر بہی مولوی محمد جہانگیر خان صاحب کو اپنے اور اپنے ہم مذہبون کی نسبت آل رسول کے مطیع اور فرمانبردار ہونیکا ناز ہے اور اس دعوے سے مطلق شرمندہ نہین ہوتے اور کیونکر شرمندہ ہون قاتلان حسین بہی اسی طرح حسین اور اصحاب حسین کو قتل کرتے تہے اور تکبیرین کہتے جاتے تہے اور نماز پنجگانہ ادا کرتے تہے اور اپنے کو مسلمان کہتے تہے اور حسین اور اصحاب حسین کو خارجی تبلاتے تہے اور کہتے تہے کہ انہون نے امام وقت کی بیعت سے انکار کیا اسلئے یہ لوگ خارجی ہین۔

اسی طرح اہل سنت شیعونکو رافضی کہتے ہین۔

حسین علیہ السلام جب کربلا پہونچکر مع عزیز و انصار شہید ہوگئے تو کوفیون اور شامیون نے اہلبیت حسین علیہ السلام کو اسیر کیا اور شتران بے کجاوہ پر سرمنہ کوفہ سے جب جانب شام روانہ کیا تو اثنا راہ مین جو واقعہ گذرے اونمین سے واقعات مندرجہ ذیل بنظر اطلاع خاص و عام تحریر کرتا ہون۔

۱۔ لشکر یزید کوفہ سے اہل حرم کو معہ سرہاے شہدا لئے ہوئے دمشق کو جاتا تہا راہ مین خبر ملی کہ مسیب بن قعقاع خزاعی نے لشکر جمع کیا ہے اور راہ میکا ارادہ ہے کہ شبخون مارے اور اہلحرم کو معہ سرہاے شہدا چہین لیجاوے۔

اس خبر کو سنکر ایک مقام پر قیام کیا اور ایک نصرانی کے دیر مین اہل حرم کو معہ سرہاے شہدا بند کرکے اوس دیر کے چارون طرف سے شب بہر حفاظت کرتے رہے۔

۲۔ جب لشکر یزید آگے بڑہا اور مقام عسقلان پہونچا تو یعقوب حاکم عسقلان نے جو یزید کا مصاحب تہا اور معرکہ کربلا مین موجود تہا شہر عسقلان کو آراستہ کیا اور مجلس عیش و نشاط برپا کی اور سامان عیش مہیا کیا اور اہلحرم کو شہر مین تشہیر کیا

اوس وقت اتفاق وقت سے زریر خزاعی شہر عسقلان مین موجود تھے اونہون نے اہل
الحرم کو بازار عسقلان مین اس ذلت وخواری کے ساتھ دیکھکر افسوس کیا اور گریہ
وزاری کرنے لگے اور امام زین العابدین علیہ السّلام کے استفسار پر بیان کیا
کہ کاش مین اس شہر مین نہ آتا کہ آپ کو اس حال سے دیکھتا۔ افسوس ہے کہ
مین اپنے قبیلہ سے بھی دور ہون اور حالت غربت ومسافرت مین ہون کسطرح
اور کیونکر آپ کی اعانت کرون اور آپکے دشمنون سے کیونکر بدلا لون کہ نیکنام
ہرون۔ میرے لائق جو کام ہو فرمائے کہ بجا لاؤن۔ امام زین العابدین علیہ السلام
نے فرمایا کہ اسے زریر جو شخص کہ امام مظلوم کا سر مبارک لئے ہوسے ہے اوس سے کہدے
کہ ہمارے اونٹون سے دور چلا جاوے تاہمارے قریب سے مجمع کم ہو جاوے
اور سب لوگ امام شہید کے نظارہ مین مشغول رہین اور ہماری عورتین پردے
سے محفوظ رہین لیس زریر خزاعی اوس شخص کے پاس گیا جو امام شہید کا سر مبارک
لئے ہوے تھا۔ اور پچاس دینار دیکر شتران اہل حرم سے فاصلہ پر اوس کو بھیدیا
اسکے بعد جناب سید الساجدین واہل حرم کو یار چہاے ضروری زریر خزاعی نے
نذر کئے اس عرصہ مین شمر کو زریر نے حالت شادمانی مین دیکھا غیرت اسلام نے
دل مین جوش پیدا کیا اور شمر کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر زریر کہنے لگے کہ او ملعون
بے دین یہ کیا حرکت تو نے کی شمر نے اپنے ملازمون کو حکم دیا اور ملازمان شمر نے
زریر کو اسقدر مارا کہ بیدم وبیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے ملازمان شمر نے زریر کو
مردہ سمجھکر چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ نصف شب کو زریر ہوش مین آئے اور ایک مشہد
حضرت سلیمان علیہ السلام کا بنا یا ہوا وہان سے نزدیک تھا وہان گئے وہان
بہت سے مساکین کو مجتمع دیکھا کہ وہ سب برہنہ نالہ وفغان مین مصروف تھے زریر
نے سبب گریہ پوچھا مساکین نے جواب دیا کہ اسے عزیز آج نواصب وخوارج

حالت شادمانی مین ہین اگر تو بہی خاندان رسالت کا دشمن ہے تو یہان سے چلا جا
اور اگر دوست ہے تو ہماری شرکت کر ہم سب یہان واسطے تعزیت کے جمع
ہوے ہین زریر بہی اونکے ساتہہ ماتم حسین مین شریک ہوئے ۔ وہ سب
افسوس کرتے تہے ۔ کہ اگر ہم معرکہ کربلا مین موجود ہوتے تو جان اپنی فرزند
فاطمہ پر نثار کرتے ۔ القصہ زریر نے اپنے مال سے گہوڑا و آلات حرب خرید کئے
اور ایک سو دس آدمیون نے اونکے ہاتہہ پر بیعت کی اور رجعہ بنظر انتقام خون
حسین سب منتظر دم کرکے خطیب کو قتل کیا داروغہ کو قید کیا جسکا مفصل واقعہ
کتابون مین لکہا ہے ۔

سہیل ساعدی رضی اللہ عنہ بذریعہ تجارت ملک شام مین وارد ہوے نواح
شام کے ایک موضع مین پہونچے دیکہا کہ وہان کے لوگ شادی مین معروف ہین
اور دہل ودف بجا بجا کر اوچہلتے کودتے ہین اور مصروف بعیش ونشاط ہین
سہیل کہتے ہین کہ مین نے خیال کیا کہ شاید ان لوگون مین آج کوئی عید ہے
ایک شخص سے مین نے دریافت کیا کہ آج کیسی عید ہے اوسنے جواب دیا کہ شاید تو
اعرابی ہے سہیل نے جواب دیا کہ مین مصاحب رسول خدا صلعم ہون وہ شخص بہت
دردناک نالان وگریان ہوا اور کہنے لگا کہ تعجب ہے آسمان سے خون نہین
برستا اور زمین شق نہین ہوجاتی کہ ان عید کرنیوالون کو نگل جاوے سہیل نے
کہا کہ وہ کونسی مصیبت واقع ہوئی جو تو ایسا کہتا ہے اوس شخص نے کہا کہ اے
سہیل تجہکو خبر نہین کہ یہ سر امام حسین علیہ السلام کا ہے اہل عراق نے یزید کو بہی
بہیجا ہے ۔ سہیل کہتے ہین کہ اس حال کو سنکر مین دوڑا اور لشکر یزید اہل حرم
معہ سرہاے شہدا لیکر شہر شام مین داخل ہوے ۔ مین بہی کشان کشان داخل
شہر ہو کر شتران اہل حرم کے متصل پہونچا اور امام حسین علیہ السلام کا سر

دیکھکر رونے لگا۔ ایک صاحبزادی نے مجھسے پوچھا کہ اے شیخ تو کیون روتا ہے مین نے عرض کی کہ آپ کون ہین اون صاحبزادی نے فرمایا کہ مین سکینہ دختر علیہ السلام ہون سہیل کہتے ہین کہ یہ سنکر مین اور زیادہ رویا اور عرض کی کہ اے صاحبزادی مین سہیل ہون آپ کے نانا رسول خدا کا صحابی اگر کوئی حاجت ہو تو فرمائیے کہ مین بجا لاؤن۔ جناب سکینہ نے فرمایا کہ ای سہیل اگر ہو تو اون نیزہ دارون سے کہ جنپر شہدا کے سر ہین کہدے کہ ہمارے شترون کی قریب سے دور چلے جاوین تاکہ اہل شام ان سرون کے تماشہ مین مصروف ہون اور ہم بے پردگی سے محفوظ رہین سہیل نے چار صد دینار اون نیزہ دارون کو دیکر کہ جن نیزون پر شہدا کے سر تھے شتران اہل حرم سے علحدہ کردیا سہیل کہتے ہین کہ پہر اسقدر ہجوم تماشیونکا ہوگیا۔ کہ مین شتران اہل حرم تک نہ پہونچ سکا۔

۴۔ ایک مرد ضعیف نے بازار شام مین اہل حرم کو اس حالت سے دیکھکر فریاد و استغاثہ بلند کی اور سر اپنا امام زین العابدین علیہ السلام کے شتر کے پاؤن پر رکھکر لوٹتا تھا اور بآواز حزین گریہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ پروردگار میرے مین توبہ کرتا ہون اگر توبہ میری قبول ہے تو مجھکو موت دے تاکہ اس حال کو اپنی آنکھون سے نہ دیکھون۔ وہ مرد ضعیف اوسیوقت فوت ہو گیا اور دعا اوسکی قبول ہوئی یہ چار واقعے ملا حسین واعظ کی کتاب روضۃ الشہداء مین سے نقل کئے ہین جنکے ملاحظہ سے خاص و عام پر ظاہر ہوگا کہ جن ایماندارونکو سفر حسین علیہ السلام اور شہادت حسین علیہ السلام اور اسیری اہل حرم کا حال معلوم نہ تھا اون لوگون نے جب خبر پائی تقدر مقدور جان و مال سے انتقام خون حسین و اعانت اہل حرم پر تیار ہو گئے اور اپنی جان و مال کا بالکل خوف نہ کیا۔ لیکن زیادہ تعجب اس بات کا ہے کہ اہلسنت ہوکر اہل حرم کو تو داخل توہین کہتے ہین۔ مگر اپنے پیشوایان اہل مدینہ

واہل مکہ کے حال پر نظر نہین کرتے کہ جنکو اصحاب اور تابعین ہونیکا شرف حاصل تہا اور
جو از نام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ و عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لقب
سے اہلسنت مین پکارے جاتے ہین ان اصحاب اور تابعین مین غیرت اسلام
باقی تہی یا نہین کہ اہل حرم کی اسیری مین نہ اعانت کی اور اس توہین کو دیکہتے رہے
رسول خدا کی وصیت پر عمل نہ کیا اور حسین علیہ السّلام کی اعانت سے کنارہ کش ہو گئے
حسین علیہ السلام معہ عزیز و انصار تین دن کے بہوکے پیاسے مثل گوسفندان قربانی
ذبح ہو گئے انتقام خون حسین کا کسی نے ارادہ تک ظاہر نہ کیا یہی لوگ اہل سنت
کے پیشوا ہین انہین کو رضی اللہ عنہ ہونے کا فخر حاصل ہے ۔
پس اہل حرم کے واقعات بیان ہونے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے
کہ قبل از شہادت کتنے مسلمان مومن تہے جو امام حسین علیہ السلام کی اعانت کو
تیار ہوئے اور اپنی جان کو امام مظلوم پر نثار کیا ۔ اور کتنے مسلمان برائے
نام مسلمان تہے کہ جنہون نے واقف ہو کر وقت سفر حسین علیہ السلام کی اعانت
سے کنارہ کشی کی اور وصیت رسول خدا صلعم پر بالکل عمل نہ کیا اور باوجود اس علم کے
کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتہہ کوئی بیوفائی کرینگے اور آنحضرت مخالفت یزید مین
ہجرت کرتے ہین انکی شرکت اور اعانت سے چشم پوشی کی اور کتنے مسلمان ایسے تہے
جو امام حسین علیہ السلام کے سفر عراق و شہادت و اسیری اہلحرم سے بے علم تہے
اور جب انکو علم ہوا واسطے انتقام خون حسین و اعانت اہلحرم بقدر طاقت تیار ہو گئے
اور سارے زمانہ پر انکی تشویش اور اضطراب و محبت ظاہر ہو گئی ۔ اور لوگونکی
وفاداری اور بے وفائی اور حیلہ و مکر کے حالات مخفی نہ رہے ۔ اور خاص
و عام کو دوستوں اور دشمنون اور مومنون اور منافقون کا حال معلوم ہو گیا
اور جن لوگون نے دانستہ اعانت حسین و مخالفت حسین و رفاقت حسینؑ سے

روگردانی کی اور بیعت یزید کو حسین علیہ السلام سے روگردانی کرنے کا ذریعہ قرار دیا
اونکو اور اونکے معتقدونکو اور اونکی و اولاد اونکی معتقدون کی اولاد کو آیندہ اس
عذر کا موقع باقی نرہا کہ عبداللہ ابن عمر یا عبداللہ ابن زبیر یا دیگر اصحاب و تابعین
و شرفائے مکہ و مدینہ کو شہادت امام کا علم نہین ہوا ورنہ ضرور مدد کرتے۔ اہلحرم کا ایام
اسیری کی طوالت نے اسبات کو آشکار کر دیا کہ علم شہادت ہونیکے بعد بہی اہل مکہ و اہل مدینہ
مین سے نہ کسی نے اہلحرم کی اعانت کا ارادہ کیا نہ انتقام خون حسین پر آمادہ ہوے نہ
نہ وقت سفر حسین علیہ السلام کی اعانت پر کوئی [illegible] ہوا حالانکہ اصحاب اور تابعین
واقف تہے کہ اس سفر مین حسین ضرور قتل ہونگے اور کوئی بیوفائی کرینگے اسیوجہ
سے عبداللہ ابن عمر نے حسین علیہ السلام کو سفر عراق سے منع کیا تہا اور جب حسین
علیہ السلام نے نہ مانا تو اہل حرم کے ہمراہ نہ لیجانے کو سمہایا۔ اگر اہلحرم کے واقعات مجلس عام
مین بیان نہون تو عامہ خلائق کے واسطے ہدایت و رہنمائی کا دروازہ بند ہو جاوے
مجلس عزا کے بدعت سیئہ کہنے والے اور اہلحرم کے ذکر کو باعث توہین قرار دینے والونکی
اصلی غرض اس ذکر کے مسدود کرنے سے ہے تاکہ اونکے باپ دادون اور پیشواؤن کے
ظلم و جور احکام رسول کی نافرمانی دنیا طلبی کے واسطے خاندان رسول کی بربادی
وصیت رسول خدا سے روگردانی احکام قرآن کی نافرمانی خلائق پر ظاہر نہو نیز یادرہے
اور اونکی پردہ پوشی ہو جاوے اسی شرمندگی کے سبب حالت اضطراب مین
آل رسول کی محبت کا اقرار بہی کرنے لگتے ہین کتابون مین بہی لکہدیتے ہین تاکہ
ناواقف اور سیدہے مسلمانون کو اونکی جانب سے بدگمانی پیدا نہو۔ لیکن جب
اونکے پیشواؤن اور اونکے باپ دادون کی ظلم و بدعت اور خاندان رسالت
کی بربادی کے حالات ظاہر ہوتے ہین تو ذی فہم لوگ اونکے اس ظاہری محبت کا دعوی کر
والی تحریر اور تقریر کو سمجہ جاتے ہین اور نتیجہ نکال لیتے ہین۔

پس واقعات شہادت و مصائب اہلبیت کے بیان ہونے سے ایا غاروں کو مندرجہ ذیل
فوائد حاصل ہوتے ہیں ۔
۱۔ حضرت اسلام کو ترقی ہوتی ہے جسکے سبب سے دشمنان آل رسول کی صحبت
سے اونکے نام سے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے ۔
۲۔ اسلام کو استحکام اور ترقی ہوتی ہے ۔
۳۔ ناواقفوں کو واقعات اسلامیہ سے آگاہی ہوتی ہے ۔
۴۔ مصائب سننے سے پیغمبرِ اسلام سخاوت شجاعت صبر استقلال زہد و تقوی کی جانب
طبیعت رجوع ہوتی ہے اور دلوں میں اراده پیدا ہوتا ہے کہ جسطرح اصحاب حسین
نے وفاداری کی اور دنیا کو ہیچ سمجھا اور طمع دنیا کو دل میں جگہہ نہ دی جسکے
سبب سے تا قیامت اونکے نام تمام دنیا میں نیکی و تعظیم و تکریم یاد کئے جاتے ہیں
اسیطرح ہر ایا غار کو عمل کرنا چاہیے تاکہ اونکی زندگی ایمانداری اور نیکنامی کے
ساتھہ بسر ہو اور حالت ایمانداری میں اس دنیا سے سفر آخرت اختیار کریں

تنقیح نمبر ۱۱ لبیسٹ و یکم

امام حسین علیہ السّلام کی شہادت شفاعت امت
کیواسطے تھی یا رسول خدا کو رتبہ شہادت حاصل ہونیکو

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسول خدا صلعم کی ذات میں کل کمالات موجود ہے لیکن ایک
کمال آنحضرت کی ذات مقدس میں باقی رہ گیا تھا یعنی شہادت۔ سو حکمت الٰہی نے چاہا
کہ آنحضرت کو رتبہ شہادت بواسطہ امام حسین علیہ السلام حاصل ہوجاوے ۔
اس مقصد کو شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے بہت بنا سنوار کر سر الشہادتین
میں لکھا ہے۔ مگر خلاصہ اوسکا اسیقدر ہے کہ امام حسین علیہ السلام صرف اسواسطے

کہ رسول خدا صلعم کو درجہ شہادت بھی حاصل ہو جاوے مگر مین اس اعتقاد کو تعجب کی
نظروں سے دیکھتا ہوں کہ حسین علیہ السلام اور انکی فرزند و برادر و اصحاب تو
تین روز کی بھوک پیاس مین مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے جاوین اور ان مصائب
عظیم کے بعد درجہ شہادت کے حصول سے بھی محروم رہین اور وہ درجہ حاصل
ہو رسول خدا صلعم کو بعد از وفات۔ تو بربنا اس اعتقاد کے رسول خدا صلعم کو
شہید کربلا کہنا چاہیے مین حیران ہوں کہ اہلسنت حسین علیہ السلام کو شہید
کربلا کیوں کہتے ہین۔ بھلا صاحب حسین علیہ السلام کی شہادت کا رتبہ تو رسول خدا
صلعم کو حاصل ہوا۔ علی اکبر اور علی اصغر اور عباس علمدار اور قاسم ابن حسن و
دیگر عزیزان و رفیقان حسین علیہ السلام کی شہادت کا رتبہ کسکے حصہ مین آیا مین
امید کرتا ہون کہ اسکی توضیح ہمارے عالم جلیل القدر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
شکوہ آبادی فرماوینگے کیونکہ اسوقت اہل سنت مین مولویصاحب ممدوح کے
برابر کوئی عالم و فاضل نظر نہین آتا۔
کیا منصب رسالت کے واسطے شہادت کی بھی ضرورت تھی۔ لیکن موسی علیہ السلام
شہید نہین ہوے تو اب بعقیدہ اہل سنت موسی علیہ السلام نبی برحق سمجھے جانے
کے لائق ہین یا نہین۔ مین بھول گیا اور شاہ عبد العزیز صاحب نے جو
سر الشہادتین مین لکھا ہے کہ جو کمالات اور خوبیان جدا جدا اور انبیا مین
تھین سو وہ سب کمالات اور خوبیان ہمارے پیغمبر مین بالکل یکجا جمع ہو گئین مگر
کمال شہادت باقی رہ گیا تھا وہ بواسطہ حسین علیہ السلام پورا ہو گیا۔ اسکو
پر مین نے غور نہین کیا۔ شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نبی آخر الزمان
ہین جتنے نبی آنحضرت کے قبل پیدا ہو چکے تھے اون انبیا مین جسقدر کمال تھے
سب کمال آنحضرت کی ذات پاک مین موجود ہونا ایک امر ضروری تھا۔

لیکن مین حیران ہون کہ مسیح علیہ السلام مین ایک بہت بڑا کمال یہ تہا کہ بے باپ کے تولد ہوے تہے اور اس ذاتی کمال کے سبب وہ روح اللہ کہلائے یہ کمال آنحضرت کی ذات مین کسی دوسرے واسطے سے حاصل ہوا یا نہین اور اگر یہ کمال آنحضرت کی ذات پاک کو حاصل نہین ہوا تو اہل سنت کے نزدیک آنحضرت کی نبوت کامل قرار پاویگی یا ناقص اور جبکہ آنحضرت کی ذات مین یہ کمال نہ تہا تو اسیطرح کمال شہادت کے نہونے سے آپ کی نبوت مین کیا نقصان باقی رہ گیا تہا کہ جسکے پورا ہونیکے لئے شہادت حسین علیہ السلام کی ضرورت ہوئی اور حسین علیہ السلام کو اس درجہ مصائب عظیم اٹہانے پڑے کہ جن مصائب سے کتابین سیاہ ہین۔

مین نے بنظر اختصار صرف ایک تمثیل عیسی علیہ السلام کے بے پدر تولد ہونیکی لکہدی ہے ورنہ مین ایک طولا طویل فہرست اون کمالات کی مرتب کردونگا جو انبیاء ماسبق مین تہے مگر رسول خدا صلعم کی ذات مین اون کمالات کے ہونیکی کوئی ضرورت نہ تہی نہ کسی کتاب آسمانی یا حدیث رسول خدا صلعم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی آخر الزمان کی ذات مین اون سب کمالات کا موجود ہونا امر لازمی ہے۔ جو کمال انبیاء ماسبق کو حاصل تہے۔ نہ قرآن مجید مین اسکا کوئی ذکر ہے بلکہ جناب محمد صلعم کے نبی آخر الزمان ہونے کی غرض یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدس پر نبی آدم کی ہدایت ختم کردی گئی اور جو شریعت آپ کے ذریعہ سے بنی آدم کو ملی وہ تا قیامت رہیگی اوسمین کبہی تغیر و تبدل نہوگا اور بعد آنحضرت کے تا قیامت کوئی دوسرا نبی پیدا نہوگا۔ آپ کے خاتم الانبیاء ہونے سے یہ غرض نہین ہے کہ انبیاء ماسبق کے کمالات ہی آپ مین ضرور رہون شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کو اس اولچہی ہوئی تحریر سے صرف اس بات کا ثابت کرنا مدنظر تہا کہ

شہادت حسین علیہ السلام صرف اس غرض سے ہوئی تہی کہ رسول خدا صلعم کو درجہ
شہادت حاصل ہو جاوے کوئی دوسرا مطلب اس شہادت سے نہ تہا۔ اور چونکہ
اس شہادت کا ہونا محض اس غرض سے مقرر تہا کہ آنحضرت کو درجہ شہادت حاصل
ہو جاوے تو پہر یزید پر الزام شہادت لگانا اور حضرت عمر کو اس شہادت کا بانی
قرار دینا بے سود ہے اور ذکر شہادت کے واسطے مجلس عزا کا مقرر کرنا لاحاصل
ہے اور اس مطلب کے ظاہر کرنیکا اور کتاب سر الشہادتین کے لکہنے کا سبب یہہ ہوا
کہ شاہ عبد العزیز صاحب کے زمانہ مین مذہب شیعہ شہر دہلی مین ترقی پہ تہا۔ اور لوگ
محض اس بنا پر شیعہ ہوتے چلے جاتے تہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام باعث
نجات عقبیٰ ہے اور اہل سنت حسین علیہ السلام کے مخالف ہین کیونکہ اہل سنت
مین نہ عزاء حسین کی مجالس ہوتی ہین نہ فضائل و مصائب حسین علیہ السلام بیان
ہوتے ہین نہ کوئی سنی زیارت کربلاء معلی کو جاتا ہے اور مجالس عزا کو بدعت
سیئہ بتلاتے ہین پس فرقہ اہل سنت ضرور مخالف ہین حسین علیہ السلام کے
اور نجات سے محروم رہینگے اور شیعہ حسین علیہ السلام کے معتقد صادق ہین کہ انکی
تمام عمر ذکر حسین اور زیارت کربلا معلی مین بسر ہوتی ہے شہادت حسین اسی
فرقہ شیعہ کی نجات کا ذریعہ ضرور قرار پاویگی ان خیالات کے سبب شیعہ ہوتے چلے
جاتے تہے۔ چنانچہ اسکی تصدیق شاہ عبد العزیز صاحب کی اوس تحریر سے ہوتی
ہے جو انہون نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشری کے دیباچہ مین لکہی ہے دیکہو کتاب
تحفہ اثنا عشری مطبوعہ مطبع حسینی دہلی جو سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین طبع ہوئی ہے صفحہ نمبر ۲
مین مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

غرض از تسوید این رسالہ و تحریر این مقالہ آنست کہ درین بلاد کہ ما ساکن اینیم و
درین زمان کہ ما در ہیم رواج مذہب اثنا عشریہ و شیوع آن بحد اتفاق افتادہ کہ

کم خانہ باشد کہ یک دو کس از انجا نہ بان مذہب من مذہب نہ باشند و راغب باین
عقیدہ نشوند و ہرگاہ در محافل و مجالس با اہل سنت و جماعت گفتگو سے نمایند
کج پیچ میگویند و شتر گربہ می آرند۔

ترجمہ اس رسالہ کی تحریر سے عرض یہ ہے کہ جس شہر میں میری سکونت ہے۔
اور اس زمانہ میں کہ جو وقت تحریر اس رسالہ کے موجود ہے۔ رواج مذہب
اثنا عشریہ کا اور اشاعت اوسکی اسقدر زیادہ ہے کہ کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ
جسمین دو ایک آدمی اس مذہب کے نہون اور ہمارے مذہب کے لوگ اس
مذہب کی جانب راغب نہون اور جب محفلون اور مجلسون مین اہل سنت و جماعت
سے گفتگو کرتے ہین تو پیچیدہ و ذو معنی باتین کرکے ہان مین ہان ملا دیتے
ہین۔ الی آخرہ۔

پس عزا حسین کی مجلسونمین اور محفلون مین جب اہل سنت شیعو پر اعتراض کرتے
تھے کہ مجالس عزا کا ہونا بدعت سئیہ ہے اور اوسکے جواب مین شیعہ اہل سنت
پر دشمنی آل رسول کا الزام لگاتے تھے جیسا کہ مین لکھ چکا ہون تو اہل سنت سے
کچھہ بن نہ پڑتا تھا لہذا اکم علم اور جہلا کے تالیف قلوب اور مذہب اہل سنت کی حفاظت
اور مذہب شیعہ کی ترقی کو روکنے کی غرض سے کتاب سر الشہادتین لکھی گئی اور
اس کتاب سے یہہ بات ظاہر کی گئی کہ کیا اہل سنت آل رسول کے محب نہین
ہین اور اسی کے ثابت کرنے کو بہت کچھہ فضائل حسنین علیہم السلام کے لکھدیئے
ہین۔ مگر یہ مثل مشہور ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد شاہ صاحب نے کتاب تو لکھی
مگر نتیجہ شہادت لکھین تو کیا لکھین اگر امر واقعی لکھے دیتے ہین کہ یہہ شہادت بغرض
شفاعت امت ہوئی تھی تو یہہ مذہب کا شیعہ کا انسداد محال تھا بلکہ اور زیادہ ترقی
پکڑتا۔ لاچار ہو کر بات بنائی اور لکھدیا کہ یہ شہادت رسول خدا کو درجہ شہادت

حاصل ہونے کے لئے ہوئی تہی ۔ لیکن ؎

چہپتی نہین ہے بات بناوٹ کی بالبہر   آخر کو کہل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی

شاہ صاحب کی تحریر مندرجہ سوال استفسار تین ہی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شاہ صاحب
نے بالکل غلط اور خلاف قرآن و حدیث یہ بات لکہدی ہے کہ حسین علیہ السلام کی شہادت
محض اس غرض سے ہوئی تہی کہ آنحضرت صلعم کو درجہ شہادت حاصل ہو جاوے
قبل اسکے کہ مین اپنے اس بیان کو ثابت کرون ایک امر استفسار طلب ہے اور
مین امید کرتا ہون کہ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب اسکا جواب ضرور
عنایت فرمادینگے ۔

اہل سنت کے نزدیک حضرت ابوبکر بہت بڑے رتبہ کے آدمی ہین اور صدیق اکبر
ہین اور بعد از وفات رسول وہ جانشین رسول ہوے ۔ اسوجہ سے بعد رسول
اونکا رتبہ اس دنیا کے کل زن و مرد سے اعلیٰ اور افضل ہوا پہر کیا سبب ہے کہ
اتنا بڑا جلیل القدر شخص واسطے حصول درجہ شہادت رسول کے ذبح نہوا و حسن
علیہ السلام ذبح ہون ۔ اگر بوجہہ فرزندی حسین علیہ السلام کے ذبح ہونیکی ضرورت
تہی تو جانشینی رسول کا حق بوجہہ فرزندی حسین کو کیون نہ دیا گیا و حسنین کی
موجودگی مین ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید کیون خلیفہ بنائے گئے ۔ عیش دنیا
اور حکومت دنیا کے واسطے تو حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید کی [illegible]
اور اصحاب اور یار غار بنائے گئے اور ذبح ہونے کو حسنین علیہم السلام کی فرزندی
قبول کی گئی ہے ؎

نالہ اسی واسطے کا ہیکو دہائی دیتا   اے فلک گر تجہے اونچا نہ سنائی دیتا

اہل سنت کا یہی کیا مذہب ہے کہ غاصبان خلافت دشمنان آل رسول کی پردہ پوشی
کے لئے کیا کیا دل سے باتین بناتے ہین سے ذبح ہونے کو تو حسنین کو نائب رسول

بناتے ہین اور عیش دنیا حاصل کرنے اور لطف حکومت اوٹہانے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید اسباب بنائے گئے ۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے سر الشہادتین مین لکہا ہے کہ حسین علیہ السلام کی شہادت کی بنا شہرت اور اعلان پر تہی اسلئے اول وحی مین زبان جبرئیل علیہ السلام وغیرہ فرشتو نسے اوسکا مذکور رہوا پہر پتہ شہادت کے مکان کا اور اوسکا نام ۔ اور پتہ شہادت کے وقت کا پہر اوسکا شہرہ بہت ہوا اور برملا ذکر کیا ۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر مین ۔

اسقدر تو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحریر سے بہی ثابت ہے کہ وقوع شہادت سے تخمینا چالیس برس قبل جبرئیل علیہ السلام و دیگر فرشتون نے رسول خدا سے وقت نزول وحی اس واقعہ شہادت کی خبر دی حضرت علی علیہ السلام نے بہی سفر جنگ صفین مین اس واقعہ کو علانیہ بیان فرمایا رسول خداصلعم نے بہی اس واقعہ کو بیان کیا مگر وقت ذکر نہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکا ذکر کیا کہ یہہ شہادت جناب رسول خداصلعم کو درجہ شہادت حاصل ہونیکی غرض سے ہوگی ۔ نہ کسی دوسرے فرشتہ نے اس حال کا ذکر کیا نہ رسولخداصلعم نے اپنی زبان مبارک سے کبہی فرمایا کہ حسین کی شہادت سے میری ذات کو کمال شہادت حاصل ہوگا نہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسا فرمایا پہر نہ معلوم کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے قرآن کی کسی آیت سے یہ بات لکہی ہے کہ آنحضرت کو درجہ شہادت حاصل ہونے کو حسین علیہ السلام شہید ہوے یا کسی حدیث سے یا اونکو الہام ہوا یا اونپر وحی نازل ہوئی یا حالت خواب مین یہ بات اونکو امیر معاویہ نے تبلائی تہی ۔ شاہ صاحب کی طبعی تصنیف قرآن و حدیث کے خلاف قبول کرنا کسی ایماندار کا کام نہین ہے ۔ اور اہل سنت کا یا تقا و صرف آل رسول کی دشمنی کے سبب سے نہے ۔

جیسا کہ مولانا شبلی صاحب نعمانی آپ سیرۃ النعمان صفحہ ۱۴۲ میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے سامنے ہزاروں مسئلے ایسے پیش ہوئے جنمیں کوئی حدیث موجود نہ تھی اسلئے امام صاحب کو قیاس سے کام لینا پڑا۔ اور صفحہ ۱۷۱ میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اس روایت کو قبول نہیں کرتے تھے جو قیاس کے مخالف ہو۔

چنانچہ امام عبدالفتح عبدالکریم شہرستانی بھی کتاب ملل و نحل کے صفحہ ۲۰۸ میں اسکی تصدیق کرتے ہیں امام ابوحنیفہ قیاس سے فتوی دیا کرتے تھے اور دیگر علما اہل سنت کو بھی اقرار ہے کہ امام ابوحنیفہ کے فتاوے کا دار و مدار قیاس پر تھا۔

اگرچہ تمامی کتب ہمارے معتبر اہل سنت ایسی احادیث سے بھری ہوئی ہیں کہ جنمیں رسول خداصلعم نے حکم دیا ہے کہ قرآن و حدیث کے خلاف برنباء قیاس عمل کرنا ضلالت و گمراہی ہے تاہم بنظر احتیاط دو قول ذیل میں نقل کئے دیتا ہوں۔

دراسات اللبیب صفحہ ۳۳۴۔ فَاعْلَمْ اَنَّ الْاَئِمَّةَ الطَّاهِرِيْنَ يُحَرِّمُوْنَ الرَّاۤیَ وَالْقِيَاسَ وَلِهٰذَا لَمَّا دَخَلَ اَبُوْحَنِيْفَةَ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلٰى مَا حَكَاهُ الشَّعْرَانِیُّ فِی اللَّوَاقِحِ قَالَ لَهٗ بَلَغَنِیْ اِنَّكَ لَتَقِيْسُ لَا تَقِسْ فَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ قَاسَ اِبْلِيْسُ۔

ائمہ طاہرین رائے و قیاس کو فقہ میں حرام جانتے تھے ایک روز امام ابوحنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے امام صادق نے ابوحنیفہ سے کہا کہ مجھکو خبر ملی ہے کہ تم قیاس کرتے ہو فقہ میں حالانکہ قیاس نکرنا چا[illegible]

او[illegible] کتاب المیزان الشعرانی صفحہ ۶۲ ۔ وَكَانَ [illegible] جَعْفَرُ بْنُ الصَّادِقِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ مِنْ اَعْظَمِ فِتْنَةٍ تَكُوْنُ عَلٰى مُتَبِّرٍ قَوْمٌ يَقِيْسُوْنَ فِی الْاُمُوْرِ بِرَاۤئِهِمْ ۔ فَيَنْهَدِمُ الْاِسْلَامُ بِذٰلِكَ

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ... ... اس امت میں
قیاس ہے اور امورات شرعی میں راے کو دخل دینا ہے اور قیاس
دخود رائی سے گویا اسلام کو منہدم کرتا ہے۔

دراسات اللبیب صفحہ ۶۵۔ وَقَدْ كَثُرَ تَشْنِيعُ الْمُتَقَدِّمِينَ عَلٰى أَبِي حَنِيْفَةَ
الطَّلَاقِ كَرَاهِيَةَ الْإِفْتَاءِ اور متقدمین نے ابو حنیفہ پر نہایت کثرت سے
طعن کیا مسئلہ طلاق پر (جو ابو حنیفہ نے خلاف قرآن و حدیث اپنی راے سے
جاری کردیا ہے)

مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی صفحہ ۸ اَلْخَطِيْبُ طَعَنَ عَلٰى أَبِي حَنِيْفَةَ
وَالْإِمَامُ أَحْمَدُ وَكَابْنِ الْجَوْزِيِّ فَإِنَّهُ تَابَعَ الْخَطِيْبَ فِي الطَّعْنِ عَلٰى أَبِي حَنِيْفَةَ
خطیب بغدادی نے اور امام احمد ابن حنبل اور ابن جوزی نے امام ابو حنیفہ
پر طعن کیا ہے۔

ایضاً صفحہ ۷۔ وَانْظُرْ أَيْضًا إِلٰى قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الرِّوَايَةِ الْأَخِيْرَةِ حَيْثُ جَعَلَ مِنْ
أَبْنَاءِ أَهْلِ الرَّأْيِ فِي مُقَابَلَةِ النَّصِّ اور عبداللہ ابن عمر مقابلہ نص کے راے کو دیتے تھے۔

ایضاً صفحہ ۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ قَالَ إِذَا قُلْتُمْ فِي دِيْنِكُمْ بِقِيَاسٍ أَحْلَلْتُمْ كَثِيْرًا مِمَّا حَرَّمَ
اللّٰهُ وَحَرَّمْتُمْ كَثِيْرًا مِمَّا أَحَلَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ابن مسعود کہتے ہیں کہ جنہے قیاس کیا دین میں
اوسنے حلال کو حرام کیا اور حرام کو حلال کیا۔

ایضاً نعمٰ باب مدینۃ العلم إِنَّهُ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالْقِيَاسِ لَكَانَ بَاطِنُ الْخُفِّ
أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر دین میں قیاس جائز ہوتا تو
شکم موزہ پر مسح درست ہوتا چونکہ مذہب امام ابو حنیفہ کا سلطنت اور حکومت
کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتا تھا جسکا اقرار مولانا شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان
صفحہ ۷۹۔ میں کیا ہے بدینوجہہ امام ابو حنیفہ واسطے خوشنودی خلفاء و قت کے ...

ـ سنت قرآن وحدیث کی خلاف اپنی قیاس سے فتویٰ دیتے تھے اور اوسی قیاس
کی بنا پر اصول فقہہ بھی مرتب کئے ہین ۔ چونکہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث
دہلوی بھی حنفی المذہب تھے اور ہندوستان کے مسلمان بھی علی العموم
حنفی المذہب ہین لہذا شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی بتقلید امام ابوحنیفہ بنظر
تالیف قلوب سنیان ہندوستان اپنے قیاس سے شہادت حسین علیہ السلام
کی نسبت بھی لکھدیا کہ یہ شہادت اس غرض سے تھی کہ رسول اللہ کو درجہ
شہادت حاصل ہو جاے اور غرض اس سے یہ تھی کہ شیعونکو بھی اس اعتراض کا
موقع نہ ملے کہ اگر اہل سنت کو آل اطہار کے ساتھہ محبت ہوتی تو واقعات کربلا
کو تحریر و تقریر مین ہمیشہ لاتے اور اہلسنت کو بھی دشمنان آل رسول کی تقلید
کی وسعت حاصل ہو اور یہ قیاس شاہ صاحب ممدوح کا زیادہ اعتراض کے
لائق نہین جبکہ اونکے مذہب مین قیاس جائز ہے اور بر بناء قیاس حلال کو حرام
کر دینا اور حرام کو حلال بنا دینا روا ہے ۔ اسی قیاس کی بنا پر مجالس
حال و قوالی مین راگ راگنی و رقص و سرود حلال کیا گیا ہے ۔ تاکہ یہ مجالس
رقص و سرود شیعون کی مجالس عزا کا جواب ہو جاوے کہ تم گریہ وزاری مین بیخود
رہتے ہو واقعات مصائب سنکر ۔ ہم ملک راگنی سنکر محظوظ اور بیخود ہوتے ہین
اور اس آخر مین سنت یزید کو ادا کر دیتے ہین پس اصلی حقیقت مذہب اہل
سنت کی یہ ہے اور دار و مدار اس مذہب کا قیاس پر ہے نہ شریعت پر پھر
ایسا مذہب کیونکر ناجی قرار پا سکتا ہے ۔

تنقیح نمبر ۲۲ بابت دوم

اسمٰعیل علیہ السلام کے حکم ذبح اور بچاؤ نکو

گوسفند کی قربانی مین مصلحت الٰہی کیا تھی اور دوام کیواسطے حیوانون کی قربانی کس غرض سے مقرر ہوئی

چونکہ حسین علیہ السلام کی شہادت بغرض شفاعت امت مقرر ہوئی تھی بدینوجہہ ذبح اسمٰعیل علیہ السلام کا واقعہ ایک علامت تھی شہادت حسین علیہ السلام کی جو نبی آدم کو قبل شہادت سے دو ہزار پانچ سو اسی برس قبل سے اس واقعہ شہادت سے خبردار کررہی تھی کہ وہ تیار رہین اعانت حسین کے واسطے اور مطلع ہو جاوین اس امر سے کہ یہ شہادت باعث شفاعت قرار دی گئی ہے جو شخص فرمانبرداری کریگا حسین علیہ السلام کی وہ نجات پاویگا اور نافرمانی کرنیوالا عذاب دوزخ مین مبتلا ہوگا۔

یہ دستور ابتدا سے مقرر ہے کہ جب کسی نبی کی وفات کا زمانہ قریب ہوتا ہے تو وہ خبر دیتا ہے اپنی امت کو کسی دوسرے نبی کے پیدا ہونیکی جو اوسکے بعد پیدا ہوتا ہے تاکہ لوگ بے خبر ہوکر گمراہ نہو جاوین چنانچہ جناب محمد صلعم کے مبعوث برسالت ہونیکی خبر وقتاً فوقتاً انبیا ماسبق دیتے چلے آئے ہین۔ اور یہہ خبر ہر نبی نے اسوجہہ سے دی کہ آپ پر نبوت کا خاتمہ تھا لوگ بیخبر نرہجاوین۔ اسیطرح شہادت حسین علیہ السلام کی خبر ابتدا سے وقتاً فوقتاً نبی آدم کو دی گئی تاکہ لوگ ذریعہ شفاعت سے خبردار رہین۔ چنانچہ جب زمانہ قریب آیا اور صرف دو ہزار پانچسو اسی برس واقعہ شہادت کو باقی رہگئے اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوا اور یادگاری کے واسطے جانورون کی قربانی معین ہوئی۔

اگر اسمٰعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے تو اس سے صرف ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام

کی فرمانبرداری ثابت ہوتی اور اوسکے معاوضہ مین ان دونون بزرگونکو اجر عظیم حاصل ہوتا خلق اللہ کو کوئی نفع نہ پہونچتا اور محض امتحان فرمانبرداری کیواسطے باپ کے ہاتہہ سے ایک طفل صغیر کو ذبح کراکے مذبوح بے گناہ کو مبتلاے صدمہ ذبح کرنا اور اوسکے باپ کو اس صدمہ مین تاحیات مبتلاے درد وغم وحزن ملال رکہنا فعل عبث تہا اور یہ امر شان الٰہی سے بعید تہا - لیکن مقصد اس حکم کا یہ تہا کہ جسطرح اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے سے ابراہیم علیہ السلام کے دلکو صدمہ عظیم پہونچتا اور وہ مبتلاے رنج والم ہوتے اور اوسکے معاوضہ مین اجر عظیم پاتے اسیطرح حسین علیہ السلام کی شہادت سے جن ایمانداروںکے دل کو مثل ابراہیم علیہ السلام صدمہ پہونچیگا اور وہ اس مصیبت شہادت کی سبب رنج والم مین مبتلا ہونگے اونکو بہی اجر عظیم حاصل ہوگا اور نجات پاوینگے -

چونکہ ابراہیم علیہ السلام واسمٰعیل علیہ السلام اس فرمانبرداری مین ثابت قدم رہے لہذا اس فرمانبرداری کا معاوضہ اوسیوقت ابراہیم علیہ السلام کو تو یہ ملا کہ جو اجر اونکو ذبح کرنے سے حاصل ہوتا وہ اجر بغیر ذبح اونکو عطا ہوا - اور اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح ہو جانے کا پورا اجر ملا اور ذبح سے بہی بچ گئے اور اونکے عوض گوسفند ذبح ہوا - پس جسطرح فرمانبرداری کے سبب اسمعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بچ گئے اوسیطرح مصائب حسین مین جو شخص دردناک ہوتا ہے اور محبت حسین مین مبتلاے رنج ومحن ہوتا ہے اس فرمانبرداری کے سبب آتش دوزخ سے نجات پاتا ہے خواہ کیسا ہی گنہگار ہو کیونکہ شہادت حسین علیہ السلام محض گنہگارون کے شفاعت کی غرض سے ہوئی جو شخص حسین علیہ السلام کا محب وفرمانبردار ہوگا چاہے جیسا گنہگار ہو یقیناً نجات پاویگا اسیواسطے محبت پنجتن پاک امت پر واجب ہوئی - اگر خلفا ثلثہ کی پیروی باعث نجات ہوتی تو مثل پنجتن پاک

خلفاء ثلثہ کی محبت بہی اسیطرح واجب کیجاتی ۔
دہم ذیحجہ کو بالتخصیص جو اسمٰعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے محفوظ ہوئے اور بعوض اونکے گوسفند ذبح کیا گیا اور دہم ذیحجہ مخصوص مسلمانوں کے واسطے اسوجہ سے یوم عید مقرر ہوا کہ اوس روز اسمٰعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بچ گئے اور ہمیشہ کیواسطے دہم ذیحجہ کو حیوانوں کا قربانی مقرر ہوئی ہے یہ سب علامتیں عاشورہ محرم کے واقعہ کی علامتیں تہیں اور خبر دے رہی تہیں کہ دہم ذیحجہ تو اس خوشی کے سبب یوم عید ہو گیا کہ ایک نبی زادہ ذبح ہونے سے بچ گیا ۔ لیکن عید عاشورہ محرم بجائے عید کے یوم مصیبت قرار پاویگا اسوجہ سے کہ اوس روز ایک نبی زادہ یعنی حسین سبط رسول ذبح کیا جاویگا جانوروں کی قربانی خبر دیتی تہی کہ جسطرح دہم ذیحجہ کو گوسفند ذبح کئے جاتے ہیں اسیطرح حسین علیہ السلام مع عزیزان و فرزندان و رفقاء و برادران کے دہم محرم کو مثل گوسفندان قربانی ذبح کئے جاوینگے ۔ اور قربانی کے جانوروں کے واسطے بے عیب ہونے کی جو شرط ہے اور قید لگائی گئی ہے ۔ کہ گوسفند چہہ ماہ سے کم نہو ۔ یہ شرط خبر دیتی ہے شہداء کربلا کے مذبوحوں کی کہ انمیں شش ماہہ شیر خوار بہی ذبح ہوگا اور چہہ ماہ سے کم عمر کا کوئی مرد ذبح نہوگا ۔
ابراہیم علیہ السلام جو حضرت ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل کو صحرائے مکہ میں تنہا چہوڑکر چلے آئے تو اوسوقت حضرت ہاجرہ نے عرض کی تہی کہ اے ابراہیم ہمکو ایسے مقام ویران میں کہ جہاں نہ کوئی مونس ہے نہ غمگسار کسکے اعتماد پر چہوڑے جاتے ہو ۔ اوسوقت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تہا کہ میں تم کو اوس خدای پاک کے اعتماد پر چہوڑے جاتا ہوں جسنے مجہکو یہاں تمہارے چہوڑ جانیکا حکم دیا یہ واقعہ اہل حرم کے اون مصائب کی خبر دیتا تہا کہ جب روز عاشورہ حسین علیہ السلام اہل حرم سے رخصت آخری کو آئے تو اونہوں نے عرض کی تہی کہ یا ابن رسول

اس صحرا اہولناک وزرعہ اشقیا مین ہکو کسکے بہروسہ پر چہوڑکر فرزو جاتی ہو اوسطرح
حسین علیہ السلام نے بہی یہی فرمایا تہا کہ مین تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کرتا ہون اور
اوسیکے بہروسہ پر چہوڑتا ہون۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد
جب آفتاب برآمد ہوا اور اسمٰعیل علیہ السلام شدت تشنگی سے زمین پر ایڑیان رگڑ
نے لگے اور حضرت ہاجرہ نے کوہ صفا پر کہڑی ہوکر فریاد کی کہ اس صحرا مین کوئی مونس
ہے۔ یہ واقعہ حسین علیہ السلام کے اوس واقعہ کی خبر دیتا تہا کہ اسیطرح فرزندوہ
صحراے کربلا مین شدت تشنگی کے سبب آواز استغاثہ بلند کریگا کہ ہے کوئی مونس جو
ہمکو ایک جام آب پلا دے کہ جگر ہمارا شدت تشنگی سے کباب ہوا جاتا ہے۔
اور حضرت ہاجرہ جو درمیان میدان کوہ صفا و کوہ مروہ کے سات مرتبہ دوڑین
اور اسیکے واسطے حالت حج مین سعی کرنیکا ہمیشہ کے واسطے حکم ہوا یہہ علامت
حسین علیہ السلام کے اوس واقعہ کی خبر دیتی تہی کہ عاشور محرم کو حسین علیہ السلام
اسیطرح سات مرتبہ خیمہ گاہ سے مقتل شہدا تک عزیزون اور رفیقون کی نعشین اٹہا
کر دوڑتے تہے۔ اور بمقام منیٰ جو حاجیون کو دہم ذیحجہ کو قربانی کرنے اور بعد قربانی
دو شب اور دو دن وہان مدتون مین قیام کرنے کا حکم ہے یہ علامت ہو اہل حرم کے
اون مصائب کی جو شہادت حسین علیہ السلام کے بعد اونپر گذرے یعنی بعد شہادت
عمر سعد نے دو شب اور دو روز صحراے کربلا مین قیام کرکے اپنے کشتون کو جمع کرکے
دفن کیا اور شہداے کربلا بے دفن و کفن اوس صحرا مین پڑے رہے اونہین نعشہاے
شہدا کے متصل اہل حرم نے بہی دو شب دو روز قیام کیا تہا جیسا کہ حاجی لوگ بمقام منیٰ
متصل مذبح ان قربانی دو شب دو روز قیام کرتے ہین۔ اور رسم فدیہ یعنی جانور
کی قربانی علامت ہے اون فدیون کی جو حسین علیہ السلام نے اکثر عزیز و انصار کا
صحرا مین بروز عاشور بمقام صحراے کربلا فدیہ دئے تہے رسم احرام جو حالت حج مین

مقرر ہوئے یہ علامت ہے حسین علیہ السلام کے اوس ارادہ کی کہ آپنے جامۂ آخری بروز عاشورہ اپنی خواہر زینب خاتون سے طلب فرماکر زیب تن کیا اور مرنے پر کمر باندہی اور جانب مقتل روانہ ہوئے رسم حلق یعنے سر منڈانا یا ناخن کتروانا ۔ یہ علامت ہے حسین علیہ السلام کے اوس مصائب کی کہ بعد شہادت بجاے ناخن تراشنے کے بجدل ملعون نے آپ کی ایک اونگلی بطمع انگشتری قلم کردالی ۔

اختتام حج کے وقت محل ہونے کی جو رسم معین ہے کہ پارچہ جات احرام اوتار دالتے ہین ۔ یہ علامت ہے حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کے خاتمہ کی کہ حاجی لوگ تو پارچہ احرام کو خود اوتار تے ہین مگر حسین علیہ السلام جو پارچہ زیب تن کرکے شہید ہوئے تو اوسکو اشقیا امت نے اوتارا اور لوٹا ۔

پس یہہ سب رسمین اور ذبح اسمعیل علیہ السلام کا حکم اور بعوض اوسکے گوسفند کا ذبح ہونا اور ہمیشہ کے واسطے رسم قربانی کا مقرر ہونا شہادت حسین علیہ السلام کی علامتین تہین جو ابتدا سے ظاہر کردی گئی تہین تاکہ لوگ خبردار رہین کہ ایکدن ایسا واقعہ اس دنیا مین گنہگارون کی شفاعت کے واسطے واقع ہونیوالا ہے جو لوگ ایمان لاوینگے اور پیروی کرینگے اور اطاعت وفرمانبرداری کرینگے حسین علیہ السلام کی اور شہادت حسین کو ذریعہ نجات قبول کرینگے وہ چاہے جیسے گنہگار ہون بعوض خون حسین ضرور نجات پاوینگے جیسا کہ اسمٰعیل علیہ السلام نے بوجہ فدیہ ذبح ہونیسے نجات پائی ۔ اور پورا ثبوت واقعہ مندرجہ ذیل سے ہوگا ۔

تنقیح نمبر بست وسوم

مجموعہ توراۃ کتاب یسعیاہ باب ۵۳ مین کسی بزرگ کے بے جرم وخطا ذبح ہونیکا تذکرہ ہے اور اس شہادت کا کیا نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے ۔

مجموعۂ توراۃ وانجیل کے کتب آسمانی ہونے مین تو چارے کلام نہین مگر احکام اوسکے بوجہہ نزول قرآن واجب العمل نہین رہے اور بباعث تحریف یہ کتابین قابل اعتبار نہین۔ تاہم تحریف سے یہ غرض نہین ہے کہ ساری کتاب بمضمون بدل کر کوئی مضمون جدید تصنیف کیا گیا ہو بلکہ تحریف کا مطلب اسیقدر ہے کہ بعض جملہ اسطرح پر تغیر و تبدل کئے گئے ہین کہ جن سے اصل مطلب پوشیدہ رہجاتا ہے۔ ظاہر نہین ہونے پاتا مثلاً کتاب استثنا باب ۱۸۔ آیت ۱۷ و ۱۸ و ۱۹۔ کا مضمون مندرجہ قابل غور ہے۔

اور خداوند نے مجھے کہا کہ اونہون نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ مین اونکے لئے اون کے بھائیون مین سے تجھہ سا نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اوسکے منہ مین ڈالونگا اور جو کچھہ مین اوسے فرماؤنگا وہ سب اونسے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتونکو جنہین وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے لونگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پیغمبر جناب محمد صلعم کے مبعوث برسالت ہونے کی دی تہی اور اسمین آنحضرت کا نام بہی ظاہر کیا تہا مگر یہود نے اسقدر تحریف کردی کہ نام نکالڈالا جسکے سبب سے خلق اللہ دہوکے مین پڑی ہوئی ہے اگرچہ آنحضرت کا نام اس خبر سے نکالڈالا گیا تاہم اسقدر تو ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نبی کے مبعوث برسالت ہونیکی خبر ہے اور وہ نبی مثل موسیٰ علیہ السلام کے ہوگا اور اوسپر وحی نازل ہوگی۔

نزول وحی کا ثبوت اس جملہ سے ہوتا ہے کہ مین اپنا کلام اوسکے منہہ مین ڈالونگا اور وہ میرا نام لیکر کہیگا۔ پس مثل موسیٰ علیہ السلام کے کہ جسپر وحی نازل ہوئی ہو بجز جناب محمد صلعم کے آجتک کوئی نبی پیدا نہین ہوا تو گو اس خبر مین سے آنحضرت کا نام نکالڈالا گیا ہے تاہم اس خبر سے آپ کی نبوت کی صداقت تو ہو جاتی ہے اور گمراہون کیواسطے ایک دلیل تو قائم ہوتی ہے اسیطرح مجموعہ توراۃ کتاب

لیسعیاہ کتاب ۵۳ مین حسین علیہ السلام کا یہ واقعہ لکہا ہے مگر نام حالانکہ الانبیا
ماہم اس پیشینگوئی کا مصداق بجز حسین علیہ السلام کے آجتک کوئی دوسرا اس پردہ
دنیا پر پیدا نہین ہوا۔ اسلئے شہادت حسین کا ذریعہ نجات ہونا جب اس پیشینگوئی
سے ظاہر ہوتا ہے تو گو نام نہین ہے مگر آجتک کوئی دوسرا مصداق اس پیشین
گوئی کا بجز حسین کے جب پیدا نہین ہوا تو منکرین کے سکوت کے واسطے یہہ پیشین
گوئی ایک دلیل واضح ہے۔ اسپر بہی اگر منکرین کو انکار رہیگا تو اونپر اسبات
کا ثابت کرنا واجب ہوگا کہ وہ کون بزرگ ہین جنکے حق مین یہ پیشینگوئی ہے۔
کتاب لیسعیاہ باب ۵۳ کی بجنسہ نقل ذیل مین کیجاتی ہے۔

۱۔ ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا۔ اور خداوند کا ہاتہ کسپر ظاہر ہوا۔ ۲۔ وہ اوسکے آگے کونپل کی طرح پہوٹ نکلا ہے اور اوس جڑ کے مانند جو خشک زمین سے پہوٹتی ہو اوسکے ڈیل ڈول کی کچہہ خوبی نہ تہی اور نہ کچہہ رونق کہ ہم اوسپر نگاہ کرین اور کوئی نمایش بہی نہین کہ ہم اوسکے مشتاق ہووین ۳۔ وہ آدمیون مین نہایت ذلیل وحقیر تہا۔ وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا۔ لوگ گویا اوس سے روپوش تہے اوسکی تحقیر کی گئی اور ہمنے اوسکی کچہہ قدر نجانی۔ ۴۔ یقیناً اوسنے ہماری مشقتین اوٹہا لین اور ہمارے غمونکا بوجہہ اپنے اوپر چڑہا لیا۔ پر ہمنے اوسکا یہہ حال سمجہا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے۔ ۵۔ پر وہ ہمارے گناہون کے سبب سے گہایل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریون کے باعث کچلا گیا۔

ہماری سلامتی کے لئے اوسپر سیاست ہوئی تاکہ اوسکے مار کہانے سے ہم چنگے ہون ۶۔ ہم سب بہیڑونکی مانند بہٹک گئے۔ ہم مین سے ہر ایک اپنی راہ کو پہرا۔ پر خدا نے ہم سب کی بدکاری اوسپر لادی۔ ۷۔ وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہوا۔ تو بہی اوسنے اپنا منہہ نہ کہولا۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لیجاتے اور جیسے

بھیڑ اپنے بال کترنے والون کے آگے بیزبان ہے اوسیطرح اوسنے اپنا منہ نہ کھولا۔
۸۔ ایذا دیکے اور اوسپر حکم کرکے اوسے لیگئے۔ پر کون اوسکے زمانہ کا ذکر کریگا کہ وہ
زندونکی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ میرے گروہ کے گناہون کے سبب اوسپر مار پڑی
۹۔ اوسکی قبر بھی شریرونکے درمیان ٹھیرائی گئی تھی پر اپنے مرنے کے بعد وہ دولتمندون
کے ساتھہ وہ ہوا کیونکہ اوسنے کسیطرحکا ظلم نہ کیا اور اوسکے منہ مین ہرگز چھل
نہ تھا۔ ۱۰ لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اوسے کچلے اوسنے اوسے غمگین کیا جب اوسکی جان
گناہ کے لئے گذرانی جاویگی تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا۔ اور اوسکی عمر دراز ہوگی۔
اور خداکی مرضی اوسکے ہاتھہ کے وسیلہ سے برآویگی۔ ۱۱۔ اپنی جان کا دکھہ اوٹھاکے
وہ اوسے دیکھیگا اور سیر ہوگا اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتونکو راستباز
ٹھیراویگا کیونکہ وہ اونکی بدکاریان اپنے اوپر اوٹھا لیگا۔ ۱۲۔ اسلئے مین اوسے
بزرگون کے ساتھہ ایک حصہ دونگا اور وہ لوٹ کا مال زورآورونکے ساتھہ بانٹ
لیگا کہ اوسنے اپنی جان موت کے لئے اونڈیل دی اور وہ گنہگارون کے درمیان
شمار کیا گیا۔ اور اوسنے بہتون کے گناہ اوٹھالئے اور گنہگارونکی شفاعت کی
ایکہزار تین سو چھپن برس قبل از ولادت شہادت امام حسین علیہ السلام کی یہ خبر دی
گئی ہے جسکی نقل حرف بحرف کتاب یسعیاہ نبی مشمولہ کتاب مجموعہ توریت سے کی
گئی ہے جو چاہے اصل کتاب سے مقابلہ کرلے۔
اب مین ان پیشین خبری کے ہرایک جملہ کی ذیل مین توضیح اور تشریح کرتا ہون
آیت کی نقل موٹے حروف مین لکھی جاتی ہے اور تشریح اوسکی باریک حروف مین۔

پہلی آیت کا جملہ اول ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا

بنی آدم مین بنی اسرائیل کو خدا نے برگزیدہ کیا تھا اور اونہین کے قوم کے لوگ

مبعوث برسالت ہوئے۔ یسعیاہ نبی پر جب پروردگار عالم نے حسین علیہ السلام کی پیدائش اور شہادت کا واقعہ ظاہر کیا تو وہ افسوسناک ہوئے اور حالت تاسف میں فرمانے لگے کہ ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا ہے یعنی بنی اسرائیل کو خدا نے برگزیدہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے نبی آخر الزمان کے مبعوث برسالت ہونیکی خبر دی۔ لیکن باوجود اس عزت افزائی اور برگزیدگی کے بنی اسرائیل نبی آخر الزمان کی رسالت پر ایمان نہ لاوینگے اور غیر قومیں ایمان لاوینگی۔

لہٰذا اس حالت تاسف میں فرماتے ہیں کہ ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا یعنے خبر تو دی گئی تھی بنی اسرائیل کو اور ایمان لائیں غیر قومیں پس اس جملہ سے نبی نے اپنا تاسف ظاہر کیا ہے۔

پہلی آیت کا جملہ دوم۔ اور خداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہوا

دست خدا کا اشارہ علی ابن ابیطالب کیطرف ہے کیونکہ یداللہ آپکا لقب ہے۔

پس نبی حالت استعجاب میں فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی نافرمانی کے سبب جب غیر قومیں نبی آخر الزمان کی رسالت پر ایمان لاوینگی تو اونہیں کے اوپر خدا کا ہاتھ بھی ظاہر ہوگا یعنی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام پیدا ہونگے۔

دوسری آیت کا جملہ اول وہ اوسکے آگے کونپل کیطرح پھوٹ نکلا ہے

یہ اشارہ حسین علیہ السلام کی پیدائش کا ہے لفظ وہ کا اشارہ تو حسین علیہ السلام کیجانب ہے اور لفظ اوسکے سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ یعنے حسین اوسکے آگے یعنے حضرت علی علیہ السلام کے آگے کونپل کیطرح پھوٹ نکلا۔

جسطرح درخت سے کونپل پہوٹتی ہے اوسیطرح وہ موعود کہ جسکا ذکر نبی اس پیش خبری
مین کرتے ہین صلب حضرت علی علیہ السلام سے پیدا ہوگا۔ اصلی مطلب اس جملہ کا
یہہ ہوا کیونکہ آیت مین ہے کہ خدا کا ہاتھ کسپر ظاہر ہوا اور دست خدا سے مراد
علی ہین اور لفظ اوسکے آگے کا اشارہ اوسے خدا کی جانب ہے یعنی اوسکے
آگے کسکے آگے ید اللہ کے آگے۔ وہ موعود کسطرح پیدا ہوگا جسطرح درخت مین کونپل
پہوٹتی ہے اور نتیجہ اوسکا یہہ نکلے گا کہ صلب حضرت علی علیہ السلام سے وہ موعود یعنی
حسین علیہ السلام پیدا ہونگے پس اس جملہ مین اوس موعود کے پیدا ہونے کی
خبر دی گئی ہے جو نبی آدم کی نجات کا ذریعہ گردانا گیا ہے جسکا ثبوت آیات مابعد
سے ہوتا ہے

دوسری آیت کا دوسرا جملہ اور اوس جڑ کی مانند جو خشک زمین سے پہوٹتی ہو

خشک زمین مین جو کسی درخت کی جڑ ہوتی ہے اوسمین کونپل نہین پہوٹا کرتی۔ جبتک
وہ زمین پانی سے سیراب نہو۔ اسیطرح جس عورت کو حیض نہین ہوتا اوسکے بطن
مین نہ نطفہ قیام پکڑتا ہے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور جناب فاطمہ زہرا کثافت
حیض آلودگی ناسے دیگر سے طیب وطاہر تہین۔ پس اس آیت مین نبی نے
ظاہر کیا ہے کہ وہ موعود اوس بطن طیب وطاہر سے پیدا ہوگا جو کثافت حیض
وآلودگی ناسے دیگر سے طیب وطاہر ہوگا۔ دوسرا مطلب اس آیت سے
یہہ ہے کہ جسطرح خشک زمین مین کسی درخت کی جڑ قدرت الٰہی سے بغیر پانی
سرسبز وشاداب ہوتی ہے۔ اسیطرح وہ موعود پیدا ہوکر پرورش پاویگا
یہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ حسین علیہ السلام ششماہہ پیدا ہوے ہین۔

اور جو بچہ ششماہہ پیدا ہوتا ہے وہ زندہ نہیں رہتا اس دنیا مین بجز دو
بزرگون کے تیسرا ششماہہ پیدا ہوکر زندہ نہین رہا ان مین سے ایک حسین
علیہ السلام ہین اور مولود ثانی مین اختلاف ہے بعضون نے لکھا ہے کہ جناب
یحیی بھی ششماہہ پیدا ہوئے تھے اور جلاء العیون مین جناب مسیح کا ششماہہ
پیدا ہونا لکھا ہے۔ پس جسطرح خشک زمین سے کسی درخت کا سرسبز شاداب ہونا
قابل تعجب سمجھا جاتا ہے اسیطرح اوس مولود یعنی حسین کا ششماہہ پیدا ہوکر زندہ رہنا
قابل تعجب ہے یعنے جسطرح خشک زمین سے کوئی نبتاتی چیز سرسبز شاداب ہوتی ہے ۔
اسیطرح وہ مولود ششماہہ پیدا ہوکر زندہ رہیگا تیسرا مطلب اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے
کہ امام حسین جب پیدا ہوئے تھے تو جناب سیدہ کو دودہ بالکل نتھا اور جسطرح خشک زمین
مین بیج درخت کا سرسبز شاداب ہونا قابل تعجب ہے اسیطرح کسی مولود کا بغیر شیر مادر زندہ
رہنا مشکل ہے پس جسطرح خشک زمین سے درخت کی جڑ سرسبز شاداب ہوتی ہے اسیطرح اوس مولود کا یعنی حسین
کا بغیر شیر مادر زبان رسول خدا صلعم چوس کر پرورش پانیکا نبی اس آیت مین اشارہ کرتے ہین ۔

دوسری آیت کا تیسرا جملہ ۔ اوسکے ڈیل ڈول کی کچھہ خوبی تھی اور نہ کچھہ رونق کہ ہم اوس پر نگاہ کرین اور کوئی نمایش نہین کہ ہم اوسکے مشتاق ہون

اس جملہ مین حسین علیہ السلام کی مظلومی کیجانب اشارہ ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ
وہ مولود مثل رستم واسفندیار وغیرہ پہلوانان نامی کے نہ بہت بڑا پہلوان شہرت یافتہ
نہ خوبصورتی میں مثل یوسف علیہ السلام کے بے مثل ہوگا کہ لوگ اوسکے دیکھنے کے مشتاق
ہون اور نہ کوئی ظاہری نمایش اوسمین مثل سلاطین کے ہوگی کہ جسکے دیکھنے کا کوئی

شخص مشتاق ہو۔

تیسری آیت کا پہلا جملہ وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا

یا یہ جملہ خبر دیتا ہے امت محمدی و اصحاب محمدی کی بیوفائی اور وصیت رسول اللہ صلعم کی
نافرمانی کا ۔ امیر معاویہ جب ولیعہدی یزید کی بیعت لینے مدینہ منورہ میں آئے -
تو اہل مدینہ واسطے استقبال کے گئے اونمیں حسین علیہ السلام بھی تھے ۔ امیر معاویہ
حسین علیہ السلام کو دیکھکر خشمناک ہوئے اور ترشروئی سے کہنے لگے کہ تمہارے حسد
اور عداوت کو میں خوب پہچانتا ہوں ۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے
معاویہ اپنی زبان کو روک کہ میں ان کلمات سخت کا سزاوار نہیں ہوں جو تو
کہتا ہے ۔ امیر معاویہ نے کہا کہ تم انہیں سخت کلمات کے لائق ہو ۔ بلکہ ان
سے زیادہ بدتر کلام کے لائق ہو ۔ تم جو چاہتے ہو خدا اوسکے خلاف چاہتا ہے
پس اس جملہ میں یہ اشارہ کہ وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا ظاہر کرتا ہے
اس بات کو کہ جناب رسالتمآب صلعم نے انہیں حسین کے حق میں فرمایا تھا کہ یہ
سردار ہیں جوانان بہشت کے اور امت کو وصیت کی تھی کہ یہ میرے اہلبیت
ہیں انکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا ۔ اور پروردگار عالم نے انہیں حسین
کی محبت امت پر واجب کی تھی اور آیہ قل لا اسئلکم نازل فرمایا تھا ۔
بعد وفات رسول خدا صلعم اوسی حسین کی یہ قدر تھی کہ امیر معاویہ نے بوجہ انکار
بیعت یزید کلمات سخت بکے اور سب اصحاب دیکھتے رہے اور حسین علیہ السلام کی کچھ
اعانت نہ کی اسکی نسبت نبی نے ظاہر کیا کہ وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل و حقیر تھا ۔
اگر ذلیل و حقیر امت کی نظروں میں نہو تو امیر معاویہ کو نہ جرات سخت کلامی کی ہوتی
نہ اصحاب رسول و شرفاء مدینہ اس ہتک کو دیکھ سکتے ۔

تیسری آیت کا جملہ دوم وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا ۔

پہلا صدمہ رنج و غم تو حسین علیہ السلام کو اون اصحاب رسول سے پہونچا کہ جنہون نے
حضرت علی علیہ السلام کو حکومت ظاہری سے محروم کرکے خود خلیفہ بن بیٹھے ؛ دنیا مرتد
گمراہی مین پڑی ۔ دوسرا صدمہ یہہ پہونچا کہ مسلمانون ہی کی سازش سے حضرت
علی علیہ السلام شہید ہوئے ۔ تیسرا صدمہ یہہ پہونچا کہ امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید
کئے گئے اور امام حسین علیہ السلام تنہا رہ گئے اس تنہائی مین جو تہا صدمہ یہہ ہوا
کہ امیر معاویہ نے سخت کلامی کی اور کسی نے آپکی اعانت نہ کی ۔ پانچوان صدمہ یہ
ہوا کہ وفات معاویہ کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو اوسنے ولید حاکم مدینہ کو لکہا ۔ کہ
حسین سے میری بیعت لو اگر انکار کرین سر کاٹکر بہیجدو حسین علیہ السلام نے بیعت سے
انکار کیا اور ترک وطن کرکے مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے اور ترک وطن اور جدائی روضہ رسول
خدا و جدائی فاطمہ صغرا کا صدمہ اوٹہانا پڑا ۔ چہٹا صدمہ یہ ہوا کہ مکہ معظمہ مین بہی آپکو چین نہ لینے دیا
اور یزید نے بہانہ حج ایک گروہ قتل حسین علیہ السلام کیواسطے بہیجا اور حسین کو مجبوراً جانب عراق ہجرت
کرنی پڑی ۔ ساتوان صدمہ یہ ہوا کہ صحرا کربلا مین جوان فرزند شیرخوار بچہ جوان بہائی بہتیجے بہانجے
یار و انصار دوپہر مین آپکی آنکہونکے سامنے ذبح کئے گئے اور انجام مین بیبیون کو بے مونس و
غمخوار دشمنان دین کے نرغہ مین چہوڑکر آپ کو بہی شربت شہادت نوش کرنا پڑا ۔
انہین رنج و غم کی نسبت یسعیاہ نے اس جملہ مین خبر دی ہے

تیسری آیت کا تیسرا جملہ کہ گویا اوس سے رو پوش تہے اوسکی تحقیر کی گئی اور ہمنے اوسکی کچہہ قدر نجانی ۔

اس جملہ مین نبی ظاہر کرتے ہین کہ جو اوس تحقیر کے جسکا ذکر جملہ اول و جملہ دوم

آیت ہذا کی توضیح مین لکہا ہے امت محمدی سب کے سب لوگ حسین علیہ السلام کو بیحرمت کرتے ہوئی دیکھینگے مگر حسین علیہ السلام کی اعانت سے کنارہ کشی اختیار کرین گے اور حسین علیہ السلام کی کچھہ قدر نہ کرین گے گویا کہ وہ حسین علیہ السلام کی تحقیر اور شہادت اور ہجرت اور اہل حرم کی اسیری ہے کہ جو باعث حقارت تہا نجیر تہی اس روگردانی پر نبی نے افسوس ظاہر کیا ہے۔

چوتھی آیت یقیناً اوسنی ہماری مشقتین اوٹھالین اور ہمارے غمونکا بوجھہ اپنے اوپر چڑھا لیا پر ہمنے اوسکا یہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے

رسول خدا صلعم کے وسیلہ سے جو شریعت امت محمدی کو ملی تہی اوسکی حفاظت اور اوسپر عمل کرنا ساری امت کے ذمہ تہا مگر امت نے شریعت کی حفاظت اور اوسپر عمل کرنے سے بے پروائی اور غفلت کی اور اپنا امام اور پیشوا ان لوگون کو بنایا جو قابل امامت نہ تہے اور یزید کی خلافت پر سب نے اجماع کرکے اوسکو اپنا امام بنایا۔ اور یزید نے امام بنکر شراب خواری اور زنا اور لواطت اور حقیقی بہائی بہن کا عقد و سود خواری وغیرہ منہیات شرعی کو رواج دیا اور سب دیکھتے رہے حفاظت شریعت اور مخالفت یزید پر کوئی آمادہ نہین ہوا اور حسین علیہ السلام نے امت کی ان معصیتون کا بار اپنی گردن پر لیا یعنی حفاظت شریعت کا بار کہ جسکا تحفظ ساری امت پر واجب تہا۔ اسپر بہی امت نے حسین علیہ السلام کی کچھہ قدر نہ کی اور اونکو بوجہہ مخالفت یزید امام وقت کا مخالف سمجہا۔

اس واقعہ کیجانب نبی نے اس آیت مین خبر دی ہے کہ ایسا ہوگا جیسا کہ ذکر کیا گیا

پانچوین علامت یہ وہ ہمارے گناہون کے سبب ملیا میٹ کیا اونہاری بدکاریونکے باعث کچلا گیا ہماری سلامتی کیلئے اوسپر سیاست ہوئی تاکہ اوسکے مار کہانے سے ہم چنگے ہون ۔

اس آیت مین خبر دی گئی ہے کہ جب امت محمدی تحفظ شریعت مین لاپروائی اور غفلت کرکے گنہگار ہونگی اور اونکے گناہون کے سبب تحفظ شریعت کا بار وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام اپنی گردن پر لینگے تو اس سبب سے وہ گہائل یعنی نیزہ و شمشیر سے زخمی کئے جاوینگے ۔ اور امت محمدی جبکہ گمراہی مین پڑکر نااہلون کو دین اسلام کا امام بنا دینگے اور ان نااہلون کی حکومت سے دین اسلام و شریعت اسلام مین اختلافات پیدا کرینگی اور اپنی خود رائی اور قیاسات پر دارومدار ایمان کا رکہینگی ۔ اونکی ان بدکاریون سے ایماندارونکے بچانیکو وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام جب مستعد ہونگے تو کچلے جاوینگے یعنے قتل ہونگے اور نعش اونکی سم اسپان سے پامال کیجاویگی اور جملہ سوم مین جو خبر ہے کہ ہماری ہی سلامتی کے لئے اوسپر سیاست ہوئی اسکا مطلب یہ ہے کہ اوس موعود یعنے حسین علیہ السلام پر جسقدر ظلم ہون گے رہنمائی اور ہدایت امت کے واسطے تاکہ اوسکے مار کہانے سے ہم چنگے ہون سے یعنے ہماری ہدایت اور رہنمائی کے واسطے بغرض حفاظت شریعت اوس موعود یعنے حسین علیہ السلام پر جو ظلم و ستم ہونگے اونکے سبب شریعت اسلام تا قیامت قائم رہیگی اور امت ہدایت پاویگی اور یہ ہدایت بوجہ حسین علیہ السلام ایماندارونکی نجات کا ذریعہ ہوگی اور دین اسلام اسکے سبب سے تا قیامت قائم رہیگا ۔

اسیوجہ سے شہادت حسین علیہ السلام نجات امت کا باعث قرار پائی ہے ۔

چھٹی آیت ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا پر خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اوسپر لادی =

بھیڑونکی گلہ مین جبکہ کوئی چرانہین ہوتا تو جسطرف اونکا منہ اوٹھتا ہے چلی جاتی ہے ۔
رسول خدا صلعم کے مرتے ہی لوگ سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے اور ہر شخص
خلافت کا دعویدار تھا اسیکی بابت جملہ اول مین اشارہ ہے ۔
کہ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے یعنے نعش آنحضرت کو بے گور وکفن چھوڑ دینگے
اور علی ابن ابیطالب جانشین پیغمبر وخلیفہ حق سے برگشتہ ہوکر گمراہی اختیار
کرینگے اور جملہ دوم کا اشارہ اختلاف مذہبی کیجانب ہے یعنے حضرت علی علیہ السلام
سے برگشتہ ہوکر بطلب ریاست وحکومت فتنہ وفساد برپا کرینگے اور پیشوا انکے
لوگونکو گمراہ کرینگے جیسا کہ سورہ محمد وسورہ انعام وسورہ مائدہ وسورہ فرقان
مین پیشخبری ہوئی ہے جسکی نقل تنقیح نمبر چہارم مین کی گئی ہے ۔ اسیکی بابت
نبی نے جملہ دوم مین ظاہر کیا ہے کہ ہم مین سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا یعنے
شریعت کی راہ مستقیم ترک کرکے اور حضرت علی علیہ السلام سے منحرف ہوکر لوگ
بطلب ریاست وحکومت گمراہ ہوجاوینگے اور اپنے اپنے طریقے جدا جدا
قائم کرکے ایک مذہب کے چند مذہب بنا دینگے اور اس گمراہی اور اختلاف
مذہبکا نتیجہ نبی نے جملہ سوم مین ظاہر کیا ہے ۔
کہ ان گمراہوں کی اور ان بدکاریونکا بار اوس مولود کو اوٹھانا پڑیگا
کونسا مولود یعنے حسین علیہ السلام کو اور کیسی بدکاریان یعنے طلب
ریاست وحکومت کے سبب جو احکام شرعی کی نافرمانی کرینگے اور اس

نافرمانی کے سبب اختلاف مذہبی پیدا ہوگا تو لوگون کو حق و ناحق کا تمیز مشکل
ہوگا جسکے انجام مین نجات سے محروم ہونگے لہذا خدا اوس موعود کو واسطے رہنمائی و
وہدایت امت کے ظاہر کریگا اور اوسکے ذریعہ سے ہمیشہ کیواسطے حق و ناحق کی تمیز کا ذریعہ
لوگون کو حاصل ہوگا۔

ساتوین آیت کا پہلا جملہ وہ نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہوا تو بھی اوسنے اپنا منھہ نہ کہولا۔

آیت ششم کے جملہ اخیر کی توضیح مین یوظاہر کیا گیا ہے کہ جب وہ موعود یعنے
حسین علیہ السلام امت کی بدکاریون کے سبب رہنمائی و ہدایت کے بار
کو اپنے اوپر بحکم الٰہی اوٹہا وینگے تو اوسکی عوض وہ بہت ستائے جاوینگے
او ر اونکو شدید رنج و غم پہونچایا جاویگا اور وہ سب برداشت کرینگے جیسا کہ
اس آیت سے ظاہر ہے اور جسکو سب نے دیکھہ لیا کہ خلافت یزید مین شریعت
اسلام نیست و نابود ہوئی جاتی تہی حسین نے بنظر حفاظت شریعت بیعت یزید
سے انکار کیا اور اس انکار بیعت کے سبب فوج یزید نے حضرت کے نوعمر او ر
جوان اور شیر خوار بچون و برادرون و برادرزادون و بہانجون کو تیغ جفا
سے ذبح کیا کہ جسکے سبب سے حسین علیہ السلام بدرجہ غایت غمزدہ ہوئے
مگر آپنے بجز شکر الٰہی کے بیعت یزید کا اقرار نہ کیا اوسیکا اظہار اسی آیت مین
کیا گیا ہے کہ وہ بہت ستایا جاویگا جسکا مطلب یہ ہے کہ تمامی عزیز
و انصار اوسکی آنکھون کے سامنے شہید ہونگے پہر لکہا ہے کہ وہ غمزدہ ہوا اسکا مطلب یہ
کہ ان مصائب شدید کے سبب اوسکو رنج عظیم پہونچیگا۔ پہر لکہا ہے کہ تو بھی اوسنے اپنا منھہ
نہ کہولا یعنی باوجود گذرنے ایسے مصائب عظیم کے بھی وہ صبر اور شکر کریگا اور بیعت

یزید کا اقرار نہ کریگا منہ نہ کہولنے کا اشارہ بیعت یزید کی جانب ہے۔

ساتوین آیت کا دوسرا جملہ وہ جیسے برہ جسکو ذبح کرنے لیجاتی اور جیسے بہیڑ اپنے بال کترنیوالون کے آگے بے زبان ہے اوسیطرح اوسنے اپنا منھہ نہ کہولا

اس جملہ مین نبی نے ظاہر کیا ہے کہ جسطرح بہیڑ اپنے ذبح کرنیوالے کے آگے بیچو رہوتی ہے اور اپنے بال کترنیوالے کے آگے بوجہ مجبوری سکوت کرتی ہے اسیطرح وہ مرعود یعنے حسین کوفیون اور شامیون کی کثرت کے سبب مثل بہیڑ کے مجبور اور لا بس ہونگے مگر اس بے بسی اور مجبوری کے سبب بہی وہ اپنا منہ نہ کہولینگے یعنے بیعت یزید کا اقرار نہ کرینگے۔

آٹھوین آیت۔ ایذا دیکر اور اوسپر حکم کرکے وہ اوسے لیگئے پر کون اوسکے زمانہ کا ذکر کریگا کہ وہ زندونکی زمین سے کاٹ ڈالا گیا میری گروہ گناہون کے سبب اوسپر مار پڑی

جب حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوچ کرکے جانب عراق روانہ ہوئے تھے تو جب وہ منزل کے قریب پہونچ گئے تو حر ابن ریاحی معہ ایک ہزار سوارون کے آپ کے سدراہ ہوئے۔ اور عرض کی کہ عبیداللہ ابن زیاد نے مجھکو متعین کیا ہے کہ آپ کو گرفتار کرکے اوسکے پاس لیجاؤں۔

اور حرنے آپ کو گہیر کر صحراء کربلا تک پہونچا یا۔

اسیکی بابت جملہ اول مین نبی اشارہ کرتے ہین کہ اوسپر حکم کرکے لیگئے

اور جملہ دوم و سوم مین تو نبی انبیا تاسف ظاہر کیا ہے کہ جب وہ موعود یعنے
حسین علیہ السلام شہید ہو جاوینگے تو اونکے اس واقعہ شہادت کا ذکر اس طور پر
کہ بوجہ گناہان امت بغرض شفاعت امت آپ شہید ہوے کون کریگا۔
کیونکہ اوس زمانہ کے کل مسلمان بوجہ بیعت یزید باستثناء بعض کے حسین علیہ السلام
کے دشمن تھے اور یہ دشمنی زمانہ دراز تک قائم رہی اور محبان حسین بوجہ ذکر
حسین بکثرت قتل ہوے اور آجتک دشمنان حسین اس کوشش سے غافل
نہین ہین کہ مسطور رنسے ہو سکے ذکر شہادت حسین و مجالس عزاء حسین کو بند
کرنا چاہتے ہین کو بذریعہ الہام ان واقعات سے اطلاع ہوئی جسکی نسبت وہ
افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہین کہ کون اوسکے زمانہ کا بیان کریگا یعنے ہر طرف تو
دشمن ہی دشمن ہونگے پھر اوس موعود کے زمانہ شہادت کا واقعہ دشمنونکے ظلم اور سختی اور مزاحمت
کے سبب راست کون بیان کریگا کہ وہ گنہگارونکی نجات کے واسطے قتل کیئے گئے اور
نجات گنہگاران کے لئے اونہون نے مصائب عظیم برداشت کئے

**تو بھی آیت اوسکی قبر بھی شریرونکے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اپنے
مرنیکے بعد دولتمندونکے ساتھ وہ ہوا۔ کیونکہ اوسنے کسیطرحکا ظلم نکیا
اور اوسکے منہہ مین ہرگز چھل نہ تھا۔**

جملہ اول مین بطور تمثیل اسبات کا اشارہ کیا گیا ہے کہ اوسکی قبر شریرون کے درمیان
ٹھہرائی گئی مطلب اسکا یہہ ہے کہ وہ بالزام انکار بیعت امام وقت قتل کیا جاویگا۔
اور وہ گنہگار و منکر امام وقت قرار دیا جاویگا اور شریرونمین شمار
کیا جاویگا۔ لیکن وہ بعد قتل بڑا عزیز رتبہ اور صاحب کمال ہے اور

خاصان خدا مین شمار ہوگا - کیونکہ دوسرے جملہ مین جو دولتمندون کے شامل ہونیکا اشارہ ہے -

یہ بالکل بے موقع ہے کیونکر قبر کو دولتمندون سے کیا نسبت اصلی مطلب لفظ دولتمند سے یہی ہے کہ اوسکا شمار خاصان الہی مین ہوگا - کیونکہ متوفی کو دولتمندی سے کیا تعلق - اور جملہ اول و دوم کی جو توضیح مین نے کی ہے اوسکی تائید جملہ سوم وچہارم سے ہوتی ہے - جسمین لکھا ہے - کہ اوسنے کسیطرح کا ظلم نہ کیا اسوجہہ سے وہ بدمردن دولتمندون کے ساتھہ ہوا اسکا مطلب یہہ ہے کہ بیعت یزید سے اوسکا انکار باعث گناہ نہوگا کہ اوسکا شمار شریرون مین ہو - اور جملہ چہارم مین ہے کہ اوسکے منہ مین چہل نہ تہا - یعنے وہ براہ مکر یا طمع بیعت یزید سے انکار نہ کریگا کہ شریرون مین شمار کیا جاوے - بلکہ وہ بنظر تحفظ شریعت واستحکام دین بیعت یزید سے انکار کریگا اسلئے اوسکا شمار خاصان الہی مین ہوگا چنانچہ اسکا ثبوت ابو شکور سلمی بر حاشیہ شرح عقائد نسفی کی تحریر و حجت الاسلام امام غزالی و صاحب شرح فقہ اکبر و ابن حجر مکی کے اون اقوال سے ہوتی ہے کہ جو تنقیح نمبر پنجم مین نقل ہوئے ہین اور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی کے قول کی نقل تنقیح نمبر ۱۲ نمبر ۱۳ و ۱۴ مین کی گئی کہ حسین قتل ہونے اپنے نانا کی ملواسے

دسوین آیت لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اوسے کچلے اوسنے اوسے غمگین کیا جب اوسکی جان گناہ کی لیے گذرانی جاویگی تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا - اور اوسکی عمر دراز ہوگی اور خدا کی مرضی اوسکے ہاتہہ کے وسیلے برآویگی

جملہ اوّل مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام انتہائے درجہ رنج و مصیبت اوٹھا کر شہید ہوگا کیونکہ یہی ارادہ تہا عالم کو یہی پسند آیا کہ نزول رحمت و شفاعت گنہگاران کے واسطے اسی ذریعہ کو قائم فرما دے ۔

اور جملہ سوم و چہارم مین نبی خبر دیتے ہین کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام درجہ شہادت حاصل کرنے کے بعد اپنی نسل کو دیکھینگے اور عمر اونکی دراز ہوگی اور خدا کی مرضی اونکے وسیلے سے برآویگی ۔ نسل سے مراد ہے اولاد اور مطیع و فرمانبردار و محب جسکا مطلب یہ ہے کہ بعد شہادت لینے اور اپنے عزیزون اور رفیقون کے خون اور مصائب عظیم کے معاوضہ مین وہ اپنی اولاد اور اپنے محبون اور فرمان برداروں اور معتقدون کی شفاعت درگاہ الٰہی سے کرا دینگے اور درازی عمر سے یہ مطلب ہے کہ یہہ ذریعہ نجات تا قیامت قائم رہیگا ۔

گیارہوین آیت اپنی جان ہی کا دکھہ اوٹھا کے وہ اوسے دیکھیگا اور سیر ہوگا اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتونکو راستباز ٹھیراویگا ۔ کیونکہ وہ اونکی بدکاریان اپنے اوپر اوٹھالیگا

جملہ اول کا تو یہہ مطلب ہے کہ وہ موعود یعنے حسین علیہ السلام مصائب شدید برداشت کرکے اور تین دن کی بہوک پیاس مین اپنا گلا مثل گوسفندان قربانی کٹوا کر اپنی اولاد اور مطیع اور فرمانبرداروں اور محبون اور معتقدون کی نجات کیجانب سے اطمینان حاصل کرینگے سو دیکہنے اور سیر ہونے کی غرض سے مطمئن ہونا ۔ یعنے

اپنی شہادت کی مصیبت کے عوض مین نجات محبان و فرمانبرداران و معتقدان و مطیعان و اولاد کی نجات کا آپ کو اطمینان حاصل ہوگا۔ اور جملہ دوم کا یہ مطلب ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ گمراہونکی رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ ہوگا۔ اور اکثر منافق اور مرتد اس واقعہ شہادت کے حالات سنکر راستباز اور مومن ہو جاوینگے چنانچہ اسکا ثبوت أظہر من الشمس ہے کہ مجالس عزا مین ذکر شہادت حسین علیہ السلام کی سماعت کے باعث مومنون کی کثرت بہت زیادہ ہو گئی جسکا اقرار مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشری کے دیباچہ کرتے ہین جسکی نقل تنقیح نمبر بست دوم مین ہو چکی ہے اور سارا زمانہ جانتا ہے کہ زمانہ اختتام خلافت بنی عباس تک شیعہ بے حد و حساب قتل ہوئے ہین پہر بہی اونکی کثرت روز بروز بڑہتی جاتی ہے۔ اور منافق و مرتد شہادت حسین علیہ السلام کی واقعات سنکر اور ان واقعات کی اصلیت سے واقف ہو کر راستباز ہو تے چلے جاتی ہین اور جملہ سوم کا یہ مطلب ہے کہ حسین علیہ السلام یہ سارے مصائب گنہگاران امت ہی کیواسطے اوٹہاوینگے اسلیئے وہ اپنے محبون اور معتقدون اور فرمان برداروں کی نجات کا ذریعہ قرار پاوینگے۔

۷ بارہوین آیت اسلیئے مین وسے بزرگونکی ساتھ ایک حصہ دونگا اور وہ لوٹ کا مال زور آورونکی ساتھ بانٹ لیگا کہ اوسنی اپنی جانموت کیلئی اونڈیل دی اور وہ گنہگارونکی درمیان شمار کیا گیا اور اوسنے

بہتوں کے گناہ اوٹھا لئے اور گنہگاروں کی شفاعت کی +

جملہ اول میں جو لفظ بزرگوں کا ہے اور جملہ دوم میں لفظ زور آوروں کا ان دونوں لفظوں سے مراد انبیا سے ہے اور جملہ دوم میں جو لفظ لوٹ کے مال کا ہے اس سے مراد رحمت الٰہی ہے پس جملہ سوم میں نبی خبر دیتے ہیں کہ وہ موعود یعنی حسین علیہ السلام نظر تحفظ دین و تحفظ شریعت اپنی شہادت کو بخوشی و رضامندی قبول کرینگے اور اس تحفظ دین و تحفظ شریعت میں وہ اس درجہ مصائب شدید برداشت کریگا کہ ابتدائے پیدائش دنیا سے کسی انسان نے برداشت نہیں کی لہذا پروردگار عالم اوسکو انبیا کے ساتھ ایک حصہ دیگا اور وہ انبیا کے ساتھ لوٹ کا مال لیگا یعنے خلق اللہ کی ہدایت و رہنمائی میں جو مصائب انبیا علیہ السلام نے اوٹھائی ہیں اونکی معاوضہ میں وہ رحمت الٰہی کے سزاوار ہونگے لہذا اونکے ساتھ ایک حصہ رحمت الٰہی کا حسین علیہ السلام کو بھی بعوض شہادت ملیگا اور اوس رحمت کے سبب وہ یعنی حسین علیہ السلام اپنے گنہگار محبوں اور معتقدوں و فرمانبرداروں کی شفاعت کرادیگا کیونکہ وہ یعنے حسین علیہ السلام سارے مصائب مع اپنے قتل اسیواسطے گوارا کریگا کہ اوسکی اولاد اوسکے محب اور اوسکے معتقد اور اوسکے فرمانبردار بحالت گناہان کبیرہ و صغیرہ بھی رحمت الٰہی کے سبب نجات پاویں اور رحمت الٰہی بعوض خون حسین اونکی اولاد اور اونکے محبوں و معتقدوں و فرمانبرداروں کے معافی گناہان کا ذریعہ اور باعث شفاعت ہو - اور جملہ چہارم و پنجم میں نبی خبر دیتے ہیں کہ وہ موعود یعنے حسین اگرچہ دشمنوں کی نظر میں گنہگار شمار ہوگا بوجہ انکار بیعت یزید لیکن پروردگار عالم اوسکی شہادت کو امت گنہگار کی شفاعت کا ایک ذریعہ مقرر کریگا اور اوسکی شہادت کی معاوضہ میں اوسکی اولاد کو اوسکے

محبوں کو اوسکے فرمانبرداروں کو اوسکے معتقدوں کو بخشدیگا خواہ وہ لوگ کیسے ہی گنہگار رہوں ۔

تجویز اخیر

واقعات مذکورہ سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ وفات رسول خدا صلعم کے بعد اصحاب رسول اللہ صلعم نے بطلب ریاست بہ مت طمع دنیا میں پہنکے فتنہ و فساد برپا کیا ۔ اور منصب خلافت و امامت کو خاندان رسالت سے منتقل کرکے امت کو رہنمائی و ہدایت سے محروم کیا ۔ اور اس طمع دنیا وی کے سبب اسلام کی حالت کو اسدرجہ خراب و برباد کیا کہ ایکدین چند فرقوں میں تقسیم ہوگیا اور جس اتحاد اور اتفاق کی بنیاد اسلام نے قائم کی تہی اوسکو ایسا برباد کیا کہ جسکا انجام زوال سلطنت اور باہمی دشمنی کا ترقی دینے والا ہوا اور اس طمع دنیا وی کے سبب خاندان رسالت کو تباہ و برباد کردیا ۔ آل رسول کے ساتھہ ایسی مخالفت کی کہ وہ امت کی نظروں میں حقیر ہوگئے ۔

اور امت نے آل رسول کی امامت کو قبول نہیں کیا ۔ اور خلیفہ وقت نے جسکو چاہا امام بنا کر امت کو راہ نجات سے گمراہ کیا ۔ کتنے بڑے تعجب کی بات ہے ۔ کہ امام جعفر صادق کے زمانہ حیات میں ابوحنیفہ امام بنیں اور سارا زمانہ اونکی تقلید کرے اور اونکا مذہب از نام حنفی دنیا میں جاری ہو ۔ اور امام اعظم کے نام سے مشہور رہوں اور کعبہ میں اونکا مصلی بنایا جاوے ۔ اور امام برحق حضرت جعفر صادق کی پیروی اور تقلید سے امت برگشتہ رہے ۔ اور مذہب جعفری کے نام سے نفرت کرے ۔ اور پہر بے شرمی کے ساتھہ فخریہ یہہ بہی کہا جاوے ۔ کہ ابوحنیفہ امام جعفر صادق کے شاگرد تہے ۔ افسوس افسوس

صد افسوس کہ شاگرد تو امام اعظم کہلاوے اور اوستاد کی اوسکے مقابلہ مین کوئی
وقعت نہو اور یہ لقب امام اعظم کا صاف صاف اس بات کی شہادت دے
رہا ہے کہ ابو حنیفہ کل ورثہ داران امامت سے بڑے اور افضل تھے اور
سب اونکا بڑا اور بزرگ ہونا امت نے تسلیم کیا اور اونکا مذہب اختیار کیا
تو یہ بات پوشیدہ نہ رہی کہ ابو حنیفہ اپنے اوستاد امام جعفر صادق سے بھی
بڑے اور افضل اور بزرگ تھے اگر امت ابو حنیفہ کو امام جعفر صادق سے
بڑا اور افضل نہ تسلیم کرتی تو بمقابلہ امام جعفر صادق کے ابو حنیفہ کو لقب امام اعظم
نہ دیتے اور بمقابلہ امام جعفر صادق کے ابو حنیفہ کی پیروی نکرتے اور اسلام مین ازنام
حنفی ایک مذہب قائم نہ کرتے۔ ابو حنیفہ کو محض دشمنی آل رسول کے سبب
مسلمانون کے اوس گروہ نے کہ جسکے قبضہ مین حکومت تھی امام بنایا اور اونکے
نام سے ایک مذہب قایم کیا اور اونکا مصلی بیت اللہ مین قایم کیا۔ اور
امام جعفر صادق کی توہین اور شرمندہ کرنے کی غرض سے ابو حنیفہ کو لقب
امام اعظم سے نامزد کیا تاکہ خلق اللہ پر ظاہر ہو کہ امام جعفر صادق کے بمقابلہ
ابو حنیفہ کے کوئی حقیقت نہین نہ امام جعفر صادق کو کوئی فضیلت ابو حنیفہ
کے مقابلہ مین حاصل تھی۔ مین مولانا شبلی صاحب پروفیسر علی گڈہ کالج کی
تحریر مندرجہ سیرۃ النعمان صفحہ ۵۴ کو حسرت اور تعجب کی نظرون سے دیکھتا
ہون۔ شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی لکھتے ہین کہ ابو حنیفہ ایک
مدت تک استفادہ کی غرض سے امام محمد باقر کی خدمت مین حاضر رہے۔
اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتین اونسے حاصل کین۔ اوسکو
شیعہ و سنی دونون نے مانا ہے اور ابو حنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ امام محمد باقر
کی فیض صحبت تھا ابو حنیفہ نے اونکے فرزند حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے

فیض صحبت سے بہی بہت ہے فائدہ اوٹہایا جسکا ذکر عموماً تاریخوں مین پایا جاتا ہے
ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے۔ لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ
چشمی ہے۔ ابوحنیفہ لاکہہ مجتہد اور فقیہہ ہوں لیکن فضل و کمال مین اون کو
حضرت جعفر صادق سے کیا نسبت۔ حدیث و فقہہ بلکہ تمام مذہبی علوم
اہلبیت کے گہر سے نکلے۔ یہہ اقرار مولوی صاحب کا مجبوری ہے نہ عقیدتاً
کیونکہ علی العموم اہل سنت ابن تیمیہ کے ساتہہ متفق القول ہین۔ چنانچہ امام
زہری نے تمام عالم مین چار صاحبوں کا عالم و فاضل ہونا تسلیم کیا ہے مدینہ مین
ابن المسیب بصرہ مین حسن شام مین مکحول کوفہ مین شعبی۔ اگر اہلسنت کے نزدیک
امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کو درجہ فضیلت حاصل ہوتا تو اونکے
مقابلہ مین ابن المسیب و حسن و مکحول کو علم و فضل مین ترجیح نہ دیجاتی نہ ابوحنیفہ
امام اعظم کے لقب سے مشہور ہوتے مولانا شبلی صاحب یا بعض دیگر علماء
اہل سنت جو مثل مولانا شبلی صاحب کے امام محمد باقر و امام جعفر صادق کی
فضیلت کا اقرار کرتے ہین اونکا یہہ اقرار ہر ذی فہم کو افسوسناک کرتا ہے کہ باوجود
اس صاف و صریح اقرار کے پہر بہی دشمنان آل رسول صلعم کے عقیدت ترک نہین
ہوتی اور محبت آل رسول کا زبان سے تو اقرار کیا جاتا ہے مگر دل سے پیروی
نہین کیجاتی اگر دل سے پیروی ہوتی تو دشمنان آل رسول کی نفرت بہی یقیناً
دل مین پیدا ہوجاتی اور جب آل رسول کے دشمنوں کیجانب سے دل مین نفرت
پیدا ہوتی تو اسمین بہی شک نہین کہ بجز دوازدہ امام کے مصنوعی اماموں کی
تقلید بہی نہ کیجاتی نہ امام ابوحنیفہ کو بمقابلہ دوازدہ امام کے امام اعظم کے لقب
سے یاد کرتے نہ بمقابلہ مذہب دوازدہ امام کے مذہب حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی
کو اہلسنت اختیار کرتے۔ یہہ زبانی اقرار محبت آل رسول کا محض اس غرض

سے ہے کہ عام خلائق کی نظروں میں اہل سنت و دشمنان آل رسول میں شمار
نہوں ۔ مگر یہہ غیر ممکن ہے جو شخص آل رسول کے مخالفوں کو یا آل رسول
کی توہین کرنیوالوں کو اچھا کہیگا اونکی بزرگی کا قائل ہوگا اونکو اپنا پیشوا سمجھیگا
وہ نعلا ہر چاہے جسقدر آل رسول کی صفت کرے مگر شمار اوسکا دشمنان آل
رسول ہی مین ہوگا ۔

اصحاب رسول کی طمع دنیوی حضرت علی علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام کی شہادت
کا باعث ہوئی اگر اصحاب رسول طمع دنیوی کے سبب آل رسول کو امت کی
نظروں مین کم وقعت نہ کردیتے تو حضرت علی علیہ السلام و حسین علیہ السلام تیغ
جفاسے اور امام حسین و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام
موسی کاظم و امام رضا و امام محمد تقی و امام حسن عسکری علیہم السلام
زہر ہلاہل سے شہید نہ ہوتے ۔

عالموں اور فاضلوں نے بنظر حصول عزت و دولت غاصبان خلافت و دشمنان
آل رسول کی عیب پوشی کے واسطے شریعت اسلام مین قیاس کو اور اپنی راے
کو داخل کرکے اصول اسلام کو ایسا خلط کیا کہ عوام کو حق و ناحق کی تمیز مشکل ہوگئی ۔
اور اسلام کو اسدرجہ تباہ و برباد کیا کہ مسلمانونکو باہمی دشمنی سے فرصت نہیں
ملتی وہ اشاعت دین اور ترقی اسلام مین کیا کوشش کرسکتے ہین ۔ بلکہ باہمی
دشمنی کے سبب مفلس اور محتاج ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین ۔ جہالت روز بروز
ترقی پر ہے علم انگریزی حاصل کرنیوالے تو اسلام کو بالکل ہی بے حقیقت
جانتے ہین جسقدر حکومتین و سلطنتین اسوقت مسلمانون کی قبضہ مین ہین وہ
باہمی دشمنی کے سبب بوجہہ یورش مخالفان اسلام خطرناک حالت مین ہین ۔
مین حیران ہون کہ مسلمانان ہندوستان کے ہاتہہ مین اسوقت کونسی

سلطنت اور حکومت ہے کہ جسکا عیش دنیوی اونکو نجات عقبی [illegible] جانب رجوع
ہونے سے روکتا ہے ۔
جو لوگ واقعات اسلام سے ناواقف ہونے کے سبب اپنے باپ دادون کی تقلید
کو نجات عقبی کا ذریعہ سمجھے ہوئے ہین وہ بڑی غلطی مین ہین ۔ کیونکہ قرآن
وحدیث سے بخوبی ثابت ہے کہ بلا محبت آل رسول نجات کا ہونا غیر
ممکن ہے اور روزہ ونماز کی تکلیف بلا محبت آل ر[illegible] بے سود ہے ۔ اور
محبت آل رسول اوسوقت تک غیر معتبر ہے جب تک کہ دشمنان آل رسول
کے ساتھہ اظہار نفرت نہ کیا جاوے ۔
اسوقت اسلام مین بجز امید نجات حصول دنیا کا نام ونشان باقی نہین ۔ اور
جب اسلام کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حصر صرف نجات عقبی مین ہے تو پہر
باہمی دشمنی سے حاصل کیا ہے ۔ فرض کیا جاوے کہ شیعہ امیر معاویہ کو برا جانتے
ہین اور اونکے ساتھہ اپنی نفرت ظاہر کرتے ہین اور اہل سنت امیر معاویہ کو
قابل ورود سمجھتے ہین اور اپنا پیشوا جانتے ہین ۔ اگر درحقیقت امیر معاویہ
قابل ورود ہین اور شیعہ اونکو بلاوجہہ برا کہتے ہین تو اوسکا مواخذہ
قیامت مین شیعون سے ہوگا ۔ اہل سنت کا کیا نقصان ہے جو شیعون سے
دشمنی کرکے اسلام کو تباہ کرتے چلے جاتے ہین ۔
مین افسوس کرتا ہون اہل سنت کے اس عقیدہ پر کہ زبان سے تو اقرار توحید
واقرار نبوت کرتے ہین مگر حضرت عمر کے حکم کے سامنے احکام الٰہی واحکام رسالت
پناہی کی کوئی قدر نہین سمجھتے ۔ زبان سے تو آل رسول کی محبت کا اقرار
کرتے ہین مگر دلونمین آل رسول کا بغض بہرا ہوا ہے جب فضائل آل رسول
بیان ہوتے ہین تو سنکر غضبناک ہوتے ہین مصائب آل رسول سنکر

خندہ زنی کرتے ہین بی بی فاطمہ کو کہ جو اصلی شیعہ ہین اور جنکی تقلید مین ایک بڑا گروہ اہل عجم کا اور دوسری قومین مذہب شیعیت کو اختیار رکئے ہوئے ہین اونکو ابن سبا کا چیلہ اور مرید بتاتے ہین حضرت علی علیہ السلام کی نسبت کہتے ہین کہ وہ عاصی اور گنہگار رہتے مشکل کشا نہتہے اور نہین انتظام ملکی کی لیاقت نہتہی اور اس دشمنی کا اظہار بہی کرتے جاتے ہین اور آل رسول کی محبت کی بہی دعویدار ہین اور مطلق شرم نہین کرتے مجالس عزا کی مسدودی اور نام پنجتن کے مٹانے کی اتبک کوشش کرتے چلے جاتے ہین ۔ اسپر بہی مسلمان ہونیکا بڑے ناز کے ساتہہ دعوی کرتے ہین ۔ اہل سنت کی معتبر کتابون سے بخوبی ثابت ہے کہ اسلام مین بجز مذہب شیعہ کے کوئی دوسرا مذہب ہرگز ہرگز ناجی نہین ہے شیعہ حق پر ہین اور بجز شیعون کے کسی دوسرے فرقہ کو حق نجات حاصل نہین جیسا کہ بالتصریح تنقیح وار مین ثابت کرچکا ہون پس بوجوہ مندرجہ کتاب ہذا مین ظاہر کرتا ہون کہ جناب مولوی شیخ احمد صاحب کی کل تصنیفات گمراہون کو راہ بتانے والین اور بے دینونکو راہ ہدایت دکہلانے والین اور نجات عقبی کا سبق پڑہانے والین ہین اور مولوی محمد جہانگیر خانصاحب کی تصنیفات دوزخ کا رستہ بتانے والین آل رسول کی دشمنی کو ترقی دینے والین اہل اسلام کو گمراہ کرنیوالین مذہب اسلام مین دشمنی اور نفاق پر لوگونکو آمادہ کرنیوالین ہین اسوقت اہل سنت مین جو بتقلید سر سید بالمقابلہ جابجا انجمنین بنظر تجویز حصول معاشرت قائم ہوئی ہین وہ بالکل بیکار ہین میرے نزدیک دو کام اختیار کرنے سے اہل سنت کو یقیناً نفع پہونچیگا جسکی تقریر ذیل مین کی جاتی ہے ۔

ا ۔ اگر حصول دنیا کی رغبت ہے تو سر سید کے ہاتھ پر دستور قدیم کے مطابق اجماع کرکے بیعت کرنا چاہئے اور سر سید کی امامت کو بالاتفاق تسلیم کرنے

اہل سنت کو وہی عروج از سر نو حاصل ہوجاویگا کہ جو عروج امیر معاویہ کی امامت
اور خلافت سے حاصل ہوا تہا۔ سرسید کے ساتہہ مخالفت کرنا یا اونکے قائم کئے
ہوئے طریقہ کو اسلام کے خلاف بتلانا یا اوپر کفر کے فتوے لگانا سراسر
جہالت اور نادانی ہے اور اس مخالفت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل سنت واقعات
اسلام سے بالکل ناواقف اور بے خبر ہیں اور سادہ لوحی کے سبب سرسید کے
ساتہہ مخالفت کرتے ہیں ورنہ سرسید کی جسقدر تدبیریں اور تجویزیں ہیں وہ پوری
پوری حضرت عمر کی تقلید ہے سرِمو فرق نہیں ہے۔ اور وفات حضرت عمر کے بعد مثل
حضرت عمر بجز سرسید کے اہل سنت میں آجتک کوئی ذی فہم اور دانشمند پیدا نہیں ہوا
۲۔ اور اگر حصول نجات کی خواہش ہے تو جو انجمنیں قائم ہوئی ہیں اونہیں اتفاق
باہمی سے اول ایک فہرست مختصر واقعات اسلام کی مرتب کرنی چاہیئے۔
اور اوس فہرست سے غور کا مل کے بعد اون لوگون کے نام منتخب کرنا چاہیئے کہ
جنہون نے وفات رسول خدا صلعم کے بعد محض طمع دنیا اور طلب حکومت
وریاست کے سبب فتنہ وفساد کیا اور آل رسول کے ساتہہ دشمنی کرکے خاندان
رسالت کو تباہ و برباد کیا اور دین اسلام میں رخنہ ڈالا ان لوگون کے ساتہہ
اظہار نفرت کرکے آل رسول کے ہدایات وقرآن وحدیث کی پابندی اختیار کرکے
باپ دادون کی تقلید اور خلاف قرآن جو رسم ورواج جاری ہیں اونسے
پرہیز اختیار کرنا چاہیئے۔ اسطور پر اگر کوشش کیجاویگی تو نجات عقبیٰ بہی حاصل
ہوگی۔ اسلام مین اتفاق بہی پیدا ہوجاویگا۔ اختلاف مذہبی بہی باقی نہیں
رہیگا شیعہ سنیونمیں اتحاد بہی ہوجاویگا اور مخالفت مذہبی بہی باقی
نرہیگی اور جب تک باپ دادون کی تقلید ترک نہ کیجاویگی وشمنان آل رسول
و بانیان اختلاف دینی کی عیب پوشی کی تدبیر۔ لیعنے دست برداری اختیار نکیجاویگی او تہ تک

نہ ذریعہ نجات حاصل ہوگا نہ عیش دنیا میسر ہو۔ اور جب نجات عقبیٰ کا اطمینان نہو تو پہر روزہ و نماز کی تکلیف باپ دادونکی تقلید مین رنج و مصائب کا اوٹھانا ایک فعل عبث ہے میری راے مین سرسید نے جو کچھ سمجہا خوب سمجہا ـ اور یہی ثبوت اونکے اعلیٰ درجہ کے ذی فہم اور قابل ہونے کا ہے کہ اسوقت اسلام جو عروج اور اعزاز اونکو اور اونکے خاندان کو حاصل ہوا وہ آجتک انگلش حکومت مین کسی مسلمان کو حاصل نہین ہوا تہ بیرین سینے کیتی مگر جب سرسید کے برابر بیدار مغزی و دانشمندی مین کوئی نکلتا تو مثل سرسید عروج و اعزاز پاتا ـ بقول شخصے

اگرچہ شیخ نے ڈاڑہی بڑہائی سن کی سی مگر وہ بات کہان مولوی مدن کی سی ـ

یہانتک مین لکھہ چکا تہا کہ ایک لیکچر مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا دربارۂ اثبات خلافت شیخین مطبوعہ نہم فروری ۱۹۰۶ء میرے پاس پہونچا جسکے مطالعہ سے میرے اس فیصلہ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے ـ

لیکچر مذکور کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولویصاحب ممدوح ایک متعصب سنت والجماعت مذہب کے عالم ہین ـ وہ اپنے لیکچر مذکور کے صفحہ پنجم مین تحریر فرماتے ہین کہ (مین نے سیالکوٹ مین ایک اشتہار دیکھا جسکا نام مشتہر نے آئینہ حق نما رکہا تہا اس اشتہار مین یہ دعوی تہا کہ شیخین ابھی تیا سو با ایمان نہیں گئے یان سمجہے کہ دنیا سے بے ایمان اور منافق اور مرتد گئے اس اشتہار سے جو قلق اور اضطراب میرے دل پر طاری ہوا ـ اللہ تعالیٰ علیم اوسے خوب جانتا ہے ـ جس دن سے یہ اشتہار دیکھا اوسی دن سے مجکو کرب اور غم لگا رہا ـ بہت دیر تک سوچتا رہا کہ مین اون برگزیدونکی طرف سے کیا ذب اور دفاع (ڈیفینس) کرسکتا ہون مین نے اشتہار دیا تہا کہ میں قرآنمجید کی

رو سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی خلافت کو ثابت کرونگا) یہ
عبارت کہ در خطوط ہلالی کے اندر ہے وہ بجنسہ مولوی عبدالکریم صاحب ہی
کی عبارت کی نقل ہے مولوبصاحب ممدوح نے اس لیکچر کے دیباچہ مین بہ صفحہ نمبر ۲
مندرجہ ذیل عبارت ارقام فرمائی ہے رعبارت لیکچر ۔ اس لیکچر کی نسبت
بعض لوگونکا خیال تہا کہ اسمین شیعون کی اشتہار کے مندرجہ حوالجات پر بہی کلام ہوگا
جنہیں وہ علماء اہل سنت سے منسوب کرتے ہین بعض جو بہت غور کرنے کے معتاد
نہ تہے اپنے ظنون کے خلاف دیکہکر کسقدر شکستہ دل ہوے ۔ الی آخرہ ۔
اس تحریر سے بخوبی ثابت ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب سا عالم وفاضل سنت جماعت
کہ جنکو شیعونکا اشتہار آئینہ حق نما دیکہکر انتہا درجہ کا قلق اور اضطراب ہوا ۔ اور
انہون نے اس قلق اور اضطراب کی حالت مین اشتہار دیا کہ قرآن کریم سے
خلافت شیخین ثابت کیجاویگی بر بنا اس اشتہار کے ۱۲ فروری ۱۸۹۷ء کو شہر
سیالکوٹ مین بمکان میر حسام الدین صاحب بکثرت اہل سنت جمع ہوئے اور
مولوی عبدالکریم صاحب نے ثبوت خلافت مین بہت کچہ زور مارا اور کوشش
کی اور تقریر طول وطویل بیان فرمائی مگر ثابت نہ کرسکے اور آئینہ حق نما مین جو
شیعون نے حوالجات کتب اہل سنت سے دربارہ تکذیب خلافت خلفا ثلثہ
لکہے تہے انکی تردید نہو سکی جسکے سبب سے حاضرین جلسہ کی دل شکنی ہوئی ۔
جسکا اقرار مولوی صاحب ممدوح نے لیکچر مذکور کے صفحہ دوم مین کیا ہے ۔ لیس اس
اقرار سے میرے اس فیصلہ کی پوری پوری تائید ہوگئی ۔ اور اب تو غالبا ہر ذی فہم
اس امر کا یقین کرسکتا ہے کہ اس دنیا مین بجز فرقہ شیعہ کے اسلام مین
کوئی دوسرا فرقہ ناجی نہین قرار پاسکتا ۔
مولوبصاحب ممدوح نے اشتہار تو دیدیا کہ مین قرآن مجید سے خلافت شیخین کو

ثابت کرونگا اورادہ ہم مذہبون نے بحالت ناامیدی اس وعدے کو غنیمت سمجھکر مجمع بھی کیا مگر ثبوت خلافت شیخین کا ذکر قران مجید مین پایا تو کہان پایا وہی قیاسی قصہ بیان کرنا شروع کردیا جس قیاس پر مذہب اہل سنت کی بنا ہے سبکو سنکر ذی فہم سامعین شکستہ دل ہوگئے۔ اور اس شکستہ دلی کا مولویصاحب اقرار کرنا پڑا۔ جس اقرار کی نقل بلفظ مین نے لکھدی ہے۔

زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ مولوی صاحب ممدوح اگر خلافت شیخین کے ثابت کرنے سے عاجز ہوئے تھے تو اونپر یہ تو فرض تہا کہ شیخین کے کامل الایمان فوت ہونے کو تو ثابت کردیتے اور اشتہار آئینہ حق نما مین جو بجواب الجابات اہل سنت شیخین کے اس دنیا سے با ایمان فوت ہونے کا اثبات کیا گیا تہا اوسکی تو تردید کردیتے مگر اسکی بہی تردید نہ کرسکے سچ بہی تو ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب سے انگریزی تعلیم یافتہ عالم اپنے علماء مذہبی کے اقرارات کی تکذیب کے دلائل کہان سے پیدا کرکے شیخین کے کامل الایمان مرنے کو ثابت کرسکتے۔ مجبور ہوکر سکوت اختیار کرنا پڑا۔ اور ذی فہم کے واسطے بجز سکوت کے چارہ کیا تہا مگر مولوی صاحب ممدوح سے ایک غلطی بہت سخت ہوئی جب اونکو اشتہار آئینہ حق نما دیکھکر اضطراب اور قلق پیدا ہوا اور عرصہ تک وہ سوچتے بہی رہے۔ کہ شیخین کے الزامات کو کس طریقہ سے دفعہ کرون اور اسکو کرونگا تو اونہون نے خواب بہی دیکھا جسکا ذکر اونہون نے اپنی لیکچر کے صفحہ دوم مین لکھا ہی تو جو ہدایت اونکو خواب مین ہوئی تہی اوسپر عمل کرتے مگر افسوس ہے کہ اونہون نے اپنے خواب پر بہی عمل نکیا مولویصاحب ممدوح نے جو خواب دیکہا ہی اوسکی نقل اونکی لیکچر سے بجنسہ ذیل مین لکھدیتا ہون تاکہ ناظرین مولویصاحب کے مبارک خواب سے بہی مطلع ہوجاوین۔

نقل عبارت مولوی عبدالکریم صاحب مندرجہ صفحہ دوم لیکچر مرقومہ ہفتم فروری ۱۸۹۶ء

جب میں نے اس ہدیہ کے دینے کا ارادہ کیا معمولاً جناب باری تعالیٰ میں بہت بہت دعا کی اور اپنے سید و مولا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجکر انتظار کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں مجھے اپنی روح سے تائید بخشے لیکھرام کے معین دنکی رات کو کیا دیکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کا کوئی مبشر میرے دوست چودہری نظر اللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ کی تمثیل میں آیا اور مجھے بڑی خوبصورت عینک دکھائی جسے وسے تحریر کرکے بینائی کے لئے فوق العادہ نور بخش اور تقویت دہ پایا قیمت پوچھنے پر آپنے فرمایا کہ میں یہ آپ کے لئے ہدیہ لایا ہوں۔ میرے دل میں اس سے بڑا یقین حاصل ہوا کہ اس کام میں اللہ تعالیٰ میری بڑی نصرت کریگا۔ الی آخرہ۔

جناب مولوی صاحب خواب تو آپنے بہت عمدہ دیکھا اور اس خواب میں ہدایت بھی آپکو اچھی ہوئی مگر چونکہ رجوع آپکا جانب گمراہی تھا۔ بدینوجہ اس خواب نے آپکو کوئی نفع نہ بخشا اور آپنے مطلب اسکا الٹا سمجھا۔ بقول سعدی۔

نصیحت کن مر لعیداں کہ خواہی   کہ نتواں شستن از زنگی سیاہی

دیکھئے میں اس خواب کا مطلب آپکو سمجھائے دیتا ہوں اور تعبیر کہے دیتا ہوں قبول کرنا نہ کرنا آپ کے اختیار نہیں ہے اس بات کو اس دنیا کے کل ڈاکٹر اور حکیم اور تمامی عقلا تسلیم کر چکے ہیں کہ چشمہ یعنی عینک کی احتیاج اوس شخص کو ہوتی ہے جسکی بصارت کم ہو جاتی ہے چونکہ آپنے اشتہار دیا تھا کہ میں خلافت شیخین کو قرآن مجید سے ثابت کرونگا اور یہ امر محال عقلی تھا اگر شیخین کی خلافت کا قرآن مجید سے ثابت ہونا ممکن ہوتا تو تیرہ سو برس سے بڑے بڑے زبردست علماء اہل سنت مجبور ہو کر یہ نہ کہدیتے

کہ خلافت کا تعین خدا پر یا رسول خدا پر واجب نہ تہا بلکہ یہ امر امت کے اختیار رہ
مین چہوڑا گیا کہ جسکو چاہین اجماع کر کے اپنا خلیفہ بنا لین اسی بنا پر امت نے
اجماع کر کے شیخین کو اپنا خلیفہ بنا یا اسکے ثبوت مین صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہ
کتب معتبر کو ملاحظہ فرمائیے اور شرح عقائد نسفی کا صفحہ ۹۴ دیکہی۔ خلافۃ نیابتہم ای
نیابتہم عن الرسول فی اقامۃ الدین بحیث یجب علی کافۃ الامم الاتباع
ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب علی الخلق لا یجب علی اللہ
بدلیل سمعی او عقلی لقولہ۔
ترجمہ خلافت یعنے نیابت طرف سے رسول کے قائم کرنے مین دین کے بانیطور کہ بیعت
اوسکی اوپر سب امت کے واجب ہوا اور اس امر پر اجماع ہے کہ نصب کرنا امام کا واجب
ہے خلق پر نہین واجب ہے اوپر اللہ کے بدلیل حدیث اور بدلیل عقلی۔
اب غور فرمائیے کہ اگر قرآن مجید سے شیخین کی خلافت ریگ دریا کے ایک ذرہ کے
برابر بہی ثابت ہوئی۔ تو بڑے بڑے علما اہل سنت مجبور ہو کر اجماع امت
کیجانب رجوع نہ کرتے یونکہ آپکا یہ دعوی کہ خلافت شیخین قرآن مجید سے مین ثابت
کرونگا تمامی متقدمین و متاخرین علما اہل سنت و قرآن مجید کے مخالف تہا
اور آپ نے اعانت چاہی خدا سے اور غالبا یہہ دعا طلب اعانت کی
آپنے بر جوع قلب کی تہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی سادہ لوحی کے سبب اپنی
گمراہی سے بالکل بے خبر مین لہذا آپکو ہوشیار رکہنے اور راہ راست کی شناخت
بتلانے کی غرض سے حالت خواب مین ہدایت ہوئی اور چشمہ یعنے عینک آپ کو
ملی جسکا مطلب یہ ہے کہ عینک دینے والا آپکو ہدایت کرتا ہے اور اشارہ
کرتا ہے آپکی نابینائی پر اور آپ سے کہتا ہے کہ بصارت تمہاری جاتی رہی ہے
آنکہیں بند کر کے بیٹہے ہو اور غاصبان خلافت و بربادکنندہ دین محمدی کی خلافت

کو قرآن سے ثابت کرنے بیٹھے ہو۔ بلکہ آئینہ حق نما میں دربارۂ منافقت شیخین جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح و درست ہے تم اوسکے خلاف کوشش کیوں کرتے ہو بصارت تمہاری جاتی رہی ہے آنکھوں پر عینک لگاؤ اور نظر انصاف سے آئینہ حق نما کو دیکھو اور گمراہی کو ترک کرکے راہ راست اختیار کرو۔ اور دعوے دروغ کے ذریعہ سے خلق اللہ کو گمراہ مت کر دیں آپکے خواب کی صحیح صحیح تعبیر یہ ہے جو مین نے بیان کی اس دنیا مین جو بڑے بڑے تعبیر کہنے والے ہین اون سب کو میرے مقابلہ مین جمع کرکے اپنے خواب کی تعبیر سن لیجئے۔ جو تعبیر مین نے بیان کی ہے سب اسی پر اتفاق کرینگے۔ اگر کسی نے اختلاف کیا تو میرا ذمہ ہے اور اوسکا گریبان۔ افسوس ہے کہ اس صاف اور صریح ہدایت پر بھی اگر آپ گمرہی مین پڑے رہیں اور خلق اللہ کو بھی گمراہی مین پھنساؤ تو تمکو اختیار ہے ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

مجھکو افسوس ہے کہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے خواب مین ہدایت پاکر بھی راہ راست کو اختیار نفرمایا اور اپنی گمراہی پر اصرار کرتے رہے۔ قرآن مجید سے تو خلافت شیخین کو ثابت نہ کرسکے وہی پرانا سبق یعنے دلائل قیاسی بیان کرنا شروع کر دیا کہ جن دلائل قیاسی پر اہل سنت کے مذہب کا دارومدار ہے۔ اور وہ دلائل قیاسی بھی حضرت نے اپنی طبیعت سے مدون کیے بیان نہیں فرمائیں بلکہ جناب نواب محسن الملک بہادر بالقابہ نے جو قیاسات اپنی کتاب آیات بینات مین لکھے ہین اور جنکا جواب شیعون نے رمی الجمرات مین کیا ہے اون قیاسات کا تھوڑا سا خلاصہ کرکے حضرت نے بیان کر دیا اور لوگ کر شہید و منین داخل ہوگئے جبکو سنکر اونہین کے ہم مذہب اہل سنت

اٹھا یا نفرت کرکے جلسہ سے ۔ اوٹھہ گئے جسکا اقرار مولوی صاحب صدوح اپنے لیکچر کے
صفحہ دوم مین کرتے ہین مین یقین کرتا ہون کہ اونکے ہم مذہب اگر کتاب رمی الجمرات
کو مطالعہ کرینگے تو مذہب اہل سنت سے بالکل بدگمان ہوجاوینگے ۔
مولوی عبد الکریم صاحب نے جو اپنے دعوی کی خلاف دلائل قیاسی ثبوت خلافت
شیخین مین بیان فرمائی ہین اونکا تذکرہ اسمقام پر باعث طوالت ہی اور ان
دلائل کا جواب کتاب رمی الجمرات مین بالتصریح موجود ہے ۔ لہذا مین اس سے
زیادہ اور کوئی رائے ظاہر نہین کرسکتا کہ صاحب رمی الجمرات نے جو کچھہ لکھا ہی مجکو
اونکے ساتھہ اتفاق ہے لیکن بنظر ہمدردی اسلام مین مولوی عبد الکریم صاحب
سیالکوٹی اور اونکے ہم مذہبون اور ہم خیالون پر اسباب کا ظاہر کردینا فرض سمجھتا
ہون کہ جسطرح زمانہ حال مین اونکے ہم مذہب مرزا احمد صاحب قادیانی نے اپنے
مسیح موعود و امام صادق ہونے کا دعوی کیا ہے جسکو مولوی صاحب ممدوح نے
اپنے لیکچر کے صفحہ دوم مین قبول کیا ہے ۔ اسیطرح حضرات خلفاء ثلثہ خلیفہ بن
بیٹھے تہے پس مرزا احمد صاحب قادیانی کا دعوی بہی بربنائے تقلید حضرات خلفاء ثلثہ
ہے اور انرسیبل ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر بالقابہ جو اسوقت
دعویدار امامت ہین اور اپنے کو ریفارمر کہتے ہین یہہ دعوی بہی بربنائے تقلید
خلفاء ثلثہ سے ہے ۔ اور یزید جو خلیفہ ہوا وہ بہی تقلید خلفاء ثلثہ کی تہی اور حضرات
خلفاء ثلثہ کی ان تقلیدون نے مذہب اسلام مین اختلاف کی بنیاد قائم کرکے
خاندان نبوت کا چراغ گل کردیا اور اسلام کو ایسا خراب کیا کہ جسکی اصلاح
تا قیامت محال ہوگئی ۔ ؎

سقیفہ سے خلافت کا جو ایجاد ہوا
 محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
عاشورہ کو کربلا مین گہر زہرا کا
 ایسا اوجڑا کہ پہر نہ آباد ہوا

خاتمہ

اسوقت کتاب تذکرۃ الخلفا مصنفہ مولوی محمد جہان گیرخان صاحب شکوہ آبادی اور کتاب مذکور کا اشتہار فروخت مجاریہ محمد بخش و عاشق علی ساکنان چھتہ گھاٹ آگرہ و بندہ علی عثمان [illegible] شاہ خان مالکان مطبع ستارہ ہند آگرہ میرے سامنے ہے اور عبارات مندرجہ ذیل کو مین بعینہ لکھہ رہا ہون —

نقل عبارت صفحہ ۱۷۲ تذکرۃ الخلفاء — واضح ہو کہ ہمارے سوالات لاجواب مندرجہ بدر الدجی کو شائع ہوئے مدت مدید گذری مگر ہنوز کسی صاحب اجتہاد کا حوصلہ نہ پڑا کہ اونکے جواب باصواب لکھنے مین عاقلانہ قلم تہذیب رقم اوٹہا وینا اس سکوت کا نام عجز تام نہ رکہا جاوے تو کیا کہنا چاہیئے — کانون مین گوڈ ٹہونسنا اور آنکہون پر پٹی باندہنا دلیل شکست فاش کی ہے — اور امام غائب کی طرح گوشۂ عافیت مین بیٹہکر عامیونکو ہمارے مقابلہ مین کمر ہمت باندہنا اور ٹٹی کی اوٹ ہوتے تیر لگانا الی آخرہ —

نقل عبارت اشتہار محمد بخش و عاشق علی وغیرہ — معیار الہدی مولفہ جناب حکیم فیروز آبادی کا ترکی بترکی جواب باصواب اسم بامسمی تذکرۃ الخلفا تیار ہوا —

مرزا صاحب جواب لکہنا اور چیز ہے اور منہ چڑانا اور چیز — ذرا اپنے عنوان مکا تشبیہا تنا ہی کو کر ایل سنت نہ کہیں بجز غیرت معاشہ

کیجئے - پہر ہمارے نشان تاتمدس اصلاحی کو کہ خاصان اہل تشیعہ انعام مستبنہ پر جواب لکہین بعبد عبرت ملاحظہ کیجئے -

یہ عبارتین شہادت دی رہی ہین اس بات کی کہ شیعہ جہگڑے اور فسادسے کنارہ کش ہوتے جاتے ہین اور اہل سنت کی جانب سے جو نامہی حملے ہوتے ہین اون حملون کے جواب وہ صرف اپنے ہم مذہبون کی تعلیم وتلقین کے واسطے شائع کردیتے ہین +

تاکہ کوئی ناواقف گمراہ نہونے پاوے - اس کنارہ کشی پربہی اہل سنت بذریعہ اسقسم کی تحریرون کے شیعون کی طبیعتونکو مشتعل کرکے امن خلائق مین فتور ڈالنا چاہتے ہین اور جب شیعہ ترکی ترکی جواب دینگے تو پہر اہل سنت عدالت کو نالش کرنے دوڑینگے -

ان عبارتونکے ساتھہ مندرجہ ذیل اشعار بہی میرے سامنے رکہے ہوئے ہین ؎

فرعون کو کمطرح کیا غرق خدا نے	نمرود کو برباد کیا مرض وہوا نے
شداد کو اک دم کی نہ مہلت دی قضا نے	کیا ہوگئے قارون کے چالیس خزانے

گر کر کبہی خود سرکو سنبہلتے نہین دیکہا

موذی کو کبہی پہولتے پہلتے نہین دیکہا

مین ان عبارتون کو دیکہکر متعجب ہون کہ شمس الضحیٰ - نجم الہدیٰ وسمے المبرات مین شیعون نے متعدد جواب دئے ہین اون جوابات سے مولوی سمیع اللہ صاحب اور اونکے ہم مذہبون اور ہم خیالون کی تسکین نہین ہوئی اب اگر ہمیر مشیر صاحب مرحوم کے کوئی شیعہ مولوی صاحب مدوح کی جناب مین مثل جناب کتاب کوئی جدید کتاب عرض کرے تو غالباً تسکین ہو

اوسوقت عدالت مین نالش کرنے جادینگے۔ کیونکہ میر مشکور صاحب مرحوم کی کہنہ کتاب سے حضرت کی سیری نہین ہوئی ہے۔

جناب مولوی صاحب کتاب موسوم بہ تشفی نوایر و اہل سنت مطبوعہ مطلع الانوار تحاسن لکھنؤ مصنفہ جناب مولوی سید محمد حسن صاحب سلمہ اللہ تعالے مین آپ کے کل سوالات کا جواب شیعون کی جانب سے اوسی محاورہ مین دیا گیاہے جو محاورہ کو آپ نے اختیار کیاہے اوس کتاب کو طلب فرماکر ملاحظہ فرمائیے۔

غالبًا اوسکے دیکھنے سے آپکو معلوم ہوجاویگا کہ آپکی سخت کلامی کا اور سوالات بے سروپا کا شیعون نے کس عمدگی سے جواب دیاہے۔

اس تنازعہ کے فیصلہ مین یہ بات ضرور قابل تسلیم ہے کہ جب نجم الہدیٰ بجواب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب سنی المذہب لکھی گئی ہی تو یہ کتاب تو بالخصوص اہل سنت کے مطالعہ کے لائق تھی پھر اس کتاب پر جو یہ عبارت لکھی گئی کہ حضرات اہل سنت نہ اس کتاب کو خرید کرین نہ ملاحظہ فرمادین۔ تو پھر جواب لکھنے سے کیا فائدہ۔

لیکن جب مین اہل سنت کے اوس فتنہ و فساد پر غور کرتا ہون کہ وہ اپنی تصنیفات مین جو دل مین آتاہے شیعون کے اور پیشوایان شیعیان کے حق مین کلمات سخت لکھدیا کرتے ہین اور دشنام دہی مین مطلق دریغ نہین کرتے۔

مگر شیعہ یہ سخت باتین سنکر سکوت اختیار کرتے ہین اور جب کوئی شیعہ بیچین ہوکر ترکی تبرکی جواب لکھدیتاہے تو اہل سنت واسطے

نالش کے عدالت کو جاتے ہین۔
لہذا نالش عدالت سے محفوظ رہنے کے واسطے شیعہ اپنی کتاب پر لکھدیتے ہین کہ حضرات اہل سنت اس کتاب کو نہ دیکھین اور نہ خرید فرماوین۔ اور شیعہ جسقدر دبے جاتے ہین اہل سنت اوسیقدر زبان درازی کرتے چلے جاتے ہین۔ جس زبان درازی کا ایک ادنی ثبوت عبارت کتاب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب و عبارت اشتہار محمد بخش و عاشق علی مذکورہ بالا سے بخوبی ہوتا ہے جسکو مین نقل کر چکا ہون۔
اگر شیعہ اپنی کتابون پر یہ نہ لکھا کرین کہ اہل سنت اس کتاب کو خرید فرماوین تو کیا اہل سنت شیعون کی مصنفہ کتابون کو خرید فرما کر مطالعہ فرماوین گے۔ ہرگز نہین۔
اہل سنت تو کسی حالت مین شیعون کی مصنفہ کتابون کو نہ خرید کرتے ہین نہ مطالعہ کرتے ہین اون کے عالمون نے اون کو ایسا ڈرا دیا ہے کہ شیعون کی کتابون مین سحر ہے کہ جس کے دیکھے کوئی سنی شیعون کی کتاب نہین دیکھتا خریدنا تو کجا اگر اہل سنت شیعون کی کتابین مطالعہ کرتے تو ایک سرے انتہا سنی شیعہ ہو جاتے۔
پھر شیعون کا اشتہار مذکور لکھدینا اپنے کو آئندہ فسادات سے محفوظ کرنا ہے۔
مولوی محمد جہانگیر خانصاحب و عاشق علی و محمد بخش وغیرہ علیحضان و محمد شاہ خان کا مطلب اس اشتہار سے غالبا یہی ہے کہ

نحوی تازہ فساد قابل عدالت پیدا کیا جاوے اور اس بہانہ سے کوئی رقم کی جمع کی جاوے اگر شیعہ اپنی کتاب پر لکھ دیتے ہین کہ کوئی سنی نہ دیکھے تو قباحت کیا ہے جن اہل سنت کو شوق ہے وہ ہر حالت مین دیکھ ہی لیتے ہین یہ ممانعت تو صرف فتنہ پردازون کے انسداد کے واسطے لکھدی جاتی ہے -

تاہم مجھکو حیرت ہے کہ شیعہ اس قدر کیون [illegible] ہین اس کا سبب بجز اسکے اور کچھ معلوم نہین ہوتا کہ شیعون مین ہمدردی بالکل نہین ہے - چنانچہ جن شیعون پر آلہ آباد و لکھنؤ وغیرہ مین اہل سنت کی جانب سے امور دینی مین مقدمے دائر ہوئے اون کی اعانت کسی شیعہ نے نہین کی اور غیرت کے سبب مظلوم شیعہ طالب اعانت بھی نہین ہوئے -

مگر اہل سنت امور دینی مین ہر قوم کے مقابلہ مین بچشم زدن داسے درمے قدمے واسطے اعانت کے آمادہ ہو جاتے ہین -

اسی حمایت کے بھروسہ پر مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور محمد بخش و عاشق علی و بندہ علی خان و محمد شاہ خان کو عبارت مذکور کے تحریر کی جرات ہوئی -

لہذا ہمدردی پیدا کرنے اور اتفاق قومی کی تکمیل کی غرض سے نیز بغرض اشاعت دین و حفاظت اسلام مین چاہتا ہون کہ ایک قومی اخبار شیعون کا ایسا جاری ہو جاوے کہ جو ہندوستان کے ہر مقام پر شیعون

سکے پاس پہونچا کرے ۔

پس اپنی قوم کو غیرت دلانا اور عبرت کا مادہ پیدا کرنا قوم کے ہر انسان پر فرض ہے اور جس قوم مین غیرت باقی نہین رہتی اوس قوم سے ہمدردی بھی جاتی رہتی ہے ۔

اصحاب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہمدردی کا پورا موقع ہے پس قوم مین اتفاق پیدا کرنے اور اون کو تہذیب اور اخلاق کے جامہ غیرت دلا کر ایک دوسرے کا معین بنانے کے لئے مین ایک اخبار موسوم بہ بیک اسلام جاری کرنا چاہتا ہون ۔

اس اخبار کے اجرا سے مجھکو کوئی ذاتی فائدہ مدنظر نہین ہے بلکہ محض نفع قومی کے واسطے اس اخبار کا جاری کرنا مدنظر ہے اگر قوم کے لوگ میری جانب رجوع کرین گے تو مین ضرور اخبار جاری کردونگا ۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ اگر خدا مدد کرے تو اس اخبار سے قوم کو نفع عظیم حاصل ہوگا ۔

لیکن اگر قوم کو میری جانب توجہ نہوگی تو مین اس اخبار کے اجرا کے واسطے کوئی اہتمام یا کوشش بھی ایسی نہ کرونگا ۔ کہ جس کے سبب سے کسی صاحب کو بخاطر یا مجبوراً اعانت کی ضرورت ہو کیونکہ مین خود عدیم الفرصت ہون محض بنظر ثواب دارین اس بار کو اپنے ذمہ لینا چاہتا ہون ورنہ اس بار گران کے اوٹھانے کی مجھکو مطلق احتیاج نہین ہے ۔

یہہ کتاب اس احقر نے باجازت مرزا عابد حسین صاحب قزلباش بوجہ اصرار شائقین بہت
اہتمام سے صحت کے ساتھ طبع کرائی ہے جن صاحبان کو اس کتاب کی ضرورت ہو
بارسال قیمت یا بذریعہ ویلیو پی ایبل بندہ وزارت علی رضوی سبزواری محلہ کٹرہ حاجی حسن
یا بمقام امروہہ ضلع مرادآباد محلہ دانشمندان ڈاکٹر سید محمد حمید صاحب یا بمقام رائے بریلی
ڈاکٹر سید محمود حسن صاحب سے طلب فرمالیں اور نام نامی بخط صاف تحریر فرماویں
تاکہ تعمیل ارشاد میں توقف نہو - یہہ کتاب بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء
رجسٹری ہو چکی ہے بلا اجازت پسران مصنف مرحوم و مغفور کوئی صاحب قصد طبع
نہ فرماویں -

المشتہر

سید وزارت علی رضوی سبزواری محلہ کٹرہ حاجی حسن